چلوسک
ملوسک

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/9 روپے

دوسری جنگِ عظیم کے بعد جرمنی کے بیشمار سائنسدان اپنی جانیں بچاکر دوسرے ملکوں میں بھاگ گئے جرمنی کا ایک عظیم ترین سائنسدان یوشاکا جنگ ختم ہونے کے بعد افریقہ فرار ہوگیا اور وہاں اس نے ہیروں کی تجارت شروع کر دی۔ چونکہ وہ ایسے مصنوعی ہیرے تیار کر لیتا تھا کہ اصلی سے بھی زیادہ قیمتی لگتے تھے اس لئے اس نے ان ہیروں کو اپنے نمائندوں کے ذریعے بیچ کر بےشمار دولت کمالی۔ خاصی دولت کمانے کے بعد اس نے براعظم افریقہ کی ایک چھوٹی سی گمنام بستی میں زیرزمین

ایک بہت بڑی سائنسی لیبارٹری قائم کرلی یہ
لیبارٹری انتہائی خفیہ طور پر قائم کی گئی تھی
اور کسی کو بھی اسکا پتہ نہیں تھا۔ چونکہ یوشاکا
کا اپنا ذاتی بحری جہاز تھا۔ اس لئے وہ پوری
دنیا سے جدید ترین مشینیں خرید کر اس جہاز کے
ذریعے لیبارٹری میں پہنچا دیتا تھا جب اس کی
لیبارٹری مکمل ہوگئی تو اس نے ہیروں کی تجارت
اپنی بیوی کے سپرد کی اور خود چوبیس گھنٹے
لیبارٹری میں کام کرنے لگا اس پر ایک ایسا
خلائی جہاز تیار کرنے کی دھن سوار تھی جس میں
کسی قسم کا ایندھن نہ ڈالنا پڑے۔ بلکہ وہ
بالکل آٹومیٹک طریقے سے کام کرے اس جہاز
کی رفتار اتنی تیز ہو کہ وہ زیادہ سے زیادہ دو
دنوں میں زمین سے چاند پر پہنچ جائے اور
اسے بالکل اسی طرح اڑایا اور اتارا جاسکے جیسے
ہیلی کاپٹر اترتا اور چڑھتا ہے بیس سال کی
مسلسل محنت کے بعد آخرکار وہ اس قسم کا
خلائی جہاز تیار کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس
کا ارادہ تھا کہ اس جہاز پر سوار ہوکر وہ کائنات

کے ان دیکھے سیاروں اور کہکشاؤں کی سیر
کریگا اور وہاں پہنچ جائے گا جہاں جانے کا
انسانی ذہن تصور تک نہیں کرسکتا۔ اور جب وہ
واپس آئیگا اور اپنے حالات دنیا والوں کو بتلائیگا
تو پوری دنیا کا عظیم ترین انسان بن جائیگا۔
سائنسدان یوشاکا کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا
نام چلوسک اور چھوٹے کا نام ملوسک تھا۔ چلوسک
پندرہ سولہ سال کا تھا جبکہ ملوسک کی عمر بارہ
سال تھی۔ دونوں بھائی بےحد۔ ذہین تھے ان
کے باپ نے انہیں بچپن سے ہی سائنس کی
تعلیم دی تھی اور اب وہ خود چھوٹے موٹے
سائنسدان بن چکے تھے اور ہر چیز کو اچھی
طرح سمجھتے تھے مگر چونکہ دونوں ذہین ہونے کے
ساتھ ساتھ بےحد شرارتی بھی تھے اسلئے ان
کا باپ انہیں لیبارٹری میں اکیلا نہیں جانے دیتا
تھا۔ ان دونوں کو معلوم تھا کہ انکا باپ
ایک ایسا خلائی جہاز تیار کر رہا ہے جس پر
وہ آسمانوں پر اڑ جائے گا اور ان دیکھے سیاروں
اور دنیاؤں کی سیر کریگا وہ اس ایجاد پر

بے حد خوش تھے کیونکہ انکے باپ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں بھی جہاز میں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ چنانچہ وہ دونوں بڑی شدت سے اس دن کا انتظار کر رہے تھے جب ان کا باپ جہاز کے مکمل ہو جانے کا اعلان کرے۔ گو یوشاکا نے جہاز تو تیار کرلیا تھا مگر اب وہ اس میں ایسا جدید ترین حفاظتی نظام فٹ کر رہا تھا کہ انجانی دنیاؤں میں پیش آنے والے ہر خطرے کا باآسانی مقابلہ کیا جاسکے۔

پھر ایک دن جب وہ جنگلی ہرن کا شکار کرکے گھر واپس آئے تو انہوں نے اپنے باپ کو لیبارٹری سے باہر اپنے گھر میں بیٹھے دیکھا ان کے باپ کے چہرے پر خوشی اور مسرت کے بے پناہ آثار تھے۔

"کیا بات ہے اباجان آج آپ بے حد خوش نظر آرہے ہیں۔" چلوسک نے ہرن ایک طرف ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اباجان آج آپ واقعی بے حد خوش نظر آرہے ہیں" ہمیں تو بتلائیں کیا بات ہے۔" ملوسک نے بھاگ کر باپ کے گلے میں باہیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ملوسک ایک طرف ہٹو تمہارے کپڑوں پر ہرن کا خون لگا ہوا ہے جاؤ پہلے کپڑے بدل کر آؤ" ان کی ماں نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو آج میں بے حد خوش ہوں۔ آج میری محنت ٹھکانے لگ گئی ہے اور میں نے ایسا جہاز تیار کرلیا ہے کہ ہم پوری کائنات کی باآسانی سیر کرسکتے ہیں۔" یوشاکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"سچ اباجان آہا پھر تو مزہ آگیا۔ اباجان کب چلیں گے سیر پر" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ابھی تم نہیں جاؤگے بیٹے پہلے میں خود ایک چکر لگاکر اس جہاز کو ٹیسٹ کرونگا۔ اگر یہ بالکل درست ہوا تو پھر تم سب کو لے جاؤنگا" اس کے باپ نے ملوسک کی کمر پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ملوسک نے چور نظروں سے اپنے بھائی چلوسک کو دیکھا چلوسک نے اسے آنکھ مار دی اور ملوسک اس کی بات سمجھ گیا چونکہ ملوسک چھوٹا تھا اس لئے اسکا باپ اس سے بے حد محبت کرتا تھا اور اس کی ہر ضد پوری کر دیا کرتا تھا۔

"اباجان اگر آپ ہمیں نہیں لے جاتے تو ہمیں جہاز تو دکھلادیں تاکہ ہم دیکھیں تو سہی کہ آپ نے کیسا جہاز بنایا ہے۔" ملوسک نے لاڈ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ البتہ ہو سکتا ہے آؤ میں تم دونوں کو جہاز دکھلاؤں تم چونکہ سائنس کو اچھی طرح سمجھتے ہو۔ اس لئے سمجھ بھی آجائے گی۔ اور تمہاری معلومات میں بھی اضافہ ہوگا" یوشاکا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ چنانچہ وہ اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر لیبارٹری میں آگیا۔ لیبارٹری کے عین درمیان میں ایک فولادی پلیٹ فارم پر وہ خلائی جہاز کھڑا تھا خلائی جہاز شکل و صورت سے ایک بڑا سا کیپسول نظر آتا تھا اسکا رنگ بے حد چمکدار تھا اور عجیب و غریب بات یہ تھی کہ اس جہاز کے باہر ایک پیچ تک لگا ہوا نہیں تھا

"اباجان اس کے باہر تو بالکل تار تک نہیں لگی ہوئی۔ حتیٰ کہ راڈار تک کی تار نہیں ہے۔" چلوسک نے سوال کیا۔

"بیٹے یہ جہاز انتہائی رفتار سے چلے گا اس لئے اس کے باہر کوئی چیز نہیں لگائی گئی ورنہ اس کا اثر رفتار پر پڑتا۔ اسکا تمام نظام اس کے اندر موجود ہے" یوشاکا نے جواب دیا۔

"اباجان اس کی انتہائی رفتار کتنی ہے۔" ملوسک نے پوچھا۔

"بیٹے بس یوں سمجھ لو کہ روشنی کی رفتار سے دس گنا زیادہ رفتار سے یہ جہاز چلےگا روشنی کی رفتار تو تم جانتے ہی ہو۔ ایک لاکھ پینتیس ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ چنانچہ یہ جہاز تیرہ لاکھ پچاس ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے چلے گا۔" یوشاکا نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر اباجان اتنی انتہائی رفتار سے چلنے پر اسکے اندر آپ پر اثر نہیں پڑیگا۔" چلوسک نے پوچھا۔

"نہیں بیٹے میں نے اس کا اندرونی انتظام ایسا کیا ہے کہ انتہائی رفتار کا قطعاً اثر نہیں پڑیگا اور اندر بیٹھنے والے کو یوں محسوس ہوگا۔ جیسے وہ کسی عام جہاز میں سفر کر رہا ہو۔ نہ ہی اسے اندر مخصوص لباس پہننا پڑیگا اور نہ ہی اس پر بےوزنی کی کیفیت طاری ہوگی" یوشاکا نے جہاز کے گرد گھومتے ہوئے کہا۔

"اباجان آپ نے خوراک کا کیا بندوبست کیا ہے" چلوسک نے پوچھا۔

"بیٹے میں نے ایک ایسی گولی ایجاد کی ہے جسے کھانے کے بعد ایک انسان بیس سال تک خوراک کی طلب سے بےنیاز ہو جائیگا بیس سال تک نہ اسے خوراک کی ضرورت پڑے گی نہ ہی اس کی طاقت کم ہوگی۔ اور نہ اسکی صحت خراب ہوگی اور ایسی گولیوں کا ایک پیکٹ جہاز میں موجود ہے جس میں سو گولیاں ہیں ایک اور بات یہ بھی ہے کہ اس گولی میں ایسی قوت موجود ہے کہ انسان کسی بھی سیارے میں پہنچ جائے وہاں چاہے کیسی بھی آب وہوا ہو اسکا اثر گولی کھانے والے پر نہیں ہوتا۔ یوشاکا نے انہیں بتلایا۔ پھر اس نے جہاز کے گرد ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ پھیرا۔ جہاز میں ایک چھوٹی سی کھڑکی کھل گئی اور سیڑھیاں باہر نکل آئیں تینوں اسکے اندر چلے گئے پھر یوشاکا نے تفصیل کے ساتھ تمام باتیں بتانا شروع کردیں۔ اس نے ہر چیز کی تفصیل بتلائی۔

"مگر اباجان یہ جہاز اسٹارٹ کیسے ہوتا ہے۔" چلوسک نے پوچھا۔

"نہیں بیٹے بس یہی بات نہیں بتلاؤنگا" یوشاکا نے صاف جواب دے دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کے بیٹے کھلنڈرے ہیں اگر انہوں نے ایکبار بھی غلطی سے وہ بٹن دبا دیا تو پھر ان کی واپسی ناممکن ہو جائے گی۔

تمام جہاز کے متعلق بتلانے اور سمجھانے کے بعد وہ واپس چلے آئے اور پھر لیبارٹری سے باہر آگئے۔ شام پڑ چکی تھی۔ اس لئے کھانا کھانے کے بعد وہ سب لیٹ گئے انکا باپ چونکہ کام کرکے بے حد تھکا ہوا تھا اس لئے جلدی اسے نیند آگئی ان کی والدہ کو چونکہ بےخوابی کا مرض تھا اس لئے وہ نیند کی گولیاں کھاتی تھی آج بھی یہی ہوا۔ اس نے نیند کی گولیاں کھائیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند سوگئی۔ مگر ادھر چلوسک ملوسک دونوں کو نیند نہیں آرہی تھی وہ دونوں لحافوں سے سر نکالے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے انہوں نے علیحدگی میں ایک پروگرام تیار کر لیا تھا اور اب وہ اس پروگرام پر عمل کرنے کے لئے بےچین تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ ماں باپ دونوں گہری نیند سوچکے ہیں تو سب سے پہلے چلوسک اٹھا اور بڑی آہستگی سے لحاف سے باہر نکل آیا۔ ملوسک بھی اٹھ آیا اور دونوں خاموشی سے لیبارٹری کے خفیہ دروازے سے لیبارٹری کے اندر داخل ہوگئے۔

"یار چلوسک کہیں اباجان کی آنکھ نہ کھل جائے" ملوسک نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"نہیں وہ بےحد گہری نیند سوئے ہوئے ہیں انہیں کیا پتہ چلے گا۔ جہاز کی رفتار انتہائی تیز ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ صبح تک ہم کم سے کم چاند کی سیر کرکے واپس لوٹ آئیں گے۔" چلوسک نے اسکی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات ہے اباجان تو پتہ نہیں کب تک سوئیں کم سے کم ہم ایک سیارے تک تو ہو آئیں" ملوسک نے کہا۔ اور پھر دونوں جہاز کی کھڑکی کھول کر اندر داخل ہوگئے۔

"مگر اس کے اسٹارٹ کرنے والے بٹن کا تو اباجان نے بتلایا ہی نہیں" ملوسک نے تشویش سے پر لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے ایک بٹن ایسا رہ گیا ہے جس کے متعلق اباجان نے نہیں بتلایا۔ ظاہر ہے وہی اسٹارٹ کرنے والا بٹن ہوگا۔ تم ایسا کرو کہ اس سیٹ پر بیٹھ جاؤ اور بیلٹ کس لو۔" چلوسک نے اسے ساتھ والی سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور خود بھی وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی کمر کے گرد بیلٹ کسنے لگا۔ بیلٹ کسنے کے بعد اس نے سامنے لگے ہوئے بےشمار بٹنوں میں سے ایک بٹن دبایا تو ایک پلیٹ روشن ہوگئی اس میں لیبارٹری کا منظر نظر آنے لگا اور چھت میں سے ایک پلیٹ آہستگی سے ہٹ گئی وہاں اتنا سوراخ ہو گیا جس میں سے وہ جہاز باہر نکل سکے

"ہوشیار اب میں جہاز کو سٹارٹ کرنے لگا ہوں" چلوسک نے کہا اور ملوسک چوکنا ہوکر بیٹھ گیا۔ پھر چلوسک نے ایک سرخ رنگ کے بٹن کو زور سے دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی پوری مشینری میں زندگی کی لہر دوڑ گئی چھوٹے چھوٹے بلب جلنے بجھنے لگے۔ کئی سکرینیں روشن ہو گئیں۔ ایک سکرین پر آسمان صاف نظر آرہا تھا۔ ایک سرخ رنگ کا تیر اس پلیٹ پر موجود تھا چلوسک نے جیسے ایک ڈائل گھمایا تو تیر حرکت کرنے لگا۔ چلوسک ڈائل گھماتا گیا جب تیر چاند پر پہنچا تو اس نے ڈائل گھمانا بند کردیا اور پھر اس نے سرخ رنگ کے قریب موجود سبز رنگ کا بٹن دبا دیا بٹن دبتے ہی انہیں ایک جھٹکا سا لگا۔ اور دوسرے لمحے بڑی سکرین پر منظر تیزی سے بدلنے لگے۔ رفتار بتلانے والی سوئی تیزی سے بڑے بڑے ہندسے بتلانے لگی۔ اور پھر انہوں نے ایک سکرین پر دیکھا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ چند لمحوں میں دنیا کو چھوڑ کر خلا میں پہنچ گئے ہیں اور ان کا جہاز انتہائی تیز رفتاری سے چاند کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

"آہا ہا، کتنا دلچسپ منظر ہے مزہ آگیا واہ اباجان کتنا اچھا جہاز بنایا ہے" ملوسک نے خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے کہا۔

"ہاں دیکھو اتنی تیز رفتاری کے باوجود بھی محسوس نہیں ہو رہا کہ ہم سفر کررہے ہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہم اطمینان سے بیٹھے ہیں" چلوسک نے بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اب وہ بڑے اطمینان سے بیٹھے اردگرد کا نظارہ کر رہے تھے اور جہاز انتہائی تیز رفتاری سے چاند کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

یہ ایک عجیب وغریب سا کمرہ تھا اس کی دیواروں کا رنگ گہرا زرد تھا۔ اور ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ زرد رنگ کے بلبلوں سے بنی ہوئی ہوں۔ اس میں بلبلوں کی بنی ہوئی بےڈھنگی سی مشینیں موجود تھیں اور ان مشینوں کے قریب ایک بڑا سا چھپکلی نما انسان کھڑا تھا اس کی باقاعدہ دم تھی منہ انسانوں کا سا تھا۔ جسم پر بلبلوں کا بنا ہوا لباس تھا۔ بس یوں محسوس ہوتا تھا۔ جیسے بڑی سی چھپکلی کھڑی ہو۔ بلبلے والی مشین پر ایک بہت بڑا سا بلبلا تھا۔ جس کیپسول نما جہاز صاف نظر آرہا تھا جو انتہائی تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ چھپکلی نما انسان بڑے غور سے اس جہاز کو دیکھ رہا تھا اس کے مکروہ سے چہرے پر حیرت اور تعجب کے آثار نمایاں تھے پھر اس نے اپنا پنجہ آگے بڑھایا جس میں دس انگلیاں تھیں اور اس نے ایک بلبلے کو انگلی سے ٹھوکر ماری ٹھوکر لگتے ہی وہ بلبلا پھٹ گیا اور اس میں سے آواز نکلنے لگی۔ چوں، چرا، چاں، چوں، چرا، چاں، چاں، چوں بار بار یہی الفاظ دہرائے جا رہے تھے چھپکلی نما انسان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور پنجوں پر چلتا ہوا عمارت سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک پورا شہر تھا۔ جس کے اوپر آسمان پر سرخ رنگ کی گہری دھند چھائی ہوئی تھی۔ شہر میں عام عمارتیں بلبلوں سے بنی ہوئی تھیں سڑکیں بھی عمارتیں بھی، سب ایسا لگتا تھا۔ جیسے یہ بلبلوں کا ملک ہو۔ اس میں بےشمار چھپکلی نما انسان چل پھر رہے تھے ان سب نے بھی بلبلوں کے بنے ہوئے لباس پہنے ہوئے تھے۔ جیسے ہی یہ چھپکلی نما انسان عمارت سے باہر نکلا اس نے ایک طرف اشارہ کیا اور ایک بلبلا تیرتا ہوا اس کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب پہنچ کر بلبلا درمیان سے پھٹ گیا اور وہ چھپکلی نما انسان اندر بیٹھ گیا اور بلبلا آگے بڑھ گیا۔ بلبلے کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ تھوڑی دیر بعد بلبلا ایک بڑی عمارت میں داخل ہوگیا اور ایک کمرہ میں جاکر رک گیا جہاں ایک چھپکلی نما عورت بلبلوں کی بنی ہوئی کرسی پر بیٹھی تھی اس کے سر پر سرخ رنگ کا بلبلہ تاج کی طرح موجود تھا۔

"کیا بات ہے چوکم" عورت نے اسی چوں چرا چاں کی زبان میں آنے والے سے پوچھا۔

"ملکہ چارم ایک عجیب سی چیز آج میں نے دور کے آسمان میں دیکھی ہے ایسی چیز کہ اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آئی۔" چوکم نے اسے بتلایا اسکا لہجہ بےحد مؤدبانہ تھا۔

"ہمیں دکھلاؤ چوکم وہ کیا چیز ہے" ملکہ چارم نے کہا۔

اور چوکم نے ایک طرف بڑھ کر دیوار کے ایک بلبلے کو انگلی سے ٹھوکر ماری۔ ٹھوکر لگتے ہی بلبلا میں سے آسمان نظر آنے لگا۔ جس میں وہ جہاز بھی موجود تھا۔ جس میں چلوسک اور ملوسک موجود تھے۔

"واقعی یہ تو ایک نئی چیز ہے حیرت انگیز تمہارا دماغ کیا کہتا ہے چوکم" ملکہ نے بھی حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ملکہ چارم میرا دماغ بتلاتا ہے کہ یہ کسی اور دنیا کا جہاز ہے کیونکہ عظیم چارم کی عظیم کتاب میں میں نے پڑھا تھا کہ اس آسمان میں اور بھی حیرت انگیز سیارے موجود ہیں میرے خیال میں یہ ان میں سے کسی سیارے کی کوئی چیز ہے" چوکم نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے تم صحیح کہہ رہے ہو کیونکہ تم نے عظیم کتاب پڑھی ہے اور اس وقت پورے چارم میں تم جیسا عقل مند کوئی بھی نہیں ہے" ملکہ چارم نے جواب دیا۔ وہ چند لمحے بغور جہاز کو دیکھتی رہی پھر اس نے چوکم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا چوکم کہ ہم جہاز کو چارم میں لے آئیں اور دیکھیں کہ یہ کیا چیز ہے" ملکہ چارم نے کہا۔

"کیوں نہیں ہوسکتا ملکہ آپ حکم کریں میں نے عظیم چارم کی کتاب پڑھی ہے میں سب کچھ کر سکتا ہوں" چوکم نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے اسے یہاں لے آؤ" ملکہ نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر ملکہ چارم میں اپنے کمرے میں جاکر اسکا بندوبست کرتا ہوں" چوکم نے کہا اور پھر وہ واپس چلدیا اور اسی طرح بلبلے میں بیٹھ کر سفر کرتا ہوا واپس اسی کمرے میں پہنچ گیا جہاں وہ بےڈھنگی سی مشین موجود تھی اس نے مشین کے سامنے بیٹھ کر اس کے مختلف بلبلوں کو انگلیوں سے ٹھوکریں مارنی شروع کردیں۔

چلوسک ملوسک بڑے اطمینان سے جہاز میں بیٹھے اردگرد کے نظارے سے لطف اندوز ہورہے تھے کہ اچانک ان کے جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے ان کے جہاز کا رخ بدل گیا چلوسک نے دیکھا کہ سرخ رنگ کا تیر اب ایک اور چھوٹے سے ستارے پر جما ہوا تھا۔ چلوسک نے ڈائل گھمانے کی کوشش کی مگر ڈائل جام ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا چلوسک" ملوسک نے بھی چونک کر پوچھا۔

"ہمارے جہاز کا رخ بدل گیا ہے ملوسک اب یہ کسی اور ستارے کی طرف بڑھ رہا ہے" چلوسک نے پریشان کن لہجے میں جواب دیا۔

"کیا ہوا جانے دو ہم نے سیر کرنی ہے چاند نہ سہی کسی اور ستارے کی سہی" ملوسک نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"مگر میں سوچ رہا ہوں کہ آخر جہاز کا رخ خودبخود کیسے بدل گیا" چلوسک نے اسی طرح پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ہمارا جہاز خود بھی اس سیارے کی سیر کرنا چاہتا ہو" ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا اور چلوسک بھی اس کی بات پر ہنس پڑا۔ اس نے گو اپنی طرف سے جہاز کا رخ بدلنے کی کوشش کی مگر بےسود۔ جہاز اسی ستارے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اور سکرین پر وہ ستارہ تیزی سے بڑا ہوتا جا رہا تھا۔

"مجھے بھوک لگ رہی ہے چلوسک مجھے وہ گولی دو" ملوسک نے کہا۔

"اب یار بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے پتہ نہیں اس ستارے پر کچھ کھانے کو ملے یا نہیں دونوں ہی گولیاں کھا لیتے ہیں" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے گولیوں والا پیکٹ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے دو زرد رنگ کی گولیاں نکال کر ایک ملوسک کو دے دی اور ایک خود کھالی۔ گولی کھاتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا جیسے انہیں بھوک قطعاً لگی ہی نہ ہو اب وہ اطمینان سے بیٹھے اس ستارے کو دیکھ رہے تھے جو تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا تھا آہستہ آہستہ ستارہ بڑا ہوتا چلا گیا اور اب انہوں نے دیکھا کہ ستارہ سرخ رنگ کے ایک غلاف میں چھپا ہوا ہے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پر ہر طرف سرخ رنگ کی دھند چھائی ہوئی ہو۔

"عجیب ستارہ ہے یہ بھی سرخ رنگ کا" چلوسک نے کہا۔

"پتہ نہیں یہاں کوئی انسان بھی رہتا ہے یا نہیں" ملوسک نے جواب دیا۔

پھر ان کا جہاز اس دھند میں داخل ہوگیا اب اس کی رفتار خودبخود آہستہ ہوگئی تھی دھند کراس کرتے ہی وہ حیرت سے اچھل پڑے کیونکہ انہیں وہاں عجیب وغریب عمارتیں صاف نظر آنے لگ گئی تھیں۔ زرد رنگ کے بلبلوں کی بنی ہوئی عمارتیں اور چھپکلی نما انسان وہ دونوں بڑی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور ان کا جہاز اس ستارے پر آہستہ آہستہ گھومتا ہوا آخر ایک بڑی سی عمارت کی چھت پر اتر گیا۔ چلوسک نے بٹن دبا کر جہاز کی مشینری بند کردی۔

"آؤ اب باہر چلیں" چلوسک نے کہا۔

"مگر معلوم نہیں باہر کی آب وہوا کیسی ہو" ملوسک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا فرق پڑتا ہے ہم نے گولیاں کھا رکھی ہیں اور اباجان نے تبلایا تھا کہ گولی کھانے والے پر کسی قسم کی آب وہوا کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"ارے ہاں مجھے بھی یاد آگیا" چلوسک نے کہا اور پھر وہ اپنی کمر کے گرد کسی ہوئی بیلٹ کھولے ہوئے تھے۔

"ارے دیکھو چھپکلی نما انسان" چلوسک نے اچانک چونک کر کہا۔ اور ملوسک بھی یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جہاز کے گرد دو بڑی بڑی چھپکلیوں جیسے انسان موجود تھے ان کے جسموں پر زرد رنگ کے بلبلوں کا بنا ہوا لباس تھا۔ ان میں سے ایک عورت تھی اور ایک مرد، عورت کے سر پر ایک سرخ رنگ کے بنے ہوئے بلبلے کا بنا ہوا تاج تھا۔

"یہ ضرور یہاں کی ملکہ ہے ویسے ہوسکتا ہے یہ خطرناک ہوں ہم اباجان کے بنائے ہوئے پستول لے لیں" چلوسک نے کہا اور پھر انہوں نے ایک طرف رکھے ہوئے پنسل نما پستول اٹھاکر اپنے پاس رکھ لئے۔ چلوسک نے ایک بٹن دبایا۔ تو جہاز میں کھڑکی کھل گئی اور وہ دونوں باہر نکل آئے انہیں باہر آتا دیکھ کر چھپکلی نما انسان حیرت سے اچھل پڑے اور عجیب عجیب نظروں سے انہیں دیکھنے لگے۔ باہر نکل کر چلوسک نے دروازہ بند کردیا اور پھر وہ ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"السلام علیکم میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے" اس نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ انہیں آگے بڑھتا دیکھ کر وہ دونوں ایکبار تو پیچھے ہٹ گئے مگر پھر مرد نے جو چوکم تھا رک کر کچھ کہا مگر ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی چھپکلی چوں چراں چاں چوں کر رہی ہو۔

"ہمیں تمہاری زبان سمجھ میں نہیں آتی۔ چھپکلی نما انسانو" چلوسک نے کہا۔

اور شاید اس بات کا احساس چوکم کو بھی ہوگیا مگر چونکہ اس نے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھ رکھی تھی اس لئے اس نے آگے بڑھ کر اپنی انگلی چلوسک کے کان پر پھیری اور پھر اسی طرح اس نے ملوسک کے کان پر بھی انگلی پھیری

"اب کیا میری بات تمہاری سمجھ میں آرہی ہے" حیرت انگیز مخلوق چوکم بولا اور وہ دونوں حیرت سے اچھل پڑے۔ کیونکہ انہوں نے چوکم کی بات بخوبی سمجھ لی تھی۔

"ہاں اب ہمیں سمجھ آرہی ہے تم کون ہو۔ اور یہ کونسی دنیا ہے۔" چلوسک نے پوچھا۔

"اور تم چھپکلیوں جیسے کیوں ہو۔ کیا تم واقعی چھپکلی ہو" ملوسک نے پوچھا۔

"چھپکلی وہ کیا ہوتی ہے۔ میرا نام چوکم ہے اور اس کا نام چارم ہے یہ اس چارم کی ملکہ ہے میں نے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھ رکھی ہے" چوکم نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"چارم" چلوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ ہم نے تو کبھی یہ نام نہیں سنا۔

"تم کون ہو اور کونسی دنیا سے تعلق رکھتے ہو" چوکم نے پوچھا۔

"میرا نام چلوسک ہے یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے اور ہم کرۂ ارض سے تعلق رکھتے ہیں یہ ہمارا جہاز ہے جو ہمارے اباجان نے بنایا ہے ہم اس پر سیر کرنے نکلے تھے کہ جہاز خودبخود یہاں پہنچ گیا" چلوسک نے انہیں اپنے متعلق تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"کرۂ ارض یہ کوئی نیا ستارہ ہے ہمیں اسکے متعلق معلوم نہیں تھا" چوکم نے جواب دیا۔

"کیا تم دونوں میاں بیوی ہو" اچانک ملوسک نے سوال کیا۔

"میاں بیوی وہ کیا ہوتا ہے" چوکم نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ کیا تم دونوں نے شادی کررکھی ہے" چلوسک نے انہیں تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں نہیں معلوم تم کیا کہہ رہے ہو" چوکم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو یار ملوسک ہمیں کیا یہ میاں بیوی ہیں یا نہیں" چلوسک نے ملوسک کو کہا۔

"ان دونوں کو نیچے لے آؤ ہم ان سے باتیں کریں گے" ملکہ چارم پہلی بار بولی اور پھر چوکم نے ان دونوں کو نیچے چلنے کو کہا اور وہ سب ایک بلبلے میں بیٹھ کر عمارت کے اندر آگئے۔

چلوسک ملوسک دونوں حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے دیواریں بلبلوں کی بنی ہوئیں بلبلوں کے لباس، بلبلوں کی کرسیاں، بلبلوں کے ذریعے سفر، عجیب وغریب دنیا تھی۔ پھر ایک بڑے کمرے میں آکر وہ سب بیٹھ گئے۔

"ہمیں اپنی دنیا کے متعلق تفصیل سے بتلاؤ" ملکہ چارم نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا اور چلوسک انہیں بتلانے لگا کہ دنیا میں کیسے سمندر ہیں اور دریا ہیں، پہاڑ ہیں، باغ ہیں، عمارتیں ہیں سڑکیں ہیں کاریں، موٹریں، بسیں، ریل گاڑیاں ہیں چلوسک نے انہیں تفصیل سے بتلایا اور وہ دونوں انتہائی حیرت سے سب کچھ سنتے رہے وہ بار بار سوال کرتے اور چلوسک انہیں اشارے کر کرکے سب کچھ بتلاتا جب وہ سب کچھ بتلا چکا تو ملکہ چارم نے کہا۔

"ہائے کتنی خوبصورت اور دلچسپ دنیا ہوگی کاش میں وہاں جا سکتی"

"ملکہ چارم آپ کی نسل بھی وہاں موجود ہے اور ہم انہیں چھپکلیاں کہتے ہیں۔ وہ پروانے کھاتی ہیں۔ اور دیواروں سے چمٹی رہتی ہیں" ملوسک نے اسے بتلایا۔

"اچھا کمال ہے کیا وہ بھی ہماری طرح باتیں کرتی ہیں" ملکہ نے حیران ہوکر پوچھا۔

"نہیں وہ باتیں نہیں کرتیں" ملوسک نے کہا۔

"ملکہ ہمیں اپنی دنیا کی سیر کرائیے۔ ہم یہاں کی سیر کرنا چاہتے ہیں" چلوسک اچانک بول پڑا۔

"ہاں کیوں نہیں چوکم بڑے بلبلے کو بلاؤ ہم سب مل کر سیر کریں گے" ملکہ نے چوکم سے کہا اور چوکم نے ادب سے سر جھکایا اور پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ایک بڑا بلبلہ تیرتا ہوا ان کے قریب آگیا۔ چوکم نے اپنی پتلی انگلی سے اس پر ٹھوکر ماری۔ بلبلہ درمیان سے پھٹ گیا اور پھر وہ چوکم کے کہنے پر وہ سب اس بڑے سے بلبلے میں بیٹھ گئے اور بلبلہ تیرتا ہوا عمارت سے باہر نکل آیا۔

یہ واقعی عجیب وغریب دنیا تھی ہر چیز بلبلوں کی بنی ہوئی تھی کافی دیر تک سیر کرنے کے بعد وہ واپس آئے۔ اب چلوسک ملوسک دونوں تھک گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے سونے کا ارادہ کیا چنانچہ انہیں بلبلوں کے بستر پر پہنچا دیا گیا۔ اور چوکم اور ملکہ چلی گئی وہ دونوں لیٹ گئے

"یار چلوسک واقعی عجیب وغریب دنیا ہے بالکل نئی جب ہم اباجان کو بتلائیں گے تو وہ کتنے حیران ہوں گے" ملوسک نے کہا۔

"ہاں مگر اب ہم نے یہ دنیا دیکھ لی ہے میرا خیال ہے اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے کیونکہ ہم نے صبح سے پہلے پہلے واپس بھی جانا ہے" چلوسک نے کہا۔

"مگر کچھ دیر آرام کرلیں پھر چھت پر جا کر جہاز پر بیٹھ جائیں گے اور چلے جائیں گے" چلوسک نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور ملوسک کو بھی اطمینان ہوگیا اور وہ دونوں آرام سے سو گئے۔

ملکہ چارم اور چوکم ایک کمرے میں آمنے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے

"چوکم ان انسانوں کی دنیا کتنی عجیب ہوگی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم وہ دنیا دیکھ سکیں" ملکہ چارم نے کہا۔

"ہاں میرا اپنا بھی دل چاہتا ہے کہ وہ دنیا دیکھوں" چوکم نے جواب دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے ارضی انسانوں کا یہ جہاز موجود ہے یہ اگر ان کے ستارے سے ہمارے ستارے تک آسکتا ہے تو ہمارے ستارے سے ان کے ستارے تک بھی پہنچ سکتا ہے" ملکہ چارم نے تجویز پیش کی۔

"ملکہ تم واقعی بےحد عقلمند ہو۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا ہم چلوسک اور ملوسک کو ساتھ لےکر کرۂ ارض کی سیر پر چلیں گے" چارم نے سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیماً جھکتے ہوئے کہا۔

"تو جاؤ ان سے بات کرو میں زیادہ دیر انتظار نہیں کرسکتی" ملکہ چارم نے حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کے دل میں دراصل نئی دنیا دیکھنے کا شوق بےحد بڑھ گیا تھا۔

چنانچہ چوکم ملکہ کے حکم پر چلوسک ملوسک کے پاس پہنچ گیا جو ابھی ابھی سوکر اٹھے تھے اور اب واپس جانے کے متعلق سوچ رہے ہیں۔

"چلوسک ملوسک میں اور ملکہ چارم تمہارے ستارے کی سیر کرنا چاہتے ہیں تم اٹھو اور ہمیں اپنے جہاز میں ساتھ لے کر اپنے ستارے کی طرف چل دو" چوکم نے جاتے ساتھ ہی انہیں ملکہ کا حکم سنایا۔ چوکم کی بات سن کر وہ دونوں ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ پھر چلوسک نے جواب دیا۔

"مگر چوکم اس جہاز میں تو اتنی جگہ ہی نہیں کہ ہم سب اس میں جا سکیں"

"اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر اس جہاز کی تمام باتیں مجھے بتلادو۔ میں اور ملکہ اس پر تمہارے کرہ کی سیر کر آتے ہیں۔ جب تک ہم واپس نہ آئیں تم یہیں رہو۔ ہم جب واپس آ جائیں تو تم چلے جانا" چوکم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم جہاز تمہارے حوالے نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہم نے ابھی واپس جانا ہے ہمارا والد ہمارا انتظار کر رہا ہو گا۔" چلوسک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں جواب دیا۔

چلوسک کا جواب سن کر چارم کے انسانی چہرے پر شدید غصے کے آثار نمایاں ہوئے اور اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سنو ارضی انسانو، میں چارم کا عظیم چوکم ہوں میں نے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھ رکھی ہے اس لئے میں جو کچھ کہتا ہوں اسے کوئی نہیں

ٹھکرا سکتا۔ حتیٰ کہ ملکہ چارم بھی، یہاں میری حکومت ہے میری اجازت کے بغیر یہاں ایک بلبلہ بھی نہیں پھٹ سکتا۔ اس لئے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسکی تعمیل کرو"

"سنو چوکم تم چاہے جو مرضی آئے کہو۔ ہم تمہارے حکم کے پابند نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارے بغیر تم اس جہاز کو استعمال کر سکتے ہو۔ اسلئے تم ہمیں مہمانوں کی طرح خوشی خوشی رخصت کرو تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا" چلوسک نے انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ آخر اس کی رگوں میں بھی جرمن خون دوڑ رہا تھا۔

"یہ بات ہے تو پھر تمہیں اس حکم عدولی کی خوفناک سزا ملے گی۔ تمہیں بلبلوں میں تبدیل کردیا جائے گا۔" چوکم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ شاید وہ انہیں سزا دینے کے لئے انتظامات کرنے گیا تھا۔

"چلوسک آؤ یہاں سے بھاگ چلیں ہمارا جہاز اوپر موجود ہے اس سے پہلے کہ چوکم کوئی حرکت کرے۔ ہم یہاں سے نکل جائیں" چلوسک نے بھائی

کو تجویز پیش کی۔

"ہاں آؤ چلوسک یہی ہمارے لئے بہتر ہو گا۔" ملوسک نے بھی اس کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس کمرے سے نکل کر عمارت سے باہر کو جانے لگے کیونکہ انہیں اوپر جانے کے لئے کہیں بھی سیڑھیاں نظر نہیں آئی تھیں انہوں نے سوچا کہ کسی بھی بلبلے میں بیٹھ کر اوپر جہاز تک چلے جائیں گے۔ عمارت سے باہر نکلنے تک انہیں کسی نے بھی نہ روکا اور وہ بڑی آسانی سے عمارت سے باہر نکل آئے فضا میں بہت سے بلبلے تیرتے پھر رہے تھے چلوسک نے ایک بلبلے کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا اور پھر ان کے قریب آکر رک گیا بلبلہ درمیان سے پھٹ گیا اور وہ دونوں اچھل کر اس کے اندر بیٹھ گئے۔

"اس عمارت کی چھت پر چلو" چلوسک نے یوں بلبلے سے مخاطب ہو کر کہا جیسے بلبلہ کوئی

جاندار ہو جو اس کی بات سمجھتا ہو۔ بلبلہ تیزی سے اوپر اٹھنے لگا مگر ابھی وہ عمارت کی چھت تک نہیں پہنچا تھا کہ اچانک اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کا رخ بدل گیا اب وہ تیزی سے دور ہٹنے لگا۔

"ارے ارے یہ کہاں جا رہے ہو" ملوسک نے بلبلے کا رخ بدلتے دیکھ کر چیخ کر کہا اسی لمحے ان کے کانوں میں چوکم کی آواز سنائی دی۔

"چلوسک ملوسک اب اپنی نافرمانی کی سزا بھگتو یہ بلبلہ اب ہمارے حکم سے تمہیں ایک ایسی جگہ لے جائیگا جہاں تم خود بھی بلبلوں میں تبدیل ہو جاؤ گے"

"مگر ہمارا جہاز" چلوسک نے پریشان ہوکر کہا۔

"تم جہاز کی فکر نہ کرو میں نے عظیم چارم کی کتاب پڑھی ہوئی ہے میں جلد ہی جہاز کو اچھی طرح سمجھ لوں گا۔ اب یہ جہاز میرے اور ملکہ چارم کے کام آئے گا" چوکم نے مکروہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں خون کا

گھونٹ پی کر رہ گئے انہوں نے بلبلے سے
باہر نکلنے کی بھی کوشش کی مگر ایک تو بلبلہ
خاصی بلندی پر تھا پھر وہ درمیان سے کسی طور
بھی نہ پھٹا اور وہ یوں بلبلے کے اندر قید
ہو کر رہ گئے جیسے وہ کسی مضبوط کمرے میں
قید ہوں۔ بلبلے سے باہر کا نظارہ انہیں صاف
نظر آرہا تھا اب وہ راضی برضا بیٹھے سب کچھ
دیکھ رہے تھے ان دونوں کے چہروں پر پریشانی
کے آثار نمایاں تھے۔ مگر وہ بے بس تھے۔ کر بھی
کیا سکتے تھے بلبلہ تیزی سے سفر کرتا ہوا آبادی
سے دور ہوتا چلا گیا اب دور دور تک ویرانی
ہی ویرانی تھی۔ زرد رنگ کی ریتلی قسم کی زمین
کے سپاٹ میدان اور پھر انہیں دور سے بلبلے
زمین سے اڑ کر فضا میں بلند ہوتے نظر آئے
ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ بلبلے کسی مشین
سے بن کر باہر آرہے ہوں۔ مختلف رنگوں کے
بلبلے تھے بلبلے زمین سے اڑ کر فضا میں
بلند ہوتے اور پھر تیزی سے آبادی کی طرف
بڑھتے چلے جاتے اور ان کا بلبلہ اسی طرف

جا رہا تھا جدھر سے بلبلے آرہے تھے۔
ابھی بلبلے اٹھنے کی جگہ کافی دور تھی کہ
اچانک ملوسک کو ایک خیال آگیا اس نے پھرتی
سے جیب سے پنسل نما پستول نکال لیا۔
"ارے ارے کیا کر رہے ہو ٹھہرو" چلوسک نے
اسے پستول نکالتے دیکھ کر چونک کر کہا۔ مگر ملوسک
نے پستول کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس میں
سے سبز رنگ کی ایک تیز شعاع نکلی اور پھر
ایک دھماکہ سا ہوا اور بلبلہ کسی غبارے کی طرح
پھٹ گیا۔ اور وہ دونوں قلابازیاں کھاتے ہوئے
نیچے زمین پر جا گرے۔ مگر زمین چونکہ کسی ربڑ
کی طرح نرم تھی اس لئے انہیں قطعاً چوٹ
نہ آئی۔
"بلبلے کی قید سے تو نکلے" ملوسک نے اٹھتے
ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں ہم دوبارہ آبادی کی طرف
چلیں کیونکہ ہم نے کسی نہ کسی طرح جہاز پر
قبضہ تو کرنا ہے تب ہی ہم اس خطرناک ستارے
سے باہر نکل سکیں گے" چلوسک نے اٹھ کر

ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"مگر آبادی تو یہاں سے بے حد دور ہے۔"
ملوسک نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔
ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ انہیں
اپنے پیروں کے نیچے سے ایک مدھم سی آواز
سنائی دی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی بول رہا
ہو۔ انہوں نے زمین سے کان لگا دیئے تو انہیں
آواز سنائی دی۔
"معلوم نہیں یہ تو کوئی عجیب و غریب مخلوق ہے
بالکل نئی اور یہ بلبلے سے کودی ہے"
"کون ہے یہاں سامنے آئے ہم دوست ہیں
دشمن نہیں" چلوسک نے زور سے چیختے ہوئے کہا
چند لمحے تک خاموشی چھائی رہی پھر اچانک زمین
ان کے قدموں تلے سے کھسکنی شروع ہوگئی وہ دوڑ
کر ایک طرف ہٹ گئے جس جگہ وہ کھڑے
تھے وہاں سے زمین پھٹ گئی اور پھر ایک
چھپکلی نما انسان نے سر باہر نکالا۔
"تم کون ہو" اس چھپکلی نما انسان نے پوچھا۔
"ہم کرۂ ارض کے انسان ہیں ہمارا نام چلوسک ملوسک

ہے" چلوسک نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
"کرۂ ارض کے انسان" چھپکلی نما انسان نے کچھ
سوچتے ہوئے کہا پھر اس نے کہا میرے پیچھے
آؤ اور چلوسک ملوسک اس کے پیچھے چلتے ہوئے
زمین کی اس دراڑ میں گھستے چلے گئے۔ پھر جیسے
ہی وہ اندر گئے انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک
کافی کھلی جگہ تھی جہاں بلبلوں کی بجائے زرد ریت
کی بنی ہوئی چیزیں موجود تھیں وہیں درمیان میں
ایک بوڑھا چھپکلی نما انسان بیٹھا ہوا تھا بوڑھا اس
لئے کہ اس کے تمام جسم پر جھریاں ہی جھریاں تھیں
"یہ کون ہیں آدام" بوڑھے نے پوچھا۔
"بادشاہ چارم یہ کرۂ ارض کے انسان ہیں" آدام
نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"کرۂ ارض کے انسان اوہ، وہی کرہ جسکے متعلق
عظیم چارم کی عظیم کتاب میں بھی ذکر موجود ہے"
بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں بادشاہ چارم اس لئے میں انہیں ساتھ
لے آیا ہوں کہ شاید آپ ان سے بات کرنا
چاہیں" آدام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں" بوڑھے نے کہا اور پھر وہ چلوسک ملوسک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
"کرہ ارض کے انسانوں مجھے اپنے متعلق تفصیل سے بتلاؤ"۔
چلوسک نے اپنے متعلق جہاز کے متعلق اور پھر ملکہ چارم اور چوکم کے متعلق اور پھر بلبلے میں اپنی قید اور وہاں سے رہائی تک کے تمام حالات تفصیل سے بوڑھے کو بتلا دیے۔
"ہوں تو نافرمان چوکم نے تمہیں سزا دی ہے مگر تم نے اس بلبلے سے نجات حاصل کیسے کی؟" بوڑھے نے کہا۔ اور چلوسک نے اپنے پستول کے متعلق بتلایا۔
"خوب تم کرہ ارض والے بہت ہوشیار اور ذہین ہو" بوڑھے کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پیدا ہوئے۔
"مگر بادشاہ چارم آپ بھی تو اپنے متعلق بتلائیں کہ آپ یہاں کیوں چھپے ہوئے ہیں" چلوسک نے سوال کیا۔
"ہاں سنو۔ دراصل اس ستارہ چارم کا اصل حکمران

ہیں ہوں میں نے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھ کر یہاں یہ سب چیزیں بنائیں ببلوں سے کام لیا، عمارتیں بنائیں۔ چارمیوں کو عقل دی انہیں رہنے سہنے کا طریقہ سمجھایا ہمارے ہاں چارم عورت اور چارم مرد اپنی اپنی مرضی سے اکٹھے رہتے ہیں اس طرح چارمیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے چنانچہ میں ایک چارم عورت کے ساتھ رہنے لگا۔ جو آج کل چارم کی ملکہ ہے۔ پھر ہم دونوں کی تعداد بڑھی اور یہ آدام آگیا۔
مطلب یہ کہ ملکہ چارم آپ کی بیوی۔ اور آدام آپ کا بیٹا ہے" چلوسک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
"ہم بیوی اور بیٹے کی بات تو نہیں جانتے تم اگر ایسا ہی کہتے ہو تو ایسے ہی سہی" بوڑھے نے جواب دیا۔
"ہاں ہمارے ہاں ایسے ہی ہوتا ہے اس لئے ہم ملکہ چارم کو آپ کی بیوی اور آدام کو آپ کا بیٹا کہیں گے تاکہ ہمیں سمجھنے میں آسانی ہو" چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تو یوں سمجھ لو جب میرا بیٹا بڑا ہوا تو میرا نائب چوکم جس نے مجھ سے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھی تھی۔ میری بیوی سے مل گیا۔ اور اس کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر آہستہ آہستہ ان دونوں نے مل کر مجھے اور میرے بیٹے آدام کو علیحدہ کردیا۔ اور عظیم چارم کی عظیم کتاب پر قبضہ کرلیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیں انہوں نے یہاں پھینکوا دیا۔ اب ہم دونوں یہاں رہتے ہیں" بوڑھے نے انہیں تفصیل سے بتلایا۔
مطلب یہ ہوا کہ چوکم اور ملکہ نے مل کر آپ کے خلاف سازش کی اور آپ سے اقتدار چھین کر آپ کو جلاوطن کر دیا۔ ملوسک نے کہا۔
"ہاں ایسا ہی سمجھ لو" بوڑھے نے مایوس سے لہجے میں جواب دیا۔
"دیکھئے بادشاہ چارم اس وقت ہم دونوں چوکم کے ستائے ہوئے ہیں ہم نے اس سے جہاز حاصل کرنا ہے اور آپ نے اقتدار، چونکہ ہمیں یہاں کے صحیح حالات کا علم نہیں آپ کو علم ہے

س لئے آپ ہمیں بتلائیں کہ ایسا کونسا طریقہ ہو سکتا ہے جس سے یہ کام ہوسکے۔ کام ہم کریں گے" چلوسک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"سنو چلوسک تم بےحد ذہین مخلوق ہو۔ چوکم اور ملکہ سے جہاز حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم انہیں کسی طرح اس آبادی سے باہر لے آؤ اور اس دوران عظیم چارم کی عظیم کتاب پر قبضہ کرلو۔ جب کتاب تمہارے قبضے میں آ جائیگی تو تم چارم کے حکمران بن جاؤ گے" بوڑھے نے اسے بتلایا۔
"مگر ہمیں تو معلوم نہیں کہ وہ عظیم کتاب کونسی ہے اور کہاں ہے اور اس پر قبضہ کیسے کیا جا سکتا ہے" چلوسک نے جواب دیا۔
"وہ عظیم کتاب ایک علیحدہ عمارت میں ہے اور اس پر چارمیوں کا زبردست پہرہ ہے آدام نے پہلی بار بات میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے ہم کوشش کریں گے" چلوسک نے جواب دیا۔
"میں تمہارے ساتھ جاؤں گا تاکہ تمہیں بتلا

سکوں" آدام نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔
"یہ بھی ٹھیک ہے اس طرح ہمیں آسانی رہے گی" ملوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
"بادشاہ چارم ایک بات تو بتلاؤ یہاں سے تھوڑی دور بلبلے بن کر اٹھ رہے ہیں۔ یہ کہاں سے بنتے ہیں اور کیسے بنتے ہیں" چلوسک نے پوچھا۔
"یہاں سے تھوڑی دور ببلوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے جب میں نے عظیم کتاب پڑھی تو اس کرہ پر ببلوں کا راج تھا ہر طرف بلبلے ہی بلبلے تھے پھر میں نے ان ببلوں پر قابو پایا اور ان ببلوں کی مدد سے عمارتیں بنائیں۔ ان کے ذریعے سفر کرنا سیکھا اور اس طرح ہم نے اپنی آبادی بنائی" بوڑھے نے جواب دیا۔
سب سے پہلے ہم وہ جگہ دیکھیں گے جہاں یہ بلبلے بنتے ہیں" چلوسک نے کہا۔
ہاں دیکھ آؤ۔ آدام تمہیں وہ جگہ دکھا دے گا۔ اور ببلوں پر کنٹرول کرنا بھی سکھا دے گا" بوڑھے نے جواب دیا۔

"آؤ آدام چلیں ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے" چلوسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر چلوسک ملوسک اور آدام زمین سے باہر نکل آئے اب ان کا رخ اس طرف تھا جدھر سے وہ بلبلے نکل رہے تھے۔

چوکم اور ملکہ چارم دونوں ببلوں سے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھے ان کے سامنے ایک بے ڈھنگی سی مشین موجود تھی جس میں ایک سرخ رنگ کے بلبلے سے انہیں پورے ستارے کا منظر صاف نظر آرہا تھا اسوقت سرخ رنگ کے بلبلے پر ایک چھوٹا سا بلبلہ صاف نظر آرہا تھا جو تیزی سے آبادی سے دور ہٹتا چلا جا رہا تھا۔
"تھوڑی دیر بعد یہ بلبلہ ببلم میں مل جائیگا اور کرہ ارض کے یہ دونوں نافرمان انسان بھی

ببلوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور اسطرح ہم ان کے جہاز پر قبضہ کر لیں گے" چوکم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اچانک وہ دونوں بری طرح اچھل پڑے کیونکہ سرخ رنگ کے بلبلے میں سے نظر آنے والے چھوٹا سا بلبلہ اچانک پھٹ گیا اور چلوسک ملوسک قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے زمین پر جا گرے۔
"اوہ انہوں نے بلبلے کو ختم کردیا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے بلبلہ کیسے ختم ہوسکتا ہے یہ نئی بات ہے" چوکم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"ہاں یہ ہمارے کرہ پر پہلی بار ہوا ہے کہ کوئی بلبلہ ختم ہوگیا اگر اسی طرح تمام بلبلے ختم ہو گئے تو ہمارا کیا حشر ہوگا" ملکہ نے بھی تشویش آمیز لہجے میں کہا۔
"ارے یہ آدام کی شکل نظر آرہی ہے" چوکم ایکبار پھر حیرت سے اچھل پڑا۔
"ہاں واقعی یہ تو آدام ہے اوہ یہ تو ان دونوں کو بادشاہ کے پاس لے جارہا ہے" ملکہ

چارم کے لہجے میں شدید پریشانی تھی۔
"تم گھبراؤ نہیں ملکہ میں نے عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھی ہے اور یہ عظیم کتاب ہمارے قبضے میں ہے اس لئے یہ کرہ ارض کے انسان ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے" چوکم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
"مگر بادشاہ چارم نے بھی تو عظیم چارم کی عظیم کتاب پڑھی ہوئی ہے وہ کہیں ان کرہ ارض کے انسانوں کو غلط مشورہ نہ دیدے" ملکہ نے گھبراتے ہوئے کہا۔
"تم گھبراؤ مت ملکہ چارم میں آرام سے سب سنبھال لوں گا" چوکم نے۔ اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اندرونی طور پر وہ بھی گھبرایا ہوا ہے۔
"میں کیسے جاؤں میں سب کچھ دیکھ کر جاؤنگی" ملکہ نے جواب دیا۔
اس سے پہلے کہ چوکم کوئی جواب دیتا چلوسک اور ملوسک زمین سے باہر نکلتے نظر آئے ان کے ساتھ آدام بھی تھا۔

"ارے ان کے ساتھ تو آدام بھی ہے" ملکہ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"ہاں" چوکم نے مختصر سا جواب دیا۔ وہ بغور ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بےاختیار ہنس پڑا۔
"دیکھو ملکہ چارم کتنے بیوقوف ہیں یہ کرہ ارض کے انسان یہ ببلم کی طرف جا رہے ہیں جہاں جاکر یہ اور آدام سب ببلوں میں مل جائیں گے" چوکم نے بےاختیار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
"ہاں واقعی یہ بےحد بیوقوف ہیں مگر آدام تو سب کچھ جانتا ہے وہ کیوں ادھر جا رہا ہے کیا بادشاہ چارم نے اسے نہیں بتلایا کہ ادھر جاکر وہ خود بھی ببلا بن جائے گا" ملکہ نے کہا
"یہ عظیم چارم کی کامیابی ہے کہ اس نے ہمارے دشمنوں کے دماغ خراب کردیے ہیں" چوکم نے ہنستے ہوئے کہا۔
"بند کرو چوکم اسے، اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ ہم پر کوئی فتح نہیں پاسکتا۔ تم اس جہاز کے متعلق جاننے کی کوشش کرو میں جلد سے

جلد کرہ ارض کی سیر کرنا چاہتی ہوں" ملکہ چارم نے کہا اور پھر وہ خود اٹھ کر عمارت کے اس حصے کی طرف چلدی۔
اس کے جانے کے بعد چوکم نے ایک بلبلے پر انگلی سے ٹھوکر ماری اور وہ بلبلہ بیلچے سا گیا چوکم تیزی سے اس حصے سے نکل کر عمارت سے باہر آیا اور پھر ایک بلبلے پر بیٹھکر آبادی کے مشرق کی طرف جانے لگا کافی دور سرخ رنگ کے ببلوں کی ایک چھوٹی سی عمارت علیحدہ کھڑی تھی اس عمارت کے گرد بےشمار چھپکلی نما انسان یوں ایک دوسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے کھڑے تھے کہ سوئی تک ان کے درمیان سے نہیں گذر سکتی تھی۔ چوکم عمارت سے تھوڑی دور بلبلے سے نیچے اتر آیا اور پھر اس عمارت کی طرف بڑھنے لگا اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر چھپکلی نما انسان پہلے اس کے سامنے سجدے میں گرے پھر انہوں نے سمٹ کر عمارت کا دروازہ چھوڑ دیا اور چوکم بڑے فخر سے سر اٹھائے عمارت کے اندر داخل ہوا۔

اندر ایک اور دروازہ تھا جو سبز رنگ کے ببلوں کا بنا ہوا تھا۔ اور بند تھا چوکم اس دروازے کے سامنے جاکر زمین پر لیٹ کر اپنا سر تیزی سے رگڑنے لگا اس کے منہ سے الفاظ نکل رہے تھے "عظیم چارم، عظیم چارم، عظیم چارم مجھے اپنی کتاب سے کچھ حاصل کرنے کی اجازت دیدو" وہ بار بار یہی فقرہ دہرا رہا تھا کافی دیر کے بعد سبز رنگ کے بلبلے یکےبعد دیگرے پھٹنے لگے۔ اور پھر دروازے کے درمیان سے اتنی جگہ بن گئی کہ چوکم باآسانی اس کے اندر داخل ہو سکتا۔
چوکم کے اندر داخل ہوتے ہی بلبلے دوبارہ اپنی جگہ پر قائم ہوگئے اور دروازہ بند ہوگیا اندر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ببلوں کی ایک میز کے اوپر نیلے رنگ کا ایک بہت بڑا ببلہ موجود تھا اس بلبلے کے اندر روشنی کی لہریں کوند رہی تھیں روشنی اتنی تیز تھی جیسے ہزاروں بلب جل رہے ہوں۔
عظیم چارم کی عظیم کتاب مجھے کرہ ارض کے جہاز

کے متعلق علم چاہیئے" چوکم نے عاجزانہ لہجے میں اس بلبلے کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔
کافی دیر تک روشنیاں چمکتی رہیں پھر روشنیاں یکدم ماند پڑگئیں اور اس بلبلے کے اندر چلوسک ملوسک کا جہاز نظر آنے لگا مگر جہاز بندتھا کافی دیر تک جہاز نظر آتا رہا مگر وہ کھلا نہیں پھر اچانک جہاز غائب ہوگیا اور روشنیاں دوبارہ چمکنے لگیں۔
"عظیم کتاب ابھی مجھے علم نہیں دینا چاہتی" چوکم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ مایوسی کے عالم میں واپس مڑگیا۔ سبز دروازے پر گڑگڑا کر اس نے اسے کھولا اور پھر ڈھیلے قدموں سے عمارت سے باہر آگیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب تک کرہ ارض کے انسان بلبلے میں شامل نہیں ہو جاتے اور ان کے بلبلے چارم میں نہیں پھیل جاتے۔ عظیم کتاب ان کا علم اسے منتقل نہیں کرے گی۔ اس لئے اسے سب سے پہلے کرہ ارض کے انسانوں کو ختم کرنا چاہیئے یہی سوچتا ہوا وہ دوبارہ ایک بلبلے میں بیٹھ کر واپس

شاہی عمارت کی طرف چل پڑا۔ شاہی عمارت میں ملکہ چوکم اس کے انتظار میں تھی۔
"کیا تمہیں جہاز کا علم مل گیا" ملکہ نے اس کے آتے ہی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔
"نہیں ملکہ جب تک کرہ ارض کے انسان ببلم میں شامل نہیں ہوتے عظیم کتاب ان کا علم مجھ تک منتقل نہیں کرے گی۔ چوکم نے جواب دیا اور ملکہ کے چہرے پر مایوسی امنڈ آئی۔

چلوسک ملوسک اور آدام تینوں تیزی سے چلتے ہوئے ببلم کی طرف بڑھتے چلے گئے جب وہ قریب گئے تو چلوسک ملوسک یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ وہاں مختلف رنگوں کے پانی کا ایک بہت بڑا سمندر تھا جس میں مختلف رنگوں کے بلبلے بن رہے تھے اور بن کر اوپر اٹھتے اور آبادی کی طرف بڑھتے چلے جاتے تھے جس جگہ بلبلے بن رہے تھے وہ اس سمندر کے عین وسط میں تھی بلبلے بڑی باقاعدگی سے بن رہے تھے زیادہ تر زرد رنگ کے بلبلے بن رہے تھے مگر کبھی

کبھی سبز اور سرخ رنگ کے بلبلے بھی بن جاتے مگر وہ تعداد میں بےحد کم تھے۔
"یہ بلبلے کیسے بنتے ہیں" چلوسک نے آدام سے پوچھا
"عظیم چارم کے حکم سے جو اس کرہ کا اصل مالک ہے" آدام نے جواب دیا۔
"یہ بلبلے اگر بننے بند ہو جائیں تو کیا ہوگا؟" ملوسک نے پوچھا۔
اگر یہ بلبلے بند ہو جائیں تو کرہ چارم کی ترقی رک جائے گی نئی عمارتیں، سواریاں ختم ہو جائیں گی اور چارمیوں کو خوراک ملنی بند ہوجائیگی کیونکہ زرد رنگ کے بلبلے ہی چارمیوں کی خوراک ہے" آدام نے نیا انکشاف کرتے ہوئے کہا۔
"اچھا یہ بات ہے مگر تم اور بادشاہ کو خوراک کے لئے بلبلے کہاں سے ملتے ہیں" ملوسک نے پوچھا
"روزانہ ایک ایک ببلا ہمارے پاس کھانے کیلئے آتا ہے" آدام نے جواب دیا۔
"یہ پانی کس قسم کا ہے" ملوسک نے اچانک جھک کر پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ٹھہرو اس طرح اس میں ہاتھ مت ڈالو" چلوسک نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ملوسک کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر اس کے ہاتھ کے اچانک دھکا لگنے سے ملوسک کا پاؤں پھسلا اور وہ دھڑام سے سر کے بل مختلف رنگوں کے سمندر میں گر پڑا۔
"بچاؤ بچاؤ" ملوسک نے گھبرا کر چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈوبتا چلا گیا۔
"ملوسک ملوسک" چلوسک نے بھائی کو ڈوبتے دیکھا تو بےاختیار اس عجیب وغریب سمندر میں کود پڑا اور پھر چند لمحوں تک ہاتھ پیر مارنے کے بعد وہ بھی سمندر کی تہہ میں ڈوبتا چلا گیا۔ انہیں اس طرح ببلم میں غرق ہوتا دیکھ کر آدام کے چہرے پر زبردست مایوسی امنڈ آئی اور وہ چند لمحے اس سمندر کو دیکھنے کے بعد خاموشی سے واپس پلٹ گیا کیونکہ اسے یقین ہوگیا تھا کہ کرہ ارض کے دونوں انسان ببلم میں فنا ہو گئے ہیں۔
ادھر ملوسک جیسے ہی سمندر کی تہہ میں اترا

وہ اترتا ہی چلا گیا حیرت انگیز بات یہ تھی کہ سمندر کی تہہ میں جانے کے باوجود نہ ہی اس کا سانس رکا تھا اور نہ ہی وہ عجیب وغریب سیال اس کی آنکھوں اور منہ میں گھس رہا تھا اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اس سمندر کی مچھلی ہو وہ بڑے اطمینان سے سمندر میں تیر رہا تھا اور پھر اسے دور چلوسک بھی تیرتا ہوا نظر آگیا ادھر شاید چلوسک نے بھی اسے دیکھ لیا تھا وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ دونوں آپس میں مل گئے پھر ان دونوں نے اوپر اٹھنے کی بےحد کوشش کی مگر بےسود، وہ خودبخود اس عجیب وغریب سمندر کی تہہ کی طرف کھنچتے چلے جارہے تھے۔ پھر انہیں دور سے ہی وہ جگہ بھی نظر آگئی جہاں سے بلبلے اٹھ اٹھ کر سطح کی طرف جا رہے تھے انہوں نے محسوس کیا کہ انکا رخ بھی ادھر ہی ہے۔
"اب کیا ہوگا" اچانک ملوسک کی آواز چلوسک

کے کانوں میں پڑی اور وہ چونک پڑا۔
"کیا ہم یہاں بول بھی سکتے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اسے خودبخود اپنے سوال کا جواب بھی مل گیا کیونکہ وہ بڑے آرام سے بول رہا تھا۔ اور یہ عجیب وغریب پانی اس کے حلق میں بھی نہیں جا رہا تھا۔
"بڑا عجیب سمندر ہے یہ بھی، نہ ہی ہمارا سانس گھٹ رہا ہے اور نہ آنکھیں بند ہو رہی ہیں اور نہ ہی بولتے وقت کوئی چیز ہمارے حلق میں جاتی ہے" ملوسک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہاں ملوسک ہم اپنی دنیا میں تو نہیں، ظاہر ہے یہاں کی ہر چیز عجیب ہوگی" چلوسک نے جواب دیا۔ مگر اس کی نظریں ادھر ہی جمی ہوئی تھیں جہاں سے بلبلے اٹھ رہے تھے۔ اب وہ دونوں اس جگہ کے بےحد قریب پہنچ گئے تھے۔
"یہاں یہ بلبلے کیسے بن رہے ہوں گے" ملوسک نے ایکبار پھر سوال کیا۔
"میرے خیال میں یہاں سمندر کے نیچے سے

ہوا اندر داخل ہو رہی ہے جس کیوجہ سے بلبلے بن رہے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔
اور پھر وہ دونوں اس جگہ کے قریب پہنچ گئے انہوں نے دیکھا کہ عین اس جگہ جہاں سے رنگ برنگے بلبلے مسلسل نکل کر اٹھ رہے تھے ایک کافی بڑی چٹان نما کوئی چیز پڑی تھی جس میں مختلف سائز کے سوراخ تھے۔ ان سوراخوں میں سے بلبلے باہر نکل رہے تھے
"یہ کیا چیز ہے" ملوسک نے حیران ہوکر اس چٹان نما چیز کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"یہ تو مجھے اسفنج نما کوئی چیز لگتی ہے" چلوسک نے اس کے قریب جاتے ہوئے کہا۔
ملوسک بھی آگے بڑھا اور وہ دونوں اس کے گرد رک گئے اور بغور اسے دیکھنے لگے چلوسک نے ڈرتے ڈرتے اپنی انگلی اس طرف بڑھائی اور پھر جیسے ہی اس کی انگلی اس چٹان نما چیز سے لگی چلوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بجلی کی تیز لہر دوڑ گئی ہو۔ وہ جھٹکا کھاکر دور جاگرا اور دوسرے لمحے چلوسک

پریشانی کے عالم میں چیخ پڑا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ چٹان میں سے ایک سرخ رنگ کا بلبلہ نکل کر تیزی سے چلوسک کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے چلوسک اس بلبلے میں پٹ سا گیا تھا۔ اب وہ نظر بھی نہیں آرہا تھا اور وہ سرخ رنگ کا بلبلہ چلوسک کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا تیزی سے اوپر اٹھتا چلا گیا ملوسک نے اسے پکڑنا چاہا مگر ملوسک اٹھ ہی نہ سکا۔ اس سمندر کی یہ صفت عجیب وغریب تھی کہ اس میں سے صرف بلبلہ ہی اوپر اٹھ سکتا تھا جب چلوسک والا بلبلہ خاصہ اوپر نکل گیا تو ملوسک نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اپنی انگلی پوری قوت سے اس چٹان میں گھسیڑ دی واقعی وہ اسفنج قسم کی کوئی چیز تھی۔ ملوسک کو بھی ایک زور دار جھٹکا لگا اور اسی طرح ایک سرخ رنگ کا بلبلہ ایک سوراخ سے نکل کر اس پر چھا گیا۔ چلوسک نے دیکھا کہ اب وہ بلبلے کے اندر قید ہے اور اب وہ اوپر کی طرف اٹھتا چلا جا رہا تھا

مگر وہ بڑی آسانی سے باہر سمندر کو دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سمندر کی سطح سے نکل کر فضا میں بلند ہوگیا اور اب اسکا رخ آبادی کی طرف تھا ملوسک سوچ رہا تھاکہ نجانے چلوسک کہاں پہنچ گیا ہوگا اور اب وہ دونوں کیسے مل سکیں گے مگر چونکہ اس سمندر سے باہر نکلنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا اس لئے وہ خاموش رہا تھوڑی دیر بعد ملوسک کا بلبلہ آبادی کے اوپر پہنچ گیا مگر وہ ابھی تیزی سے آگے ہی بڑھتا چلا جا رہا تھا تھوڑی دیر بعد ملوسک نے دیکھا کہ اسکا بلبلہ عین عمارت کے اوپر پہنچ گیا ہے جہاں چوکم اور ملکہ چارم رہتے تھے بلبلہ وہاں پہنچکر آہستہ آہستہ نیچے اترا اور پھر عمارت کے دروازے پر پہنچ کر وہ اچانک پھٹ گیا اور ملوسک باہر زمین پر آپڑا جیسے ہی وہ زمین پر گرا اچانک چاروں طرف سے چھپکلی نما انسان امڈ پڑے اور انہوں نے ملوسک کو مضبوطی سے پکڑ لیا ملوسک نے اپنے آپکو چھڑانے کی بےحد کوشش کی مگر وہ تعداد میں زیادہ تھے اور پھر ان کی گرفت بھی مضبوط تھی اسلئے ملوسک بےبس

سا ہوکر رہ گیا۔ چھپکلی نما انسان اسے ہاتھوں میں پکڑ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے اس شاہی عمارت کے قریب موجود سرخ رنگ کی چھوٹی سی عمارت کی طرف لے چلے اس عمارت کے دروازے میں داخل ہو کر وہ اسے ایک کونے میں لے گئے پھر ان میں سے ایک نے وہاں بلبلوں کے بنے ہوئے دروازے پر انگلی سے ٹھوکر ماری دروازے کے بلبلے ایک طرف ہٹتے چلے گئے اور وہاں دروازہ سا بن گیا اور چھپکلی نما انسانوں نے اسے اس دروازے کے اندر پھینک دیا اسے اندر پھینکتے ہی بلبلے دوبارہ اپنی جگہ جم گئے۔
ملوسک جیسے ہی اندر گرا اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ بلبلوں کے ڈھیر پر جاگرا ہو۔
"ملوسک تم" اچانک چلوسک کی آواز اسکے کانوں میں پڑی اور وہ چونک کر اٹھا۔ اور اب اسے تمام منظر صاف نظر آنے لگ گیا تھا یہ بلبلوں کا بنا ہوا چھوٹا سا کمرہ تھا جسکا فرش بھی بلبلوں کا بنا ہوا تھا اور اسکے ایک کونے میں چلوسک بیٹھا ہوا تھا۔ ملوسک بڑے اطمینان سے بلبلوں

پر چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔
"یہ ہمارے ساتھ کیا ہورہا ہے۔" ملوسک نے بڑے پریشان لہجے میں کہا۔
"خود میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہم کس چکر میں پڑگئے ہیں" چلوسک نے مایوس لہجے میں جواب دیا۔
"میرے خیال میں اب ہمیں جارحانہ قدم اٹھانا پڑیگا تب ہی یہاں سے جان چھوٹے گی" ملوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"کیا جارحانہ قدم اٹھائیں، غیر ستارہ ہے، غیر جگہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتی" چلوسک نے جواب دیا۔
"ہم نے خود ہی کوئی قدم نہیں اٹھایا چلوسک۔ ایسا کریں کہ اب ہم اپنے پستولوں کا بے دریغ استعمال کریں جو سامنے آئے اسے ختم کردیں دیکھا جائے گا۔" ملوسک نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے کہا
"ہم یہاں سے نکلیں گے تو پستول بھی استعمال کریں گے۔ یہ بلبلے تو پتھر کی طرح سخت ہیں میں نے بےحد کوشش کی مگر بے سود، حتیٰ کہ میں نے

پستول بھی چلایا مگر نجانے یہ بلبلے کیسے ہیں کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا" چلوسک نے اسے بتلایا اس کی بات سن کر ملوسک بھی مایوس ہو گیا کیونکہ اسے اپنے پستول پر بیحد بھروسہ تھا
"پھر کیا تمام عمر ہم یہاں پڑے رہیں گے" ملوسک نے بھائی کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔
"کوئی ترکیب سوچو اب ہمیں عقل استعمال کرنی پڑیگی تب ہی کوئی بات بنے گی" چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں تھوڑی دیر کے لیئے خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔
"چلوسک ایسا کرتے ہیں کہ چوکم سے صلح کرلیں اور اسے اور ملکہ کو اپنے ساتھ جہاز میں بٹھاکر لے چلتے ہیں ستارے سے باہر نکل کر کسی ترکیب سے ہم انہیں باہر پھینک دینگے" ملوسک نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں ملوسک چوکم بےحد عقلمند ہے جہاز کے اندر جاکر وہ اس کے چلانے کا طریقہ سمجھ لیگا اور ہو سکتا ہے بعد میں ہمیں ہی نقصان پہنچا دے۔ ہم یہ خطرہ مول نہیں لے سکتے۔" چلوسک

نے جواب دیا۔
"پھر آخر کیا کریں" ملوسک نے جھنجلاکر کہا۔
"ایسا کرتے ہیں پہلے چوکم کو بلاکر کسی طرح اس کمرے سے باہر نکلتے ہیں پھر کوئی کوشش کریں گے۔" چلوسک نے کہا۔
"مگر اسے بلائیں کیسے" ملوسک نے کہا۔
"ہاں یہ بھی مسئلہ ہے" چلوسک نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ ابھی وہ ٹہل ہی رہا تھا کہ اچانک دروازے کے بلبلے ہٹنے لگے اور پھر چھپکلی نما انسان اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں سبز رنگ کے چھوٹے چھوٹے بلبلے پکڑے ہوئے تھے انہوں نے وہ سبز رنگ کے بلبلے ان کے سامنے رکھے اور پھر ہاتھوں سے اشارہ کرکے کہنے لگے کہ انہیں کھالو۔ ملوسک نے ایک سبز بلبلے کی طرف ہاتھ اٹھایا ہی تھاکہ اچانک چلوسک نے جیب سے پستول نکالا اور دوسرے لمحے اس نے اس کا رخ ان کی طرف کرکے بٹن دبا دیا۔ پستول میں سے تیز شعاع نکل کر دونوں چھپکلی نما انسانوں پر پڑی اور وہ دونوں

گر کر تڑپنے لگے۔
"آؤ ملوسک دروازہ کھلا ہے بھاگ نکلیں" چلوسک نے ان دونوں کے گرتے ہی ملوسک سے کہا اور پھر وہ دروازہ کی طرف بھاگ پڑا ملوسک نے بھی اس کی پیروی کی مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے دروازے کے سوراخ میں بلبلے دوبارہ جمع ہونے شروع ہوگئے۔ چلوسک اور ملوسک دیوانہ وار ان بلبلوں سے ٹکرائے اور پوری قوت سے انہیں دھکیلتے دروازے سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگے۔ چلوسک تو ہاتھ پیر مارتا دروازے سے باہر پہنچ جانے میں کامیاب ہوگیا البتہ دوسرے لمحے ملوسک کی چیخوں نے کمرہ سر پر اٹھالیا کیونکہ ملوسک ان بلبلوں کے درمیان بری طرح پھنس گیا تھا۔ اسکا اگلا دھڑ باہر کی طرف تھا اور ٹانگیں ابھی دوسری طرف تھیں کہ بلبلے تیزی سے ایک دوسرے پر جمتے جا رہے تھے اور ملوسک کے منہ سے اس طرح بے اختیار چیخیں نکل رہی تھی جیسے وہ زندہ کسی دیوار میں چنا جا رہا ہو۔
چلوسک بھائی کی چیخیں سن کر بری طرح اچھلا

اور پھر اس نے ملوسک کا بازو پکڑ کر اسے تیزی سے باہر گھسیٹنا شروع کردیا۔ ملوسک بری طرح چیخ رہا تھا۔ اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پر وزن پڑتا جارہا ہو اور وہ عنقریب ان بلبلوں میں پچک کر رہ جائے گا۔ مگر چلوسک کے دیوانہ وار زور لگانے سے وہ انچ انچ باہر کھسکتا آرہا تھا مگر جتنی تیزی سے بلبلے اپنی جگہوں پر جمتے جارہے تھے۔ اسے دیکھتے ہوئے چلوسک کو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ ملوسک کو باہر نہیں نکال سکے گا اب ملوسک کا چہرہ بگڑنے لگا تھا اور اسکا دم بھی گھٹنے لگ گیا تھا یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ملوسک جلد ہی دم توڑ دے گا۔

چوکم اور ملکہ چارم دونوں ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ کہ اچانک ایک بلبلا دھماکے سے پھٹ گیا۔ اور وہ دونوں چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔
"آؤ ملکہ عظیم چارم کی عظیم کتاب نے ہمیں بلایا ہے ضرور کوئی خاص بات ہوگئی ہے" چوکم نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں تقریباً بھاگتے ہوئے اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں بلبلوں کی بنی ہوئی بے ڈھنگی سی مشینیں موجود تھیں۔ سرخ رنگ کے بلبلے میں انہیں جب ایک منظر نظر آیا تو

چلوسک اور ملوسک دونوں سمندر میں گر پڑے ہیں اور اب تیرتے ہوئے تہہ کی طرف جا رہے ہیں
"عظیم چارم نے آخرکار ان پر فتح پالی۔ بلبلم میں داخل ہونے کے بعد اب یہ عظیم چارم کے قبضے میں آگئے ہیں" چوکم نے مسرت سے پر لہجے میں کہا۔
"ہاں چوکم انہوں نے اب تک کوئی بلبلہ نہیں کھایا تھا اور نہ ہی یہ بلبلم میں داخل ہوئے تھے اس لئے عظیم چارم کے قبضے میں نہیں آئے تھے مگر اب یہ بچ کر نہیں جا سکتے" ملکہ چارم کے لہجے میں بھی بے پناہ خوشی تھی۔
اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں اس اسفنج نما چٹان کے پاس پہنچے پھر ان کے سامنے ہی وہ بلبلوں میں تبدیل ہوئے اور سمندر سے نکل کر آبادی کی طرف آنے لگے۔
"اب ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے عظیم چارم خودبخود ان سے نپٹ لے گا" چوکم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور واقعی وہ خاموشی سے کھڑے

اس سرخ رنگ کے بلبلے میں سب منظر دیکھ رہے تھے۔
تھوڑی دیر بعد جب منظر بدلا تو انہوں نے دیکھا کہ وہ دونوں بلبلوں کے قید خانے میں موجود ہیں۔
"اب یہ یہاں سے نہیں نکل سکتے"۔ چوکم نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
"اب عظیم چارم ان کا علم ان سے حاصل کر کے ہمیں منتقل کردے گا اور پھر ہم جہاز پر کرۂ ارض کی سیر کو چلیں گے" اس چھپکلی نما ملکہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔
"دیکھو دیکھو عظیم چارم کے دو محافظ سبز بلبلے لئے اندر داخل ہوتے ہیں جیسے ہی یہ بلبلے کھائیں گے ان کا علم عظیم چارم کو منتقل ہو جائے گا" چوکم نے ملکہ کو متوجہ کرتے ہوئے کہا۔
"ارے ارے یہ کیا ہوا" اچانک چوکم کے ساتھ ساتھ ملکہ بھی خوفزدہ ہو کر اچھل پڑی کیونکہ چلوسک کے ہاتھ سے دو لہریں نکلیں اور دونوں

محافظ مردہ ہوکر نیچے آگرے تھے اور وہ دونوں دروازہ پار کرنے لگے۔
"یہ بھاگ رہے ہیں مجھے فوراً وہاں پہنچنا چاہیئے" چوکم نے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک بلبلے میں بیٹھ کر تیزی سے اس عمارت کی طرف جانے لگا۔ جہاں یہ دونوں دروازے سے نکلنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔

اس سے پہلے کہ ملوسک کا دم گھٹ جاتا اور وہ دیوار میں ہی پھنس کر مر جاتا اچانک بلبلے تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹنے لگے اور چلوسک نے پوری قوت سے ملوسک کو باہر کھینچ لیا پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ بلبلے اندر موجود دونوں محافظوں نے ہٹائے تھے۔
چند لمحوں تک تو ملوسک کو ہوش نہیں آیا بلبلے تیزی سے ہٹتے جارہے تھے اور پھر دونوں محافظ اچھل کر اس سوراخ سے باہر آگئے باہر آتے ہی وہ دونوں ان کی طرف لپکے مگر چلوسک

کر دیے اور وہ دونوں ایکبار پھر گر گئے شاید فائروں سے وہ کچھ دیر کے لئے بیہوش ہو جاتے تھے ورنہ اگر وہ مرجاتے تو ظاہر ہے دوبارہ باہر کیسے آتے ویسے اس بیہوشی نے ملوسک کو بچا لیا تھا اگر محافظ مرچکے ہوتے تو ظاہر ہے ملوسک بلبلوں کی دیوار میں ہی دب کر مرچکا ہوتا محافظوں کے بیہوش ہوتے ہی چلوسک نے تیزی سے ملوسک کو جھنجھوڑنا شروع کردیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ مزید چھپکلی نما انسان وہاں نہ آ جائیں ملوسک کے اوسان جلد ہی بحال ہوگئے اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس عمارت سے باہر نکلے ابھی وہ دروازے سے باہر نکلے ہی تھے کہ ایک بلبلہ ان کے قریب آکر رکا اور اس میں سے چوکم باہر نکلا۔ چوکم انہیں پکڑنے کے لئے دوڑا۔
"بھاگو ملوسک اس کے ارادے خطرناک ہیں"۔ چلوسک نے ملوسک کا بازو پکڑ کر ایک طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

اور وہ دونوں بے تحاشہ اس کے الٹے رخ دوڑ پڑے۔ ادھر چوکم نے نجانے کیا اشارہ کیا تھا کہ چاروں طرف سے چھپکلی نما انسان ان کی طرف بھاگ پڑے
اب وہ دونوں ایسے بھاگ رہے تھے۔ جیسے وہ خرگوش شکاری کتوں سے بچنے کے لئے بھاگ رہے ہوں۔ کبھی ادھر، کبھی ادھر مگر چھپکلی نما انسانوں کا گھیرا ان کے گرد آہستہ آہستہ تنگ ہوتا جا رہا تھا۔
بھاگتے بھاگتے وہ ایک ایسی عمارت کی طرف جا نکلے جو گہرے سرخ رنگ کے بلبلوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کے گرد چھپکلی نما انسانوں نے دائرہ بنایا ہوا تھا بھاگتے بھاگتے چلوسک نے اچانک چھلانگ لگائی اور وہ ان چھپکلی نما انسانوں کے سر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ مگر وہ دائرے میں کھڑے چھپکلی نما انسان بدستور کھڑے رہے ان میں قطعاً کوئی ہلچل نہ ہوئی البتہ ان کے قریب آکر دوسرے چھپکلی نما انسان رک گئے تھے ملوسک جو تھوڑی دور اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ رہا

تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا تو اسنے بھی بھائی کی تقلید میں چھلانگ لگائی چونکہ وہ بھی ہلکا پھلکا سا تھا اس لئے وہ بھی باآسانی وہ قطار پھلانگ گیا اس طرح اب وہ وقتی طور پر اپنے پیچھے دوڑنے والے چھپکلی نما انسانوں سے بچ گئے۔
"ملوسک ادھر عمارت کے اندر آجاؤ یہ عمارت شاید کوئی مقدس عمارت ہے اسلئے یہ چھپکلیاں اندر نہیں آرہیں" چلوسک نے کہا اور پھر جیسے ہی ملوسک اس کے قریب پہنچا وہ اس کا ہاتھ پکڑے عمارت کے اندر داخل ہوگیا اندر سبز رنگ کے بلبلوں کا مضبوط دروازہ نظر آرہا تھا۔
"اب یہ دروازہ کیسے کھلے گا" ملوسک نے پریشان ہوکر پوچھا۔
"ٹھہرو میں ایک ترکیب لڑاتا ہوں" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر انگلی سے ایک بلبلے پر ٹھوکر ماری اس کے ٹھوکر مارتے ہی اچانک بلبلوں میں ہلچل سی پیدا ہوئی۔ اور بلبلے تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹنے لگے جیسے ہی

وہاں اندر جانے کا سوراخ پیدا ہوا وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ سامنے بلبلوں کی بنی ہوئی میز پر نیلے رنگ کا ایک بہت بڑا بلبلہ موجود تھا جس میں بے پناہ روشنیاں پیدا ہو رہی تھیں ابھی وہ اس بلبلے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اچانک چوکم اچھل کر اندر داخل ہوا اور پھر وہ اس بلبلے کے سامنے جاکر بے اختیار جھک گیا اور تیز لہجے میں کہنے لگا
"عظیم چارم کی عظیم کتاب کرۂ ارض کے دو انسان تیرے سامنے موجود ہیں انہیں بلبلم میں دھکیل دو اور ان کا علم مجھے منتقل کردو"۔
"ہوں تو یہ ہے وہ عظیم کتاب" چلوسک ملوسک دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اب وہ زیادہ اشتیاق سے اس بلبلے کو دیکھنے لگے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بلبلے کے اندر ہزاروں بلب جل رہے تھے۔ جیسے ہی چوکم کا فقرہ مکمل ہوا روشنی کی لہروں میں تیزی آگئی پھر یکدم ماند پڑ گئی اور اس بلبلے کے اندر

ان کا جہاز نظر آنے لگا دوسرے لمحے چلوسک اور ملوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کا ذہن کسی نامعلوم گرفت میں آتا جا رہا ہو اور چند لمحوں بعد انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہن میں جہاز کے متعلق معلومات ابل رہی ہوں اس کے ساتھ ہی انہوں نے دیکھا کہ جہاز کا دروازہ کھلنا شروع ہو گیا اور اندر سے مشینری نظر آنے لگ گئی۔
"عظیم چارم زندہ باد مجھے دروازہ کھولنے کا علم ہوگیا" بے اختیار چوکم کے منہ سے نکلا۔
اور اس کے ساتھ ہی چلوسک اور ملوسک دونوں کو جھٹکا لگا انہیں معلوم ہوگیا کہ جہاز کے متعلق ان کا علم اس بلبلے کی معرفت چوکم کے ذہن میں منتقل ہو رہا تھا ان دونوں کو جیسے ہی احساس ہوا انہوں نے اپنے ذہن کو پراسرار گرفت سے چھڑانے کے لئے سر کو بار بار جھٹکا اور ادھر بلبلے کی روشنیوں میں چمک بڑھتی گئی جیسے وہ ان کے ذہنوں کو گرفت میں لینے کی بھرپور کوشش کر رہا ہو۔ اچانک ملوسک نے

زور سے اپنے سر کو جھٹکا اور اسکا ہاتھ تیزی
سے اٹھا اور پھر اس نے بڑے بلبلے پر
پستول کا فائر کر دیا۔ پستول سے سبز رنگ کی
تیز لہر نکل کر اس بلبلے پر پڑی۔ اور دوسرے
لمحے ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ان دونوں کو یوں
محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں اڑتے چلے جا رہے
ہوں پھر پے در پے دھماکے شروع ہوگئے اور
پورے کرہ چارم میں کہرام مچ گیا ہر طرف بلبلے
ہی بلبلے اڑنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد جب ان دونوں کے پیروں
نے زمین کو چھوا اور ان کے ہوش حواس درست
ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کرہ
چارم کی کل عمارتیں جو بلبلوں سے بنی ہوئی تھیں
دھماکوں سے اڑ گئی تھیں اور تمام بلبلے آسمان
پر اڑنے لگے تھے۔ اور چھپکلی نما انسان ہر
طرف زمین پر یوں چت پڑے ہوئے تھے جیسے
مرگئے ہوں پھر دور انہیں اپنا جہاز بھی بلبلوں
کے جھرمٹ میں کھڑا نظر آنے لگ گیا۔

"چلو جہاز کی طرف دوڑو" چلوسک نے ملوسک

کا بازو پکڑ کر اسے گھسیٹتے ہوئے کہا اور وہ
دونوں بے تحاشا جہاز کی طرف دوڑنے لگے ابھی وہ
جہاز تک نہیں پہنچے تھے کہ انہوں نے دیکھا
کہ بلبلے دوبارہ عمارتوں کی شکل میں قائم ہونے
لگ گئے تھے۔ اور مردہ چھپکلی نما انسانوں میں حرکت
پیدا ہونے لگ گئی تھی۔

"یہ دوبارہ زندہ ہو رہے ہیں اور تیز بھاگو" چلوسک
نے کہا اور وہ دونوں اور زیادہ تیز بھاگنے لگے
جلد ہی وہ جہاز کے قریب پہنچ گئے چلوسک نے
پھرتی سے اس کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں
اچھل کر اندر جا گرے۔ اور انہوں نے دروازہ
بند کردیا۔

"جلدی اڑاؤ جہاز" ملوسک نے ہانپتے ہوئے کہا
عمارتیں بن گئی ہیں اور چھپکلی نما انسان زندہ ہو
گئے ہیں۔

"ارے جلدی کرو وہ دیکھو چوکم انتہائی تیزی
سے ہماری طرف بڑھتا چلا آرہا ہے"۔ ملوسک
نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے ملوسک نے
ایک بٹن دبا دیا۔ جہاز کی مشینری میں زندگی

کی لہر دوڑ گئی اور وہ تیزی سے اوپر اٹھنے لگا۔ چلوسک نے انتہائی تیز رفتاری کا بٹن دبا دیا اور چند لمحوں بعد کرہ چارم کی آبادی تیزی سے ان کی نظروں سے غائب ہوگئی اور وہ سرخ رنگ کی دھند میں سفر کرنے لگے تھوڑی دیر بعد دھند بھی غائب ہو گئی اور وہ خلا میں داخل ہو گئے۔ چلوسک نے جہاز کی منزل کا تعین کرنے والا ڈائل گھمایا اور جہاز کا رخ چاند کی طرف ہوگیا۔

"خدا کی پناہ بال بال بچے ہیں۔ یہ تو عجیب و غریب ستارہ ہے" چلوسک نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرے خیال میں وہ نیلے رنگ کا بلبلہ تمام ستارے کو کنٹرول کرتا تھا فائر کرنے سے وہ وقتی طور پر ناکارہ ہو گیا اور تمام نظام درہم برہم ہوگیا مگر جلد ہی وہ ٹھیک ہوگیا۔ اور نظام دوبارہ شروع ہوگیا۔ مگر اسی وقفے نے ہمیں بچا لیا" ملوسک نے خیال ظاہر کیا اور چلوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"میرے خیال میں اب کرہ ارض کی طرف ڈیڈی انتظار میں ہوں گے" تھوڑی دیر کے ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں ملوسک اب دیر تو ہو ہی گئی ہے کیوں نہ چاند کی سیر کر آئیں ورنہ پھر ڈیڈی نے ہمیں جہاز کے قریب نہیں پھٹکنے دینا۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے ہم جلدہی واپس آ جائیں گے" ملوسک نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں، چاند تو ویران ہے بس ذرا دیر وہاں ٹھہ گے پھر واپس آ جائیں گے۔" چلوسک نے جواب د اور ملوسک نے سر ہلادیا۔ اب وہ دونوں سی کی پشت سے ٹیک لگاکر اطمینان سے خلا سیر کر رہے تھے۔ اور سکرین پر چاند تیزی نزدیک آتا جا رہا تھا۔ مگر چند لمحوں بعد کو اچانک جھٹکا لگا اور وہ دونوں چونک

"ارے ارے اس کا رخ پھر بدل گیا ہے۔" ملوسک نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں اب یہ بائیں طرف جا رہا ہے

اس ستارے کی طرف یہ سبز رنگ کا ستارہ" چلوسک نے کہا۔

"اللہ پناہ نجانے اب کیا ہوگا" ملوسک نے بے اختیار کہا۔ چلوسک نے جہاز کا رخ بدلنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود، جہاز تیزی سے اس سبز ستارے کی طرف بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ نامعلوم سبز ستارے کی طرف اور چلوسک ملوسک دونوں کے چہروں پر شدید تشویش کے آثار تھے مگر وہ مجبور تھے کیونکہ وہ جہاز کا رخ بدلنے میں ناکام ہوگئے تھے۔

ختم شد

چلوسک ملوسک
سبز ستارے میں

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک

سبز ستارے میں

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— /۷ روپے

چلوسک ملوسک کا خلائی جہاز انتہائی تیز رفتاری سے سبز ستارے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور جہاز کی سکرین پر ستارہ واضح ہوتا چلا جا رہا تھا۔ جوں جوں جہاز آگے بڑھتا جا رہا تھا چلوسک ملوسک دونوں کے چہروں پر پریشانی کے اثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ چلوسک نے جہاز کا رخ موڑنے کی ایکبار پھر کوشش کی مگر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے جہاز کا تمام سسٹم جام ہو گیا ہو اور جہاز کسی نامعلوم کشش کی وجہ سے اس سبز رنگ کے ستارے کی طرف کھنچتا چلا

جا رہا ہو۔ سبز رنگ کا ستارہ اب سکرین پر آہستہ آہستہ واضح ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اور چلوسک ملوسک دونوں غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ سبز ستارہ ہمارے نظام شمسی میں نہیں ہے ہم کسی اور نظام شمسی کی طرف جا رہے ہیں۔" چلوسک نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ایک شمسی نہ سہی دوسرا سہی ہمارا مقصد تو سیر کرنا ہے جہاں جی چاہے چلے جائیں" ملوسک نے بڑی خوشدلی سے جواب دیا اور اس کے اس جواب سے چلوسک کے چہرے پر بھی مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے ایک طویل سانس لی اور کہا۔

"ہاں ملوسک تم ٹھیک کہتے ہو۔ تم نے یہ بات کر کے میرے ذہن سے ایک بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے ہمارا مقصد تو سیر و تفریح کرنا ہے پھر ہمارے پاس حفاظت کے لئے جدید ترین پستول ہے۔ ہمیں ڈرنے کی بجائے لطف اٹھانا چاہیئے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"اور چلوسک سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ہمیں خوراک کے لئے پریشان نہیں ہونا پڑیگا اور دوسری بات یہ کہ ہر قسم کی آب و ہوا میں ہم باآسانی زندہ رہ سکتے ہیں۔" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" چلوسک نے کہا اور پھر بے خیالی میں اس نے گھٹنے کے قریب خارش مٹانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اسکا ہاتھ ایک چھوٹے سے بٹن سے ٹکرایا گیا اور پھر بٹن دبتے ہی کھٹ سے ایک خانہ کھل گیا۔ اور اس میں سے ایک کتاب باہر نکل آئی۔ یہ ایک چھوٹی سی نوٹ بک تھی۔

"یہ کیا ہے" ملوسک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

چلوسک نے کتاب نکال کر کھولی تو چونک پڑا۔ "ارے یہ تو ڈیڈی کی نوٹ بک ہے" اور پھر جیسے جیسے وہ صفحے کھولتا گیا اس کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں ہوتے گئے۔

"کیا لکھا ہوا ہے اس میں؟" ملوسک نے اشتیاق

آمیز لہجے میں کہا۔

"لطف آگیا ملوسک ڈیڈی نے انتہائی تفصیل سے
جہاز کے متعلق تمام تفصیل اس میں لکھی ہوئی
ہے اگر جہاز خراب ہو جائے تو اس کو ٹھیک
کرنے کے طریقے بھی اس میں لکھے ہوتے ہیں"
چلوسک نے مسرت سے پر لہجے میں کہا۔

"بہت اچھے پھر جلدی سے جہاز کا رخ موڑ دو
اور چاند پر چلو" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے
ہوئے کہا۔

"اس کے لئے پوری کتاب پڑھنی پڑے گی۔"
تب جاکر اس کا طریقہ معلوم ہوگا۔" چلوسک نے
کہا اور پھر اس نے ایک نظر سکرین پر نظر
آنے والے ستارے پر ڈالی تو ستارے کی
جسامت دیکھکر اسے احساس ہوگیا کہ ابھی ستارہ
کافی دور ہے اس لئے وہ اطمینان سے کتاب
پڑھ سکتا ہے۔

دیکھو ملوسک تم ستارے پر نظر رکھو جب
یہ بے حد قریب آجائے تو مجھے بتلا دینا میں
اس ستارے پر پہنچنے سے پہلے یہ تمام کتاب

پڑھ لینا چاہتا ہوں۔ شاید ہمیں اس میں کوئی
خاص بات مل جائے۔" چلوسک نے چھوٹے بھائی
کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلوسک تم اسے غور سے پڑھ لو۔ نجانے
سبز ستارے پر ہمیں کیسے حالات پیش آئیں۔ ان
حالات سے نپٹنے کے لئے ہمارے پاس خصوصی علم
ہونا چاہیئے۔ ملوسک نے جواب دیا اور چلوسک سر
ہلاکر کتاب پڑھنے میں مشغول ہوگیا۔

ملوسک بدستور سکرین کی طرف دیکھ رہا تھا
اور سوچ رہا تھا کہ اب ستارہ چارم پر نجانے
کیا حال ہوگا۔ اسے افسوس تھا کہ افراتفری میں
بھاگتے ہوئے وہ بادشاہ چارم اور آدام کیلئے بھی
کچھ نہ کرسکے تھے۔ ملوسک نے دل ہی دل میں
ارادہ کرلیا کہ جب بھی موقع ملا وہ دوبارہ ستارہ
چارم پر جائیں گے اور بادشاہ چارم اور اس کے
بیٹے آدام کو ستارہ چارم کا بادشاہ بناکر واپس
لوٹیں گے۔ اس کے بعد وہ سبز ستارے کے متعلق
سوچنے لگا کہ نجانے اس ستارے پر کیا ہوگا
انسان ہوں گے بھی سہی یا نہیں یا اگر ہونگے

تو کیسے ہوں گے اور کس طرح رہتے ہوں گے اور وہ نجانے ان کے ساتھ کیا سلوک کریں۔ کبھی کبھی وہ انجانے حالات کے خوف سے پریشان ہو جاتا۔ اور کبھی نئی دنیا دیکھنے کی خواہش میں خوش ہو جاتا۔

دوسری طرف چلوسک اپنے ڈیڈی کی کتاب پڑھنے میں اس طرح غرق ہوگیا تھا کہ اسے کسی چیز کا ہوش ہی نہیں رہا تھا۔

یہ ایک وسیع و عریض میدان تھا۔ جس میں ہر طرف سرخ رنگ کی خوبصورت گھاس تھی۔ کہیں کہیں درخت بھی نظر آرہے تھے مگر یہ درخت عجیب و غریب تھے ان کے تنے اور شاخیں زمین کے اندر تھیں اور جڑیں ہوا میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان درختوں پر خوبصورت پرندے بھی تھے مگر عجیب وغریب پرندے۔ یہ پرندے کسی لٹو کی طرح گول تھے ان کی چونچ ان کے پیٹ کے نیچے اور پنجے اوپر تھے یہ درخت پر چونچ کے بل بیٹھتے اور پنجے ہلاہلا کر آوازیں نکالتے، درختوں کا رنگ بھی سرخ تھا۔ اوپر آسمان

گہرے سبز رنگ کا تھا جس میں سرخ رنگ
کے بادل تیرتے پھر رہے تھے۔

اس میدان میں کہیں کہیں چھوٹے چھوٹے مکان
نظر آرہے تھے یہ مکان الٹے تھے انکی بنیادیں
آسمان کی طرف اور چھتیں زمین پر تھیں ایسے لگتا
تھا جیسے کسی نے مکانوں کو الٹا کر کھڑا کردیا
ہو۔ غرضیکہ ہماری زمین کی نسبت یہاں کی ہر چیز الٹی تھی

ایک بڑے سے مکان کے اندر ایک کمرے میں
چار انسان سر کے بل الٹے کھڑے تھے۔ ان
کے جسموں پر لمبے لمبے سیاہ بال اگے ہوئے تھے
چہرے کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جس
پر بال نہ ہوں۔ وہ بڑے اطمینان سے سر کے
بل کھڑے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے
وہ تھے تو انسان نما مگر ان کے کانوں کی جگہ
دو منہ اور منہ کی جگہ ایک بڑا سا کان
تھا۔ دونوں پیروں پر ایک بڑی سی آنکھ تھی
جو چوڑائی کی طرف ہونے کی بجائے لمبائی کے
رخ پر تھی اور ان آنکھوں پر نہ ہی پلکیں
تھیں اور نہ ہی پتلیاں تھیں ایسے محسوس ہوتا

تھا۔ جیسے یہ آنکھیں اندھے شیشے کی بنی ہوئی
ہوں۔ ان کے سامنے مکان کی دیوار پر ایک
شیشے کی سی دھات کا بنا ہوا گولہ تھا۔ جس
پر اس وقت خلا کا منظر نظر آرہا تھا اور اس
خلا میں چلوسک طوسک کا جہاز نظر آرہا تھا۔

"یہ کسی اور ستارے کا کوئی پرندہ معلوم ہوتا
ہے"۔ ان میں سے ایک کی آواز آئی۔ انکی
آواز سنکر یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی مینڈک
ٹرّا رہا ہو۔ یہ آواز اس کے دائیں منہ سے
نکل رہی تھی۔

"ہو سکتا ہے بہرحال ہے یہ بالکل نئی چیز
اس لئے میں نے زرد بھروں کو بھیجکر اسے
بلوا لیا ہے تاکہ اسے اچھی طرح دیکھ کر اپنی
حکمت میں اضافہ کر سکیں" دوسرے نے اپنے بائیں
منہ سے بولتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارے ستارے کے لئے خطرناک ثابت نہ
ہو۔" ایک آواز نے ٹراتے ہوئے کہا۔

"یہ کس طرح خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" پہلے نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ہمارے دشمن ٹچم کو اگر اس پرندے کا علم ہوگیا تو وہ اسے اپنی حکمت میں اضافہ کیلئے اپنے پاس بلانے کی کوشش کریگا" پہلے نے قدرے آہستہ لہجے میں کہا۔

"ہاں تمہارا خیال درست ہے ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے ہمیں اپنی تمام حکمت کو استعمال کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔" پہلے نے قدرے تشویش آمیز لہجے میں۔ جواب دیا۔

میرے خیال میں ہمیں فوراً حکیم اعظم کو بلا لینا چاہیئے۔ تاکہ اگر اس پرندے میں کوئی خطرناک چیز ہو یا ٹچم اس پرندے کو بلائے تو حکیم اعظم اس کو روک سکے۔" چوتھے نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے حکیم اعظم کو بلا لاؤ اسے کہو کہ ٹاکم نے بلایا ہے" دوسرے نے پہلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا" پہلے نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا کھلی جگہ سے باہر نکل گیا۔

چلوسک نے طویل سانس لیتے ہوئے نوٹ بک بند کی۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوشی کے تاثرات تھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اسے اس نوٹ بک سے علم کے خزانے حاصل ہوگئے ہوں۔

"سبز ستارہ اب بےحد قریب آگیا ہے۔" ملوسک نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں میں نے دیکھ لیا ہے مگر ہمیں فکر نہیں کرنی چاہیئے" ڈیڈی نے یہ عجیب و غریب جہاز بنایا ہے اس میں اتنی خصوصیات ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ کوئی جادو کا جہاز ہو۔" چلوسک

نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کا رخ موڑو" ملوسک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

نہیں چلوسک اب ہم آہی گئے ہیں تو لگے ہاتھوں اس سبز ستارے کی سیر بھی کرتے چلیں دیکھیں تو سہی یہاں کیسی مخلوق رہتی ہے" چلوسک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے نوٹ بک دوبارہ اس خانے میں رکھی اور خانہ بند کر دیا اب وہ سیدھا ہوکر سکرین کو دیکھنے لگا۔

ان کا جہاز اب سبز ستارے کی حدود میں داخل ہونے والا تھا۔

"اپنا پستول سنبھال لو ملوسک اور ہاں اس پستول میں بھی ڈیڈی نے بے حد پیچیدہ نظام رکھا ہے اس کے بٹن کو آگے دباؤ تو سبز رنگ کی لہر نکلتی ہے جو بم کی طرح پھٹتی ہے اور آگے دباؤ تو سرخ رنگ لہر نکلتی ہے جو کسی پہاڑ کو ریزہ ریزہ کرنے کی قوت رکھتی ہے اور اسے پیچھے کرلو تو زرد رنگ کی لہر نکلتی ہے جو مقابل کو بیہوش کردیتی ہے" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے

کہا۔

ٹھیک ہے ویسے ہمیں پستول مجبوری کے عالم میں استعمال کرنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کوئی الٹ نتیجہ نکل آئے۔" ملوسک نے پستول کو جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا اچانک جہاز کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جہاز سبز ستارے کی حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ ہر طرف سبز رنگ کی کہر چھائی ہوئی تھی اور جدھر نگاہ جاتی تھی سبز رنگ ہی نظر آتا تھا ایسا لگتا تھا جیسے یہ ستارہ سبز رنگ کی کہر میں لپٹا ہوا ہو۔ مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ انکا جہاز اس ستارے کی حدود میں داخل ہوتے ہی جھٹکے کھاتے لگ گیا تھا۔ کبھی جھٹکا کھا کر وہ دائیں طرف بڑھ جاتا مگر پھر ایک زوردار جھٹکا کھاکر وہ بائیں طرف بڑھنا شروع ہو جاتا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے چلوسک" ملوسک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اس ستارے میں دو طاقتیں ہیں۔ ایک بائیں طرف اور ایک دائیں طرف دونوں طاقتیں ہمارے جہاز کو اپنی اپنی طرف کھینچنا چاہتی ہیں" چلوسک نے جہاز کے مختلف بٹن دباتے ہوئے کہا

پھر جیسے ہی چلوسک نے ایک بٹن دبایا جہاز ایک زوردار جھٹکا کھاکر بائیں طرف مڑا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا پھر جیسے ہی جہاز نیچے اترتا گیا۔ سبز رنگ کی دھند ہلکی پڑتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد انہیں نیچے حیرت انگیز منظر نظر آنے لگ گیا۔ ملوسک نے دوربین اٹھاکر آنکھوں سے لگادی۔

"سرخ رنگ کی گھاس ہے اور درخت بھی ہیں بائیں یہ کیا یہ تو درخت الٹے ہیں ان کی جڑیں اوپر اور شاخیں نیچے ہیں" ملوسک نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں بھی دیکھ رہا ہوں عجیب وغریب دنیا ہے یہ بھی، یہ پرندے دیکھو چونچ کے بل درختوں کی جڑوں پر بیٹھے ہیں" چلوسک نے جہاز کی سکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے" ملوسک کے منہ سے نکلا۔

ان کا جہاز آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا اور پھر وسیع میدان کے درمیان سرخ رنگ کی گھاس پر ٹک گیا۔ چلوسک نے جہاز کی مشین بند کر دی اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ابھی ان کے جہاز کو وہاں اترے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انہوں نے چار بڑے بڑے پرندوں کو اڑتے ہوئے اپنی طرف آتے دیکھا۔

"ملوسک ادھر دیکھو لگتے تو یہ انسان ہیں یہ پرندوں کی طرح اڑ رہے ہیں۔ مگر ان کی ٹانگیں اوپر اور سر نیچے ہیں" چلوسک نے ملوسک کی کی توجہ ایک طرف کراتے ہوئے کہا۔

"ارے چلوسک ان کے منہ کی جگہ کان اور کانوں کی جگہ دو منہ ہیں" ملوسک نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"اور دیکھو ان کی آنکھیں ان کے پیروں پر لگی ہوئی ہیں" چلوسک نے بھی اسی طرح حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ وہ چاروں الٹے انسان اڑتے ہوئے ان کے جہاز کے قریب آئے اور پھر وہ جہاز کے قریب سر کے بل کھڑے ہوگئے۔ ان سے

پیروں کا رخ جہاز کی طرف ہی تھا اور وہ
اپنی اندھے شیشے کی بنی ہوئی آنکھوں سے جہاز
کو دیکھ رہے تھے۔ جہاز کے اندر چلوسک ملوسک
خاموش بیٹھے ان عجیب وغریب انسانوں کو دیکھ رہے تھے
ایسے انسان جن کا تصور تک نہیں کرسکتے تھے۔

چلوسک نے جہاز کا ایک بٹن دبایا تو باہر
کی آوازیں اندر آنے لگ گئیں اور ان دونوں
کو یوں محسوس ہوا جیسے کئی مینڈک مل کر ٹرا
رہے ہوں۔ چلوسک نے ایک بٹن دبایا تو ایک
چھوٹی سی سکرین پر ان میں سے ایک کا
چہرہ ابھر آیا۔ اور پھر وہ دونوں یہ دیکھ کر
حیران رہ گئے کہ ان کے دونوں منہ ہل
رہے تھے اور ان سے مینڈکوں کے سے ٹرانے
کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

مجھے تو ان سے ڈر لگ رہا ہے۔ چلوسک
خدا کے لئے یہاں سے نکل چلو" ملوسک کے لہجے
میں خوف نمایاں تھا۔

"ارے ڈرنے کی کیا بات ہے ملوسک حوصلہ کرو"
چلوسک نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا۔

"یہ دراصل عجیب وغریب انسان ہیں"۔ ملوسک نے کہا
تو کیا ہوا یہی عجیب و غریب چیزیں دیکھنے کیلئے
تو ہم آئے ہیں جب ہم واپس زمین پر جا کر
ان لوگوں کے عجیب و غریب حالات دنیا والوں کو
بتلائیں گے تو وہ کتنا حیران ہوں گے۔ پھر ہماری
کتنی شہرت ہوگی"۔ چلوسک نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے
کہا اور ملوسک کے چہرے پر بھی اطمینان کے آثار
ابھر آئے۔

"آؤ باہر چلیں" چلوسک نے کہا۔

"چلو" ملوسک نے حفاظتی بیلٹ کھولتے ہوئے کہا۔

ٹھہرو پہلے خیالات سمجھنے والی مشین کانوں میں
لگالیں تاکہ ان کی باتیں سمجھنے میں آسانی ہو" چلوسک
نے جہاز کی دائیں دیوار پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

"مشین" ملوسک نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں ڈیڈی نے ایسی مشین بنائی ہے۔ جو آواز
کو خیالات میں بدل کر ذہن تک پہنچا دیتی ہے
اور خیالات کو آواز میں بدلنے کی صلاحیت رکھتی ہے
اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہم کسی بھی ستارے میں
پہنچ جائیں یہ مشین ان کی آواز کو خیالات بنا کر

ہمارے دماغ تک اور ہماری آواز کو خیالات بناکر
ان کے دماغ تک پہنچا دے گی۔ اس طرح ہم
گو اپنی اپنی زبانیں بولتے رہیں گے مگر خیالات سمجھ
آتے رہیں گے" چلوسک نے دائیں دیوار میں کھلنے
والے ایک خانے سے چار چھوٹے چھوٹے ٹاپس نما
مشینیں نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے یہ چھوٹے
چھوٹے ٹاپس اپنے دونوں کانوں میں پہن لئے
اور ملوسک کے کانوں میں بھی پہنا دیے۔

"ٹھہرو پہلے چیک کرلیں کہ کیا یہ مشینیں ٹھیک
کام کر رہی ہیں" چلوسک نے کہا اور پھر اس
نے ڈائل پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے
ہی مینڈکوں کے ٹرانے کی آوازیں جہاز میں ابھریں
مگر وہ دونوں خوشی سے اچھل پڑے۔ کیونکہ انہیں
سمجھ آگئی تھی کہ وہ لوگ انہیں جہاز سے باہر
بلا رہے ہیں اور انہیں خوش آمدید کہہ رہے ہیں

"اچھا اچھا ہم آرہے ہیں" چلوسک نے ٹرانسمیٹر
کا بٹن آن کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سکرین
پر یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ جیسے ہی اس
نے یہ فقرے کہے وہ چاروں خاموش ہوگئے

جیسے چلوسک کی بات انکی سمجھ میں آگئی ہو۔

"ڈیڈی زندہ باد" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے
ہوئے کہا۔

"ہاں ڈیڈی واقعی عظیم ہیں۔ دیکھو کتنی چھوٹی سی
مشین کتنی زبردست خصوصیت رکھتی ہے۔" چلوسک نے
بھی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"انکا علم تمہیں کتاب سے بلا ہوگا۔" ملوسک نے
خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس کے علاوہ بھی بے شمار ایجادات ہیں مگر
جب ان کا موقع آئے گا تب انہیں استعمال کریں
گے۔ آؤ اب باہر چلیں۔ یہ عجیب و غریب الٹے انسان
ہمارا استقبال کر رہے ہیں" چلوسک نے کہا اور
پھر اس نے دروازہ کھولنے والا بٹن دبا دیا۔ اور
جہاز کا دروازہ کھل گیا اور سیڑھیاں باہر نکل آئیں
پہلے چلوسک سیڑھیوں سے نیچے اترا پھر ملوسک اتر
آیا۔ اور پھر انہوں نے جیسے ہی زمین پر قدم
رکھے جہاز کا دروازہ خود بند ہو گیا۔

اب وہ دونوں اس عجیب و غریب ستارے کی
زمین پر کھڑے تھے اور ان کے قریب چار

انسان الٹے کھڑے تھے۔

"یہ کونسا ستارہ ہے" چلوسک نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ سونار ستارہ ہے اور میں اس ستارے کا حکیم اعظم ہوں۔ یہ میرے نائب ہیں ہم اس ستارے پر سب سے بڑے ہیں اب تم بتلاؤ کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ اور الٹے کیوں کھڑے ہو۔ تمہارا سر اوپر اور ٹانگیں نیچے کیوں ہیں" حکیم اعظم نے تعجب بھرے لہجے میں ان سے پوچھا۔

اور اس کی بات سن کر وہ دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"حکیم اعظم ہم کرہ ارض کے باشندے ہیں۔ میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے۔ ہم اس جہاز میں مختلف سیاروں اور ستاروں کی سیر کو نکلے ہیں اور آپ کے ستارے کی کشش ہمیں یہاں لے آئی ہے۔ اور رہ گئی الٹے ہونے کی بات تو ہمارے خیال میں آپ الٹے کھڑے ہیں۔ آپ ہمیں الٹا کہہ رہے ہیں" چلوسک نے حکیم اعظم کو تفصیل سے بتلاتے

ہوئے کہا۔

"کرہ ارض" حکیم اعظم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "ہماری حکمت میں تو اس نام کا کوئی کرہ موجود ہی نہیں ہے۔ پھر یہ کہاں سے آگیا"

"تمہاری حکمت میں نہیں ہوگا۔ مگر اب اپنی حکمت میں اسے شامل کرلو" ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور حکیم اعظم کے دائیں منہ سے بھی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ مگر بایاں منہ خاموش رہا۔

"آؤ ہمارے حکمت کے ٹھکے میں چلو" حکیم اعظم نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھکے میں چلو۔" چلوسک ملوسک نے حیرت سے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتے حکیم اعظم اور اس کے ساتھی اپنی جگہ سے اچھلے اور پھر پرندوں کی طرح اڑنے لگے۔

"ارے ارے۔ ٹھہرو ہم تمہارے ساتھ کیسے چل سکتے ہیں" ملوسک نے کہا اور پھر اس نے جیسے ہی قدم اٹھایا اسے ایک جھٹکا سا لگا۔ اور وہ تقریباً پانچ چھ فٹ ہوا میں اچھل گیا۔ ہوا میں اچھلتے ہی اس نے جیسے ہی اپنے آپ کو سنبھالنے

کے لئے بازو ہلاتے۔ اس کے دل میں مسرت
کی لہریں اٹھنے لگیں کیونکہ وہ کسی ہلکے پھلکے پرندے
کی طرح اڑنے لگا تھا دوسری طرف چلوسک بھی
ہوا میں اڑتا ہوا اس کے قریب آگیا۔

"یار لطف آگیا دیکھو کتنی آسانی سے ہم اڑ
رہے ہیں" چلوسک نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا

"ہاں یہ حسرت بھی پوری ہوگئی" ملوسک نے
خوشی سے بازوؤں کو زور زور سے ہلاتے ہوئے کہا
اور وہ چلوسک سے قدرے آگے نکل آیا۔ حکیم اعظم
اور اس کے ساتھی ان سے کافی آگے جا رہے
تھے وہ شاید آپس میں باتیں کر رہے تھے۔
ادھر یہ دونوں بھائی ایک دوسرے کے برابر
اڑ رہے تھے۔

"ارے وہ دیکھو شاید ان کی آبادی آ رہی
ہے۔ وہ مکان سے کیا نظر آ رہے ہیں" ملوسک
نے چلوسک کو اس طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں لگتے تو وہ مکان ہی ہیں اور پتہ نہیں
کس چیز کے بنے ہوئے ہیں" چلوسک نے ادھر
دیکھتے ہوئے کہا اور پھر جب وہ قریب پہنچے تو

وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ مکان کسی
چیز کے پتلے سے پردے سے بنے ہوئے تھے
ایسے لگتا تھا جیسے پیاز کے چھلکے جوڑ کر مکان
بنائے گئے ہوں۔

"پیاز کے چھلکوں کے مکان واہ بھئی واہ بڑا
سستا نسخہ ہے" ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے یہ دیکھو مکان بھی الٹے ہیں چھتیں نیچے
ہیں اور بنیادیں اوپر" چلوسک نے کہا۔ اور پھر
جب انہوں نے ان چاروں کو ایک بڑے مکان
کے اندر اترتے دیکھا۔ تو انہیں معلوم ہوگیا کہ
یہ مکان اوپر سے کھلے کیوں ہیں۔ ظاہر ہے اڑنے
اور اترنے کے لئے کھلی جگہ ہی ہونی چاہیئے
ان کے نیچے اترنے پر وہ دونوں بھی جب
اس مکان کے اوپر پہنچے تو انہوں نے بازو
جسموں کے ساتھ جوڑ لئے اور پھر وہ بھی آہستہ آہستہ
نیچے اترتے چلے گئے وہ چاروں نیچے فرش پر سر
کے بل بڑے آرام سے چل رہے تھے نیچے فرش
بھی اس پیاز کے چھلکے کا بنا ہوا تھا۔
وہ دونوں جیسے ہی نیچے اترے اس چھلکے

پر ان کے پیر پھسل گئے اور وہ دھڑام سے
نیچے گر گئے یہ چھلکا بےحد پھسلواں تھا۔ نیچے
گرتے ہی انہوں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر
ان کے پیر اس چھلکے پر جمتے ہی نہیں تھے۔
جیسے ہی وہ اٹھنے کے لئے زور لگاتے۔ وہ
دوبارہ پھسل جاتے وہ چاروں انہیں اس عالم میں
دیکھ کر اب بری طرح ہنس رہے تھے۔

"ملوسک ہم زندگی بھر بھی اس چھلکے پر پیروں
کے بل کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔" چلوسک نے
چھلکے پر پہلو کے بل لیٹتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا کریں یہ تو ہم عجیب مصیبت میں پھنس
گئے ہیں" ملوسک کے لہجے سے پریشانی عیاں تھی

"میرا خیال ہے ہمیں بھی سر کے بل کھڑا ہونا
پڑیگا۔ کیونکہ سر کے بال ہمیں پھسلنے نہیں دیں گے"
چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم کتنی دیر سر کے بل کھڑے ہوسکیں گے"
ملوسک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ دیر تو کھڑے ہوکر دیکھیں اگر تھک گئے
تو اُڑ کر باہر چلے جائیں گے۔" چلوسک نے کہا

اور پھر اس نے سر کے بل کھڑا ہونے کی
کوشش کی اور واقعی وہ بڑے اطمینان سے سر کے
بل کھڑا ہوگیا۔ ملوسک نے بھی اس کی پیروی کی
اور اب وہ ۔دونوں ان کی طرح سر کے بل کھڑے
تھے۔

"اب بات بنی اب تم سیدھے کھڑے ہو" حکیم
اعظم نے ہنستے ہوئے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مگر ہم زیادہ دیر اسی طرح الٹے کھڑے نہیں
ہوسکتے" ملوسک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ کیونکہ
الٹا ہو کر وہ اپنے آپ کو گدھا محسوس
کر رہا تھا۔

"ہاں تو ارضی باشندو ہمیں اپنے کرہ کے متعلق
تفصیل سے بتلاؤ تاکہ ہم اپنی حکمت میں اضافہ
کر سکیں" حکیم اعظم نے اس بار قدرے سنجیدگی
سے کہا۔

"تمہاری حکمت کی ایسی تیسی یہاں سے باہر نکلو
میرا تو دماغ پھٹنے کے قریب ہے" ملوسک نے دانت
پیستے ہوئے کہا۔

"اچھا تمہارا کرہ ایسی کی تیسی اور دماغ سے بنا

ہوا ہے اور پھٹنے کے قریب ہے۔ سمجھ گیا میری
حکمت میں اضافہ ہوا ہے۔" حکیم اعظم نے خوش
ہوتے ہوئے کہا۔
"ہاں حکیم اعظم کی اولاد" ملوسک نے جھنجلا کر کہا
اور چلوسک ان کی باتوں پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"زیادہ چلانے کی ضرورت نہیں ملوسک اطمینان سے
بات کرو۔ ہم غیر ستارے میں آئے ہوئے ہیں اگر
یہ بگڑ گئے تو نجانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں"
چلوسک نے ملوسک کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
"تو پھر تم ان سے باتیں کرو میں تو لیٹتا
ہوں" ملوسک نے کہا اور پھر وہ دھڑام سے
پہلو کے بل چھلکے کی زمین پر گر پڑا۔ اور لمبے
لمبے سانس لینے لگا۔
چلوسک نے کرہ ارض کے مختصر سے حالات انہیں
بتلاتے تو حکیم اعظم اور اس کے ساتھی حیران
رہ گئے۔
"بہت خوب تمہارا سیارہ تو حکمت میں بہت آگے
ہے۔" حکیم اعظم نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔
"ہاں تو حکیم اعظم۔ اب تم اپنے ستارے کے

متعلق ہمیں تفصیل سے بتلاؤ اور پھر ہمیں اس
ستارے کی سیر کرنے کا موقع دو۔ تاکہ ہم سیر
کرنے کے بعد واپس اپنے کرہ میں چلے جائیں
چلوسک نے حکیم اعظم سے مخاطب ہوکر کہا۔
ہمارا کرہ اب دو حصوں میں تقسیم ہے ایک
حصے میں آبادی ہے بہت سے ٹھمکے بھی اس میں
سوناری رہتے ہیں مگر وہاں ٹچم کی حکمت چلتی ہے
ٹچم ہمارا دشمن ہے چنانچہ اس نے ہمیں اس حصے
سے نکال دیا ہے اور ہم چار حکیم اس حصے
میں آگئے ہیں۔ میں انکا حکیم اعظم ہوں ہم یہاں
نئی نئی حکمت سوچتے ہیں تاکہ ہم ٹچم کو اس
حصے میں بھیج سکیں اور خود اس کی جگہ سوناریوں
پر حکمت کر سکیں۔" حکیم اعظم نے انہیں تبلایا۔
اور اس وقت چلوسک کو یاد آگیا کہ ان کا
جہاز سونار ستارے کی حدود میں داخل ہوتے وقت
بار بار جھٹکے کھا رہا تھا۔ اسے پتہ چل گیا
کہ ایسا کیوں ہورہا تھا دائیں طرف یقیناً ٹچم
کی حکومت ہوگی اور وہ ان کے جہاز کو اپنی
طرف کھینچنا چاہتا تھا اور بائیں طرف ان لوگوں

کی کشش ہو گی۔ اب تو یہ اتفاق تھا
کہ اس نے جہاز کی قوت کو بھی ساتھ
شامل کردیا۔ اور بائیں طرف آگیا اگر وہ دائیں
طرف نکل جاتا تو ٹچم سے ملاقات ہو جاتی۔

"تو کیا ٹچم کی حکمت اس حصے پہ نہیں
چلتی" چلوسک نے پوچھا۔

"نہیں اس کی حکمت صرف آبادی والے حصے
پر چلتی ہے۔" حکیم اعظم نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے ہمیں سیر کرنے کے لئے
ٹچم کے علاقے میں جانا پڑے گا" چلوسک نے
لیٹے لیٹے کہا۔

"ہرگز نہیں تم اب اس کے علاقے میں نہیں
جا سکتے۔" حکیم اعظم نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا

"کیا مطلب کیوں نہیں جا سکتے؟" چلوسک نے
غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"اس لئے کہ تم ہمارے علاقے میں ہو۔ اب
جب تک ہم اس علاقے میں نہ جائیں تم بھی
نہیں جا سکتے۔" حکیم اعظم نے انہیں بتلایا۔

"دیکھو حکیم اعظم تم ہمیں اس علاقے میں جانے دو

ہم وہاں جاکر ٹچم سے تمہاری سفارش کریں گے
اور تمہیں وہاں بلا لیں گے" چلوسک نے سیاست
سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"تم جا بھی نہیں سکتے جب تک ٹچم تمہیں خود
نہ بلائے۔ اور ٹچم تمہیں اس لئے نہیں بلائے گا۔
کہ تم ہمارے پاس آگئے ہو"۔ حکیم اعظم نے بتلایا۔

"اس بات کی فکر مت کرو ہم خود وہاں
پہنچ جائیں گے۔" چلوسک نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"نہیں ہم تمہیں وہاں نہیں جانے دیں گے۔ تم
ہمیں اپنی حکمت سکھاؤ۔ ہم جب طاقتور ہو جائیں
گے تو پھر ہم ٹچم کو تمام سوناریوں کے سامنے
اپنی حکمت دکھلائیں گے۔ اور اس طرح ٹچم کو اس
طرف بھیج دیں گے۔ اور خود آبادی میں چلے جائیں
گے۔" حکیم اعظم نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ہم نہیں جاتے مگر تم ہمیں
اپنے حصے کی سیر تو کراؤ ہم تمہارا ستارہ دیکھنا
چاہتے ہیں" چلوسک نے سیاست سے کام لیتے ہوئے
کہا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا کہ باہر نکل
کر وہ جہاز میں سوار ہو جائیں گے اور پھر

جبانہ کو ٹُچم کی طرف لے جائیں گے۔

"ہاں آؤ ہم تمہیں اپنا ستارہ دکھائیں۔ تا کہ تم یہاں کی حکمت سیکھ جاؤ" حکیم اعظم نے جواب دیا۔ اور پھر وہ اپنی جگہ سے اچھلے اور ہوا میں بلند ہوتے چلے گئے۔ ان کے پیچھے چلوسک ملوسک بھی ہوا میں اڑتے ہوئے اس مکان سے جسے یہ لوگ ٹھمکا کہتے تھے باہر نکل آئے۔

پیاز کے چھلکے نما ایک بڑے سے مکان میں ایک چھوٹا سا سٹول نما تخت تھا۔ یہ تخت بھی اسی چھلکے سے بنا ہوا تھا۔ اور ایک الٹا انسان سر کے بل اس تخت پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے ایک لمبی قطار میں دائیں بائیں بیس بائیس الٹے انسان سر کے بل کھڑے تھے ان کے دونوں ہاتھ ان کے سینوں پر بندھے ہوئے تھے۔

"کیا حکم ہے ٹُچم حکیم ہمیں کیوں بلایا ہے۔" ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔

"میں نے حکیموں کو اس لئے بلایا ہے کہ کسی

دوسرے کرہ کا ایک پرندہ ہمارے ستارے میں داخل
ہوا ہے میں نے اپنی حکمت سے کوشش کی کہ
وہ پرندہ میرے پاس آجائے مگر پرندہ حکیم اعظم
کی طرف چلا گیا ہے اور مجھے دس چونچوں والے
پرندے نے آکر بتلایا ہے کہ اس میں سے دو
سوناری نما چیزیں نکلی ہیں جو الٹے چلتے ہیں ان کا
ایک منہ اور دو کان ہیں اور ان کی آنکھیں
پیروں پر موجود ہونے کی بجائے منہ کے قریب
ہیں اور وہ دونوں حکیم اعظم کے ساتھ اس کے
ٹھکے پر چلے گئے ہیں اور وہ پرندہ باہر کھڑا
ہے" تخت پر سر رکھے ہوئے سوناری جو ان کا
حاکم تجمم تھا نے کہا۔

"یہ تو بڑی عجیب حکمت والی بات بتلائی ہے
تم نے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ حکیم اعظم
کی حکمت ہم سے بڑھ گئی ہے اور اس نے
اپنی مدد کے لئے باہر کے کسی کرہ سے کوئی مدد
بلوائی ہے" ایک سوناری حکیم نے تجمم کی بات کا
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ بات نہیں مجھے حکیم اعظم کے ٹھکے میں

رہنے والے ایک دُم والے چوگان نے بتلایا ہے
کہ وہ آنے والے حکیم اعظم کے لئے بھی اجنبی
ہی تھے اور وہ نئی نئی اور حیرت انگیز باتیں
کررہے تھے" تُجمم نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا ایک مشورہ ہے تُجمم" اچانک قطار کے آخر
میں کھڑا ہوا ایک حکیم بول پڑا۔

"ہاں حکیم بوجام تم کہو کیا بات ہے" تُجمم نے
اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا تم اپنی حکمت سے اس پرندے کو یہاں
لاسکتے ہو۔ اگر تم اس پرندے کو یہاں لے آؤ
تو اس سے ہماری حکمت میں اضافہ ہو جائے گا
اور یہ دو الٹے بھی اپنے پرندے کو حاصل کرنے
کے لئے ہمارے پاس آ جائیں گے پھر ہم ان
سے تمام حکمت حاصل کرکے انہیں دوبارہ حکیم اعظم
کے پاس بھیج دیں گے" حکیم بوجام نے تفصیل
کیساتھ اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"حکیم بوجام تمہاری تجویز حکمت سے پُر ہے۔ میں
یقیناً اس پرندے کو یہاں منگوا سکتا ہوں
اگر میں سونار کے تمام پرندوں کو حکم دوں تو

وہ یقیناً اس پرندے کو یہاں لے آئیں گے۔" ٹُچم حکیم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جلدی سے منگوائیں ہم سب اس عجیب و غریب پرندے کو دیکھنے کے لئے بے چین ہیں" دائیں بائیں قطاروں میں کھڑے ہوئے تمام حکیموں نے بیک آواز ہوکر کہا۔

ٹُچم نے اپنی دونوں ٹانگیں یوں نیچے کرنی شروع کردیں۔ جیسے کوئی شخص ورزش کر رہا ہو۔ ابھی اسے ورزش کرتے ہوئے چند لمحے گذرے ہوں گے کہ ایک کافی بڑا پرندہ اڑتا ہوا اس مکان کے اندر آ گیا۔ یہ پرندہ گول مول سا تھا اور اس کے تمام جسم پر چونچیں ہی چونچیں تھیں وہ آکر چونچ کے بل ٹُچم کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

"کیا حکم ہے ٹُچم حکیم" پرندے کے منہ سے سیٹی نما آواز نکلی۔

"سوناری پرندوں کے حکیم! میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ وہ جو نیا پرندہ حکیم اعظم کے ہاں کھڑا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم سب اسے یہاں لے آؤ" ٹُچم حکیم نے اس پرندے سے کہا۔

"ہاں ٹُچم حکیم میں نے اس پرندے کو دیکھا ہے وہ بہت بڑا اور عجیب وغریب پرندہ ہے نہ اس کی چونچ ہے اور نہ اس کی دم اسے لے آنے کے لئے ہمیں گھاس کا جال بنانا پڑیگا" پرندوں کے حکیم نے جواب دیا۔

"جس طرح بھی چاہو بہرحال اسے یہاں لے آؤ اور جتنی جلدی ہو سکے" ٹُچم حکیم نے اسبار قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ پرندہ ہوا میں اڑا اور پھر مکان سے باہر نکل کر فضا میں غائب ہوگیا

"کیا یہ پرندے اس بےچونچ اور بےدم کے پرندے کو لے آنے میں کامیاب ہو جائیں گے؟" ایک حکیم نے پوچھا۔

"ہاں ان پرندوں کو میں نے حکمت سیکھائی ہے اس لئے یہ یقیناً اسے لے آئیں گے" ٹُچم حکیم نے اطمینان سے پُرجوش لہجے میں جواب دیا۔ اور پھر ان سب کی آنکھیں مکان سے باہر دیکھنے لگیں

پرندوں کے حکیم کو گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا کہ دور سے انکا شور سنائی دینے لگا۔ شور سنکر قطار میں کھڑا ہوا ایک حکیم اپنی جگہ سے

اچھلا اور پھر ہوا میں بلند ہوکر مکان سے
باہر دیکھنے لگا۔ باہر دیکھکر وہ دوبارہ کسی گیند
کی طرح واپس اپنی جگہ پر واپس آگیا۔
"چُھم حکیم پرندے اس عجیب و غریب پرندے کو
لے آرہے ہیں" اڑ کر جانیولے نے کہا۔ اور وہ سب
خوشی سے گیندوں کی طرح اچھلنے لگے۔
تھوڑی دیر بعد وہ شور اس مکان کے قریب
آ گیا اور پھر وہ شور مکان کے اوپر آ گیا۔
ہزاروں پرندے چلوسک کے جہاز کو چمٹے
ہوئے تھے انہوں نے واقعی گھاس کا جال اس کے
گرد بنایا ہوا تھا۔ اور یہ جال ان کے پنجوں
میں دبا ہوا تھا۔ اور اس طرح یہ پرندے
اس جہاز کو اٹھاکر یہاں لے آنے میں کامیاب
ہو گئے تھے۔ مکان پر پہنچ کر وہ نیچے اترتے
آئے اور پھر ان قطاروں کے درمیان میں انہوں
نے اس جہاز کو کھڑا کردیا۔
"اس جال کو اتارو" چُھم حکیم نے پرندوں سے
کہا اور پرندوں نے اس جال کو اپنی تیز
چونچوں سے کاٹنا شروع کردیا۔ تھوڑی دیر بعد

جہاز کے اوپر سے تمام گھاس ہٹ چکا تھا۔
"ٹھیک ہے اب تم جاؤ" چُھم حکیم نے پرندوں
سے مخاطب ہوکر کہا اور وہ سب پرندے گھاس
کو اپنے پنجوں میں اٹھاتے اور اڑ کر مکان سے
اوپر نکل کر نظروں سے غائب ہوتے چلے گئے۔
جب سب پرندے چلے گئے تو چُھم اچھل کر تخت
سے نیچے اترا اور پھر وہ سر کے بل تیزی سے
اس چھلکے پر گھسٹتا ہوا اس جہاز کو چاروں طرف
سے دیکھنے لگا۔ اس کے پیروں پر لگی ہوئی اندھی
آنکھوں کا رخ اس جہاز کی طرف ہی تھا وہ
اس جہاز کے چاروں طرف گھوم گیا مگر اسے جہاز
میں نہ ہی کوئی رخنہ نظر آیا اور نہ اسکا دروازہ
جہاز تو ایک بند کیپسول کی طرح تھا۔
عجیب پرندہ ہے یہ الٹے لوگ نجانے اسکے
اندر کیسے جاتے ہیں اور کیسے باہر آتے ہیں"
چُھم حکیم نے بڑبڑاتے ہوتے کہا۔
"ہاں چُھم حکیم ہم خود حیران ہیں ایسا تو ہم
نے کبھی نہیں دیکھا" تمام حکیموں نے جواب دیا۔
کیونکہ ان کی آنکھیں بھی اس جہاز کا جائزہ لینے

میں مصروف تھیں مگر یہ جہاز ان کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اب اسکا ایک ہی حل ہے۔ کہ اس پرندے کے پیٹ سے نکلنے والے لوگ یہاں آئیں اور ہم ان سے حکمت حاصل کریں۔ پُچم حکیم نے تھک ہارکر واپس اپنے تخت پر سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"مگر ان کو حکیم اعظم اور اس کے نائب ہمارے پاس کیوں آنے دیں گے وہ تو ان سے حکمت حاصل کرکے ہمیں وہاں پہنچانے اور خود آبادی پر حکمت کرنیکا سوچ رہے ہوں گے۔" ایک حکیم نے تشویش سے پُر لہجے میں کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہو سکتی ہے ان دونوں کو ہمارے پاس آنا چاہیئے۔" پُچم حکیم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پُچم حکیم میری بات سنو میں نے حکمت کی نئی بات سوچی ہے۔" قطار میں دسویں نمبر پر کھڑے ہوئے ایک حکیم نے اچانک کہا۔

"وہ کیا" پُچم نے چونک کر پوچھا۔

میں نے سوچا ہے کہ جب ان الٹے لوگوں

کا پرندہ ہمارے پاس آگیا ہے تو اب ہمیں فکر نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہ الٹے اپنے پرندے کو حاصل کرنے کے لئے یہاں ضرور آئیں گے۔" اس حکیم نے کہا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے حکیم ترگام نے بالکل نئی حکمت سوچی ہے۔" سب حکیموں نے یک زبان ہو کر حکیم ترگام کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں حکیم ترگام نے واقعی نئی حکمت سوچی ہے اب یہ اور آگے آجائے" پُچم حکیم نے کہا۔ اور حکیم ترگام اچھلتا ہوا ایک نمبر اور آگے آکر کھڑا ہو گیا اسکا مرتبہ بلند ہوگیا تھا۔

"تو پھر ہمیں ان لوگوں کا انتظار کرنا چاہیئے میں سرحد پر جاکر موجود سوناریوں کو کہدیتا ہوں کہ جب بھی یہ الٹے آئیں تو انہیں فوراً یہاں لے آیا جائے۔" پُچم حکیم نے کہا اور سب نے اس کی بھرپور تائید کی اور پُچم حکیم نے اپنی دونوں ٹانگوں کو دائرے میں حرکت دینی شروع کر دی فوراً ہی ایک سوناری اڑتا ہوا وہاں آیا اور آکر

حکیم کے سامنے سر کے بل کھڑا ہوگیا۔

"سوناری سرحد پر تمام سوناریوں کو کہدو کہ جب اس عجیب وغریب پرندے کے پیٹ میں سے نکلنے والے الٹے آبادی میں آنا چاہیں تو انہیں روکا نہ جائے بلکہ انہیں فوراً ہمارے ٹھکے میں لے آیا جائے" چُم حکیم نے آنے والے سوناری کو حکم دیتے ہوئے کہا اور سوناری نے مؤدبانہ انداز میں اپنی ٹانگیں ہلائیں اور پھر اڑ کر مکان سے باہر نکل گیا۔

چلوسک ملوسک حکیم اعظم اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ مکان سے باہر نکلے تو دائیں طرف چل پڑے۔ ہر طرف وہی گھاس اور الٹے درخت نظر آرہے تھے کہیں کہیں گھاس کی پہاڑیاں بھی نظر آرہی تھیں۔ ابھی وہ تھوڑی دور گئے تھے۔ کہ اچانک گھاس میں سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا جانور دوڑتا نظر آیا۔ جو خرگوش سے ملتا جلتا تھا۔ وہ تیزی سے گھاس میں دوڑتا چلا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس جانور کو حکیم اعظم اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا۔ ان میں سے ایک ساتھی نے کسی عقاب

کی طرح جھپٹا مارا۔ اور اس خرگوش نما جانور کو پکڑنے کی کوشش کی مگر وہ جانور بھی انتہائی پھرتیلا تھا کیونکہ وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنا رخ موڑ گیا۔ اور اس پر جھپٹنے والا حکیم اعظم کا ساتھی سر کے بل گھاس پر اچھلتا رہ گیا وہ بالکل اسی طرح اچھل رہا تھا جیسے گیند فرش پر اچھلتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی حکیم اعظم کا دوسرا ساتھی تیر کی طرح خرگوش پر جھپٹا۔ مگر خرگوش اسے بھی چکمہ دے گیا اور اب وہ بھی سر کے بل گھاس پر اچھل رہا تھا۔ پھر تیسرا ساتھی خرگوش پکڑنے لگا۔ مگر وہ خرگوش تو جیسے بجلی کی لہر تھی۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں اپنا رخ اور اپنی جگہ بدل جاتا۔ اور وہ بیچارے حکیم سر کے بل گیند کی طرح اچھلتے رہ جاتے جب حکیم اعظم کے چاروں نائب خرگوش کو پکڑنے میں ناکام رہ گئے تو حکیم اعظم خود میدان میں اترا اور اس نے واقعی حکمت سے کام لیا۔ اور وہ بڑے اطمینان سے خرگوش کے اوپر اڑتا رہا۔ اور اس کے رخ اور رفتار کا جائزہ

لیتا رہا۔ اور پھر اچانک اس نے موقع دیکھ کر ایک زوردار جھپٹا مارا اور خرگوش اس کی مٹھی میں آتا آتا رہ گیا۔ بس بال برابر فرق رہ گیا تھا۔ اور خرگوش جیسے اس کی مٹھی سے پھسل گیا تھا اور حکیم اعظم بیچارہ بھی گیند کی طرح اچھلتا رہ گیا۔

"میں کوشش کروں گھاس پر تو میں دوڑ لونگا"
طوسک نے چلوسک سے پوچھا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں خاصا دلچسپ تماشا ہے۔"
چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر طوسک تیر کی طرح نیچے جھپٹا اور پھر خرگوش کے قریب آ کر وہ پیروں کے بل گھاس پر اترا ایک دو لمحے اچھل کر اپنا توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے خرگوش کے پیچھے دوڑ لگا دی۔ مگر دوسرے لمحے اسے اپنے ارادے میں ناکامی ہوئی کیونکہ وہ یہ بھول گیا تھا کہ وہ اس وقت زمین پر نہیں بلکہ ستارہ سونار پر ہے جہاں کششِ ثقل بالکل نہیں ہے اس لئے جیسے ہی اسنے دوڑنے کی کوشش کی وہ اچھل کر اڑنے

لگا دوڑنے کی کوشش میں ناکام ہونے کے بعد ملوسک نے اڑ کر خرگوش پر جھپٹنے کی کوشش کی مگر خرگوش بے حد تیز تھا۔ اور وہ گھاس میں اسطرح دوڑ رہا تھا جیسے وہ زمین کا خرگوش ہو۔ کئی بار کی کوشش کے بعد آخر ملوسک تھک گیا۔ تو وہ خرگوش کا خیال چھوڑ کر واپس چلوسک کے پاس پہنچ گیا۔ چلوسک کے ساتھ حکیم اعظم اور اس کے چاروں نائب بھی اڑ رہے تھے۔

"تم بھی ناکام رہے ملوسک" چلوسک نے کہا۔

"ہاں چلوسک یہ خرگوش بہت تیز ہے۔ اور پھر میں زمین پر دوڑ نہیں سکتا۔" ملوسک نے جواب دیا۔

اس "پوچھل" کو پکڑنا ہماری سب سے بڑی حکمت ہے اسے صرف ٹچم حکیم نے پکڑا تھا اور وہ آبادی میں سب سے بڑا حکمت والا بن گیا تھا جو اسے پکڑے وہ متفقہ طور پر سب سے بڑا حکمت والا سمجھا جاتا ہے مگر ہم ایک "پوچھل" پر صرف ایکبار کوشش کر سکتے ہیں۔" حکیم اعظم نے انہیں بتلایا۔

"اگر میں اس "پوچھل" کو پکڑ لوں تو کیا میں سب سے زیادہ حکمت والا بن جاؤں گا" چلوسک نے حکیم اعظم سے پوچھا۔

"ہاں چلوسک ہمارے ستارے سونار میں یہی اصول رائج ہے۔ کاش میں اسے پکڑ لیتا تو میں ٹچم سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا" حکیم اعظم کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"اچھا اب میں اپنی حکمت سے اسے پکڑتا ہوں" چلوسک نے کہا۔

"نہیں چلوسک تم بھی ناکام رہوگے۔ یہ جانور جس کا نام یہ پوچھل تبلا رہے ہیں بے حد چالاک اور بے حد تیز ہے" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ملوسک تم نے دراصل دماغ سے کام نہیں لیا اگر تم دماغ سے کام لیتے تو اس جانور کو پکڑنا کوئی مشکل بات نہیں" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ پوچھل ابھی تک گھاس میں دوڑتا ہوا صاف نظر آرہا تھا جیسے ہی چلوسک اس کے قریب پہنچا اس نے جیب

میں ہاتھ ڈال کر پستول باہر نکال دیا دوسرے لمحے
اسے اڑتے ہوئے پستول کا رُخ اس جانور کیطرف
کیا اور پھر اس نے بٹن دبا دیا۔ پستول سے
زرد رنگ کی لہر نکلی اور پوپھل نے بچنے کی
بیحد کوشش کی مگر لہر نے اسے گھیر لیا اور دوسرے لمحے
پوپھل بے حس و حرکت ہوکر ایک جگہ رک گیا اور
چلوسک نے جھپٹا مار کر اسے پکڑ لیا۔ اور پکڑ
کر دوبارہ اڑنے لگا۔

ملوسک دل ہی دل میں چلوسک کی حاضر دماغی
کی داد دینے لگا اسے پستول کا قطعاً خیال نہیں
آیا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ چلوسک نے سبز رنگ
کی لہر سے پہلے "پوپھل" کو بیہوش کیا ہے اور
پھر اسے پکڑ لیا ہے۔ اس کے ساتھ وہ دل
ہی دل میں خوش بھی ہوا کہ "پوپھل" کو پکڑنے
کے بعد اب چلوسک اس ستارے میں سب سے
زیادہ حکمت والا بن گیا ہے۔

ادھر جیسے ہی چلوسک نے "پوپھل" کو پکڑا حکیم
اعظم اور اس کے چاروں نائبوں نے اپنی ٹانگیں
زور زور سے ہلانی شروع کر دیں۔

"ہم چلوسک کی حکمت کو تسلیم کرتے ہیں ہم
چلوسک کی حکمت کو تسلیم کرتے ہیں" وہ سب
ٹانگیں ہلانے کے ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے۔
"مگر تم لوگ ٹانگیں کیوں ہلا رہے ہو" ملوسک
نے حیران ہوکر پوچھا۔

"ہم ادب کا اظہار کر رہے ہیں" حکیم اعظم
نے جواب دیا۔ اور چلوسک ملوسک دونوں بے اختیار
ہنس پڑے۔

"اب تم ٹُمبم حکیم کے ساتھ اپنی حکمت کا مقابلہ
کرسکتے ہو چلوسک حکیم" حکیم اعظم نے بڑے مؤدبانہ
لہجے میں چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں جہاز کے پاس لے چلو۔ اب
ہم ٹُمبم کے پاس جائیں گے" چلوسک نے کہا۔

"جیسے تم کہو چلوسک حکیم" حکیم اعظم نے کہا
اور پھر اس نے اپنا رخ دائیں طرف موڑ لیا۔
"چلوسک حکیم واہ بھئی واہ مزہ آگیا اس خطاب
کا" ملوسک نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ اور
چلوسک بھی ہنس پڑا۔ مگر چونکہ یہاں کا رواج تھا
اس لئے وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

وہ سب حکیم اعظم کی رہنمائی میں اڑتے ہوئے
وہاں پہنچے جہاں ان کا جہاز اترا تھا تو سب
حیران رہ گئے کیونکہ وہاں جہاز کا نام و نشان
تک نہیں تھا۔

"ارے وہ پرندہ کہاں گیا۔ حکیم اعظم نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ہمارا جہاز یہیں تھا" چلوسک نے
پریشان ہوکر پوچھا۔

"ہاں چلوسک حکیم تمہارا پرندہ جسے تم جہاز کہتے
ہو۔ یہیں موجود تھا" حکیم اعظم نے جواب دیا۔

"ہاں چلوسک جہاز یہیں تھا دیکھو نیچے کی گھاس
دبی ہوئی ہے" ملوسک نے بھی پریشان کن لہجے میں
کہا۔

"اب کیا ہوگا ہمارا جہاز کہاں گیا"۔ چلوسک بہت
زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

"ٹھہرو میں پتہ کرتا ہوں" حکیم اعظم نے کہا اور
پھر اس نے سر کے بل گھاس پر کھڑے ہوکر دونوں
ٹانگیں تیزی سے اوپر نیچے کرنی شروع کردیں تھوڑی
دیر بعد ایک چھوٹا سا سبز رنگ کا پرندہ آسمان سے

اتر کر حکیم اعظم کے پاس پہنچ گیا۔

"چوچک ان الٹے لوگوں کا پرندہ کہاں گیا" حکیم
اعظم نے اس سبز رنگ کے پرندے سے جسے
وہ چوچک کے نام سے پکار رہا تھا پوچھا۔

"حکیم اعظم ٹچم حکیم کے حکم پر سونازی پرندوں
کے حکیم نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا اور پھر
گھاس کا جال اس پرندے پر ڈال کر اسکے
ہزاروں ساتھی اسے اڑا کر ٹچم حکیم کے پاس
لے گئے ہیں۔ اور اب یہ پرندہ ٹچم حکیم کے
ٹھکے میں موجود ہے" چوچک پرندے نے تفصیل
سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب تم جاؤ" حکیم اعظم نے کہا
پھر چوچک پرندہ بجلی کی سی تیزی سے واپس اڑتا
ہوا سبز رنگ کے آسمان میں غائب ہوگیا۔

"سنا چلوسک حکیم تمہارا جہاز ٹچم حکیم نے اپنے
پاس بلا لیا ہے اور اس وقت وہ اس کے
ٹھکے میں موجود ہے"۔ حکیم اعظم نے چلوسک سے
مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں میں نے سن لیا ہے اب تم مجھے ٹچم

حکیم کی طرف لے جاؤ۔ میں فوراً اس کے پاس جانا چاہتا ہوں۔" چلوسک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اسے خطرہ تھا کہ یہ احمق لوگ کہیں جہاز کو نقصان نہ پہنچا دیں۔

"ہم تمہیں ایک شرط پر لے جاتے ہیں" حکیم اعظم نے کہا۔

"وہ کونسی شرط ہے جلدی بتلاؤ" چلوسک نے کہا۔

"وہ شرط یہ ہے تم ہمیں اپنے نائب بناکر وہاں ساتھ لے جاؤ اور اگر تم ہم حکیم سے حکمت میں جیت گئے تو تم ہمیں اپنے ساتھ رکھنا" حکیم اعظم نے جواب دیا۔

"مجھے تمہاری شرط منظور ہے" چلوسک نے کہا۔

"تو آؤ" حکیم اعظم نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اس کی رہنمائی میں ایک طرف اڑنے لگے۔

چلوسک ملوسک حکیم اعظم کی رہنمائی میں اڑتے ہوئے سونار آبادی کی سرحد کے قریب پہنچ گئے۔ یہ سرحد بھی عجیب وغریب تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اونچے درختوں کی ایک قطار حدنظر سے آکر حدنظر تک چلی گئی ہو۔ یہ درخت وہ نہیں تھے جیسے کہ چلوسک ملوسک نے پہلے دیکھے تھے ان کی جڑوں پر بڑے خوفناک قسم کے سانپ نما کانٹے تھے یہ کانٹے درخت کی پھیلی ہوئی جڑوں کے ساتھ بے جان ہوکر لٹک رہے تھے۔ مگر جیسے ہی یہ لوگ قریب پہنچے ان میں جان سی پڑگئی۔ اور وہ سیدھے ہوکر ان کی طرف لپکتے۔

"ہمیں اونچا اڑ کر ان درختوں کو پار کرنا
چاہیے۔" چلوسک نے حکیم اعظم سے مخاطب ہوکر کہا۔
"ایسا ممکن نہیں ہم جتنا بھی اونچا اڑیں گے
درختوں کے کانٹے اتنے ہی اونچے ہو جائیں گے اور
یہ کانٹے اتنے خطرناک ہیں کہ ایکبار جس کو کاٹ
لیں اسے سوناری فوراً کھا جاتے ہیں۔" حکیم اعظم نے
اسے بتلایا۔ چنانچہ وہ درختوں سے دور زمین پر
اتر گئے۔ چلوسک بلوسک گھاس پر سیدھے کھڑے تھے
جب کہ حکیم اعظم اور اس کے چار ساتھی سر کے
بل کھڑے تھے چلوسک کے ہاتھ میں پوچھل موجود
تھا۔ پوچھل اب ہوش میں آگیا تھا۔ مگر چلوسک نے
اسے چونکہ مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اس لئے وہ
بھی خاموش تھا۔

"اب ٹچم کو کیسے اطلاع ہوگی کہ ہم آئے ہیں"
چلوسک نے حکیم اعظم سے پوچھا۔

"ٹچم حکیم کو اطلاع ہوچکی ہے تم دیکھ نہیں
رہے کہ درخت ہمارے سامنے سے ایک دوسرے
سے دور ہٹ رہے ہیں۔ ان کی ایک دوسرے میں
الجھی ہوئی شاخیں آہستہ آہستہ دور ہٹتی چلی جارہی

ہیں۔" حکیم اعظم نے جواب دیا۔
"مگر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔" بلوسک نے
اچانک حکیم اعظم سے کہا کیونکہ اس نے محسوس کر
لیا تھا کہ جوں جوں درخت علیحدہ ہوتے جا رہے
تھے حکیم اعظم اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر
پریشانی کے آثار نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔

"اس لئے کہ نجانے ٹچم حکیم ہمارے ساتھ کیا سلوک
کرے اور تم ہمیں بچا بھی سکوگے یا نہیں۔" حکیم
اعظم نے انتہائی صاف گوئی سے جواب دیا۔

"وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتا ہے۔ ہمیں
تفصیل بتلاؤ تاکہ ہم تمہارا بچاؤ کرسکیں۔" چلوسک نے
پوچھا۔

"وہ ہمیں سوناریوں کے حوالے کرسکتا ہے سوناری
ہمیں کھا جائیں گے۔ اس کے علاوہ وہ ہمیں اپنی
حکمت سے ستارہ سونار سے باہر پھینک سکتا ہے
جہاں ہم سبز پوچاک بنے ہمیشہ اڑتے رہیں گے۔" حکیم
اعظم نے تشویش سے پُر لہجے میں جواب دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ایسا نہیں ہوگا۔" بلوسک نے
انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ حکیم اعظم کوئی جواب دیتا
درخت ایک دوسرے سے کافی دور ہٹ گئے
اور پھر سامنے انہیں چھلکوں کے بنے ہوئے بےشمار
مکان نظر آنے لگے۔ مکانوں کے اوپر الٹے انسان
اڑ رہے تھے درختوں کے بیچ میں سب سے آگے
ایک الٹا سوناری کھڑا تھا اور اس کے پیچھے الٹے
انسانوں کی دو طویل قطاریں تھیں۔

"یہ آگے والا ٹچم حکیم ہے اور یہ پیچھے اس
کے نائب ہیں۔" حکیم اعظم نے چلوسک کو بتلایا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ آؤ چلیں۔" چلوسک ملوسک نے
بغور ٹچم حکیم کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم پوچھل کو سامنے کر دو۔" حکیم اعظم نے سرگوشیانہ
لہجے میں کہا اور چلوسک نے پوچھل والا ہاتھ آگے
بڑھا دیا۔ اور پھر اس نے قدم بڑھایا اور دوسرے
لمحے وہ اڑنے لگا۔ حکیم اعظم اس کے ساتھی اور
اور ملوسک بھی اس کے پیچھے اڑنے لگے۔ درختوں
کے درمیان سے گذر کر وہ حکیم ٹچم کے سامنے جاکر
اتر پڑے۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ اور یہ

پوچھل تمہارے پاس کیسے آگیا" ٹچم حکیم کی گھمبیر
آواز سنائی دی۔ جس میں تعجب کا عنصر بھی شامل تھا

"ہم کرہ ارض کے باشندے ہیں اور یہاں سیر
کرنے آئے ہیں اور یہ جانور جسے تم پوچھل کہتے
ہو ہم نے پکڑا ہے اور یہ سوناری حکیم اعظم
اور اس کے چار نائب ہمارے نائب ہیں"۔ چلوسک
نے بھی جواب میں انتہائی باوقار لہجے میں بات
کی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ پوچھل کو پکڑنے کے بعد
اور ٹچم حکیم کے دشمنوں کو اپنا نائب کہنے کے
بعد تمہیں ہم سے حکمت کا مقابلہ کرنے پڑیگا"۔ ٹچم
حکیم نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ہم تو صرف اس ستارے کی سیر کرنے آئے
ہیں لیکن اگر تم مقابلہ کرنا ہی چاہتے ہو تو کرلو"۔
ملوسک کو غصہ آیا تو وہ چلوسک کے بات کرنے
سے پہلے ہی بول پڑا۔

"کرہ ارض کے الٹے باشندو ہم خود تم سے مقابلہ
نہیں کرنا چاہتے مگر ایک تو تم نے پوچھل پکڑ لیا
ہے دوسرا یہ کہ تم نے حکیم اعظم اور ان کے

نائبوں کو اپنا نائب کہا ہے۔ اس لئے مقابلہ
ضروری ہے ہاں اگر تم یہ پوچھل میرے حوالے کردو
اور حکیم اعظم اور ان کے نائبوں کو اپنے سے
علیحدہ کردو تو پھر ہم تم سے مقابلہ نہیں کریں گے
اور تمہیں سونار کی سیر کروائیں گے۔ اور تمہاری
حکمت سے اپنی حکمت میں اضافہ کریں گے۔" ٹجم
حکیم نے مقابلہ نہ کرنے کی شرائط بتلائیں اور ملوسک
نے دیکھا کہ حکیم اعظم اور اس کے ساتھیوں کے
چہرے فق ہوگئے۔

"دیکھو ٹجم حکیم تمہاری شرائط میں سے ایک شرط
ہمیں منظور ہے وہ یہ کہ ہم تمہیں پوچھل دینے
کو تیار ہیں مگر حکیم اعظم اور اس کے ساتھیوں
کو ہم اکیلا نہیں چھوڑ سکتے" چلوسک نے فیصلہ کن
لہجے میں کہا۔

"چلوسک اسے پوچھل ہرگز نہ دینا ورنہ پوچھل دیتے
ہی تم مقابلہ ہار جاؤ گے اور یہ ہم سب کو
کھا جائے گا۔" حکیم اعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیسے کھا جائے گا۔ اس نے ہمیں کیا سمجھ رکھا
ہے۔ اس جیسے حکیم تو ہماری دنیا میں ہر گلی

کوچے میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔" چلوسک
کو غصہ آگیا۔ اس نے پوچھل کو ٹجم حکیم کی طرف
بڑھا دیا۔ ٹجم حکیم نے جھپٹ کر پوچھل کو پکڑ
لیا۔ اور پھر دوسرے لمحے اس نے اسے تیزی سے
کچا ہی کھانا شروع کر دیا۔ اس جانور میں سے
نہ ہی خون نکلا اور نہ ہی وہ جانور تڑپا۔ ٹجم
حکیم اسے یوں پھرتی اور آسانی سے کھا گیا جیسے
کوئی انسان کیلا کھا جاتا ہے۔ چلوسک ملوسک حیرت
سے اسے دیکھتے رہے۔

"ہا، ہا، اب میری حکمت میں دو پوچھلوں کا
اضافہ ہوگیا ہے اب مجھے کوئی شکست نہیں دے
سکتا۔" ٹجم حکیم نے انتہائی پر غرور لہجے میں کہا
ادھر حکیم اعظم اور اس کے ساتھی خوف کے
مارے کانپنے لگے۔

"اب بولو حکیم اعظم اب بھی تم میرے مقابلے
کا سوچ سکتے ہو۔ اب میں تمہیں سوناریوں کی
خوراک بناؤں گا اور ارضی باشندو میں سونار ستارے کا
سب سے بڑا حکیم تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنی
تمام حکمت مجھے بتلاؤ ورنہ میں تمہیں بھی سوناریوں

کی خوراک بنا دونگا۔" پُچم حکیم پوپھل کھاتے ہی
بدل گیا تھا۔
"ارے او حکیم کی اولاد دونوں منہ سنبھال کر
بات کرو۔ ابھی ہم نے تمہیں کچھ نہیں کہا ورنہ
یاد رکھو ایک منٹ میں ٹانگیں چیر کر رکھدونگا" ملوسک
کو جو غصہ تو وہ پھٹ پڑا۔
اس سے پہلے کہ چلوسک یا کوئی اور کچھ کہتا
پُچم حکیم نے دونوں ٹانگیں کو تیزی سے آگے
پیچھے کرنا شروع کردیا۔ اس کے ٹانگیں آگے پیچھے
کرتے ہی اچانک ہوا میں اڑنے والے بیشمار سوناریں
تیزی سے ان کی طرف جھپٹے ان کا رخ حکیم
اعظم کے چار ساتھیوں کی طرف تھا اور پھر اس
سے پہلے کہ چلوسک ملوسک سنبھلتے انہوں نے
حکیم اعظم کے چار ساتھیوں کو یوں جھپٹ لیا جیسے
شاہین کسی پرندے کو دبوچ لیتا ہے چلوسک ملوسک
یہ دیکھکر حیران رہ گئے کہ حکیم اعظم کے چاروں
ساتھی چند ہی لمحوں میں بےشمار ٹکڑوں میں بٹ
کر سوناریوں کے پیٹ میں غائب ہوگئے۔
"دیکھا ارضی باشندو اگر ہم ایکبار ٹانگیں ہلا دیں

تو ہماری رعایا اسی طرح تمہیں بھی کھا جائیگی
پُچم حکیم نے کہا۔ اور چلوسک ملوسک دونوں کے
چہرے پُچم حکیم کی دغابازی کیوجہ سے سرخ
پڑ گئے۔
"پُچم حکیم تم دغاباز اور کمینے ہو۔ ہم تمہیں اس
دغابازی کی ایسی سزا دیں گے کہ تمہاری آئندہ
آنے والی نسلیں بھی خوف سے کانپتی رہیں گی۔"
چلوسک نے شدید غصے کے عالم میں کہا۔ اور
پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور
پستول نکال لیا۔ ملوسک نے بھی ایسا ہی کیا مگر
اس سے پہلے کہ وہ اسکا بٹن دباتے اچانک فضا
سے دو سوناری عقاب کی طرح جھپٹے اور ان دونوں
کے ہاتھوں سے پستول جھپٹ کر اڑ گئے اور وہ
دونوں ہکابکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اسی لمحے
پُچم حکیم نے دوبارہ اپنی ٹانگیں اوپر نیچے کرنی
شروع کردیں۔
"بچو چلوسک ملوسک" حکیم اعظم کی خوف سے کانپتی
ہوئی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں بھی سمجھ گئے
کہ اب وہ پھنس گئے ہیں اس لئے تینوں بیک وقت

اچھلے۔ اور انہوں نے تیزی سے اڑ کر بھاگنے
کی کوشش کی مگر بے شمار اڑتے ہوئے سوناریوں
نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔
حکیم اعظم تو سوناریوں کے جلد قابو آگیا
گر ان دونوں نے ان سے فضا میں ہی جنگ
شروع کر دی۔ مگر سوناری اس معاملے میں بعد
تیز نکلے۔ وہ چونکہ ہوا میں اڑتے پرندوں کو
پکڑنے کے عادی تھے۔ اس لئے وہ انتہائی تیزی
سے اپنا رخ بھی بدل لیتے تھے۔ اور غوطہ
بھی لگا جاتے تھے جب کہ یہ دونوں ایسا
نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے گو انہوں نے ایک دو
سوناریوں کو انتہائی پھرتی سے ٹکر مار کر ہٹا دیا۔ مگر
کب تک جلد ہی بےشمار سوناری ان سے چمٹ گئے اور
پھر یہ تینوں انکے ہاتھوں میں لدے ہوئے بجائے نیچے
اترنے کے آبادی کی مخالف سمت چلے گئے سوناریوں
کا گروہ انہیں اٹھائے آبادی کے اوپر سے اڑتا ہوا
آگے بڑھتا جا رہا تھا اور یہ تینوں بے بس پرندوں
کی طرح ان کے ہاتھوں میں دبے ہوئے تھے۔

ٹچم حکیم اپنے مخصوص تخت پر سر کے بل
کھڑا تھا اور اس کے نائب اسی طرح قطار باندھے
اس کے سامنے سر کے بل کھڑے تھے۔
"ہاں تو میرے نائب حکیمو اب بتاؤ کہ کیا ہم
حکیم اعظم کو اکیلا گھاس والے حصے میں دھکیل
دیں۔" ٹچم حکیم نے پوچھا۔
"ہاں ٹچم حکیم اس کی یہی سزا ہے چونکہ اس
نے ایک پوچھل کھایا ہوا ہے اس لئے ہم اسے
نہیں کھا سکتے" نائبوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔
"ٹھیک ہے میرا بھی یہی خیال تھا اب ان ارضی

باشندوں کے متعلق کیا کریں۔ میں چاہتا تھا کہ
ان سے ارضی حکمت سیکھ کر اپنی حکمت میں اضافہ
کرتا مگر یہ بھی حکیم اعظم کے ساتھ مل گئے ہیں
"کیا ہم انہیں کھا جائیں۔" ٹچم حکیم نے تجویز
پیش کی۔

"ٹچم حکیم تم دو پوچھلوں کے حکیم ہو۔ ہم تمہاری
حکمت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں مگر میرا
ایک مشورہ ہے" قطار میں کھڑے ہوئے حکیم ترگام
نے کہا۔

"ہاں حکیم ترگام تم کہو کیا کہنا چاہتے ہو"
ٹچم حکیم نے کہا۔

"ٹچم حکیم یہ ارضی باشندے ہمارا قانون نہیں جانتے
اگر یہ جانتے تو یہ پوچھل تمہیں کبھی نہ دیتے
خود کھا جاتے اور اس طرح تمہارے مقابلے میں
آجاتے۔ اور پوچھل پکڑتے سے ظاہر ہے کہ یہ
ارضی باشندے بھی حکمت جانتے ہیں اس لئے
میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کو سمجھانا چاہیئے اور
کسی طرح بہلا پھسلا کر ان سے انکی حکمت
حاصل کر لینی چاہیئے اس کے بعد ہم

ان کا جو بھی کریں۔" حکیم ترگام نے تفصیل سے
اپنا مشورہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"حکیم ترگام نے بڑی حکمت کی بات کی ہے"
ٹچم حکیم۔" سب حکیموں نے مل کر حکیم ترگام کی بات
کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں حکیم ترگام تمہاری حکمت تیزی سے بڑھ رہی
ہے تم میرے بالکل قریب آجاؤ آج سے تم میرے
نائب خصوصی ہو۔" ٹچم حکیم نے خوش ہوتے ہوئے کہا
اور حکیم ترگام سر کے بل پھدکتا ہوا ٹچم حکیم کے
قریب آکر کھڑا ہوگیا اس کا چہرہ خوشی سے سرخ
ہو رہا تھا اب وہ سونار میں دوسرے نمبر کا
حکیم بن گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میرے نائبو ہم ایسا ہی کریں گے
جیسا کہ حکیم ترگام نے کہا ہے آؤ ان کے پاس
چلیں" ٹچم حکیم نے کہا اور پھر وہ اچھل کر
اڑا اور اوپر اٹھتا چلا گیا اس کے پیچھے اس
کے نائب بھی اڑنے لگے۔ جیسے ہی وہ مکان
سے نکل کر فضا میں اڑنے لگے۔ تمام سوناری
ان کے راستے سے ہٹ جانے اور ایک

ایک غوطہ کھاکر ٹُمّ حکیم کے سامنے ادب کا
اظہار کرتے۔ ٹُمّ حکیم اور اس کے نائب تیزی
سے اُڑتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے جارہے تھے
آہستہ آہستہ آبادی ختم ہوتی چلی گئی اور وسیع
میدان آگیا۔ جس میں ہر طرف وہی گھاس نظر
آرہی تھی اور پھر گھاس کا میدان ختم ہوا تو سامنے
دور تک درختوں کی قطار نظر آنے لگی یہ قطار
دائیں سے بائیں تاحد نظر موجود تھی ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسے قدرت نے درختوں کی قطار سے
اس آبادی کو باقی ستارے سے علیحدہ کردیا ہو
ٹُمّ حکیم کا رخ اس قطار کے درمیان میں تھا
اور پھر انہیں دور سے چلوسک ملوسک اور حکیم
اعظم نظر آگئے۔ جو ایک درخت کے نیچے اس
عالم میں کھڑے تھے کہ درخت کی مضبوط جڑوں
نے انہیں بری طرح اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا
حکیم اعظم سر کے بل کھڑا تھا جب کہ یہ دونوں
سیدھے کھڑے تھے ٹُمّ حکیم اور اس کے نائب
ان کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔
"ہاں اب بتلاؤ ارضی باشندو تمہارے ساتھ کیا

سلوک کیا جائے" ٹُمّ حکیم نے بڑے نخوت آمیز
لہجے میں کہا۔
"ٹُمّ حکیم ہماری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے
ہم تو تمہارے ستارے میں صرف سیر کرنے آئے
تھے مگر تم نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا ہے
کہ جیسے ہم تمہارے دشمن ہیں"۔ چلوسک نے بڑے
نرم لہجے میں جواب دیا۔
"اور ہماری شرافت دیکھو کہ ہم نے تمہیں پوچھل
خود پکڑ کر دے دیا۔" ملوسک نے قدرے سخت
لہجے میں کہا۔
"اور اگر تم کہو ہم ایسے دس پوچھل تمہیں
پکڑ کر دے سکتے ہیں تاکہ تمہاری حکمت
میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو سکے"۔ چلوسک نے
اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔
"دس پوچھل" اگر تم ایسا کرلو تو پھر میرا کوئی
مقابلہ نہیں کرسکے گا۔ ٹُمّ حکیم نے خوش ہوتے
ہوتے کہا۔
"ہم یقیناً ایسا کرسکتے ہیں"۔ ملوسک نے کہا وہ
بھی چلوسک کی بات تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں مگر اس کے لئے میری ایک شرط ہے وہ یہ کہ تم اپنے پرندے اور اپنے کرہ کے متعلق تمام حکمت بھی مجھے دیدو گے اور مجھے پوپچل بھی پکڑ کر دوگے" ٹچم حکیم نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں تمہاری شرط منظور ہے مگر حکیم اعظم کے متعلق تم کیا کہتے ہو" چلوسک نے پوچھا

"حکیم اعظم میرا دشمن ہے اور چونکہ اس نے ایک پوپچل کھایا ہوا ہے اس لئے سوناری اسے نہیں کھا سکتے۔ میں اسے دوبارہ گھاس میں بھیج دونگا" ٹچم حکیم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"کیا تم اسے اپنا ساتھی نہیں بنا سکتے" چلوسک نے کہا۔

"نہیں ارضی باشندو یہ ناممکن ہے" ٹچم حکیم نے کہا اور پھر اس نے اپنے نائبوں سے کہا۔ "حکیم اعظم کو گھاس میں بھیج دو۔ اور ان ارضی باشندوں کو اپنے ساتھ لے آؤ"

اس کے نائب آگے بڑھے اور انہوں نے اپنا لعاب درخت کی ان جڑوں پہ لگا دیا۔ لعاب

لگتے ہی جڑیں انہیں چھوڑ کر تیزی سے دور ہٹ گئیں اور یہ تینوں آزاد ہوگئے۔ حکیم اعظم کو لے کر ان کے نائب واپس اڑ گئے۔

"تم میرے ساتھ آؤ" ٹچم حکیم نے کہا۔ اور چلوسک ملوسک دونوں اس کے ساتھ ساتھ اڑتے ہوئے آبادی کی طرف جانے لگے۔

اکیلے آؤ" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے
جہاز کی مخصوص جگہ کو ہاتھ سے دبایا وہ جگہ
دبتے ہی جہاز کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اور
سیڑھیاں باہر نکل آئیں ٹچم حکیم اور اس کے نائب
بے حد حیران ہوئے۔

"آؤ اندر آؤ" ان دونوں نے سیڑھیاں چڑھ
کر اندر جاتے ہوئے کہا ٹچم حکیم اچھل کر اڑا۔
اور دروازے کے اندر آگیا وہ ایک سیٹ پر
سر ٹکائے بڑی حیرت سے جہاز کے اندر کی
مشینری کو دیکھ رہا تھا ظاہر ہے اتنی پیچیدہ
مشینری اسے کہاں سمجھ آسکتی تھی اندر جاکر چلوسک
نے جہاز کی مشینری چلادی۔ اور پھر ایک بٹن
دباتے ہی جہاز ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا۔

اور پھر تیر کی طرح اوپر اٹھتا چلاگیا چلوسک
ملوسک نے دیکھا کہ جہاز کے اڑتے ہی ٹچم
کے نائب بڑی پریشانی کے عالم میں اس کے
ساتھ ساتھ اڑنے لگے۔ چلوسک نے ایک بٹن
دبایا تو ان کی آوازیں اندر سنائی دینے لگیں وہ
سب کہہ رہے تھے کہ ارضی پرندے نے ٹچم

چلوسک ملوسک ٹچم حکیم کے ساتھ اسی مکان
میں اترے جس کے اندر انکا جہاز کھڑا تھا۔ جہاز
کو دیکھ کر وہ بے حد خوش ہوئے۔ کیونکہ وہ صحیح
سلامت کھڑا تھا۔

"یہ ہے تمہارا پرندہ ارضی باشندو۔ اب سب سے
پہلے مجھے اس کی حکمت سکھاؤ اور پھر میں
تمہیں گھاس کے میدان میں لے چلونگا۔ وہاں تم
مجھے ایک پوچھل پکڑ کر دینا" ٹچم حکیم نے وہاں
اترتے ہوئے کہا۔

"آؤ میں تمہیں اس کی حکمت دکھلاؤں مگر تم

حکیم کو کھا لیا ہے۔

"کیسی حکمت ہے پُچم حکیم" ملوسک نے پُچم حکیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"عجیب وغریب حکمت ہے یہ۔ واقعی تم ارضی باشندے بہت بڑے حکیم ہو" پُچم حکیم نے انتہائی فراخدلی سے اقرار کرتے ہوئے کہا۔

"اب تو تمہیں یقین ہوگیا ہے کہ ہم تمہیں دس پوچھل پکڑ کر دے سکتے ہیں؟" چلوسک نے جہاز کا رخ موڑ کر اسے دوبارہ واپس نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب مجھے یقین ہے" پُچم حکیم نے جواب دیا۔ وہ ان سے بے حد مرعوب نظر آرہا تھا۔

چلوسک نے جہاز ایک مکان کے اندر اتار دیا اب اسے یہ تو معلوم نہیں تھا کہ وہ کس مکان سے اڑا تھا کیونکہ تمام مکان ایک جیسے تھے مکان میں جہاز روک کر چلوسک نے جہاز کی مشینری بند کی اور پھر دروازہ کھول دیا پُچم حکیم اچھل کر دروازے سے باہر آگیا اور زمین پر سر کے بل کھڑا ہوگیا۔

اب نکل چلنا تھا خواہ مخواہ واپس آئے۔ اس نے بچے کو خلا میں دھکا دے دیتے" ملوسک نے حکیم پُچم کے باہر جاتے ہی چلوسک سے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

"پاگل ہوگئے ہو۔ ہمارے پستول ان کے پاس ہیں ہم پہلے وہ پستول حاصل کر لیں پھر جانے کا سوچیں گے۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور ملوسک نے سر ہلادیا پھر وہ دونوں بھی باہر آگئے اور چلوسک نے جہاز کا دروازہ بند کر دیا۔

باہر نکل کر انہوں نے دیکھا کہ پُچم حکیم کے تمام نائب اس کے پاس اکٹھے تھے مکان کے اوپر بیشمار سواری اڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو اشارے سے جہاز دکھلا دکھلا کر آپس میں باتیں کر رہے تھے پُچم حکیم اپنے نائبوں کو جہاز کے متعلق بتلا رہا تھا وہ بس ایک ہی بات کہہ رہا تھا کہ۔

ارضی باشندوں کے پاس بہت بڑی حکمت ہے یہ پرندے کے پیٹ میں صحیح سالم رہتے ہیں۔ پرندہ اڑتا رہتا ہے۔ پھر جب چاہے باہر آ جاتے ہیں ان کا پرندہ ان کو پیٹ میں رکھ کر بھی ان

کی حکمت سے باہر نہیں جاتا۔"

"ٹچم حکیم اب ہم تمہارے لئے پوچھل پکڑنا چاہتے ہیں۔" چلوسک نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں آؤ میں تمہیں اس میدان میں لے چلوں جہاں پوچھل رہتے ہیں۔" ٹچم حکیم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ہمارے پستول کہاں ہیں جو ہمارے ہاتھوں سے تمہارے سوناریوں نے چھینے تھے۔" چلوسک نے پوچھا

"پستول" ٹچم حکیم نے حیران ہوکر پوچھا۔

"ہاں وہ لکڑیاں جو تمہارے سوناریوں نے چھینی تھیں۔" ملوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا وہ لکڑیاں مگر تم ان کا کیا کروگے اور ان میں کیا حکمت ہے" ٹچم حکیم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ان لکڑیوں میں تو پوچھل پکڑنے کی حکمت ہے تم ہمیں وہ دو ہم تمہیں اس کی حکمت سے نہ صرف پوچھل پکڑ کر دیں گے بلکہ تمہیں ایک لکڑی دے بھی دیں گے تاکہ تم جتنے "پوچھل" پکڑنا چاہو پکڑ لو۔" چلوسک نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا۔

ٹچم حکیم نے اپنے ایک نائب کو وہ لکڑیاں لادینے کا کہا اور اس کا وہ نائب اڑکر مکان سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے پاس دونوں پستول موجود تھے وہ اس نے ٹچم حکیم کو دے دیئے اور ٹچم حکیم نے دونوں پستول ان کو لوٹا دیے۔ پستول حاصل کرکے انہیں اطمینان ہوا۔

"اب ہمیں وہاں لے چلو جہاں "پوچھل" رہتے ہیں" چلوسک نے کہا۔

"آؤ میرے پیچھے۔" ٹچم حکیم نے اڑنے کا ارادہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم اپنے پرندے میں بیٹھ کر چلتے ہیں جلدی پہنچ جائیں گے۔" چلوسک نے تجویز پیش کی اور ٹچم حکیم نے دوبارہ جہاز میں اڑنے کے شوق میں حامی بھرلی۔ چنانچہ چلوسک ملوسک اور ٹچم حکیم جہاز کے اندر پہنچ گئے اور اس کے نائب جہاز کے پیچھے اڑنے لگے۔ چونکہ جہاز کے اندر سے باہر کا منظر صاف نظر آتا تھا اس لئے ٹچم حکیم انہیں رخ بتلاتا گیا اور چلوسک جہاز اس طرف

بے جاتا گیا۔ جلد ہی وہ گھاس کے ایک بہت
بڑے میدان میں پہنچ گئے۔

"بس یہاں پوچل رہتے ہیں" ٹچم حکیم نے کہا
اور چلوسک نے جہاز اس گھاس کے میدان میں
اتار دیا۔

جہاز سے باہر نکل کر وہ تینوں گھاس کے
اوپر اڑنے لگے اور پھر جلد ہی انہیں گھاس کے اندر
دوڑتا ہوا پوچل نظر آیا۔ چلوسک نے اس پر زرد
رنگ کی لہر ماری اور پھر بیہوش پوچل کو پکڑ کر
ٹلوسک کے ہاتھ میں دیدیا۔

"لاؤ لاؤ مجھے دو میں اسے کھاؤں" ٹچم حکیم
نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ہم اکٹھے کرکے تمہیں دیں گے اور پھر
تم تمام سوناریوں کے سامنے کھانا تاکہ سب کو
معلوم ہو جائے" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"ہاں یہ ٹھیک ہے تم نے کتنی آسانی سے
پوچل کو پکڑ لیا ہے۔ واقعی تمہاری حکمت بہت
بڑی ہے۔" ٹچم حکیم تے فضا میں خوشی سے اچھلتے
ہوئے کہا۔

انہوں نے بہت دیکھ بھال کی مگر انہیں کوئی
دوسرا پوچل نظر نہیں ہوا شاید وہ جہاز کی آواز
سن کر چھپ گئے تھے آخر تھک کر انہوں نے اور
باقی پوچلوں کے پکڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

"آؤ اب جہاز میں بیٹھکر واپس سوناریوں میں
چلیں" چلوسک نے کہا اور پھر وہ ٹچم حکیم کو ساتھ
لے کر دوبارہ جہاز میں داخل ہوگئے چلوسک نے
جہاز اڑایا۔

"ٹچم حکیم! حکیم اعظم کہاں ہوگا" چلوسک تے کہا۔

"کیوں تم اسے کیوں پوچھ رہے ہو۔" ٹچم حکیم
نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"ویسے پوچھ رہا ہوں" چلوسک نے کہا۔

"وہ دائیں طرف آبادی سے دور گھاس کے میدان
میں رہتا ہوگا" ٹچم حکیم نے جواب دیا۔

اور چلوسک نے جہاز کو اور بلندی پر کر کے
اس کا رخ آبادی کی طرف کردیا اور رفتار تیز
کر دی۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ ٹچم حکیم کو کچھ
سمجھ آتی جہاز درختوں سے کہیں اوپر سے گذر
کر اس میدان میں داخل ہوگیا جہاں پہلے چلوسک

ملوسک اترے تھے اور پھر چلوسک کو سکرین پر حکیم اعظم اکیلا اپنے ٹھکے سے باہر کھڑا نظر آگیا وہ اس وقت ان کے جہاز کو ہی دیکھ رہا تھا چلوسک نے جہاز ان کے قریب جاکر اتار دیا۔

"یہ تم مجھے یہاں کیوں لے آئے ہو۔" ٹچم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری حکمت نکالنے کے لئے۔" ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر آگئے۔ حکیم اعظم تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ پھر چلوسک کے کہنے پر حکیم اعظم بھی جہاز میں آگیا۔ اور چلوسک نے جہاز دوبارہ اڑایا اور تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ آبادی کے درمیان ایک وسیع میدان میں آ گئے

"سنو ٹچم حکیم تم نے ہمیں دھوکہ دیا تھا۔ اب ہم یہ پوچپل سب کے سامنے حکیم اعظم کو دیدیں گے اور پھر تم جانو اور حکیم اعظم۔" چلوسک نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں نہیں ایسا مت کرنا۔" ٹچم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

مگر چلوسک نے پوچپل خاموشی سے حکیم اعظم کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور دروازہ کھول کر انہیں باہر دھکیل دیا۔ وہ دونوں جہاز کے اندر بیٹھے تماشا دیکھتے رہے جیسے ہی وہ باہر نکلے ٹچم حکیم نے تیزی سے اپنی ٹانگیں ہلانا شروع کیں۔ اور سوناریوں کے غول حکیم اعظم کی طرف لپکے مگر حکیم اعظم نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پوچپل کو دو نوالے کرکے کھالیا جیسے ہی اس نے پوچپل کھایا۔ تمام سوناری اسے کچھ کہنے کی بجائے ان کے اردگرد اکٹھے ہوگئے کیونکہ اب دونوں ایک جیسی حکمت والے ہوگئے تھے۔

"کیا تم حکمت میں مجھ سے مقابلہ کرو گے۔" ٹچم حکیم نے حکیم اعظم سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں ہم دونوں مقابلہ کریں گے۔" حکیم اعظم نے اکڑ کر کہا کیونکہ اب وہ دونوں دو پوچپلوں کی حکمت والے تھے اور حکیم اعظم کو یہ بھی ڈھارس تھی کہ ارضی باشندے اس کی مدد کریں گے

"میرے اتنے نائب ہیں اور تمہارا کوئی نائب نہیں ہے مقابلہ کیسے ہوگا۔" ٹچم حکیم نے خوشی

سے بھرپور لہجے میں کہا۔
"میرے نائب ارضی باشندے ہیں" حکیم اعظم نے
جوشیلے لہجے میں جواب دیا۔
"ان کو پرندے کے پیٹ سے باہر نکالو" ٹچم
حکیم نے کہا اور حکیم اعظم نے انہیں باہر آنے
کے لئے کہا۔ اور چلوسک ملوسک مقابلے کا تماشا دیکھنے
کیلئے دروازے سے باہر نکل آئے۔
"مقابلہ کیسے ہوگا" چلوسک نے پوچھا۔
"دونوں کے نائب آپس میں لڑیں گے اور جس
کے نائب جیت گئے وہ جیت جائے گا" ٹچم حکیم
نے مقابلہ کی شرط بتلاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ
ہی اس نے تیزی سے ٹانگیں ہلائیں اور اسکے
چالیس کے قریب نائب اڑکر چلوسک ملوسک کی طرف
بڑھے۔ چلوسک ملوسک نے پھرتی سے پستول سنبھالے
اور پھر ان کے پستولوں سے سرخ رنگ کی شعائیں
نکلیں اور وہاں ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ یوں
محسوس ہوا جیسے انتہائی طاقتور بم پھٹا ہو۔ اور
دیکھتے ہی دیکھتے ٹچم کے تمام نائب ریزے ریزے
ہو کر ہوا میں تحلیل ہو گئے سوناری اور ٹچم

حکیم خوف کے مارے تھرتھر کانپنے لگے۔ کیونکہ
انہوں نے آج تک ایسا دھماکہ کبھی نہیں سنا تھا
اور پھر ٹچم حکیم کے تمام نائب غائب ہوگئے تھے
وہ تو خوف کے مارے سر کے بل کھڑے نہ
ہو سکے اور گھاس پر گر پڑے۔ ٹچم حکیم بھی
ان کے سامنے گرا پڑا تھا۔
"اب بولو ٹچم حکیم کون جیت گیا" چلوسک نے
غصیلے لہجے میں پوچھا۔
"حکیم اعظم جیت گیا۔ اس کے نائب جیت گئے
تمہاری حکمت بہت بڑی ہے" ٹچم حکیم نے خوف
سے کانپتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس کے منہ سے
یہ الفاظ نکلے۔ تمام سوناری اٹھ کر حکیم اعظم کے
آگے پیچھے اور سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے
مطلب یہ کہ اب سونار ستارے کا حکمران ٹچم
حکیم کی بجائے حکیم اعظم کو قرار دیدیا گیا تھا۔
"حکیم اعظم تم اس ٹچم حکیم کو کیا سزا دوگے"
چلوسک نے پوچھا۔
"وہی جو اس نے مجھے دی تھی" حکیم اعظم
نے جواب دیا۔

نہیں تم ... سے اپنا نائب بنالو۔ ہم تمہیں ایک
اور پوچھل پکڑ دیں گے تم وہ کھالو اور چین سے
سونار میں حکومت کرو۔ اگر یہ ٹچم پھر شرارت کرے
تو ہم واپس آکر ایک اور دھماکہ کرکے اسے
غائب کر دیں گے" چلوسک نے تجویز پیش کی
ٹچم حکیم نے ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر
وعدہ کیا۔ کہ وہ ہمیشہ حکیم اعظم کا نائب
رہے گا۔

چنانچہ فیصلہ ہو گیا چلوسک ملوسک نے حکیم
اعظم کو ساتھ لے کر پورے سیارے کی سیر
کی۔ اسی اثنا میں انہیں ایک اور پوچھل بھی
نظر آ گیا تھا چلوسک نے پوچھل پکڑ کر حکیم
اعظم کو کھلا دیا۔ تاکہ ٹچم پھر مقابلے کا تصور تک
نہ کر سکے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چپکے سے جہاز
میں بیٹھے اور پھر جہاز کو پوری رفتار سے
چلاتے ہوئے وہ اس عجیب و غریب اور
حیرت انگیز سبز ستارے کی حدود سے باہر نکل
گئے۔

چلوسک ملوسک کا جہاز برق رفتاری سے ستارہ
سونار کی سبز دھند کو چیرتا ہوا خلا میں آگیا تھا
اور چلوسک ملوسک نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ
جب سے اس جہاز میں سوار ہوکر چاند پر جانے
کے لئے نکلے تھے وہ اب تک دو عجیب و غریب
دنیا کی سیر کر چکے تھے اور نہ صرف سیر کر
آئے تھے بلکہ اپنی ذہانت اور ہمت کے بل کر
موت کے منہ سے بچ کر نکل آئے تھے اسکے
باوجود وہ خوش تھے کیونکہ انہوں نے دو ایسی
عجیب و غریب دنیائیں دیکھ لیں تھیں۔ جن کے متعلق
دنیا کا کوئی انسان نہیں جانتا تھا اور وہ جانتے تھے
کہ جب زمین پر جاکر وہ سیارہ چارم اور ستارہ
سونار کے بارے میں تمام تفصیلات بتلائیں گے تو
دنیا حیران رہ جائے گی اور ان کا نام قیامت
تک لوگوں کے ذہنوں میں زندہ جاوید ہوکر
رہ جائے گا۔

"چلوسک اب واپس زمین پر چلو بہت دیر
ہوگئی ہے ڈیڈی ناراض ہوں گے۔" ملوسک نے
چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"چاند پر نہیں چلنا" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلنا تو ہے مگر دیکھونا جب بھی ہم چاند پر جانے کی کوشش کرتے ہیں کسی نہ کسی نئی دنیا میں پہنچ جاتے ہیں"۔ ملوسک نے قدرے مایوسانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں یہ بات تو ہے تو پھر کیا خیال ہے پہلے زمین پر ڈیڈی کے پاس چلیں پھر ان کے ساتھ ہم واپس چاند پر چلیں۔ اب چونکہ ہم نے جہاز کو چلانے کا طریقہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اس لئے ڈیڈی ہمیں ساتھ لے جانے پر تیار ہو جائیں گے" چلوسک نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے پھر زمین پر چلو اب میرا بھی دل کہتا ہے کہ ڈیڈی اور ممی سے ملوں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"او کے جیسا تم کہو"۔ چلوسک نے جواب دیا اور پھر اس نے جہاز کے مختلف بٹن دبائے اور ڈائل گھمانے شروع کردیے تقریباً دو منٹ تک ایسا کرنے کے بعد وہ مطمئن ہوگیا کیونکہ جہاز کا رخ کرہ ارض

کی طرف ہوگیا تھا۔ اور اب جہاز انتہائی تیز رفتاری سے کرہ ارض کی طرف بڑھتا چلا جارہا تھا اور سکرین پر کرہ ارض کسی مدھم ستارے کی طرح نظر آرہا تھا۔

"ملوسک جب ہم ان دونوں دنیاؤں کا حال ڈیڈی اور ممی کو سنائیں گے تو وہ کتنا حیران ہونگے" چلوسک نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

"ہاں ڈیڈی یقیناً ہمیں شاباش دینگے کہ ہم نے اتنے پیچیدہ جہاز کا استعمال کتنی خوبی سے کیا" ملوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پھر وہ دونوں ڈیڈی اور ممی کے خیالوں میں ڈوب گئے ادھر سکرین پر کرہ ارض تیزی سے بڑا ہوتا چلا جارہا تھا اتنے میں ملوسک نے اچانک پوچھا۔

"چلوسک بھلا ہمیں خلا میں کتنے روز گزرے ہونگے"

"ارے ہاں اسکا تو ہم کو خیال تک نہیں آیا مگر پھر دل ہی دل میں کچھ حساب لگانے کے بعد کہنے لگا۔

"ہم زمین سے دو تاریخ کو چلے تھے۔ اور اب گھڑی میں دس تاریخ ہے یعنی ہمیں خلا میں

رہتے ہوئے آٹھ دن گذر گئے تھے۔

آٹھ روز خدا کی پناہ اتنے دن! میں تو سمجھا تھا زیادہ سے زیادہ ایک دو روز گذرے ہوں گے۔ اب تو ڈیڈی یقیناً ناراض ہوں گے۔" ملوسک نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں اگر وہ ناراض ہوں گے تو ہم انہیں منالیں گے۔" چلوسک نے اسکی پریشانی دور کرنے کے لئے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

"ہاں تم ہی منانا مجھے تو ڈر لگ رہا ہے میں تو جہاز سے نکلتے ہی ممی کے پاس دوڑ جاؤنگا"

ملوسک نے اپنا بچاؤ کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ گھبراؤ مت"

چلوسک نے کہا اور پھر ڈائل کو دیکھ کر کہنے لگا۔

"ہم تقریباً آدھے گھنٹے بعد کرۂ ارض کے مدار میں پہنچ جائیں گے۔"

"چنانچہ وہ دونوں غور سے لمحہ لمحہ نزدیک آتے ہوئے کرۂ ارض کو دیکھنے لگے۔ ایک ایسی جگہ جہاں وہ پیدا ہوئے۔ پڑے ہوئے جہاں ان کے ڈیڈی اور ممی رہتے ہیں جہاں انکا سکول ہے

ان کے دوست ہیں ان جیسے کروڑوں دوسرے انسان ہیں۔ اور پھر ان کا جہاز ایک جھٹکا کھا کر کرۂ ارض کے مدار میں داخل ہوگیا اور چلوسک نے چونک کر جہاز کا رخ افریقہ کے اس حصے کی طرف کرنا شروع کردیا جہاں ان کا گھر تھا جب اسے اطمینان ہوگیا کہ اب انکا جہاز ٹھیک اسی جگہ جاکر اترے گا جہاں ان کا گھر تھا تو وہ اطمینان کا سانس لے کر بیٹھ گیا اور پھر انہیں بیرونی منظر نظر آنے لگا۔ پہاڑ جنگلات میدان سمندر دریا۔

چلوسک ہمارا سیارہ سب سے خوبصورت ہے دیکھو کتنا اچھا منظر ہے" ملوسک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں چونکہ ہم اس ماحول کے عادی ہیں اس لئے ہمیں یہ سب کچھ اچھا لگتا ہے ستارہ سونار والوں کو اپنا ستارہ اور سیاہ چارم والوں کو اپنا سیارہ اچھا لگتا ہوگا۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اس سے پہلے کہ ملوسک کوئی جواب دیتا۔ ان

کا جہاز براعظم افریقہ پر پہنچ گیا۔ مگر جب وہ زمین پر اترے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جس جگہ ان کا گھر تھا اب وہاں اور اس کے اِردگرد اچھا خاصا شہر آباد ہو گیا تھا۔ اور ان کا جہاز دیکھکر اِردگرد سے بے شمار لوگ اکٹھے ہوگئے تھے وہ حیران ہو کر جہاز سے نیچے اترے تو انہیں خاکی وردی پہنے ہوئے چند کرخت چہروں والے لوگوں نے گھیر لیا۔

"تم کون ہو۔ اور کہاں سے آئے ہو۔" ان میں سے ایک نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہم چلوسک ملوسک ہیں اور ہم اپنے ڈیڈی کے جہاز میں خلا میں گئے تھے اور اب واپس آئے ہیں" چلوسک نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر انہیں اپنا گھر کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ سارا ماحول ہی اجنبی تھا انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنے گھر واپس آنے کی بجائے کسی اور سیارے

پر پہنچ گئے ہوں۔

"تمہارے ڈیڈی! تم کب گئے تھے؟ خاکی وردی والا جو پولیس کا اعلیٰ افسر تھا بولا۔

"ایک ہفتے پہلے ہم یہیں سے گئے تھے ہمارے ڈیڈی کا نام یوشاکا ہے وہ بہت بڑے تاجر ہیں تم انہیں بلالو۔ تمہیں سب کچھ پتہ چل جائے گا۔" چلوسک نے کہا۔

"ارے تم یوشاکا کے بیٹے چلوسک ملوسک ہو۔" ایک بوڑھے شخص نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

"ہاں بڑے میاں" چلوسک نے اس بوڑھے کو پہچاننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اس بات کو تو اسّی سال گذر چکے ہیں میری عمر اس وقت پندرہ سال کی تھی جب یہ واقعہ ہوا تمہارے ڈیڈی نے جہاز بتایا جسے تم رات کے وقت لے کر چلے گئے۔ صبح تمہارے ڈیڈی کو جب معلوم ہوا تو وہ بہت روئے پیٹے۔ اس صدمے کی وجہ سے انکا دماغ چل گیا اور وہ ہماری بستی کی گلیوں میں پاگلوں کی طرح گھومتے رہتے اور اپنے جہاز اور تم

دونوں کے متعلق ہمیں بتلاتے پھر ایک دن
انہوں نے تمہاری والدہ کو گولی مار کر خود بھی
خودکشی کر لی۔" بوڑھے نے پوری تفصیل سے تمام
واقعہ بتلاتے ہوئے کہا۔

"بڑے میاں تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے
ہم خلا میں صرف آٹھ روز لگا کر آئے ہیں
اور تم اسی سال کہہ رہے ہو۔" چلوسک نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ البتہ ملوسک بوڑھے
کی بات سن کر بے اختیار رونے لگ گیا تھا۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں اس کے ساتھ میں
بھی حیران ہوں کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود
تمہاری عمروں میں کوئی فرق نہیں پڑا۔ ابھی تک
تم بچے ہی ہو۔ جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں"
بوڑھے کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔

"تم دونوں میرے ساتھ تھانے چلو میں اعلیٰ
حکام کے سامنے تمہیں پیش کرونگا وہیں پولیس
کے ریکارڈ میں تمہارے والد کے بارے میں
بھی چھان بین کی جائے گی۔ اور تمہارا جہاز
بڑے سائنسدانوں کو بھیجا جائے گا۔ تاکہ وہ

اس کا معائنہ کریں۔" پولیس آفیسر نے کہا اور
پھر اس کے اشارے پر سپاہیوں نے ان دونوں
کو بازوؤں سے پکڑ لیا اور ان کے زبردست
احتجاج کے باوجود وہ انہیں ایک کار میں
سوار کر کے پولیس کی عمارت میں لے گئے
جہاں پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے انکی روئداد
سنی اور اسی سال پرانا ریکارڈ ڈھونڈھنے کا حکم
دیا تھوڑی دیر بعد ریکارڈ پیش کر دیا گیا تو
معلوم ہوا کہ واقعی انکا ڈیڈی اور ممی فوت ہو
چکے ہیں اور اس واقعے کو اسی سال گذر چکے
ہیں۔

"واقعی عجیب و غریب واقعہ ہے۔ ہمارے اعلیٰ حکام
نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارا جہاز بین الاقوامی سائنسدانوں
کے پاس بھجوا دیا جائے جو خلائی جہازوں
کے بارے میں تحقیق کر رہے ہیں اور تمہیں بھی
تاکہ وہ تم سے اس عجیب و غریب جہاز کے
بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔" پولیس کے اعلیٰ
افسر نے کہا۔

"مگر ہم اپنا جہاز دوسرے لوگوں کے حوالے

نہیں کریں گے۔" ملوسک نے غصیلے لہجے میں کہا
"او لڑکے ہوش میں رہ کر بات کر۔ تو
نہیں جانتا کہ تو پولیس کے سب سے اعلیٰ
افسر کا بات کر رہا ہے۔ پولیس افسر نے کڑک
کر ملوسک سے کہا اور ملوسک بیچارہ سہم کر رہ
گیا۔ ادھر چلوسک نے ملوسک کا ہاتھ دبایا اور
اسے خاموش رہنے کے لئے کہا۔ وہ دل ہی
دل میں فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اپنا جہاز
لے کر اس کرہ سے باہر نکل جائے گا کیونکہ
وہ سمجھ گیا تھا کہ گو وہ خلا میں صرف آٹھ
روز رہے ہیں۔ مگر دنیا ان آٹھ دنوں میں
سورج کے گرد گھوم کر اسی سال پورے
کر چکی ہے اور اب حالات بدل گئے ہیں
اگر ایک بار ان کا جہاز ان سے چھن گیا
تو پھر وہ واپس نہیں ملے گا۔
"ہمارا جہاز سائنسدانوں کے پاس کب بھیجا
جائیگا۔ چلوسک نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔
تمہارے متعلق اطلاع بھیج دی گئی ہے سائنسدانوں
کا نمائندہ ایک خصوصی طیارے سے یہاں پہنچنے

والا ہے۔" پولیس افسر نے جواب دیا۔
"کیا ہمیں جہاز تک جانے کی اجازت ہے"
چلوسک نے پوچھا۔
"ہرگز نہیں تمہیں اس کمرے سے بھی باہر
جانے کی اجازت نہیں ہے تمہارے جہاز کے گرد
پولیس کا پہرہ ہے" پولیس آفیسر نے بڑے رعب دار
لہجے میں کہا۔
"مگر کیوں جانے کی اجازت نہیں وہ ہمارے
ڈیڈی کا اور اب ہمارا جہاز ہے۔ ہم تو
جائیں گے" ملوسک نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا۔
"ان دونوں کو پکڑ کر حوالات میں ڈال دو
یہ ایسے باز نہیں آئیں گے"۔ پولیس آفیسر نے
کمرے میں موجود سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور سپاہی انہیں پکڑنے کے لئے لپکے۔ مگر چلوسک
نے ملوسک کا بازو پکڑا اور پھر دروازے کی
طرف دوڑ لگا دی۔ سپاہی ان کی طرف لپکے۔ مگر
چلوسک نے پستول نکال کر اسکا بٹن دبا دیا سرخ
رنگ کی لہر نکلی اور دھماکے کے ساتھ آنے

والے سپاہیوں کے ٹکڑے اڑ گئے اور وہ دونوں دروازے سے باہر نکل کر تیزی سے سڑک پر دوڑ پڑے۔ عمارت کے برآمدے میں موجود سپاہی ان کے پیچھے دوڑ پڑے پھر جیسے ہی سپاہی انکے قریب آتے وہ پستول سے سرخ رنگ کی لہر سے دھماکا کرتے اور سپاہیوں کے ٹکڑے اڑ جاتے پورے علاقے میں ان کے دھماکوں سے بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ دکانیں بند کر کے بھاگنے لگے اب ان کے قریب جاتے بھی لوگ ڈرتے تھے۔ تمام علاقے میں پولیس نے خطرے کے سائرن بجانا شروع کر دیے۔ ادھر چلوسک ملوسک دونوں بے تحاشا اپنے جہاز کی طرف دوڑے جا رہے تھے۔

ختم شد

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک

جنت میں

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران —— اشرف قریشی
—— یوسف قریشی
پرنٹر —— محمد یونس
طابع —— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت —— ۷/- روپے
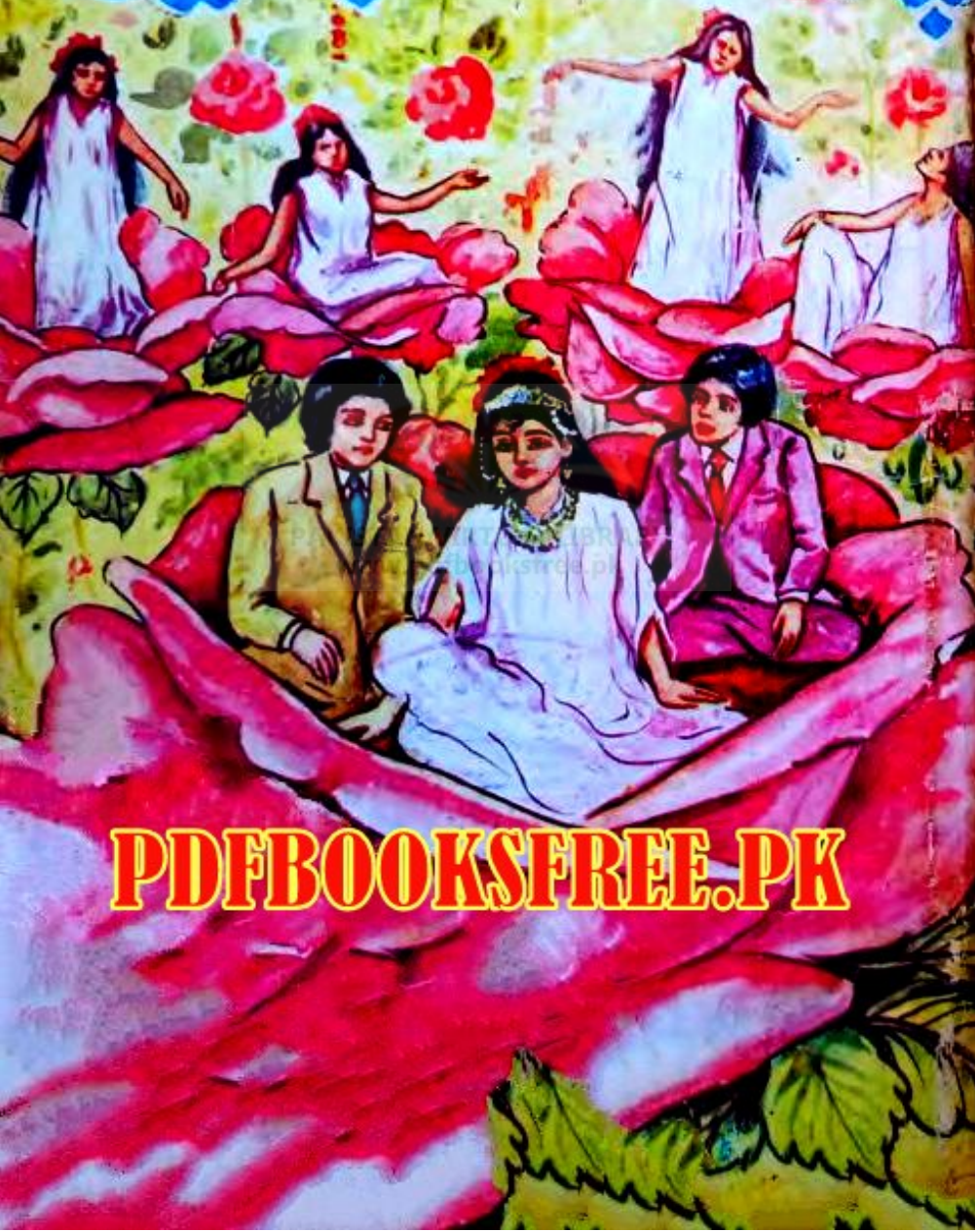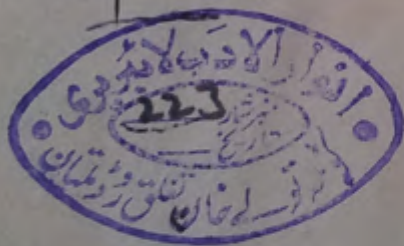
چلوسک ملوسک کو دور سے اپنا جہاز نظر آگیا
تھا جس کے گرد سپاہیوں کا پہرہ تھا پولیس والے
جیپیں اور کاریں لئے ان کو گھیرنے کی کوشش کر
رہے تھے مگر اب ملوسک بھی پستول سے لہریں
پھینک رہا تھا جیسے ہی وہ جہاز کے قریب
پہنچے سپاہیوں نے ان پر فائرنگ شروع کردی مگر
چلوسک ملوسک پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے اور
پھر انہوں نے جوابی طور پر پستول کے فائر کئے
اور جہاز کے اردگرد کے سپاہی بھک سے اڑ
گئے اب تو سپاہی اپنی جانیں بچانے کے لئے

بھاگ کھڑے ہوئے اور وہ دونوں تیزی سے دوڑتے
ہوتے جہاز کے قریب پہنچ گئے۔
"جلدی کرو چلوسک دروازہ کھولو میں ان سپاہیوں
کو سنبھالتا ہوں" ملوسک نے مسلسل پستول سے
لہریں پھینکتے ہوتے کہا۔ چلوسک نے پھرتی سے دروازہ
کھول دیا اور پھر وہ دونوں بجلی کی سی تیزی
سے جہاز کے اندر داخل ہوگئے۔ اندر داخل ہوتے
ہی چلوسک نے فوراً دروازہ بند کردیا۔
"جلدی جہاز چلاؤ کہیں وہ جہاز پر بم نہ مار
دیں"۔ ملوسک نے چیخ کر کہا۔ اور چلوسک نے
سیٹ پر تقریباً گرتے ہوئے جہاز چلانے کا
بٹن دبا دیا۔ جہاز ایک جھٹکا کھاکر اڑا اور چلوسک
ایک ہاتھ سے سیٹ کو پکڑے دوسرے ہاتھ سے
اس کی رفتار کا بٹن دباتا چلا گیا۔ اور جہاز
انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا فضا میں گم
ہوتا چلا گیا۔ جب ان دونوں کو اطمینان ہوگیا
کہ ان کا جہاز اب خطرے سے باہر نکل آیا
ہے تو وہ سیٹ پر بیٹھے انہوں نے سیفٹی
بیلٹس کمر کے گرد باندھ لیں۔

چلوسک ملوسک کا جہاز کرۂ ارض سے نکل کر
خلا کی لامحدود وسعتوں میں تیزی سے ایک سمت
بڑھ رہا تھا اب چونکہ ان کا یہ نظریہ نہیں رہ
گیا تھا کہ وہ فلاں سیارے میں جائیں اور فلاں
میں نہ جائیں۔ اس لئے چلوسک نے جہاز کو آزاد
چھوڑ دیا تھا تاکہ وہ جہاں چاہے چلا جائے سکرین
پر مختلف سیارے اور ستارے نظر آرہے تھے مگر
جہاز ان کے قریب سے ہوکر گزر جاتا تو چلوسک
ملوسک آگے دیکھنے لگتے۔ پھر جیسے ہی وہ ایک
ستارے کے قریب سے ہوکر نکلے اچانک انہیں دور
بڑا خوبصورت ستارہ نظر آنے لگا۔ اس ستارے کے
گرد سات رنگوں کی روشنیوں کی لہریں کوند
رہی تھیں جس کی وجہ سے یہ ستارہ انتہائی
خوبصورت معلوم ہورہا تھا۔
"چلوسک اس ستارے کو دیکھو کتنا خوبصورت ہے"
ملوسک نے بےاختیار ہوکر کہا۔
"ہاں ملوسک دیکھ رہا ہوں۔ واقعی اس ستارے
کا بیرونی منظر بالکل نرالا ہے کیوں نہ اس
ستارے کی سیر کریں اور دیکھیں کر اتنے خوبصورت

ستارے کے اندر کونسی دنیا آباد ہے؟" چلوسک نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے مجھے خود شوق ہو رہا ہے" ملوسک
نے جواب دیا اور پھر چلوسک نے جہاز کا رخ
اس ستارے کی طرف کر دیا اور اس کی رفتار
بڑھا دی۔

"یہ روشنیاں کس چیز سے پیدا ہو رہی ہوں
گی؟" ملوسک نے جواب دیا۔

"میرے خیال میں اس ستارے پر پانی کثیر
مقدار میں موجود ہے جب سورج کی روشنی اس
پر پڑتی ہوگی تو اسکا عکس مختلف روشنیوں کی
صورت میں نظر آتا ہوگا" چلوسک نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔

"یا پھر یہ ہوگا کہ اس کی بیرونی سطح میں
ہوا بے حد نم دار ہوگی جس کیوجہ سے سورج کی
روشنی میں مختلف رنگ نظر آرہے ہونگے" ملوسک
نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے اور یہ روشنیاں
مستقل طور پہ اس لئے چمک رہی ہیں۔ کیونکہ

یہ ستارہ ہے ستارہ چونکہ ایک جگہ جامد رہتا
ہے۔ اور سیارے کی طرح گھومتا نہیں اس لئے
وہاں ہر وقت سورج کی روشنی پڑتی رہتی ہے
دوسرے لفظوں میں وہاں رات نہیں ہوتی دن ہی
رہتا ہے اس لئے روشنیاں مسلسل چمک رہی ہیں"
چلوسک نے کہا۔ پھر اس کی نظر رفتار بتلانے والی
سوئی پر پڑی تو وہ چونک پڑا کیونکہ رفتار کی
سوئی صفر پر تھی جب کہ جہاز انتہائی تیز رفتاری
سے اس ستارے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا
چلوسک نے ایک بٹن دبایا تو اسے محسوس ہوا
کہ جہاز کا انجن خودبخود بند ہو چکا ہے اور
اب انکا جہاز اس ستارے کی کشش کیوجہ
سے آگے بڑھ رہا ہے۔

"اوہ ابھی یہ ستارہ بے حد دور ہے مگر اس
کی کشش اتنی طاقتور ہے کہ اس نے ابھی
سے ہمارے جہاز کو اپنی طرف کھینچنا شروع
کر دیا ہے" چلوسک نے کہا۔

"مگر یہ انجن کیوں بند ہوگیا ہے؟" ملوسک
نے پوچھا۔

"ڈیڈی نے اس جہاز میں یہ نظام رکھا ہے کہ جیسے ہی جہاز کسی ستارے یا سیارے کی کشش میں آئے اسکا انجن خود بند ہوجاتا ہے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کشش اور جہاز کی طاقت مل کر جہاز کو کنٹرول سے باہر نہ کردیں اور جہاز تباہ ہوجائے۔ انجن ایک بار تو خودبخود بند ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر ہم چاہیں تو پھر اسے چلا سکتے ہیں۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور ملوسک سر ہلانے لگا۔

اب ستارہ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جہاز ان روشنیوں کے نزدیک پہنچ گیا روشنیاں اور بھی خوبصورت معلوم ہونے لگی تھیں ایسا لگتا تھا جیسے مختلف رنگوں کی بجلیاں چمک رہی ہوں اور چند لمحوں بعد ان کا جہاز ان روشنیوں میں داخل ہوگیا روشنیوں میں سے گذرتے ہوئے انہیں یوں لگا جیسے کسی وقت سرخ رنگ میں نہا گئے ہوں پھر یکدم سبز رنگ میں، اس طرح مختلف رنگوں کی روشنیوں سے گزرتے

ہوئے وہ مختلف رنگوں میں نہاتے جاتے اچانک روشنیاں ختم ہوگئیں اور ان کا جہاز ستارے کی اندرونی فضا میں پہنچ گیا چلوسک نے جہاز کا انجن چلا کر اس کی رفتار آہستہ کردی ہر طرف ہلکی ہلکی دھند سی چھائی ہوئی تھی۔ نیچے کہیں کہیں بڑے بڑے سیاہ رنگ کے دھبے نظر آرہے تھے ان کا جہاز آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا اور وہ آنکھیں پھاڑے نیچے دیکھتے رہے۔ اشتیاق اور نئی دنیا کی سنسنی سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ اور دل میں عجیب عجیب خیال آرہے تھے پھر یکدم دھند ختم ہوگئی۔ اور وہ صاف فضا میں پہنچ گئے دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ یہ ستارہ تو پرستان سے بھی زیادہ خوبصورت تھا وہاں جنگل پھولوں سے لدے ہوئے تھے اور سبز رنگ کی انتہائی خوبصورت گھاس سے پُر وسیع و عریض قطعات تاحد نظر پھیلے ہوئے تھے درخت انتہائی خوبصورت تھے ہر درخت مختلف رنگوں سے بنا ہوا تھا اس طرح پھول بھی سات رنگوں کے تھے اور انتہائی خوبصورت معلوم ہو رہے تھے۔

ایسا محسوس ہورہا تھا جیسے سبز رنگ کی تھالی میں کسی نے انتہائی خوبصورت نگینے جڑ دیے ہوں۔

"ارے اتنا خوبصورت ستارہ کہیں ہم جنت میں تو نہیں پہنچ گئے" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"لگتا تو ایسے ہے کہ اسبار ہمارا جہاز جنت میں اتر گیا ہو" چلوسک نے مسکرا کر جواب دیا۔

"چلوسک اگر یہاں کوئی گڑبڑ نہ ہوئی تو ہم یہیں مستقل رہ جائیں گے یہاں رہ کر ہم کبھی کبھی سیر کرنے کہیں نکل جائیں گے پھر واپس آجائیں گے" چلوسک نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ابھی اتر کر تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے ویسے ڈیڈی کہا کرتے تھے کہ ہر خوبصورت چیز کے پیچھے تکلیفیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں چلوسک نے جواب دیا۔

اور پھر انکا جہاز آہستہ آہستہ گھاس کے ایک قطعے پر ٹک گیا وہ کچھ دیر تو جہاز کے اندر بیٹھے اردگرد کا نظارہ کرتے رہے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ وہاں نہ ہی کوئی پرندہ تھا اور نہ کوئی

اور جاندار، ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی

"آؤ باہر نکلیں" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے دروازہ کھولنے والا بٹن دبا دیا بٹن دبتے ہی دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھلتے ہی انتہائی تیز خوشبو کے جھونکے اندر گھس آئے۔

"ارے اتنی شاندار خوشبو، یقیناً یہ ست رنگے پھول بے حد خوشبودار ہیں" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر زمین پر پہنچ گئے ان کے نیچے اترتے ہی جہاز کا دروازہ خودبخود بند ہوگیا۔

اب وہ جہاز کے قریب کھڑے اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے وہاں ہر طرف تیز خوشبو پھیلی ہوئی تھی اور انکے دماغ خوشبو سے بوجھل سے ہونے لگ گئے تھے اور انہیں نیند سی آنے لگ گئی تھی۔

"مجھے تو نشہ ہورہا ہے چلوسک" ملوسک نے وہیں گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں خوشبو کی زیادتی کیوجہ سے ایسا ہورہا ہے مگر اٹھو ہم آگے چلیں دیکھیں اردگرد کیا ہے۔ ایسا نہ ہو ہم سو جائیں اور جب جاگیں تو کسی

مشکل میں پھنسے ہوئے ہوں" چلوسک نے کہا اور پھر اسی نے ملوسک کا بازو پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔ چنانچہ وہ دونوں لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھنے لگے تھوڑی دیر تو وہ سنبھل سنبھل کر چلتے رہے پھر ان کے جسم لڑکھڑانے لگے اور وہ اسطرح چلنے لگے جیسے نشے میں دھت کوئی انسان چل رہا ہو جب وہ پھولوں کے قطعات کے قریب پہنچے تو ان کے جسم جیسے نشے کی شدت سے نڈھال ہوگئے اور وہ دونوں بے اختیار دھڑام سے وہیں پھولوں کے قریب ہی گرگئے ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں وہ جتنا اپنے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کرتے اتنا ہی ذہن اور زیادہ بوجھل ہوتا چلا جاتا۔ پھر اچانک ملوسک لڑکھڑایا اور دھڑام سے زمین پر گر پڑا۔ چلوسک کا بھی یہی حشر ہوا چند لمحے بعد وہ بھی ڈگمگایا اور ملوسک کے قریب ہی گر پڑا۔

وہ دونوں گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی اور پھولوں میں سرسراہٹ سی دوڑ گئی اور پھر چند لمحوں بعد ایک اونچے ٹیلے سے چار انتہائی خوبصورت عورتیں جن کے جسموں پر پھولوں سے بنا ہوا لباس تھا ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے نمودار ہوئیں ان کے جسم سنہرے تھے سر پر خوبصورت سنہری بال تھے نقوش بھی بےحد خوبصورت تھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ جنت کی حوریں تھیں وہ ہنستی کھیلتی اٹھکیلیاں کرتی ہوئی ادھر آرہی تھیں جدھر وہ دونوں

گہری نیند۔ سوئے ہوئے تھے۔

"ارے وہ دیکھو کیا چیز ہے" اچانک ان میں سے ایک چونک پڑی وہ چلوسک ملوسک کے جہاز کی طرف اشارہ کر رہی تھی اور پھر سب کی نظریں اس جہاز پر جم گئیں وہ حیرت کی شدت سے بت سی بن گئیں۔

"آؤ دیکھیں یہ کیا چیز ہے۔" ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتی ہوئیں جہاز کی طرف بڑھنے لگیں۔ جب وہ پھولوں کے قطعات کے قریب پہنچیں اور انہوں نے چلوسک ملوسک کو وہاں پڑے ہوئے دیکھا۔ تو وہ چیخیں مار کر واپس دوڑنے لگیں ان کے چہروں سے شدید خوف ٹپک رہا تھا جیسے انہوں نے کوئی انتہائی خوفناک چیز دیکھ لی ہو۔ اور وہ بھاگتی ہوئیں اس ٹیلے کے پیچھے غائب ہوگئیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سینکڑوں کی تعداد میں عورتیں اس ٹیلے پر دوبارہ نمودار ہوئیں اب انکے درمیان ایک انتہائی خوبصورت عورت چل رہی تھی جس نے سر پر پھولوں کا تاج پہنا ہوا تھا۔

ان سب کا لباس بھی پھولوں سے بنا ہوا
تھا وہ سب بڑی احتیاط سے آگے بڑھ رہی تھیں
جہاز کو دیکھ کر ان سب کے چہروں پر حیرت
کے تاثرات ابھر آئے اور پھر جب وہ چلوسک
ملوسک کے قریب پہنچیں تو ٹھٹھک کر رک گئیں۔

"یہ کیا چیزیں ہیں لگتے تو ہماری طرح ہیں مگر
ان کا رنگ سانولا اور سر کے بال سیاہ ہیں
اور اس کے ساتھ ہی ہم سے علیحدہ بھی لگتے
ہیں
انہوں نے لباس کیسا پہن رکھا ہے مگر
یہ اس طرح کیوں پڑے ہیں" تاج والی عورت
نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"معلوم نہیں ملکہ ہم تو انہیں دیکھ کر ڈر کر
بھاگ گئی تھیں"۔ ان چار عورتوں نے کہا جو
پہلے یہاں آئی تھیں ملکہ آہستہ آہستہ انکی طرف
بڑھتی گئی اور پھر اس نے ڈرتے ڈرتے چلوسک
کو ہاتھ لگایا۔

چلوسک چونکہ گہری نیند سویا ہوا تھا اس لئے
اس نے حرکت تک نہ کی۔ چنانچہ ملکہ کا خوف

ذرا دور ہوا۔ اور اس نے اسے اور زیادہ
زور سے ہلایا۔ اسکی دیکھا دیکھی دوسری عورتوں نے
بھی انہیں ہلانا شروع کردیا۔ پھر کچھ ان کے جھنجھوڑنے
اور کچھ خوشبو کا انکی ناک میں رچ جانے کی
وجہ سے وہ دونوں ہوش میں آگئے ہوش میں
آتے ہی وہ دونوں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے اور
پھر حیرت سے اپنے گرد اکٹھی اتنی خوبصورت عورتوں
کو دیکھنے لگے۔

"لگ کیا تم حوریں ہو۔ اور ہم جنت میں
ہیں" ملوسک نے بے اختیار پوچھا۔

"حوریں جنت تم کیا کہہ رہے ہو" ملکہ نے
حیرت سے جواب دیا۔ اس کی آواز سے ایسا
محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے دور کہیں مندر میں گھنٹیاں
سی بج رہی ہوں ان کی زبان بھی عجیب وغریب
تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئل کوک رہی ہو
چلوسک نے فوراً اپنے کانوں میں پہنے ہوئے ٹاپس
پر انگلی پھیری ملوسک نے بھی ایسا ہی کیا۔

"یہ کونسی دنیا ہے اور تم کون ہو" اسبار چلوسک
نے پوچھا اور وہ یہ دیکھ کر خوش ہوگیا ٹاپس

کی مدد سے ان کے خیالات ان تک پہنچ
گئے تھے۔

"یہ ستارہ سبزم ہے اور میں یہاں کی ملکہ ہوں
تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔" ملکہ نے
جواب دیا۔

"ہم کرۂ ارض کے انسان ہیں اور اس جہاز میں
اڑ کر یہاں پہنچے ہیں میرا نام چلوسک اور یہ
میرا چھوٹا بھائی ہے اس کا نام ملوسک ہے۔"
چلوسک نے اس سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارے ستارے میں سب تم جیسے ہوتے
ہیں" ملکہ نے پوچھا۔

"نہیں ہمارے سیارے میں ہم جیسے مرد بھی
ہوتے ہیں اور تم جیسی عورتیں بھی مگر وہاں کی
عورتیں اتنی خوبصورت نہیں ہوتیں جتنی آپ" چلوسک
نے جواب دیا۔

"عورتیں کیا مطلب" ملکہ نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے
کہا۔

"بس جیسی تم ہو۔ ہم انہیں عورتیں کہتے ہیں
اور جیسے ہم ہیں۔ ہم مرد کہلاتے ہیں" چلوسک

نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہاں سب اکٹھے رہتے ہیں" ملکہ نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم سب اکٹھے رہتے ہیں عورتوں اور
مردوں کی آپس میں شادیاں ہوتی ہیں پھر عورتیں
بچے پیدا کرتی ہیں اس طرح ہمارے سیارے میں
آبادی بڑھتی رہتی ہے" چلوسک نے اسے تفصیل سے
سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہمارے ہاں تو مرد نہیں ہوتے ہم تو
صرف پھلاریاں ہی یہاں رہتی ہیں"

"پھلاریاں" ملوسک نے حیرت سے لفظ دہرایا۔

"ہاں ہمارا نام پھلاری ہے اور میں ملکہ پھلاری
ہوں" ملکہ نے جواب دیا۔

"مگر تمہاری آبادی کیسے بڑھتی ہوگی" ملوسک نے
سوال کیا۔

"ہم میں سے ہر پھلاری اس وقت پھولوں کے
سمندر میں اتر جاتی ہے۔ سبز رنگ کے پھول
اگتے ہیں پھر جب پھولوں کے رنگ بدلتے ہیں
تو پھولوں کے سمندر سے نئی پھلاریاں نکل آتی

ہیں" ملکہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور وہ دونوں
قدرت کے اس راز پر حیران رہ گئے۔

"تم پھلاری نہیں پھول پری ہو پھول پری" ملوسک
نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"پھول پری" سب نے زیر لب دوہرایا۔

ہم تمہیں پھول پری کہکر پکاریں گے۔ کیا تم
ہمیں اپنے ساتھ اپنے گھر نہیں لے جاؤگی" چلوسک
نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"گھر" ملکہ پھول پری نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں گھر جہاں تم رہتی ہوگی چلوسک نے اسے
سمجھاتے ہوئے کہا۔

ہم تو پھولوں میں رہتی ہیں آؤ تمہیں بھی لے
چلیں" ملکہ نے کہا اور پھر وہ سب انہیں دائرے
میں لےکر اس ٹیلے کی طرف بڑھنے لگیں جدھر سے
وہ آئی تھیں۔

چلوسک ملوسک دونوں یہاں کی خوبصورتی دیکھ
دیکھ کر حیران ہورہے تھے اتنے خوبصورت مناظر
اتنی خوبصورت عورتیں انہوں نے خواب میں بھی نہیں
دیکھی تھیں جنت کے متعلق انکا جو تصور تھا یہ
ستارہ ہوبہو اس تصور پر پورا اترتا تھا وہ دل
ہی دل میں خوش ہو رہے تھے کہ وہ اپنی
زندگی میں ہی جنت میں پہنچ گئے ہیں دونوں
ملکہ پھول پری اور دوسری عورتوں کے ساتھ چلتے
ہوئے جب ٹیلے پر پہنچے تو یہ دیکھکر حیران ہو
گئے کہ دوسری طرف جدھر بھی نگاہ پڑتی تھی

بڑے بڑے پھول موجود تھے اتنے بڑے بڑے
اور انتہائی خوبصورت کہ ان پہ مکانوں کا گمان ہوتا
تھا اتنے بڑے اور اتنے خوبصورت پھول انہوں نے
زندگی میں کبھی نہیں دیکھے تھے۔

"ہم ان پھولوں میں رہتی ہیں وہ سامنے جو
سرخ رنگ کا بڑا سا پھول ہے اس میں میں رہتی
ہوں۔ باقیوں میں پھلاریاں رہتی ہیں" ملکہ پھول پری
نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

پھر ان دونوں نے دیکھا کہ پھولوں میں سے
بے شمار اور خوبصورت پھول پریاں باہر جھانک رہی تھیں
انہوں نے جب چلوسک ملوسک کو دیکھا تو حیران
ہوکر پھولوں سے باہر نکل آئیں اب وہاں ہر
طرف پھول پریاں ہی پھول پریاں تھیں۔

"ملوسک اس خوبصورت جنت میں کس کا دل نہ
رہنے کو چاہے گا" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"مگر ہم یہاں رہ کر کیا کریں گے۔ سارا دن
پھولوں میں سوئے رہیں اور بس" ملوسک نے بُرا سا
منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ابھی سے دل بھر گیا" چلوسک نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"چلوسک میں تو بس سیر کرنا چاہتا ہوں ایک
سیارے سے دوسرے سیارے اور دوسرے سیارے
سے تیسرے، کیا معلوم کوئی ایسا سیارہ بھی ہو جو
اس سے زیادہ خوبصورت ہو" ملوسک نے کہا اور
چلوسک نے سر ہلا دیا۔

"تم کیا باتیں کر رہے ہو" ملکہ پھول پری
نے اپنے سرخ کے پھول پر چڑھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں تمہارے سیارے کی خوبصورتی کی باتیں
کر رہے تھے" چلوسک نے اسے ٹالتے ہوئے
کہا اور پھر وہ دونوں بھی پھول پر چڑھ گئے
ان پھولوں کی پتیاں واقعی بے حد مضبوط تھیں وہ
دونوں ایسے گھوم رہے تھے جیسے کسی مکان
میں گھوم رہے ہوں جسکا فرش اور دیواریں انتہائی
ملائم، انتہائی خوبصورت اور چمکدار، چلوسک ملوسک
دونوں کو یہ پھول مکان بے حد پسند آیا قدرت
نے ان پھولوں کے اندر بھی تین حصے کر رکھے
تھے ہر حصہ الگ رنگ کا تھا ایسا محسوس ہوتا

تھا جیسے تین کمرے ہوں۔
"کیا تمہاری جنت میں کبھی کوئی شیطان نہیں آیا"
چلوسک نے ایک کمرے میں پتی سے ٹیک لگا کر
بیٹھتے ہوئے کہا۔ ملکہ پھول پری بھی سامنے بیٹھ
گئی تھی۔
"شیطان وہ کیا ہوتا ہے" ملکہ نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔
"ایسی چیز جو تمہیں نقصان پہنچائے، جو تمہیں
تکلیف دے" ملوسک نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
اور ملکہ پھول پری کے چہرے پر اچانک خوف
اور تکلیف کے آثار نمایاں ہوگئے۔
"اوہ تم نے یاد دلایا دیا۔ باسومے ہمیں پکڑ
کر لے جاتے ہیں"
"باسومے وہ کیا ہوتے ہیں" دونوں نے حیران
ہوکر پوچھا۔
"باسومے تمہاری طرح ہوتے ہیں" مگر ان کے
پار ہاتھ اور چار ٹانگیں ہوتی ہیں۔ ناک کافی
بڑی ہوتی ہے ان کے ہاتھوں میں انگلیاں نہیں
ہوتیں۔ وہ بے حد خوفناک ہوتے ہیں وہ کسی دن

اچانک آ جاتے ہیں اور پھر ہمیں پکڑ کر لے
جاتے ہیں جو پھلاری ان کے ساتھ جاتی ہے
وہ پھر کبھی واپس نہیں آتی" ملکہ پھول پری نے
انہیں تفصیل سے بتلایا۔
"مگر پھلاریاں ان کے ساتھ کیوں جاتی ہیں اگر
ان کو پسند نہیں کرتیں" چلوسک نے پوچھا۔
"وہ زبردستی پکڑ کر لے جاتے ہیں ملکہ پھول پری
نے انہیں بتلایا۔
"وہ کب آتے ہیں" ملوسک نے پوچھا۔
معلوم نہیں بس آ جاتے ہیں" ملکہ نے انہیں
بتلایا۔
"ان کی تعداد کتنی ہوتی ہے" چلوسک نے سوال کیا۔
وہ بہت ہوتے ہیں اور ایک ایک باسومہ ایک
ایک پھلاری کو پکڑ کر لے جاتا ہے" ملکہ نے
انہیں بتلایا۔
"کیا وہ کسی اور سیارے سے آتے ہیں۔ یا
تمہارے ہی ستارے میں کہیں رہتے ہیں" چلوسک نے
کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آتے ہیں

وہ اڑتے ہوئے آتے ہیں ان کے چھوٹے چھوٹے
پر ہوتے ہیں ان میں بہت طاقت ہوتی ہے وہ
جس پھلاری کو پکڑ لیں پھر نہیں چھوڑتے" ملکہ
پھول پری نے تبلایا۔

"تمہیں ان کے آنے کے متعلق کیسے پتہ چلتا
ہے" ملوسک نے پوچھا۔

"جب اچانک پھلاریوں بیں شور مچ جاتا ہے۔ تب
پتہ چلتا ہے" ملکہ نے تبلایا

میرے خیال میں وہ اسی ستارے کے کسی حصے
میں رہتے ہوں گے ورنہ پروں سے اڑ کر کسی
اور سیارے سے آنا ناممکن ہے۔ چلوسک نے ملوسک
سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے بہرحال اگر
وہ آئے تو پھر انہیں دیکھ لیں گے" ملوسک نے
جواب دیا۔

ابھی وہ دونوں باتیں کر رہے تھے کہ بہت سی
پھلاریاں اندر آئیں ان کے ہاتھوں میں زرد رنگ
کے چھوٹے چھوٹے پھولوں کے ڈھیر موجود تھے انہوں
نے یہ پھول ملکہ کے سامنے رکھ دیے اور پھر

سر جھکاکر واپس چلی گئیں۔

"یہ کیا ہے" چلوسک نے حیران ہوکر پوچھا۔

"یہ ہماری خوراک ہے ہم یہی کھاتے ہیں" ملکہ نے
دو تین پھول اٹھا کر اکٹھے منہ میں ڈالتے ہوئے
کہا۔

"بہت خوب پھولوں میں رہتی ہو۔ پھول کھاتی ہو
تبھی اتنی خوبصورت ہو" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا

"چلوسک تم اس سے باتیں کرو میں ذرا گھوم
پھر آؤں" ملوسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور چلوسک
نے سر ہلادیا۔ اور ملوسک ملکہ پھول پری کے
مکان سے باہر نکل گیا۔

چلوسک ملکہ سے مزید حال پوچھنے لگا وہ کرید
کرید کر ایک ایک بات پوچھ رہا تھا۔ ابھی وہ
باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک سائیں سائیں کی
آوازیں آنے لگیں۔ اور پھر اچانک پھلاریوں کی چیخوں
کی آوازوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔

"باسوے آگئے" ملکہ پھول پری اچھل پڑی اس
کے چہرے پر خوف اور دہشت کے آثار چھاگئے
وہ تیزی سے اٹھ کر ساتھ والے کمرے میں

دوڑ گئی۔

ابھی چلوسک حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک باسوما مکان کے اندر داخل ہوا وہ واقعی خوفناک تھا وہ چار ٹانگوں پر چل رہا تھا اسکی سونڈنما ناک اِدھر اُدھر ہل رہی تھی چلوسک اسے دیکھ کر حیرت سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ باسوما بھی اسے دیکھ کر حیرت سے وہیں رک گیا اسکی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم کون ہو" چلوسک نے چیخ کر پوچھا۔ اسے معلوم تھا کہ ٹاپس کی مدد سے اس کے خیالات باسومے تک پہنچ جائیں گے۔ مگر باسومے نے کوئی جواب دینے کی بجائے اچانک چھلانگ ماری اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوگیا۔ جس میں ملکہ پھول پری تھی۔

"ٹھہرو ٹھہرو" چلوسک نے پستول نکالا اور اس کے پیچھے دوڑ پڑا اس سے پہلے کہ وہ کمرے میں داخل ہوتا ملکہ پھول پری کی چیخ سنائی دی اور پھر جب چلوسک کمرے میں داخل ہوا تو اس نے

باسوے کو ملکہ کو پکڑے دوسرے کمرے میں غائب ہوتے
دیکھا وہ اس کے پیچھے اُدھر بھاگا مگر وہ کمرہ
بھی خالی تھا اور پھر چلوسک نے تمام پھول چھان
مارا۔ مگر نہ ہی وہ باسوما نظر آیا اور نہ
ملکہ پھول پری۔ وہ پھول سے باہر نکلا تو اس
نے دور آسمان پر بے شمار باسوموں کو پھلاریوں کو
پکڑے اڑتے دیکھا۔ پھلاریاں ان کے ہاتھوں میں
تڑپ رہی تھیں مگر ان کی گرفت اتنی مضبوط تھی
کہ وہ ان کے ہاتھوں سے آزاد نہیں ہو سکتی
تھیں۔ باسوموں کے اڑنے کی رفتار بے حد تیز تھی
دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے غائب ہوگئے۔

ان کے جانے کے بعد بے شمار پھلاریاں پھولوں
سے باہر نکل آئیں ان کے چہروں پر تکلیف اور
خوف کے آثار نمایاں تھے پھر ایک طرف سے
ملوسک بھی آگیا۔

"چلوسک بڑے خوفناک انسان ہیں یہ" ملوسک نے
چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

ہاں واقعی بے حد خوفناک ہیں یہ ملکہ کو بھی
پکڑ کر لے گئے ہیں اور میرے سامنے میں کچھ

بھی نہیں کرسکا۔

"میں ملکہ کو ضرور ان کے پنجے سے چھڑا
کر لاؤں گا۔" چلوسک نے بڑے پُر عزم
لہجے میں کہا۔

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ تمام پھلاریاں
ان کے گرد اکٹھی ہوگئیں۔

"تمہاری ملکہ کو باسوے پکڑ کر لے گئے ہیں"
چلوسک نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں ہمیں معلوم ہے اب ہمیں نئی ملکہ بنانی
پڑے گی" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

نہیں تم نئی ملکہ نہ بناؤ میں تمہاری ملکہ کو
باسوموں سے چھڑا کر لے آؤں گا" چلوسک
نے کہا۔

اور وہ سب حیرت سے ایک دوسرے کا
منہ دیکھنے لگیں جیسے چلوسک نے کوئی انہونی بات
کردی ہو۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے باسوے جسے پکڑ کر
لے جائیں وہ پھلاریاں کبھی واپس نہیں آئیں پھر
ملکہ کیسے واپس آسکتی ہے ہمیں نئی ملکہ بنانی

پڑے گی" ان میں سے ایک نے پرزور لہجے
میں جواب دیا۔

"تم نئی ملکہ کس طرح بناؤ گی اور ملکہ کیا کام
کرتی ہے" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"بس کسی ایک کو ملکہ بنا دیں گے۔ اور ملکہ
ملکہ ہوتی ہے وہ کام تھوڑا کرتی ہے۔ سرخ
پھول میں رہتی ہے اور بس" اسی عورت نے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم بناؤ ہم تمہاری ملکہ کو چھڑا
چلتے ہیں" چلوسک نے کہا اور پھر وہ ملوسکا
کا بازو پکڑ کر اس ٹیلے کی طرف چل دیا
جدھر ان کا جہاز تھا۔

یہ ایک کافی بڑی بستی تھی لکڑی کے بنے ہوئے مخروطی مکانوں پر مشتمل بستی کے اردگرد دور دور تک گھنے جنگل پھیلے ہوئے تھے۔ بستی میں کم سے کم ایک ہزار سے زائد مکانات تھے۔ مکانات ایسے ترتیب سے بنائے گئے تھے کہ درمیان میں بڑی بڑی گلیاں اور سڑکیں موجود تھیں ان سڑکوں پر بھی گھاس اگا ہوا تھا مکانوں کی چھتوں اور دیواروں پر بھی سبزہ اور پھول موجود تھے۔ شاید یہ مکانات جس لکڑی سے بنائے گئے تھے وہ لکڑی ہر حالت میں پھوٹتی تھی اسلئے مکانات

کی دیواروں پر پھول اور سبزہ نظر آ رہا تھا.
سڑکوں اور گلیوں میں بھی خوبصورت گھاس اُگا ہوا
تھا ان گلیوں اور سڑکوں پر باسومے چلتے پھرتے
نظر آ رہے تھے ان میں چھوٹے بچے بھی تھے بڑے
بھی اور باسوما عورتیں بھی۔

ایک طرف بہت سے باسومے ہاتھوں میں لکڑی
کی تلواریں نما ہتھیار اٹھائے جنگل کے درختوں کو
کاٹنے میں مصروف تھے اور ان کے قریب ہی
ایک طویل القامت باسوما سر پر لکڑی کا تاج پہنے
کھڑا تھا وہ سب باسوموں کو ہدایت دے رہا
تھا اور تمام باسومے اس کے احکامات کی بڑی
پھرتی اور فرمانبرداری سے تعمیل کر رہے تھے۔

ابھی یہ سب کاموں میں مصروف تھے۔ کہ
آسمان پر سائیں سائیں کی آواز سنائی دی اور
پھر سب باسومے آسمان کی طرف دیکھکر خوشی
سے ناچنے کودنے لگے۔ آسمان پر دو ڈھائی سو
باسومے اڑتے نظر آ رہے تھے ان کے ہاتھوں
میں پھلاریاں جکڑی ہوئی تھیں پھر اڑتے والے
سب باسومے عین اسی جگہ اترنے لگے جہاں تاج

پہنے ہوئے باسوما کھڑا ہوا تھا سب باسوموں نے
نیچے اتر کر پھلاریوں کو سردار کے سامنے پیش
کر دیا۔

"چھوڑ دو انہیں اب انہوں نے میری سرداری
قبول کر لی ہے" سردار نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں
کہا اور سب باسوموں نے پھلاریوں کو چھوڑ دیا
اور ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"پھلاریو تم باسومو سردار کی سرداری قبول کرتی
ہو" باسوما سردار نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں ان
سے مخاطب ہو کر کہا

"ہمارے سر جھک گئے ہیں اس لئے اب ہم
تمہاری سرداری قبول کرتے ہیں" ملکہ پھلاری نے مایوس
لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ تم اچھی پھلاری ہو۔ ہم تمہیں اپنے پاس
رکھیں گے باقی پھلاریاں تم آپس میں بانٹ لو اب
یہ تمہارا کام ہے کہ ان سے وہ کام لو جس
کے لئے ہم نے انہیں اپنے پاس بلایا ہے" سردار
نے انہیں کہا اور پھر باسوموں نے ایک ایک
پھلاری کا ہاتھ پکڑا اور بستی کی طرف چلدیئے

البتہ ملکہ پھلاری وہیں سردار کے پاس ہی کھڑی رہی۔ اور جو باسوما ملکہ پھلاری کو پکڑ کر لے آیا تھا وہ بھی وہیں کھڑا رہا۔ اس نے کوئی پھلاری نہیں لی تھی۔

"کیا بات ہے گومو تم یہاں کیوں کھڑے ہو اور تم نے کسی پھلاری کا ہاتھ کیوں نہیں تھاما" سردار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سردار اس ملکہ پھلاری کو میں اپنے لئے لے آیا تھا اور دوسری بات یہ کہ جب میں اس پھلاری کو پکڑنے کے لئے اس کے پھول میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ایک عجیب وغریب چیز دیکھی تھی۔" گومو نے جواب دیا۔

"وہ کیا چیز تھی گومو" سردار نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ ہم جیسا باسوما تھا سردار۔ مگر اس کے دو ہاتھ اور دو ٹانگیں تھیں۔ اور اس کی ناک بھی بے حد چھوٹی تھی اس نے عجیب وغریب لباس پہنا ہوا تھا وہ میرے پیچھے بھاگا تھا" سردار" گومو نے سردار کو تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا چیز تھی ملکہ پھلاری ہمیں بتلاؤ" سردار نے اس بار ملکہ پھلاری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کسی اور دنیا جسے وہ ارض کہہ رہا تھا کا انسان تھا اس نے اپنا نام چلوسک اور اپنے ساتھی کا نام ملوسک تبلایا تھا وہ ہمیں پھولوں کے تختے کے پاس پڑے ہوئے ملے اور ایک عجیب وغریب چیز جسے وہ جہاز کہتے ہیں وہاں کھڑا تھا ہم انہیں اپنے پھولوں میں لے آئے ابھی ہم باتیں ہی کر رہے تھے کہ باسومے پہنچ گئے" ملکہ پھلاری نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ یہ تو واقعی عجیب وغریب بات ہے گومو اب تم کیا چاہتے ہو" سردار گومو نے مخاطب ہوکر کہا۔

"سردار میں ملکہ پھلاری کو اپنے لئے حاصل کرنا چاہتا ہوں" گومو نے مضبوط لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے اسے اپنے

لیئے حاصل کرلیا" ہے"۔ سردار نے غصیلے لہجے
میں گومو سے مخاطب ہوکر کہا۔
"معلوم ہے سردار میں اسے اپنے لیئے لے
آیا تھا اس لیئے اس پر میرا پہلا حق ہے"
گومو نے بھی جرأت مندانہ لہجے میں جواب دیا۔
"اس کا مطلب ہے تم ایک پھلاری کے لیئے
مجھ سے مقابلہ کروگے"۔ سردار نے قدرے تعجب
آمیز لہجے میں کہا۔
"اگر تم بغیر مقابلہ کیئے اسے مجھے دے دو
تو زیادہ اچھا ہے ورنہ مجبوری ہے میں مقابلہ
کرونگا"۔ گومو نے جواب دیا۔
دیکھو گومو میں باسوموں کا سردار ہوں۔ مجھ
سے مقابلہ کرنے والا باسوما آخرکار درخت بن
جاتا ہے اب بھی وقت ہے تم میرے غصے
کو آواز نہ دو۔ اور جاؤ اور جاکر اپنے لیئے
کوئی پھلاری لے آؤ" سردار نے اسے سمجھاتے
ہوئے کہا۔
مگر کیا یہ بہتر نہیں ہے سردار کہ تم ملکہ
پھلاری مجھے دیدو اور میں تمہارے لیئے ایک اور

پھلاری لے آتا ہوں"۔ گومو نے کچھ پس وپیش
کرتے ہوئے کہا۔
"نہیں ملکہ پھلاری میں نے اپنے لیئے چنی ہے
اب یہ تمہیں نہیں مل سکتی"۔ سردار نے اس بار
غصیلے لہجے میں کہا۔
تو پھر میں تم سے مقابلہ کیلیئے تیار ہوں
گومو تم سے کم نہیں ہے" گومو نے سینہ تانتے
ہوئے کہا۔
"یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے میں تم سے
مقابلہ کے لیئے تیار ہوں جاؤ جاکر گومن کے
پھول لے آؤ اور جب نیئے پھول بن جائیں
تب مجھ سے مقابلہ کرو"۔ سردار نے زہریلے
لہجے میں کہا اور گومو اسی طرح سینہ تانے
واپس مڑا۔ اور پھر اڑتا ہوا بستی کی طرف بڑھنے
لگا۔

چلوسک ملوسک جہاز میں بیٹھے اور انہوں نے جہاز اڑا دیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ باسومے کس سمت گئے ہیں تم تو پھولوں سے باہر تھے" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں میں نے انہیں آتے اور جاتے دیکھا ہے میں اسوقت ایک پھول کی آڑ میں ہوگیا تھا۔ وہ سامنے کی سمت سے آئے تھے اور چونکہ ان کی پرواز نیچی تھی اس لئے معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہاں سے کہیں قریب ہی رہتے ہیں" ملوسک نے اسے بتلایا۔

"ہاں معلوم تو ایسے ہوتا ہے کیونکہ وہ بے حد بھاری بھرکم ہیں اس لئے وہ زیادہ دور تک نہیں اڑ سکتے" چلوسک نے جہاز کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

وہ اسوقت خاصی بلندی پر تھے۔ اس لئے نیچے انہیں صرف دھبے ہی نظر آرہے تھے۔

"پرواز نیچی کرو تب ہی ہمیں کچھ نظر آئے گا" ملوسک نے کہا۔

"نہیں اس کی ضرورت نہیں۔ لطف یہ کہ ہم اتنی بلندی سے بھی نہ صرف بخوبی نیچے دیکھ سکتے ہیں بلکہ اگر نیچے کوئی ایک پرندہ بھی چہچہاتا ہے تو وہ بھی ہم سن سکتے ہیں" چلوسک نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ڈیڈی نے ایسا بھی سسٹم رکھا ہے" ملوسک نے حیران ہوکر پوچھا۔

"ہاں تو اور کیا میری اپنی ایجاد ہے بھائی میرے یہ سب کچھ مجھے ڈیڈی کی نوٹ بک سے معلوم ہوا تھا۔ میں نے تمہیں بتلایا۔ تو تھا کہ اس

میں سینکڑوں ایسی چیزیں ہیں جو انتہائی حیران کن ہیں۔ جو ڈیڈی نے ایجاد کی ہیں" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

یہ ڈیڈی کا ذہن ہی تو ہے کہ ہم جہاز میں سوار کائنات میں یوں گھوم پھر رہے ہیں جیسے کوئی اپنی دنیا کے ایک ملک سے دوسرے ملک میں سفر کرتا ہو۔ نہ بھوک کی کوئی پرواہ ہے نہ آب و ہوا اور موسم کا کوئی اثر، نہ ہمارے لئے زبان کوئی مسئلہ ہے" ملوسک نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ مگر چلوسک نے کوئی جواب نہ دیا وہ ایک چھوٹی سی سکرین کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا جس میں روشنی کی لہریں سی کود رہی تھیں۔ چلوسک کو اس سکرین کی طرف متوجہ دیکھکر ملوسک بھی اسے غور سے دیکھنے لگا اس سکرین پر صرف روشنی کی آڑی ترچھی لہریں سی کود رہی تھیں پھر آہستہ آہستہ اس پر ایک منظر واضح ہوتا چلا گیا۔ یہ ایک بہت بڑا اور وسیع عریض جنگل تھا جو تیزی سے سکرین پر سے گذرتا چلا جارہا۔ تھا تمام جنگل ایک ہی قسم

کے درختوں سے بنا ہوا تھا اور جنگل خاصا گھنا تھا اس میں کوئی پرندہ یا درندہ نظر نہیں آرہا تھا۔

"عجیب و غریب جنگل ہے یہ، ہمارا جہاز انتہائی تیز رفتاری سے گذر رہا ہے مگر پھر بھی یہ جنگل ختم ہونے میں نہیں آرہا" چلوسک نے کہا۔

"میرے خیال میں اس ستارے کا آدھے سے زیادہ حصہ اسی جنگل سے پُر ہے" ملوسک نے جواب دیا۔

مگر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا اچانک جنگل ختم ہوگیا اور دوسرے لمحے چلوسک نے چونک کر جہاز کے دو تین بٹن دبا دیئے بٹن دبتے ہی جہاز کو ایک جھٹکا سا لگا اور جہاز کی رفتار یکدم ختم ہوگئی اور جہاز عین اسی جگہ پر جم سا گیا جہاں جنگل ختم ہو رہا تھا۔ کیونکہ سکرین پر وہ عجیب و غریب باسومے لکڑی کی تلواروں سے جنگل کاٹتے نظر آرہے تھے۔

چلوسک نے ایک اور بٹن دبایا تو یہ منظر سکرین پر واضح ہوگیا انہوں نے دیکھا کہ کچھ

باسومے جنگل کاٹنے میں مصروف ہیں جبکہ ایک
طرف بہت سے باسومے اکٹھے ہیں ان کے درمیان
میں ایک باسوما سر پر لکڑی کا تاج پہنے کھڑا
ہے۔ ان باسوموں نے ہاتھوں میں ان پھلاریوں
کے ہاتھ پکڑے ہوئے ہیں جنہیں وہ پکڑ کر لے
آئے ہیں۔ ملکہ پھلاری اس سردار کے قریب
کھڑی ہے۔

"اچھا تو یہ ہے باسوموں کی جگہ۔" ملوسک
نے کہا۔

"ہاں" چلوسک نے جواب دیا۔ اور اس نے
ایک ڈائل گھماکر سکرین کو اور واضح کر دیا اور
پھر انہیں قریب ہی مخروطی طرز کے بنے ہوئے
مکانوں کی ایک بستی بھی نظر آگئی۔

"یہ ہے باسوموں کی بستی یہ تو خاصے مہذب
لوگ نظر آتے ہیں جو باقاعدہ مکان بناکر رہتے
ہیں" ملوسک نے حیران ہوتے ہوتے کہا۔

پھر سکرین پر باسومے پھلاریوں کے ہاتھ پکڑے
بستی کی طرف جاتے نظر آئے۔ البتہ سردار ملکہ
پھلاری اور ایک اور باسوما وہیں کھڑے تھے۔

چلوسک نے زرد رنگ کے ایک بٹن کو مخصوص
انداز میں تین بار دبایا تو ان کی آوازیں جہاز
میں گونجنے لگیں۔

"کیا ہمارا جہاز انہیں نظر آرہا ہوگا۔" ملوسک
نے اچانک پوچھا

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہم بہت بلندی پر
ہیں" چلوسک نے جواب دیا اور پھر وہ بغور
ان کی آوازوں کو سننے لگے۔ کانوں میں موجود
مشین کی مدد سے وہ ان کے خیالات سمجھنے لگ
گئے تھے۔ سردار کے قریب کھڑے باسوما ان کے
متعلق سردار کو بتلا رہا تھا۔ اور پھر ملکہ پھلاری
کی ملکیت کے سلسلے میں ان کے درمیان جھگڑا
ہونے لگا۔ وہ ایک دوسرے کو مقابلے کیلئے
للکار رہے تھے پھر ان کے درمیان مقابلہ طے
ہو گیا۔ اور وہ دوسرا باسوما جس کا نام گومو
تھا اڑکر بستی کی طرف جانے لگا۔

چلوسک نے ڈائل پر ہاتھ رکھا اور پھر
وہ منظر کو اسی طرح گھماتا چلا گیا جدھر جدھر
گومو باسوما جا رہا تھا گومو بستی کے اوپر

سے گذرتا چلا گیا اور پھر وہ بستی کی دوسری
طرف موجود ایک اور قسم کے جنگل کے اوپر
اڑنے لگا۔

"یہ شاید گوبن کے پھول لینے جا رہا ہے"
ملوسک نے کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے" چلوسک نے
جواب دیا۔

"تو کیوں نہ ہم اس گومو کو پکڑ کر رام
کرلیں اور اس سے تمام معلومات حاصل کر لیں
پھر سردار کے مقابلے میں اس کی مدد کریں
اس طرح ہم بڑی آسانی سے باسوموں کو رام
کریں گے" ملوسک نے تجویز پیش کی۔

"تم ٹھیک کہتے ہو" چلوسک نے کہا۔ اور
پھر اس نے تیزی سے جہاز کی مشینری چلا
دی۔ اب جہاز تیز رفتاری سے نیچے اترنا شروع
ہو گیا تھا سکرین پر ابھی تک گومو اڑتا ہوا
نظر آرہا تھا چلوسک ملوسک کے جہاز نے غوطہ
کھایا اور پھر عین اسی جگہ لپکا جہاں گومو
اڑ رہا تھا جہاز کی آواز سنکر گومو نے

سر اٹھا کر اوپر دیکھا اور پھر اپنے اوپر عجیب و
غریب جہاز کو جھپٹتے دیکھکر وہ چیخ مار کر نیچے
زمین کی طرف غوطہ کھانے لگا چلوسک نے جہاز
کی رفتار کو کنٹرول میں رکھا کہ کہیں تیز رفتاری
کیوجہ سے جہاز زمین سے یا گومو سے نہ ٹکرا
جائے اور عین جس وقت گومو زمین پر اترا اسی
لمحے جہاز بھی اس کے قریب ہی اتر گیا گومو
ایک بڑے پھول کی اوٹ میں چھپ گیا تھا
اس کے چہرے پر خوف و دہشت کے آثار صاف
نظر آرہے تھے۔

چلوسک نے جہاز کا دروازہ کھولا اور پھر
باہر نکل آیا ملوسک بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا
باہر نکل کر چلوسک نے بلند آواز میں کہا۔

"گومو ہمارے سامنے آجاؤ ہم تمہارے دوست
ہیں ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں سردار
بنا دیں گے" مگر گومو بدستور پھول کی اوٹ
میں چھپا رہا۔

"گومو ہمیں معلوم ہے کہ تم پھول کی اوٹ
میں چھپے ہوئے ہو۔ ڈرو مت اور ہمارے سامنے"

آجاؤ۔ ہم سے باتیں کرو۔ ہم کرۂ ارض کے انسان
ہیں اور تمہاری دنیا میں آئے ہیں" ملوسک نے
زور سے کہا۔ اور پھر انہوں نے پھول کی
اوٹ میں سے گومو کو باہر نکلتے دیکھا وہ بڑے
سہمے اور ڈرے ہوئے انداز میں چل رہا تھا۔
اس کا پورا جسم خوف کے مارے لرز رہا تھا۔
ڈرو نہیں دوست ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں
گے۔" چلوسک ملوسک نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ اس کے قریب جاکر رک گئے چلوسک
نے دوستی کے اظہار کے لئے اس کے کندھے
پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور ملوسک نے اس کے
چار بازوؤں میں سے ایک بازو پکڑ کر باقاعدہ
اس سے مصافحہ کیا۔

گومو ہمیں معلوم ہے کہ تم ملکہ پھلاری کو
حاصل کرنے کے لئے سردار کے ساتھ مقابلہ
کروگے۔ تم فکر نہ کرو۔ ہم مقابلہ میں تمہاری
مدد کریں گے اور تمہیں باسوموں کا سردار بنا
دینگے" چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔
مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں گومو

ہوں اور میں ملکہ پھلاری کو حاصل کرنے کے
لئے سردار سے مقابلہ کروں گا" گومو نے ڈرتے
ڈرتے پوچھا۔

ہمیں سب کچھ معلوم ہے ہم کرۂ ارض کے
انسان تم سے زیادہ ہوشیار ہیں ہمیں یہ بھی
معلوم ہے کہ تم سردار سے مقابلہ کرنے کے لئے
گوبن کے پھول حاصل کرنے جا رہے ہو" چلوسک
نے جواب دیا۔ اور گومو کی حیرت کی انتہا
نہ رہی۔

تمہیں یہ بھی معلوم ہے" گومو کے لہجے سے
اب حیرت کے ساتھ ساتھ خوف ٹپکنے لگا تھا
ہاں تم ہمیں یہ بتلاؤ کہ گوبن کے پھول کہاں
ملتے ہیں ہم تمہارے ساتھ چل کر تمہیں گوبن
کے پھول حاصل کردیں گے۔" ملوسک نے کہا۔

"گوبن کے پھول بڑے گولے میں ملتے ہیں
بڑا گولہ جو باسوموں کو سرر بنا دیتا ہے"
گومو نے جواب دیا۔

"بڑا گولہ اور سرر یہ کیا چیزیں ہیں" اس
بار حیرت زدہ ہونے کی باری چلوسک ملوسک کی

تھی۔

"بڑا گولہ ادھر ہے اس جنگل سے پرے"
گومو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آؤ ہمارے جہاز میں بیٹھ جاؤ ہم
بڑے گولے کو ڈھونڈھتے ہیں" چلوسک نے اس
کا بازو پکڑ کر اسے جہاز کی طرف کھینچتے ہوئے
کہا۔ گومو اس کے ساتھ گھسٹتا چلا گیا۔ جیسے
وہ فیصلہ نہ کرپا رہا ہو کہ جہاز کی طرف جائے
یا نہیں۔ مگر چلوسک ملوسک نے اسے کھینچ کھانچ
کر جہاز میں سوار کردیا۔ جہاز میں پہنچتے ہی
وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے
وہ حیرت سے پاگل ہونے والا ہو۔ پھر جیسے
ہی چلوسک نے جہاز اڑایا گومو اسکے سامنے
سجدہ میں گر پڑا۔

"تم بوگا دیوتا ہو۔ تم بوگا دیوتا ہو" پرندے
کے پیٹ میں اڑنے والا بوگا دیوتا۔" گومو ان
کے سامنے سجدے میں گرا زور زور سے چیخ
رہا تھا۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو" ملوسک نے

بوکھلا کر کہا اور پھر اسے کندھوں سے پکڑ
کر اٹھایا اور ایک سیٹ پر بٹھا دیا۔

گومو کی آنکھیں ابھی تک پھٹی ہوئی تھیں۔

"گومو ہمیں راستہ بتلاؤ کہ تمہارا گولہ کدھر ہے"
چلوسک نے سکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس جنگل کے پیچھے بڑا گولہ ہے بڑے گولے
میں گوبن کے پھول ہیں" گومو نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اس کی نظریں بھی اس سکرین پر جمی
ہوئی تھیں جن میں جنگل تیزی سے گذرتا ہوا
نظر آرہا تھا۔

جنگل واقعی بے حد وسیع تھا کیونکہ تقریباً ایک
گھنٹہ ہوگیا تھا جہاز کو جنگل کے اوپر سے
گذرتے ہوئے مگر جنگل ختم ہونے میں نہیں
آرہا تھا ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے اس ستارے
میں تمام جنگل ہی جنگل ہے۔

پھر تھوڑی دیر بعد چلوسک اور ملوسک دونوں
چونک پڑے کیونکہ انہوں نے دور سے آگ کے
شعلے آسمان تک بلند ہوتے دیکھے۔

"یہاں آگ بھی ہے" ملوسک نے حیران ہوتے

ہوئے پوچھا۔

"ہاں نظر تو آرہی ہے بشرطیکہ یہ اس قسم کی آگ ہوئی جس طرح کرۂ ارض پر ہوتی ہے" چلوسک نے بھی حیرت زدہ ہوتے ہوئے جواب دیا

"بڑا گولہ آگیا، بڑا گولہ آگیا" گومو دوبارہ سجدے میں گر پڑا۔

"اچھا تو یہ ہے تمہارا بڑا گولہ، آگ کے آلاؤ کو بڑا گولہ کہتے ہو" چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہی بڑا گولہ ہے اس کے اندر گومن کے پھول ہیں" گومو نے سجدے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مگر تم اس کے اندر سے پھول کیسے حاصل کرتے کیا یہ آگ جلاتی نہیں ہے" ملوسک نے پوچھا۔

"بڑا گولہ اگر راضی ہو تو سرد نہیں کرتا ورنہ سرد کر دیتا ہے اور اگر ناراض ہو جائے تو تمام بستی اور تمام جنگل کو سرد کر دیتا ہے" گومو نے آگ کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا جو اب نزدیک آتی جارہی تھی۔

"سرد سے میرا خیال جلانا ہی لیا جاتا ہے" ملوسک نے کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے مگر آگ کے اندر پھول کیسے پیدا ہوتے ہوں گے" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"شاید یہ آگ کے پھول ہوں۔ جیسے ہماری دنیا میں آگ کے اندر کیڑا پیدا ہوتا ہے جسے سمندر کہتے ہیں" ملوسک نے اپنی معلومات کا رعب جھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے" چلوسک نے جواب دیا۔ اب آگ بے حد قریب آگئی تھی واقعی بے حد خوفناک آگ تھی اس کے نیلے رنگ کے شعلے آسمان تک بلند ہورہے ہیں اور جہاں تک نظر جاتی تھی آگ ہی آگ تھی اس کے نیلے رنگ کے شعلے آسمان تک بلند ہورہے تھے اور جہاں تک نظر جاتی تھی آگ ہی آگ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ جہنم ہو۔

آگ کے قریب پہنچکر چلوسک نے اپنا جہاز ایک طرف اتار دیا۔ اور پھر وہ جہاز سے باہر

نکل آئے۔

"یہ تو ایک ہی ستارے میں اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم اکٹھے کر دیئے ہیں" ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہم اس آگ میں کیسے داخل ہوں گے دیکھو اس میں کتنی تپش ہے کہ یہاں اتنی دور بھی تیز گرمی محسوس ہو رہی ہے" چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو واقعی سوچنے کی ہے مگر یہ گومو اس کے اندر کیسے داخل ہوگا" ملوسک نے کہا۔

"خدا معلوم اب یہ تو ناراضگی اور خوشی کی بات کر رہا ہے جو اپنی سمجھ سے باہر ہے۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ گومو سے مخاطب ہوا جو خاموش کھڑا آگ کے اس آلاؤ کو دیکھ رہا تھا اس کی آنکھوں میں عقیدت کے آثار جھلک رہے تھے۔

"گومو اب ہم نے تمہیں بڑے گولے تک پہنچا دیا ہے اب تم اس کے اندر جاؤ

اور گوبن کے پھول لے آؤ" چلوسک نے کہا دراصل وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ گومو اس خوفناک آگ میں داخل ہونے کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کرتا ہے۔

"اچھا" گومو نے کہا اور پھر وہ چند قدم پیچھے ہٹا اور ایک درخت کے قریب جا کر رک گیا اس نے اپنے چاروں ہاتھوں کی انگلیوں سے درخت کے تنے کو کھرچنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ اسے کھرچتا رہا۔ پھر اسے چھوڑ کر وہ دوسرے درخت کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اسکے تنے کو کھرچنا شروع کر دیا چلوسک ملوسک دونوں اسے دلچسپی سے دیکھ رہے تھے گومو درخت کو تھوڑی دیر تک کھرچتا پھر مایوس ہو کر دوسرے درخت کی طرف بڑھ جاتا۔

"یہ درختوں کو کیوں کھرچ رہا ہے" ملوسک نے چلوسک سے پوچھا۔

"معلوم نہیں وہ شاید ان میں سے کوئی خاص چیز حاصل کرنا چاہتا ہے" چلوسک نے جواب دیا پھر انہیں گومو کی مسرت بھری چیخ سنائی دی۔

اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جیسے ہی گومو نے ایک درخت کو کھرچا اس میں سے سبز رنگ کا ایک سیال مادہ سا نکلنے لگا۔ گومو نے بڑی پھرتی سے اس سیال مادے کو اپنے ہاتھوں پر لے کر اپنے جسم پر ملنا شروع کر دیا۔

"میرے خیال میں یہ مادہ آگ کی تپش سے انہیں محفوظ رکھتا ہوگا" چلوسک نے کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسے ہوتا ہے دیکھتے جاؤ" چلوسک نے جواب دیا۔

سیال مادہ مسلسل درخت کے تنے سے نکلتا چلا آرہا تھا تھوڑی دیر بعد گومو اس سیال مادے کو جسم پر مل کر سبز رنگ کا ہوگیا اس نے کوئی ایسی جگہ نہ چھوڑی تھی جہاں اس نے سبز رنگ کا مادہ نہ ملا ہو۔

"اب میں بڑے گولے میں جا رہا ہوں" گومو نے ان کے قریب آتے ہوئے کہا

"کیا اب بڑا گولہ تمہیں سزا نہیں کرے گا" ملوسک نے پوچھا۔

"نہیں بڑا گولہ مجھ سے راضی ہوگیا ہے تب ہی اس نے درخت میں سے مجھے پیغام دے دیا ہے" گومو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جاؤ ہم تمہارا یہیں انتظار کر رہے ہیں" چلوسک نے کہا اور گومو سر ہلاتا ہوا آگ کے اندر غائب ہوگیا۔

"یہ سبز مادہ تو کمال کی چیز ہے جس پر آگ اثر نہیں کرتی" چلوسک نے اس درخت کے قریب جاتے ہوئے کہا۔ سبز رنگ کا سیال مادہ ابھی تک درخت سے رس رہا تھا چلوسک نے اپنی انگلی اس سیاہ مادے میں ڈبوئی اور پھر اسے سونگھا اس میں کوئی بو نہیں تھی۔

"معلوم نہیں کیا چیز ہے" چلوسک نے درخت کے تنے سے انگلی رگڑ کر صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اب ہم کب تک یہاں کھڑے رہیں گے" ملوسک نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا خیال ہے یہ سبز سیال مل کر ہم بھی آگ کے اندر چلے جائیں" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھے میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ آگ کے اندر کی دنیا دیکھیں جس میں پھول بھی کھلتے ہیں" ملوسک نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے آؤ پھر یہ سیاہ مادہ اپنے پورے جسم پر مل لو۔ دیکھا جائیگا" چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں سبز رنگ کا مادہ اپنے جسم پر ملنے میں مصروف ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی سبز رنگ کے بھوت بن چکے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے پستولوں پر بھی سبز مادہ مل لیا۔ کہ نجانے کب انہیں چلانے کی ضرورت پڑ جائے۔

"کوئی جگہ رہ تو نہیں گئی" چلوسک نے کہا اور ملوسک نے اچھی طرح چلوسک کو چیک کرکے جو جگہ رہتی تھی وہاں بھی وہی مادہ مل دیا۔ اسطرح چلوسک نے ملوسک کو چیک کیا اور پھر اچھی طرح اطمینان کرکے آگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ آگ کے قریب پہنچکر وہ رک گئے واقعی اب انہیں قطعاً آگ کی تپش محسوس نہیں ہورہی تھی اور پھر غڑاپ سے وہ دونوں آگ میں گھس گئے۔

گومو کے جانے کے بعد سردار باسوما نے ملکہ پھلاری کا ہاتھ تھاما اور پھر اسے لےکر بستی کی طرف بڑھ گیا۔

"تم بہت اچھی ہو ملکہ پھلاری تم میرے لئے بڑا پھوگا بنا دینا۔ اتنا بڑا کہ آج تک کسی باسوما کا نہ بنا ہو" سردار باسوما نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں میں تمہارا پھوگا بنادوں گی مگر وہ گومو" ملکہ پھلاری نے اٹکتے ہوئے کہا۔

اس کی فکر مت کرو۔ اول تو وہ بڑے گورے

سے گومن کے پھول نہیں لاسکے گا اگر جائیگا
تو سرد ہو جائیگا۔ اور اگر لے بھی آیا تو میں
اس کا درخت بنا دونگا" سردار باسوما نے کہا۔
ملکہ پھلاری خاموش رہی اور وہ دونوں چلتے
ہوئے بستی میں داخل ہوگئے۔ بستی میں خوب چہل
پہل تھی بستی کے ہر مکان کے قریب ایک ایک
پھلاری ایک ایک پتھر پر خاموش کھڑی تھی
ملکہ پھلاری ان پھلاریوں کو یوں کھڑے حیرت
سے دیکھنے لگی۔

"یہ کیوں کھڑی ہیں" ملکہ نے سردار سے پوچھا
"ہاں تمہیں نہیں معلوم کیونکہ تم پہلی بار آئی
ہو۔ دراصل ہم پھلاریوں کو اس لئے لے آتے
ہیں تاکہ وہ ہمیں پھوگے بنا دیں جب ہمارے
نئے باسوے پیدا ہوتے ہیں تو ہمیں نئے پھوگوں
کی ضرورت پڑتی ہے پرانی پھلاریاں صرف ایکبار
پھوگا بناتی ہیں اس کے بعد ان کے جسموں
کی پیک ختم ہو جاتی ہے چنانچہ ہم نئی پھلاریاں
لے آتے ہیں" سردار باسوما نے اسے تفصیل
سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ یہاں کیوں کھڑی ہیں"۔ ملکہ پھلاری
نے پوچھا۔

"یہ اس لئے کھڑی ہیں تاکہ انکے جسموں
میں پیک زیادہ ہو جائے اور یہ بڑا اور
مضبوط پھوگا بنا سکیں" سردار باسوما نے جواب
دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے مکان جسے وہ پھوگا
کہہ رہا تھا پہنچ گیا لکڑی کے تختوں سے
بنا ہوا یہ مکان پیلے رنگ کے کسی روغن سے
جوڑا گیا تھا۔

"اب تم اس پھوگے کے باہر اس گنان
پر کھڑی ہو جاؤ جب تمہارے جسم سے پیک
نکلنے لگے گی تب مجھے بتلانا" سردار نے
اسے اپنے مکان کے باہر موجود پتھر پہ کھڑا
کرتے ہوئے کہا۔ اور ملکہ پھلاری خاموشی سے
پھوگے کے باہر کھڑی ہوگئی اور سردار باسوما
اندر داخل ہو گیا۔

مکان کے باہر اس بڑے پتھر پہ کھڑے
ہوتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے

جسم میں نئی طاقت دوڑنے لگی ہو۔
اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے
اب وہ کبھی اس پتھر سے نہیں ہٹ سکے گی
کیونکہ اس نے پتھر سے نیچے اترنے کی کوشش
بھی کی مگر بے سود، پتھر سے اسکے پیر اس
طرح چمٹ گئے تھے جیسے مقناطیس سے لوہا
چپک جاتا ہے۔

پھر جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اسکے جسم
میں خون کی روانی بڑھتی چلی گئی مگر اس
کے پیر ابھی تک پتھر سے چمٹے ہوئے تھے۔
کافی دیر تک تو وہ کھڑی برداشت کرتی رہی
پھر اس کا دماغ چکرانے لگا اور تھوڑی دیر
بعد اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور دماغ پر
اندھیرا سا چھا گیا۔ اب وہ وہیں کھڑی تھی
مگر بے حس و حرکت۔

تھوڑی دیر بعد سردار بوساما باہر نکلا اس
نے ملکہ پھلاری کو دیکھا اس کے بھیانک چہرے
پر مسکراہٹ سی ابھری اور پھر وہ دوبارہ اپنے
مکان میں چلا گیا ابھی اسے مکان میں گئے

ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ ایک باسوما عورت اور ایک باسوما بچہ تیزی سے قدم اٹھاتے سردار باسوما کے مکان کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔

"سردار باسوما باہر آؤ، سردار باسوما باہر آؤ" ان دونوں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ ان کی چیخ وپکار سن کر اور بھی بہت سے باسوے مرد اور عورتیں وہاں آکر اکٹھے ہو گئے اور ان کی چیخ وپکار سن کر سردار باسوما بھی اپنے مکان سے باہر نکل آیا۔

"کیا بات ہے" اس نے انتہائی غصیلے لہجے میں اس باسوما عورت سے مخاطب ہوکر پوچھا۔ جو چیخ رہی تھی۔

"میرا سردار گومو کہاں ہے وہ پھلاری پکڑ کر لے آیا تھا مگر نہ وہ پھلاری ہے اور نہ گومو۔" اس عورت نے پوچھا۔

"تمہارا سردار گومو اس پھلاری کو لے آیا تھا یہ میں نے اپنے لئے چن لی ہے" سردار باسوما نے ملکہ پھلاری کی طرف اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ کوئی اور پھلاری پکڑنے گیا ہے؟" اس عورت نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا

"نہیں اس نے مجھے مقابلہ کے لئے کہا ہے چنانچہ اب وہ مقابلہ کرنے کے لئے بڑے گوے سے گوبن کے پھول لینے گیا ہے" سردار نے جواب دیا۔

میرا سردار بڑے گوے میں گیا اور تم بھوگے میں بیٹھے ہو۔ تم کیسے سردار ہو۔ تم اسوقت تک بھوگے میں نہیں جا سکتے اور تم اس ملکہ پھلاری کو اس وقت تک گستان پر نہیں کھڑا کر سکتے جب تک میرا سردار گومو واپس نہ آ جائے اور تم سے مقابلہ نہ کر سکے" باسوما عورت نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں سردار ہوں میری مرضی جو میں کروں تمہارا سردار گومو میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔" سردار باسوما نے غصے کے مارے چیختے ہوئے جواب دیا

"گومو کی باسومی ٹھیک کہہ رہی ہے ہمارے دیوتا یہی کہتے ہیں مقابلے کا اعلان ہونے کے

بعد سردار نہ ہی اپنے جھوگے میں رہ سکتا
ہے اور نہ ہی پھلاری کو گستان پر کھڑا کر
سکتا ہے" سب باسوہیوں نے مل کر کہا۔
"نہیں میں سب کچھ کر سکتا ہوں تم خاموش
رہو" سردار نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر
اس کی بات سُن کر ساری بستی میں شور مچ گیا
کہ سردار دیوتاؤں کی بات سے ہٹ رہا ہے
چنانچہ سب باسوے وہاں اکٹھے ہوگئے ان سب
نے مل کر سردار کو پکڑ لیا۔ اور پھر اسے
پکڑ کر جنگل کی طرف لے گئے وہاں جا کر
انہوں نے اسے ایک درخت سے درخت کی
شاخوں کی مدد سے باندھ دیا۔
"اب جب تک گومو یا اسکی سر والیس نہ
آجائے تو یہیں رہو گے" سب نے کہا۔
اور سردار بوساما چیختا رہ گیا مگر کسی نے
اس کی بات نہ سنی سردار باسوما کو وہاں
باندھ کر سب والیس آئے اور پھر ان میں سے
ایک بھاگ کر اپنے جھوگے سے پیلے رنگ
کی مٹی نما کوئی چیز اٹھاکر لایا اور اس نے

وہ مٹی اس پتھر پر مل دی۔ جس پہ
ملکہ پھلاری کھڑی ہوئی تھی۔ جیسے ہی انہوں
نے وہ مٹی ملی ملکہ پھلاری دھڑام سے نیچے
گر گئی اور چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول
دیں۔ اسکی خوبصورت آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔
"اٹھکر کھڑی ہو جاؤ پھلاری" سب نے آنکھیں
کھلتے دیکھ کر کہا۔
اور ملکہ پھلاری اپنے گرد اتنے بہت سے
باسوہوں کو اکٹھے دیکھ کر ویسے بھی بوکھلا کر
اٹھ کھڑی ہوئی۔
"سردار باسوما کہاں ہے" اس نے آنکھیں جھپکتے
ہوئے کہا۔
"سردار باسوما کو ہم نے درخت سے باندھ
دیا ہے اب جب تک گومو گوبن کے پھول
لے کر واپس نہیں آتا یا اس کی سر نہیں آتی
تم سردار گومو کی باسومی کے پاس ہی رہو گے
اس کے واپس آنے پر مقابلہ ہوگا پھر جب
اس مقابلے کا فیصلہ ہوگا تو تم اس سردار کا
جھوگا بناؤ گی" ایک بوڑھے باسومی نے اسے بتلایا

ملکہ پھلاری خاموش رہی کیونکہ وہ کہہ ہی
کیا سکتی تھی وہ باسومیوں میں پھنس کر رہ
گئی تھی اب ظاہر ہے اس کی زندگی موت
ان کے ہاتھوں میں تھی۔

چنانچہ فیصلے کے مطابق گومو کی بیوی ملکہ
پھلاری کو لے کر اپنے جھوگے کی طرف چلدی
اور باقی باسومے بھی اپنے مکانوں کیطرف
چلے گئے۔

چلوسک ملوسک آگ کے اندر بڑھتے چلے گئے
انہوں نے دیکھا کہ وہ خوفناک آگ زمین میں
سے نکل رہی تھی ایسے لگتا تھا جیسے زمین کے
اندر کوئی چیز جل رہی ہو اور زمین کے رخنوں
میں سے آگ کی لپٹیں فواروں کی طرح باہر نکل
رہی تھیں ہر طرف آگ ہی آگ تھی وہ
تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے آگ کے اس
جہنم میں سفر کرنے کا ان کے لئے پہلا موقع
تھا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اگر انہوں نے
اپنے جسموں پر وہ سبز رنگ کا سیال مادہ

نہ ملا ہوا ہوتا تو آگ ان کا نجانے
کیا حشر کرتی۔ وہ دونوں یہ سوچ رہے تھے
کہ آخر گومو کہاں چلا گیا وہ ان سے پہلے
آگ میں داخل ہوا تھا۔ مگر اب کہیں بھی نظر
نہیں آ رہا تھا بہرحال وہ آگے بڑھے چلے
جا رہے تھے۔ پھر تھوڑی دور جانے کے بعد
انہیں دور سے آگ کے اندر دھبے نظر آنے
لگے۔ وہ ان دھبوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے،
کیونکہ یہ دھبے کچھ عجیب سے محسوس ہو رہے
تھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ مکان ہوں
مگر وہ دھبے بار بار اپنی جگہیں بدل رہے تھے
اس لئے ظاہر ہے یہ مکان نہیں ہو سکتے
بہرحال وہ آگے بڑھتے چلے گئے آہستہ آہستہ
یہ دھبے ظاہر ہوتے گئے اور قریب جاکر وہ
حیرت کے مارے رک گئے کیونکہ یہ دھبے
دراصل آگ کے بنے ہوئے بڑے بڑے درخت
تھے جو آگ پر تیرتے پھر رہے تھے جیسے
پانی پر کشتیاں تیر رہی ہوں ان آگ کے
بنے ہوئے درختوں پر آگ کے بنے ہوئے ہی

پھول کھلے ہوئے تھے یہ درخت آگ پر
انتہائی تیزی سے اپنی جگہیں بدل رہے تھے یہ
درخت بہت بڑی تعداد میں تھے۔ وہ دونوں
کافی دیر تک ان درختوں کا تماشا دیکھتے رہے۔
ان کی نظریں گومو کو تلاش کر رہی تھیں
مگر گومو انہیں کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔
"میرے خیال میں گومو آگے نکل گیا ہوگا"
ملوسک نے کہا۔
"مگر کیوں وہ آگے چلا گیا ہوگا۔ اسے
پھول چاہئیں پھول اسے یہاں سے بھی مل
سکتے تھے"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"ہاں یہ بات تو ہے"۔ ملوسک نے بھی حیران
ہوتے ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں ان درختوں سے پھول حاصل
کرنا خطرناک ہوگا کیونکہ اگر یہ شرط اتنی آسان
ہوتی تو باسومے سرداری کی یہ شرط قرار نہ دیتے"
چلوسک نے کہا۔
"مگر یہ درخت تو بس تیر رہے ہیں کوئی
بھی شخص ان سے پھول توڑ سکتا ہے" ملوسک

نے کہا۔
"تم یہیں ٹھہرو میں کسی درخت سے پھول
توڑنے کی کوشش کرتا ہوں پھر دیکھیے کیا ہوتا
ہے" چلوسک نے کہا۔
"نہیں نہیں ہم اکٹھے جائیں گے کیا معلوم
یہ کیا چکر ہو" ملوسک نے جواب دیا۔
"نہیں تم یہیں ٹھہرو اگر کوئی خطرہ ہوا تو
پھر بے شک آ جانا" چلوسک نے اسے سمجھاتے
ہوئے کہا مگر ملوسک نہ مانا۔ آخر چلوسک کو
ہی ہار ماننی پڑی اور پھر وہ دونوں تیز تیز
قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے ابھی وہ چند
ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک آگ
کے درختوں میں ہلچل سی مچ گئی اور پھر وہ
درخت کسی سانپ کی سی تیزی سے ان کی
طرف بڑھے اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ
سمجھتے درختوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر
لیا پھر اچانک ایک درخت ملوسک کے اوپر
آن گرا اور ملوسک کے منہ سے بے اختیار چیخ
نکل گئی کیونکہ جہاں درخت لگا تھا وہ جگہ

درخت سے چمٹ گئی تھی۔ پھر درخت تیزی
سے واپس بھاگنے لگا اور ملوسک بھی اس کے
ساتھ گھسیٹتا چلا گیا ادھر چلوسک کا بھی یہی
حشر ہوا ایک درخت نے اسے گھیر لیا۔ وہ
اس کی کمر سے لگا تھا اور چلوسک بھی اس
کے ساتھ چمٹا ہوا آگے گھسیٹتا چلا گیا چلوسک
ملوسک نے اپنے آپ کو چھڑانے کی بے حد
کوشش کی مگر بے سود درخت انہیں اپنے ساتھ
گھسیٹتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے اور
وہ کسی بے بس کیڑوں کی طرح ان کے ساتھ
گھسٹتے چلے جا رہے تھے۔ کافی دور تک گھسٹنے
کے بعد آخرکار درخت ایک جگہ جاکر رک گئے
یہاں ایک بہت بڑا گڑھا تھا جس میں آتش
فشاں کی طرح آگ نکل رہی تھی اس گڑھے
کے قریب جاکر درخت اچانک الٹے ہو گئے
اور ان کے الٹے ہوتے ہی وہ دونوں
درختوں سے ہٹ کر عین اس گڑھے میں
جا گرے اور پھر وہ دونوں اس طرح گرتے
چلے گئے جیسے کوئی سمندر کی تہہ میں اترتا

چلا جارہا ہو۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی
ان دونوں نے اوپر ابھرنے کی بے حد کوشش
کی مگر بے سود وہ نیچے ہی اترتے چلے جا
رہے تھے اور پھر اچانک وہ ایک جھٹکے سے
رک گئے اور پھر وہ دونوں یہ دیکھکر حیران
رہ گئے کہ آگ کے اس سمندر میں جو چاروں
طرف پھیلا ہوا تھا مچھلی نما ایک مخلوق تیر رہی
تھی اس کا دھڑ تو مچھلی کی طرح کا تھا
مگر اسکی دم کی بجائے ٹانگیں تھیں۔ یہ مچھلی نما
مخلوق سبز رنگ کی تھی اور سرخ رنگ کی
آگ میں تیرتی ہوئی وہ بے حد خوبصورت لگ
رہی تھیں جیسے ہی یہ دونوں وہاں پہنچے بیشمار
مچھلیاں ان کے چاروں طرف اکٹھی ہو گئیں
اور پھر ان میں سے ایک بڑی مچھلی آگے
بڑھی اور دوسرے لمحے اس نے اپنا بڑا
سا منہ کھولدیا اور وہ دونوں یوں اس
کے منہ کی طرف کھینچتے چلے گئے۔ جیسے
لوہا مقناطیس کی طرف کھینچتا ہے اور پھر
غڑاپ سے وہ مچھلی کے پیٹ میں اترتے

چلے گئے۔ مچھلی کا پیٹ ایک کافی بڑے کمرے جیسا تھا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اسی مچھلی کے پیٹ میں گومو بھی موجود تھا۔

"گومو تم اور یہاں" چلوسک نے اس سے پوچھا۔

"ہاں مجھے کچومو نے پکڑ لیا ہے اب میں کبھی سردار نہیں بن سکوں گا۔" گومو نے مایوس لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب ہمیں تفصیل سے سمجھاؤ کہ یہ سب کیا چکر ہے" چلوسک نے پریشان ہوکر کہا۔

"گوبن کے پھول وہاں ملتے ہیں جہاں یہ کچومو رہتے ہیں اگر مجھے یہ کچومو نہ پکڑ لیتی تو میں ان پھولوں کے پاس پہنچ ہی گیا تھا" گومو نے مایوس لہجے میں کہا۔

"مگر کیا ہوگا" ملوسک نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"ہوتا کیا ہے کچومو کی قید میں رہ کر درخت

کا پیک اتر جائے گا اور بڑا گولا ہمیں کھا جائے گا۔ باقی ہمارا سر رہ جائیگا۔ وہ یہ کچومو جاکر جنگل میں پھینک آئیں گے جہاں سے سر اڑتا ہوا بستی میں چلا جائے گا۔" گومو نے مایوس لہجے میں کہا۔

"مجھے اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی چلوسک کیا کہہ رہا ہے" ملوسک نے پریشان ہوکر چلوسک سے کہا۔

"جہاں تک میں سمجھا ہوں اس مچھلی کے پیٹ میں رہ کر وہ سبز سیال مادہ کی تاثیر ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ آگ جسم کو جلا دے گی البتہ ان کی ہڈیاں آگ میں نہیں جلتی ہونگی وہ ہڈیاں جنگل میں پہنچ جائیں گی اور وہاں سے نجانے کسطرح وہ ہڈیاں واپس بستی میں پہنچ جائیں گی" چلوسک نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر یہ بات ہے تو پھر ہمارا بھی یہی حشر ہوگا ہمیں فوراً کچھ کرنا چاہیئے" ملوسک پہلے سے زیادہ پریشان ہوگیا۔

میرے خیال میں اب ہمیں اپنے پستول سے کام لینا چاہیئے چلوسک نے کہا پھر وہ گومو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

گومو اگر ہم تمہیں اپنے ساتھ اس پکومو کی قید سے نکال دیں تو پھر کیا ہوگا"

"اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہمیں کوئی پکومو نہیں پکڑ سکے گا اور ہم گوبن کے پھول حاصل کرلیں گے اور گوبن کے پھول جیسے ہمیں حاصل ہو جائیں گے ہم خودبخود بڑے گولے سے باہر نکل جائینگے!" گومو نے انہیں بتلایا

"یہ بات ہے تو پھر تیار رہو" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جیب سے اپنا پستول باہر نکال لیا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ پستول میں سے سرخ رنگ کا شعلہ نکلا اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے وہ تینوں آگ میں تیر رہے تھے بڑی مچھلی کے ٹکڑے سمندر میں تیر رہے تھے اور باقی مچھلیوں نے تیزی سے وہ ٹکڑے کھانے شروع کردیئے۔

گومو یوں اچانک اپنے آپ کو آزاد دیکھ کر خوشی سے پاگل ہوگیا۔

"آؤ میرے ساتھ" اس نے کہا اور پھر اس نے آگ میں غوطہ لگایا۔ یہ دونوں بھی اسکے پیچھے گئے تقریباً دو ڈھائی سو فٹ نیچے اترنے کے بعد انہیں آگ کے اندر سبز رنگ کے پھول تیرتے ہوئے ملے۔ گومو نے پھرتی سے ایک پھول اچک لیا پھر جیسے ہی اس نے پھول اچکا اس کا جسم راکٹ کی سی پھرتی سے اوپر اٹھنا شروع ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔

"جلدی کرو ملوسک پھول پکڑو" چلوسک نے ملوسک سے کہا اور پھر ان دونوں نے بھی پھرتی سے ایک ایک پھول اچک لیا۔ پھول ہاتھ میں لیتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا۔ جیسے کوئی پراسرار قوت انہیں اوپر کھینچے جا رہی ہو اور وہ بھی گومو کی طرح بجلی کی سی تیزی سے اوپر اٹھتے چلے گئے تھوڑی دیر بعد وہ آتش فشاں کے دھانے سے باہر آ گئے

جہاں آگ کے درخت تیر رہے تھے مگر اب
وہ درخت ان کے قریب تک نہ آئے بلکہ
وہ بھی ان درختوں کی طرح ہی آگ میں تیرتے
ہوئے دور جانے لگے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے
بعد وہ آگ سے باہر ایک جھٹکے سے جاگرے
زمین پر گرتے ہی وہ اٹھ کھڑے اور پھر
ان کے جسموں سے سبز رنگ کا دھواں سا
اٹھا جب دھواں چھٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران
رہ گئے کہ اب ان کے جسموں پر سبز رنگ
کے مادے کا نام ونشان تک نہ تھا۔

گومو وہاں موجود نہ تھا البتہ دور سے انہیں
اپنے جہاز کی چوٹی نظر آرہی تھی سبز رنگ
کے پھولوں کو ہاتھوں میں تھامے تیزی سے اپنے
جہاز کی طرف بھاگتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد
وہ جہاز کے قریب موجود تھے گومو یہاں بھی
نہیں تھا۔

"گومو نجانے کہاں ہوگا آؤ جہاز پر چڑھ کر
اسے تلاش کریں" چلوسک نے کہا اور پھر جہاز
کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوگئے چلوسک

نے جہاز چلا دیا۔ ملوسک نے سیٹ کی پشت
سے کمر لگاتے ہوئے اطمینان کی طویل سانس لیتے
ہوئے کہا۔

"توبہ توبہ کتنا خطرناک تجربہ تھا"

"ہاں شکر ہے عین موقع پر پستول یاد آگیا" چلوسک
نے ڈائل گھماتے ہوئے کہا۔ اب سکرین پر جنگل
صاف نظر آنے لگا تھا چلوسک نے جہاز کو
واپس اسی سمت چلانا شروع کردیا۔ جدھر سے
وہ آئے تھے اور تھوڑی دیر بعد ہی انہیں سکرین
پر گومو جنگل کے اوپر اڑتا نظر آگیا اس کے
ہاتھ میں ابھی تک وہ سبز رنگ کا پھول
موجود تھا۔

"وہ دیکھو گومو جارہا ہے" چلوسک نے کہا
اور پھر اس نے جہاز کو ایک کھلی جگہ دیکھ
کر غوطہ دیا اور اسے اندر بلا لیا۔ گومو اچھلتا
ہوا اندر آگیا اور چلوسک نے دوبارہ جہاز
اڑا دیا مگر ان دونوں کے پاس گوبن کے
پھول دیکھ کر اس کے چہرے پر مایوسی دوڑ
گئی۔

تمہارے پاس بھی گوبن کے پھول ہیں اسکا
مطلب ہے اب سردار بننے کے لئے مجھے
تم سے بھی مقابلہ کرنا پڑیگا" اس نے مایوسانہ
لہجے میں کہا۔
"نہیں ہمیں تمہارا سردار بننے کی کوئی خواہش
نہیں ہے" ملوسک نے جواب دیا۔
"پھر تم پھول مجھے دیدو اس طرح مجھے
سردار سے مقابلہ بھی نہیں کرنا پڑے گا اور
میں سردار بن جاؤنگا" گومو نے التجا آمیز لہجے میں
کہا۔
"کیا مطلب کیا زیادہ پھول والوں سے مقابلہ
نہیں کیا جاتا" چلوسک نے کہا۔
ہاں آج تک کوئی بھی باسوما ایک سے
زیادہ پھول نہیں لاسکا۔ دو پھول لے آنے والا
بلا مقابلہ سردار منتخب کر لیا جاتا ہے اور تین
پھولوں والا دیوتا" گومو نے انہیں بتلایا۔
دیکھو گومو ہم یہ دونوں پھول تمہیں دے
دیتے ہیں اور تم دیوتا بن جاؤ گے مگر اس
کے لئے تمہیں ہماری شرط ماننی پڑے گی" چلوسک

نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔" گومو نے
بے چین لہجے میں جواب دیا۔
"ٹھیک ہے یہ لو پھول" چلوسک نے اپنا
پھول اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا اور
پھر ملوسک نے بھی پھول اسے پکڑا دیا اب
تو گومو کی خوشی کے مارے بری حالت ہوگئی
وہ خوشی سے جہاز میں ہی اچھلنے کودنے لگا۔
"اچھا گومو یہ بتلاؤ کہ تم پھلاریوں کو کیوں
پکڑ کر لے جاتے ہو" چلوسک نے پوچھا۔
"پھلاریوں کی پیک سے ہم اپنے نئے پھوگے
بناتے ہیں" گومو نے جواب دیا۔
"پھوگے کیا" ملوسک نے حیران ہوکر پوچھا۔
"جن میں ہم رہتے ہیں" گومو نے جواب دیا
"اوہ تمہارا مطلب مکانوں سے ہے مگر وہ تو
درختوں سے بنتے ہیں" ملوسک نے کہا۔
"ہاں وہ درختوں سے بنتے ہیں مگر انہیں جوڑنے
کے لئے پھلاریوں کی پیک کی ضرورت پڑتی ہے"
گومو نے جواب دیا۔

"پیک کیا" چلوسک نے پوچھا
"پیک جو پھلاریوں اور ہمارے اندر موجود ہے"
گومو نے جواب دیا اور اس کا مطلب سمجھ
کر ان دونوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے وہ
سمجھ گئے کہ پھلاریوں کے خون سے یہ تختے
جوڑ کر مکان بناتے ہیں۔
"مگر یہ تو ظلم ہے" ملوسک غصے سے اچھل
پڑا۔
"ظلم کیا مطلب" گومو نے حیران ہوکر پوچھا۔
"پیک کے بغیر تمہارے پھوگے نہیں بنتے" چلوسک
نے پوچھا۔
"بنتے ہیں اگر ہم درختوں کی پیک سے بنائیں
مگر دیوتا ان پھوگوں پر ناراض رہتے ہیں اور
وہ پھوگے جلدی ٹوٹ جاتے ہیں" گومو نے جواب دیا
"تو سنو گومو اب تم دیوتا ہو اس لئے اب
تم یہ حکم دو کہ پھلاریوں کی پیک سے پھوگے
نہیں بنیں گے بلکہ درختوں کی پیک سے بنیں
گے" چلوسک نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔
ہاں۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو ہم تمام

باسومیوں کو اٹھا کر بڑے گولے میں پھینک دیں
گے۔
"غضب خدا کا اتنی خوبصورت اور بے ضرر
عورتوں کا تم یہ حشر کرتے ہو۔ بیوقوف کہیں کے"
ملوسک کو ان پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔
"مگر ہمارے پھوگے ٹوٹ جائیں گے" گومو نے
ڈرتے ہوئے کہا۔
"نہیں ٹوٹتے اگر ٹوٹ جائیں تو پھر بنا لینا
اگر تم ہماری بات نہیں مانو گے تو ہم تینوں
پھول تم سے چھین لیں گے" ملوسک نے اسے
دھمکی دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں نہیں پھول مت لو میں تمہاری بات
مان لیتا ہوں میں حکم دے دوں گا چونکہ اب
میں دیوتا ہونگا اس لئے سب میری بات مان
لیں گے" گومو واقعی خوفزدہ ہوگیا۔
"وعدہ کرو کہ اگر تم نے یہ اصول توڑا
تو بڑا گولہ تمہیں سرد کر دے" چلوسک نے
کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ اور گومو نے پھولوں کے
خوف سے وعدہ کرلیا چنانچہ انہیں اطمینان ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بستی کے قریب پہنچ گئے چلوسک نے جہاز ایک طرف اتار دیا اور پھر وہ تینوں باہر نکل آئے۔

"تم دونوں یہیں رہو ورنہ باسومے تمہیں پکڑ لیں گے میں دیوتا بن جاؤں اور اپنے باسوموں کو تمہارے بڑے دیوتا ہونے کا بتلادوں پھر میں اپنی رعایا سمیت تمہیں آکر لے جاؤں گا۔" گومو نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ" چلوسک نے اسکی بات سمجھتے ہوئے کہا اور گومو تینوں پھول سنبھالے خوشی سے اچھلتا کودتا آگے بڑھ گیا۔

گومو جیسے ہی بستی میں پہنچا ہر طرف شور مچ گیا اور پھر جب باسوموں نے اسکے ہاتھوں میں تینوں پھول دیکھے تو وہ اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ انہوں نے متفقہ طور پر اس کو دیوتا تسلیم کر لیا۔

"اٹھو اور سردار کو لے آؤ" گومو نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کا حکم ملتے ہی باسومے بھاگے اور تھوڑی دیر بعد وہ سردار کو لئے اس کے پاس پہنچ گئے جب سردار نے اس کے ہاتھ میں گومن کے تین پھول دیکھے تو وہ

بھی سجدہ میں گر پڑا۔

"پھلاریاں کہاں ہیں" گومو نے باسومیوں سے پوچھا۔

دیوتا گومو ملکہ پھلاری تمہاری باسومی کے پاس موجود ہے باقی پھلاریوں نے پھوگے بنا دیے ہیں" سب نے جواب دیا۔

"اچھا ملکہ پھلاری کو لاؤ" گومو نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ملکہ پھلاری وہاں پہنچ گئی

"سنو باسومیو میں بڑے گورے بن گیا۔ وہاں مجھے لوگا دیوتا مل گئے بڑے دیوتا میرے ساتھ آتے ہیں پرندے کے پیٹ میں اڑ کر انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں باسومیوں کو بتلا دوں کہ انہوں نے قانون بدل دیا ہے"۔ گومو نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

لوگا دیوتا کا حکم سنکر ایکبار پھر سب باسومی سجدے میں گر پڑے۔

"کہاں ہیں لوگا دیوتا اور انہوں نے کیا قانون بدلا ہے" سجدے سے اٹھ کر سب نے ایک زبان ہوکر پوچھا۔

"سنو انہوں نے پھلاریوں کی پیک سے پھوگے بنانے کا قانون ختم کر دیا ہے اب کسی پھلاری کی پیک سے کوئی پھوگا نہیں بنے گا ورنہ بڑا گولہ ہم سب کو سرر کر دیگا اب درختوں کی پیک سے پھوگے بنیں گے"

گومو نے انہیں نیا قانون بتلایا۔

"اگر یہ گومو دیوتا اور لوگا دیوتا کا حکم ہے تو ہمیں منظور ہے" سب نے بیک زبان ہوکر جواب دیا۔

"تو آؤ پھر ہم لوگ دیوتاؤں کو لے آئیں" گومو نے جواب دیا اور پھر وہ سب کو لے کر بستی سے باہر آگیا جہاں چلوسک ملوسک اور ان کا جہاز کھڑا تھا انہیں وہاں دیکھ کر وہ سب گومو سمیت ان کے سامنے سجدے میں گر پڑے سجدے سے اٹھ کر گومو ان کے قریب گیا اور پھر اس نے انہیں بتلایا کہ اس نے قانون بدل دیا ہے اب پھوگے کبھی پھلاریوں کے خون سے نہیں بنیں گے اس نے یہ بھی بتلا دیا

کہ باقی پھلاریاں تو پھوگے بناچکی ہیں اس
لئے ان کے سرر بن گئے ہیں البتہ ملکہ
پھلاری موجود ہے۔

"چلو ٹھیک ہے ہم ملکہ پھلاری کو اپنے
ساتھ لئے جا رہے ہیں اور سنو اب تم
اور پھلاریاں دوست ہیں اب اگر تم نے انہیں
پکڑا یا پھوگا بنایا تو بڑا گولہ سب کو سرر
کر دے گا۔" چلوسک نے تمام باسومیوں کو
مخاطب ہوکر کہا۔

"ہمیں منظور ہے ہم بڑے گولے کا وعدہ
کرتے ہیں" گومو نے جواب دیا اور اس کے
ساتھ ہی سب باسومیوں نے جواب دیا۔

"اچھا اب ہم چلتے ہیں" چلوسک نے کہا
اور پھر اس نے بڑھ کر ملکہ پھلاری کا
ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر جہاز کے اندر
داخل ہو گیا تھوڑی دیر بعد ان کا جہاز
فضا میں اڑنے لگا۔

اور ان کے جہاز کو اڑتا دیکھ کر سب
باسومے ایکبار پھر سجدے میں پڑ گئے انہیں

یقین ہوگیا کہ گومو سچ کہہ رہا تھا۔
ان کے سجدے میں گرنے کا منظر چلوسک
ملوسک سکرین پر دیکھ رہے تھے ملکہ پھلاری
آنکھیں پھاڑے سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ چلوسک
ملوسک نے اسے تسلی دی اور وہ ان کا
شکریہ ادا کرنے لگی کہ وہ واقعی دیوتا ہیں
جنہوں نے پھلاریوں کو ان باسومیوں سے بچا
لیا ہے تھوڑی دیر بعد جہاز پھلاریوں کی جنت
میں پہنچ گیا۔

چلوسک نے جہاز وہیں ٹیلے کے قریب اتار
دیا۔ اور پھر وہ ملکہ کو لے کر پھولوں کی
آبادی میں پہنچ گئے تمام پھلاریاں ملکہ پھلاری
کو واپس آتا دیکھ کر خوشی سے ناچنے لگیں
اور جب ملکہ پھلاری نے انہیں بتلایا کہ
اب باسومے ان کے دوست ہیں اور اب
وہ انہیں پکڑنے نہیں آئیں گے تو ان سب
کو خوشی کی انتہا نہ رہی اور ان سب نے
بھی چلوسک ملوسک کو دیوتا مان لیا ملکہ پھلاری
کے بعد جو ملکہ منتخب ہوئی تھی اس نے ملکہ

پھلاری کے سامنے سر جھکا دیا۔ اور ملکہ
پھلاری ایک بار پھر ملکہ بن گئی۔

چلوسک ملوسک بھی خوش ہو گئے۔ کہ انہوں
نے جنت کی ان حوروں کو باسوے جیسے شیطان
سے بچا لیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی ہنسی خوشی
ان حوروں کے درمیان اس جنت میں رہنے
لگے۔

اور پھر کچھ دنوں بعد انہوں نے واپس
جانے کی خواہش ظاہر کی پہلے تو پھلاریوں نے
انہیں اجازت دینے سے انکار کر دیا مگر جب
انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ آئندہ بھی اس
جنت میں آتے رہیں گے۔ تو وہ بڑی مشکل
سے مان گئیں اور پھر چلوسک ملوسک انہیں
الوداع کہہ کر جہاز میں سوار ہوئے اور ان
کا جہاز تیزی سے اوپر اٹھنے لگا سکرین پر
جنت کی حوریں کھڑی نظر آرہی تھیں۔

"یہ ستارہ سب سے خوبصورت ہے ہم ضرور
یہاں واپس آئیں گے" ملوسک نے کہا۔

"ہاں واقعی اس کا یہ حصہ جنت ہے اتنا

خوبصورت ستارہ شاید ہی کائنات میں کہیں ہو" چلوسک نے جواب دیا اور پھر اس نے رفتار تیز کردی۔ ان کا جہاز انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا تھوڑی دیر بعد دوبارہ خلا میں پہنچ گیا۔ اور اب انہیں سکرین پر یہ خوبصورت ستارہ نظر آنے لگا جس کے گرد سات رنگوں کی روشنیاں کوند رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ستارہ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

ختم شد
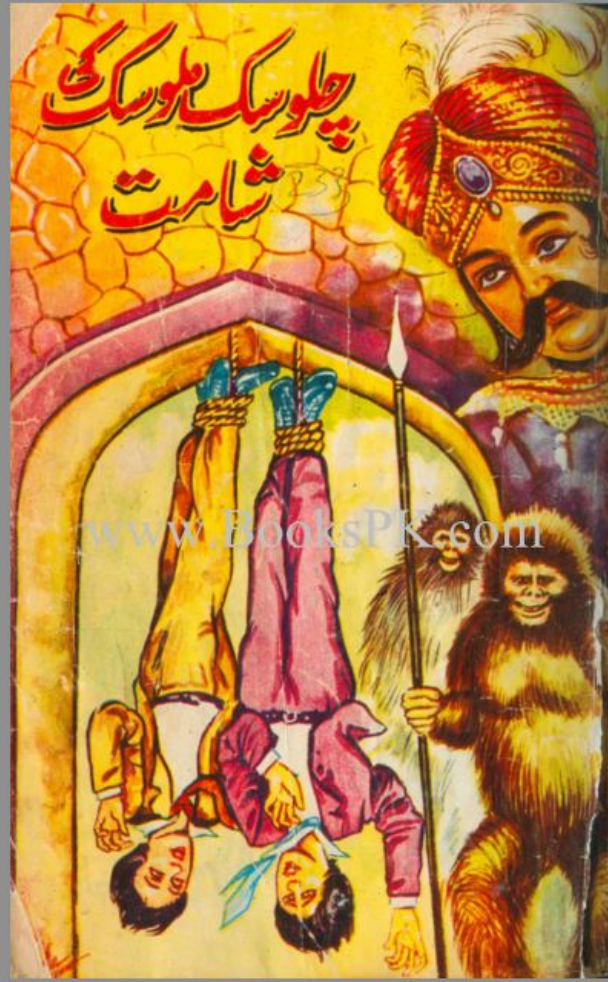
بچّوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک کی شامت

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
مُلتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— -/9 روپے

چلوسک ملوسک کا جہاز ستارہ سبزم سے باہر نکل کر خلا میں گھومنے لگا۔ انہیں ستارہ سبزم سے آئے ہوئے دو روز ہو چکے تھے اور وہ خلا میں بھٹک رہے تھے۔

خلا میں گھومتے ہوئے وہ اب تک یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ اس بار وہ کہاں جائیں جب بھی وہ کسی ستارے یا سیارے کے قریب سے گزرتے ان کا فیصلہ بدل جاتا اور وہ آگے بڑھ جاتے۔

"ملوسک آخر کب تک ہم خلا میں گھومتے رہیں

گے۔" چلوسک نے اکتا کر ملوسک سے کہا۔

"اگر اکتا گئے ہو تو پھر کسی بھی سیارے میں داخل ہو جاؤ دیکھا جائے گا" ملوسک نے جواب دیا۔

"اچھا اب جو بھی سیارہ نظر آیا اس پر اتر جائیں گے ہم نے تو سیر ہی کرنی ہے۔" چلوسک نے کہا۔ اور وہ دونوں اشتیاق سے اردگرد ستاروں کو دیکھنے لگے۔ عجیب و غریب رنگوں کے سیارے موجود تھے۔ کچھ دور تھے کچھ نزدیک محسوس ہوتے تھے۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ اچانک وہ چونک پڑے۔ کیونکہ انہیں سامنے ہی ایک سیارہ اپنے محور پر تیزی سے گھومتا ہوا نظر آ رہا تھا یہ سیارہ بالکل چھوٹا سا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ایک چھوٹی سی گیند اس وسیع کائنات میں کہیں سے آ گئی اور اب ایک جگہ رک کر لٹو کی طرح گھوم رہی ہو۔

"یہ سیارہ تو بے حد چھوٹا معلوم ہوتا ہے" ملوسک نے کہا۔

"خیر اب اتنا چھوٹا بھی نہیں ہے ہماری دنیا

کے ایک بڑے ملک جتنا تو ہوگا ہی۔ ہاں البتہ اس کے گھومنے کی رفتار سے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں دن رات بہت مختصر ہوتے ہونگے اور وقت اتنی تیزی سے گذر جاتا ہوگا کہ بس" چلوسک نے سیارے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا خیال ہے اسی چھوٹے سیارے میں چلیں" ملوسک نے جواب دیا۔ اسے دراصل یہ بالکل چھوٹا سا تیزی سے گھومتا ہوا سیارہ بہت اچھا لگا تھا۔

"کیا حرج ہے چلے چلتے ہیں" چلوسک نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے جہاز کا رخ اس سیارے کی طرف موڑ دیا۔ اور پھر ان کا جہاز انتہائی تیزی سے اس گیند نما سیارے کی طرف بڑھنے لگا۔ آہستہ آہستہ وہ اس سیارے کے قریب ہوتے چلے گئے اور جیسے جیسے یہ سیارے کے قریب ہوتے گئے سیارہ بھی بڑا ہوتا گیا اور وہ نئے حالات دیکھنے کے لئے بے چین ہو گئے پھر جیسے ہی وہ اس گیند نما سیارے کے قریب

پہنچے اچانک چونک پڑے کیونکہ قریب پہنچکر انہوں
نے دیکھا کہ اس چھوٹے سے سیارے کے گرد کھمبی نما
کیڑے کروڑوں کی تعداد میں اڑ رہے تھے۔ یہ
کیڑے کسی آندھی کی طرح اڑتے پھر رہے تھے
اور ان کے اڑنے کی وجہ سے سائیں سائیں کی
آواز بھی پیدا ہو رہی تھی ملوسک نے جیسے ہی
ان کیڑوں کو دیکھا وہ خوفزدہ ہوگیا۔

"چلوسک واپس چلو واپس چلو یہاں تو خوفناک
کیڑوں کا راج ہے" ملوسک نے چیخ کر کہا۔

"اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب ہم سیارے
کی کشش ثقل میں داخل ہوچکے ہیں۔ اور اب
سیارے کی کشش جہاز کو مقناطیس کی طرح اپنی
طرف کھینچ رہی ہے" چلوسک نے بڑے مطمئن
انداز میں جواب دیا۔

"پھر کیا ہوگا اگر یہ کیڑے زہریلے ہوئے
تو" ملوسک نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا گھبرا کیوں گئے ہو ان کے
ڈنک ہمارے جسموں میں داخل نہیں ہو سکتے
اور دوسری بات یہ کہ ہم سیارے کے اندر

داخل ہوکر حالات دیکھیں گے اگر اچھے لگے تو
اتریں گے ورنہ واپس ہو جائیں گے" چلوسک نے
اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے" ملوسک نے جواب دیا۔
اب وہ مطمئن تھا۔

ان کا جہاز تیزی سے ان کیڑوں کے بادل
کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا چلوسک نے
محسوس کیا تھا کہ سیارے کے مدار میں جہاز
جیسے ہی داخل ہوا تھا اس کی رفتار خودبخود
بڑھ گئی تھی۔ اور اب انہوں نے یہ بھی
دیکھا کہ یہ کیڑے بھی انتہائی تیز رفتاری سے
اڑ رہے تھے انکی رفتار اتنی تیز تھی جیسے بندوق
سے نکلی ہوئی گولی۔ وہ سب ایک ہی راستے
پر ایک جیسی رفتار سے مسلسل اڑ رہے تھے اور
پھر انکا جہاز اس بادل میں داخل ہو گیا
دوسرے لمحے ان کے جہاز میں گہرا اندھیرا چھا
گیا تمام شیشوں سے وہ چھوٹے چھوٹے کیڑے
چمٹ گئے ان کے اڑنے کی آوازوں سے ایسا
محسوس ہوتا تھا جیسے خوفناک بادل آپس میں ٹکرا

رہے ہوں۔ یہ کیڑے مکھیوں سے چھوٹے تھے
مگر ان کے جسموں پر دو آنکھیں خاصی موٹی
اور چمکدار تھیں۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں جہاز
کے شیشوں پر چمٹ گئے تھے۔ اور جہاز میں
بالکل اندھیرا چھا گیا مگر صرف ایک لمحے کیلئے
کیونکہ دوسرے لمحے جہاز میں آٹومیٹک روشنی ہوگئی
تھی جہاز تیز رفتاری سے ان کیڑوں کے بادل
کو چیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور یہ کیڑے
بھی آہستہ آہستہ شیشوں سے ہٹتے چلے گئے اور
پھر تھوڑی دیر بعد جہاز کے شیشوں پر ایک
بھی کیڑا باقی نہ رہا اب ان کا جہاز سیارے
کی حدود میں داخل ہوگیا۔

سیارے پر ہر طرف ریت ہی ریت پھیلی
ہوئی تھی۔

"میرے خیال میں یہ سیارہ ویران ہے" ملوسک
نے کہا۔

"ویران ہونا تو نہیں چاہیئے کیونکہ ہم سیارے
میں داخل ہوتے وقت زندہ کیڑے دیکھ چکے
ہیں۔ اگر وہ کیڑے وجود میں آ سکتے ہیں۔ تو

دوسری مخلوق بھی ہوسکتی ہے" چلوسک نے جہاز
کی رفتار کو آہستہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلوسک تمہاری بات درست ہے مگر یہاں
تو دور نزدیک کسی زندگی کے آثار نظر نہیں
آتے:" ملوسک نے اشتیاق آمیز نظروں سے اِدھر
اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ہم اتریں تو سہی۔ اگر کچھ نہ ہوا تو
ہم ویسے ہی گھوم گھام کر واپس چلے جائیں
گے" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جہاز
کی رفتار کو بالکل آہستہ کرتے ہوئے اسے نیچے
زمین پر اتار دیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک ہلکے
سے دھچکے سے جہاز اسی موٹی موٹی ریت پر
ٹِک کر رک گیا۔

"یہاں صبح طلوع ہورہی ہے ملوسک آؤ باہر
چلیں اور یہاں کی صبح دیکھیں" چلوسک نے جہاز
کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں
سیڑھیاں اترتے ہوئے اس چھوٹے سیارے پر اتر
آئے ان کے زمین پر پہنچتے ہی جہاز کا دروازہ
خودبخود بند ہوگیا۔

وہ دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے اِدھر اُدھر گھوم کر ماحول کا جائزہ لے رہے تھے ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی جہاں تک نظر جاتی تھی پتھریلی ریت ہی نظر آتی تھی سورج انتہائی تیزی سے بلند ہوتا جا رہا تھا۔ گو سورج یہاں سے خاصا بڑا نظر آرہا تھا مگر اس کے باوجود اس کی روشنی اتنی تیز نہیں تھی جتنی ہونی چاہیئے تھی کیونکہ بڑا سورج نظر آنے کا مطلب یہی تھا کہ سورج اس سیارے سے زمین کی نسبت زیادہ نزدیک ہے اور یہاں گرمی بےانتہا ہونی چاہیئے۔ مگر یہاں اتنی گرمی نہیں ہے۔

"اور چلوسک دیکھو تو یہاں کے سورج کے چہرے پر کتنے داغ ہیں یہ تو بیمار سورج ہے داغ ہی داغ ہیں کہیں بھی چمک نظر نہیں آرہی۔" ملوسک نے حیرت بھری نظروں سے طلوع ہوتے ہوئے سورج کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود دیکھو روشنی کتنی ہو رہی ہے" چلوسک نے کہا۔

"اس کی کیا وجہ ہے کہ سورج کالا ہے مگر روشنی ہو رہی ہے" ملوسک نے پہلے کی طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"میں بتلاؤں ملوسک اصل میں سورج کی گرمی کو روکنے کے لئے اللہ تعالٰے نے اس سیارے کے گرد چھوٹے چھوٹے کیڑوں کا بادل بنایا ہے جو مسلسل اڑتا رہتا ہے چنانچہ سورج کے سامنے ان کیڑوں کا بادل رہتا ہے اس لئے سورج ہمیں کالے دھبے نظر آتے ہیں اور اس کی گرمی بھی کم ہو جاتی ہے ورنہ اس چھوٹی سی دنیا میں گرمی کی شدت سے آگ لگ جاتی" چلوسک نے کہا اور ملوسک اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھنے لگا واقعی چلوسک بےحد عقلمند اور ذہین تھا کہ اس نے قدرت کا یہ راز سمجھ لیا تھا۔

ابھی وہ وہاں کھڑے یہی باتیں کر رہے تھے کہ سورج پوری طرح طلوع ہوگیا اور ہر طرف روشنی پھیل گئی۔

"آؤ ملوسک آگے بڑھیں شاید کہیں کوئی کیڑا مکوڑا نظر آجائے۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں آگے بڑھنے لگے۔ مگر ابھی انہوں نے چند ہی قدم بڑھائے ہوں گے کہ اچانک آسمان کا رنگ بدلنے لگا۔ اب آسمان پر چھائی ہوئی سرمئی رنگ کی دھند تیزی سے سفید ہوتی چلی جارہی اور پھر ابھی دونوں منہ اٹھاکر آسمان کی طرف دیکھ ہی رہے تھے کہ انہیں احساس ہوا کہ وہ وہاں اکیلے نہیں ہیں انہوں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں اور وہ بےاختیار آنکھیں ملنے لگے۔ جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ وہ یہ سب کچھ حقیقتاً دیکھ رہے ہیں یا پھر یہ کوئی خواب ہے مگر آنکھیں ملنے کے باوجود حقیقت اپنی جگہ موجود تھی انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہی صورت حال پھر ان کے سامنے تھی انہیں ہر طرف سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں چلوسک ملوسک نظر آرہے تھے۔

"ملوسک" چلوسک نے اچانک چیخ کر کہا اور پھر اس کی آواز پورے سیارے میں گونج گئی اب وہ ایک آواز کی بجائے سینکڑوں آوازیں تھیں "چلوسک یہ کیا ہے" ابھی اس کی آواز کی گونج ختم نہیں ہوئی تھی کہ ملوسک کی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز بھی جیسے سینکڑوں ہزاروں منہ سے نکل رہی ہو۔

وہ دونوں شدید پریشان ہوگئے اور پھر انہوں نے مڑ کر اپنے جہاز کی طرف دیکھا تو انہیں ایک اور دھچکا لگا۔ وہاں ان کے جہاز جیسے بےشمار جہاز پورے سیارے میں پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں چلوسک ملوسک اور جہازوں کی بہت بڑی فوج جمع ہو چلوسک نے مڑ کر اس جگہ کو دیکھا جہاں ملوسک کھڑا تھا مگر وہ اصل ملوسک کو نہ پہچان سکا۔ کیونکہ ہر طرف ملوسک ہی ملوسک نظر آرہے تھے۔

"ملوسک کہاں ہو تم اپنا ہاتھ اونچا کرو" چلوسک نے چیخ کر کہا اور پھر وہ یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ ہر طرف موجود ملوسکوں نے اپنے ہاتھ اونچے کردیئے تھے چلوسک نے جھنجھلا کر

اپنا ہاتھ اونچا کیا تو وہاں سیکڑوں کی تعداد میں بکھرے ہوئے چلوسکوں نے بھی اپنے ہاتھ اونچے کر دیے۔

"کیا یہ ہمارے عکس ہیں" چلوسک نے دل ہی دل میں سوچا اور پھر اس نے ایک قدم آگے بڑھایا اور اس کا قدم بڑھانا قیامت بن گیا کیونکہ سیارے میں جتنے بھی چلوسک موجود تھے وہ تیزی سے حرکت کرنے لگے حالانکہ چلوسک اپنی جگہ کھڑا تھا۔ چلوسک کو چلتا دیکھ کر سارے ملوسک [illegible] حرکت کرنے لگے اور اسی لمحے اس نے اصل ملوسک کو پہچان لیا کیونکہ وہ بھی اسی کی طرح بے حس و حرکت کھڑا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان سب چلوسکوں ملوسکوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ملوسک بھاگ کر میرے پاس آجاؤ" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا اور ملوسک بھی یہ صورتحال سمجھ گیا چنانچہ وہ تیزی سے قدم اٹھاتا چلوسک کی طرف آگیا۔ اور پھر دونوں نے ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لئے۔

یہ کیا ہو رہا ہے چلوسک یہ ہمارے عکس

تو نہیں ہیں بلکہ جیتے جاگتے چلوسک ملوسک ہیں"۔ ملوسک کی خوف سے بھرپور آواز سنائی دی۔

مگر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا اچانک آسمان تیزی سے سرمئی ہوتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہاں موجود تمام چلوسک ملوسک غائب ہوگئے اب وہ دونوں اکیلے کھڑے تھے۔

"یہاں سے بھاگ چلو چلوسک یہ تو خطرناک دنیا ہے ایسا نہ ہو ان چلوسکوں ملوسکوں میں سے بھی ایک دوسرے کو کھو بیٹھیں"۔ ملوسک نے خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے ملوسک یہ ہمارے عکس ہی تھے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔ ویسے اسکے لہجے سے بھی خوف نمایاں تھا۔

"کچھ بھی ہو یہاں سے بھاگ چلو"۔ ملوسک نے اسکا بازو پکڑ کر جہاز کیطرف کھینچتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ چلوسک قدم اٹھاتا اچانک آسمان پھر تیزی سے سفید ہونے لگا انہوں نے آسمان سفید ہوتے دیکھکر چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ مگر اس بار ان کے عکس موجود نہیں تھے چلوسک نے

اطمینان کی سانس لی۔

"آؤ ملوسک واقعی یہاں سے نکل چلیں۔ یہ سیارہ کچھ زیادہ ہی خطرناک محسوس ہورہا ہے"۔ چلوسک نے بھی شاید یہاں سے بھاگنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔

مگر ابھی انہوں نے دو چار قدم ہی بڑھائے ہوں گے کہ اچانک ان کے قدموں تلے موجود ریتلی زمین اچانک پھٹ گئی اور وہ دونوں یوں بے اختیار نیچے گرنے لگے جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گر رہے ہوں ان دونوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں مگر وہ مسلسل نیچے گرتے ہی چلے گئے اور پھر ان کے ہوش حواس ان کا ساتھ چھوڑ گئے اور وہ دونوں بیہوش ہوگئے ان کے نیچے گرتے ہی ان کے سروں پہ ریتلی زمین دوبارہ مل گئی تھی۔

چلوسک کو جب ہوش آیا تو چند لمحوں تک تو اس کا دماغ مفلوج سا رہا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہونے کے باوجود اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے کچھ سمجھ میں نہ آرہا ہو۔ وہ اس وقت اپنے آپ کو ایک انتہائی خوبصورت کمرے میں دیکھ رہا تھا ایسا کمرہ جس میں پلنگوں کے ساتھ ساتھ میزیں کرسیاں بھی موجود تھیں۔

"تمہیں ہوش آگیا آقا" اچانک دروازے میں سے ایک آواز سنائی دی اور وہ چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور دوسرے لمحے حیرت کی

شدت سے وہ بستر پر اٹھ بیٹھا۔ اس کے سامنے دروازے سے پر ایک اور چلوسک کھڑا تھا ہوبہو وہی شکل وہی لباس وہی قد، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے چلوسک خود دروازے میں کھڑا ہو۔ وہ اس کی اپنی زبان میں اس کے لہجے میں بول رہا تھا۔

"تم کون ہو" چلوسک نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"میں چلوسک نمبر سو ہوں آقا" دروازے پر کھڑے چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"چلوسک نمبر سو کیا، میں مطلب سمجھا نہیں" چلوسک کے لہجے میں سے شدید حیرت ٹپک رہی تھی

"میرے آقا یہ بات تو چلوسک نمبر ایک ہی آپ کو سمجھا سکتا ہے میں تو چلوسک نمبر، سو ہوں۔"

"تو بلاؤ چلوسک نمبر ایک کو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا" چلوسک نے چیخ کر کہا۔ آنے والا چلوسک اس کا حکم سنتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد چلوسک نے غور سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے حیرت کا ایک اور دھچکا لگا۔ کیونکہ یہ کمرہ بالکل ویسا ہی تھا جیسے کہ کرہ ارض میں اس کا کمرہ ہوتا تھا۔ وہی پلنگ وہی بستر وہی کرسیاں وہی میزیں ہر چیز ویسی کی ویسی تھی۔ حتیٰ کہ دیواروں کے رنگ اور چھت کا ڈیزائن بھی وہی تھا۔

اتنے میں دروازے سے آواز آئی۔

"حکم میرے آقا" اور چلوسک نے چونک کر دیکھا تو دروازے پر اسبار دو چلوسک کھڑے تھے دونوں اتنے مشابہ تھے کہ انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ اور پھر اس کی نظر ان کے سینے پر قمیض کے اوپر موجود جیب پر پڑی تو اس نے دیکھا کہ آگے کھڑے ہوئے چلوسک کی جیب پر نمبر ایک لکھا ہوا تھا اور پچھلے چلوسک کی جیب پر سو۔

"تم کون ہو۔ اور میں کہاں ہوں" چلوسک نے حیرت سے بھرپور لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ ہمارے آقا چلوسک ہیں ہم آپکی رعایا ہیں آپ کے پیدا کردہ، اور آپ اس وقت اپنے کمرے میں ہیں" چلوسک نمبر ایک نے کہا۔

"یہ کونسی دنیا ہے۔ کیا یہ کرۂ ارض ہے" چلوسک نے پوچھا۔

"یہ چلوسک آباد ہے جناب" چلوسک نمبر ایک نے جواب دیا۔

"چلوسک آباد یہ کہاں ہے:" چلوسک نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اسے اچانک اپنے بھائی کا خیال آگیا اس نے چونک کر پوچھا۔

"اور میرا بھائی طوسک کہاں ہے"

"طوسک آباد میں۔ اپنی رعایا کے ساتھ" چلوسک نمبر ایک ہی اس کے سوالوں کا جواب دے رہا تھا۔ اور چلوسک بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا کیونکہ ایسے عجیب و غریب حالات سے وہ کبھی نہیں گزرا تھا۔ یہ تو پاگل کر دینے والی باتیں تھیں۔

"اب میں کیا کروں کہاں جاؤں" چلوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ کمرے سے باہر آئیں اور اپنی رعایا کو حکم دیں۔ ایک سو چلوسک آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔" چلوسک نمبر ایک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"ایک سو چلوسک" چلوسک کا دماغ پھٹنے لگا۔

"تم دونوں باہر جاؤ اور مجھے کچھ سوچنے دو۔" چلوسک نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ دونوں وفادار ملازموں کی طرح خاموشی سے باہر چلے گئے۔

اب چلوسک اس تمام صورتحال پر غور کرنے لگا کیونکہ ظاہر ہے صرف حیرت سے تو کام نہیں چل سکتا تھا کچھ نہ کچھ سوچنا پڑے گا اور پھر اسے گذشتہ تمام باتیں یاد آگئیں کہ کس طرح آسمان سفید ہوتے ہی وہاں بیشمار چلوسک طوسک بن گئے تھے اور پھر غائب ہوگئے تھے اور پھر کس طرح وہ ایک کھائی میں گر پڑے تھے۔ چنانچہ غور کرتے کرتے آخرکار وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اس سیارے کی یہ صفت ہوگی کہ یہاں ہر چیز کی بیشمار چیزیں بن جاتی ہوں گی مگر پھر یہ کمرہ یہ فرنیچر یہ سب کچھ کیسے

بن گیا۔ کافی دیر تک مسلسل سوچنے کے بعد جب اسے کوئی واضح بات سمجھ میں نہ آئی تو اس نے کمرے سے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا تاکہ دیکھ سکے کہ کمرے سے باہر کیا ہے۔

پھر جب وہ دروازے سے باہر آیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ہر طرف اسی قسم کے کمرے موجود تھے ان کمروں پر نمبر پڑے ہوئے تھے اور پھر سامنے ایک وسیع میدان میں اسے ایک سو چلوسک کھڑے نظر آئے جو خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر وہ چونک کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور پھر ایک چلوسک تیزی سے آگے بڑھا اور چلوسک کے سامنے آکر رک گیا یہ چلوسک نمبر ایک تھا۔

"کیا حکم ہے آقا" اسنے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں کیا حکم دوں میری تو سمجھ میں نہیں آتا"۔ چلوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

"آپ کوئی بھی حکم دے سکتے ہیں جناب" چلوسک نمبر ایک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کل کتنے چلوسک ہیں یہاں"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ایک سو جناب" چلوسک نمبر ایک نے جواب دیا۔

"اچھا یہ بتاؤ تم نے یہ کمرے کیسے بنائے اور یہ فرنیچر کیسے بنایا" چلوسک نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"جناب میں آپ کو تفصیل سے بتلاؤں کیونکہ میں نے بھی آپ کی طرح یہاں کے حالات کا معائنہ کیا ہے۔ اس سیارے کے اوپر والے حصے کی ایک خاصیت ہے کہ وہاں جب آسمان سفید ہوتا ہے تو تخلیق ہوتی ہے جو چیز موجود ہوتی ہے اس جیسی بے شمار چیزیں بن جاتی ہیں اور پھر وہ سب چیزیں نیچے والے حصے میں آجاتی ہیں جیسے ہم سب چونکہ آپ سے بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے ہمارے دماغ بھی آپ کی طرح ہیں۔ ہم آپ کی طرح ہی سوچتے ہیں چونکہ میں سب سے پہلے بنا تھا اس لئے میرا دماغ بالکل آپ کی طرح کا ہے پھر جیسے جیسے دوسرے بنتے گئے

ان کے دماغ آپ سے زیادہ کمزور ہوتے تھے یہاں تک کہ آپکے دماغ میں اتنی قوت تھی کہ صرف ایک سو چلوسک بن سکے۔ چنانچہ ایک سو بن گئے آپ چونکہ بیہوش تھے اس لئے میرا دماغ کام کرتا رہا۔ میں نے سوچا کہ رہائش کیلئے کمرے ہونے چاہئیں چنانچہ جب آسمان سفید ہوا میں نے خواہش ظاہر کی اور کمرے بن گئے پھر آسمان سفید ہوا میں نے فرنیچر بنا لیا۔ پھر آسمان سفید ہوا میں نے سب چلوسکوں کی قمیضوں پر نمبر ڈال دیئے۔ یہاں کی یہ خاصیت ہے کہ آپ خواہش کریں اور چیز بن جاتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس وقت آسمان سفید ہو اور یہاں آسمان جلدی سفید ہو جاتا ہے۔

"بہت خوب تم نے ٹھیک سوچا ہے مگر یہ بتاؤ کہ ہم کوئی چیز ختم کرنا چاہیں تو" چلوسک نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"تو ظاہر ہے وہ ختم بھی ہو جائیگی" چلوسک نمبر ایک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب آسمان سفید ہو تو مجھے بتلانا۔ میں

تجربہ کرکے دیکھوں گا" چلوسک نے کہا اور چلوسک نمبر ایک نے سر ہلایا۔

"اور تم اس وقت تک یہ پتہ کرو کہ میرا بھائی ملوسک اور اس کی رعایا کہاں ہے" چلوسک نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب میں ابھی چلوسکوں کو بھیجتا ہوں" نمبر ایک نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر سامنے کھڑے چلوسکوں کو حکم دیا کہ وہ سب آقا کے بھائی ملوسک اور اسکی رعایا کو تلاش کریں اس کا حکم سنتے ہی سب چلوسک مڑے اور پھر تیزی سے میدان میں دوڑنے لگے۔ کسی کا رخ کسی طرف تھا اور کسی کا کسی طرف۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب وہاں سے غائب ہوگئے۔

اب وہاں چلوسک اور چلوسک نمبر ایک باقی رہ گیا تھا۔ ویسے یہ بات تو چلوسک سمجھ گیا تھا کہ چلوسک نمبر ایک خاصا ذہین ہے وہ اپنے آپ کو اتنا ذہین نہیں سمجھتا تھا جتنا کہ اس نے چلوسک نمبرا کو دیکھا تھا اور چونکہ اسے یہ بتلایا گیا تھا کہ چلوسک نمبر ایک اسی کے دماغ کا

عکس ہے اسکا صاف مطلب یہ ہوا کہ چلوسک نمبر ایک کی ذہانت دراصل خود چلوسک کی ذہانت ہے ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اچانک آسمان کا رنگ سفید ہونا شروع ہوگیا چلوسک آسمان کا رنگ سفید ہوتا دیکھ کر چونک پڑا۔ پھر جیسے ہی آسمان سفید ہوا اس نے دل ہی دل میں خواہش کی کہ تمام چلوسکوں کا دماغ اعلی سائنسی ایجادات کرنے میں ماہر ہو جائے اور یہاں اتنی بڑی اور جدید ترین لیبارٹری ہو کہ اس کی مثال پوری کائنات میں نہ ہو۔ جیسا اس نے اتنی ہی خواہش کی تھی کہ آسمان کا رنگ دوبارہ سرمئی ہونا شروع ہوگیا اور پھر چلوسک چونک پڑا: کیونکہ جیسے ہی آسمان کا رنگ بدلا اسے سامنے ایک بہت بڑی عمارت نظر آنے لگی وہ عمارت اپنی ساخت کے لحاظ سے کوئی بڑی لیبارٹری لگتی تھی حالانکہ پہلے وہاں سپاٹ میدان تھا۔

”آقا میرے دماغ میں ایک عجیب وغریب سائنسی کلیہ آرہا ہے کاش یہاں لیبارٹری ہوتی تو ہم

ایسی ایجادات کرتے کہ تمام کائنات پہ چھا جاتے“ چلوسک نمبر ایک نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا اس کی بات سنکر چلوسک کو یقین ہوگیا کہ یہ واقعی ایسا سیارہ ہے جہاں ہر خواہش خودبخود پوری ہو جاتی ہے بس خواہش کرو اور چیز تیار۔ شرط صرف اتنی ہے کہ اسوقت آسمان سفید ہو اور آسمان جلدی جلدی سفید اور سرمئی ہوتا رہتا ہے۔

”وہ دیکھو سامنے لیبارٹری“ چلوسک نے نمبرایک کو اس لیبارٹری کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔

”ارے پھر تو مزہ آگیا“ چلوسک نمبر ایک خوشی سے اچھل پڑا۔

”آؤ لیبارٹری دیکھیں“ چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں لیبارٹری کی طرف چل پڑے۔

عجیب اور قدرے نامانوس شور سے طوسک کو ہوش آگیا پہلے چند لمحے تو وہ صورتحال کو سمجھ ہی نہ سکا۔ مگر دوسرے لمحے وہ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جیسے ہی وہ زمین سے اٹھا اس کے گرد موجود طوسک خوشی سے اچھلنے لگے وہ سب عجیب وغریب حرکتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک کسی بندر کی طرح مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا جبکہ دوسرا مسلسل منہ چڑانے میں مصروف تھا۔ ایک خاموش کھڑا تھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے ابھی ابھی اس نے

انتہائی دلچسپ شرارت کی ہو۔ ایک طوسک منہ میں انگلیاں ڈال کر مسلسل سیٹی بجاتے چلا جا رہا تھا غرضیکہ طوسک کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی سرکس میں آگیا ہو۔ اس کے گرد موجود طوسکوں کی تعداد دس کے قریب تھی وہ ہوبہو قدوقامت چہرہ مہرہ اور لباس کے لحاظ سے اس کے برعکس تھے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آئینہ دیکھ رہا ہو۔

”تم کون ہو“ طوسک نے ڈرتے ڈرتے ان سے پوچھا۔

”ہم ہی ہی ہم طوسک ہیں چلوسک کے چھوٹے بھائی“ ایک طوسک نے جو بڑی سنجیدہ سی شکل بنائے اس کے قریب کھڑا تھا جواب دیا۔

”میرا بھائی چلوسک کہاں ہے اور ہم ہیں کہاں“ طوسک نے دوبارہ پوچھا۔

”ہمیں کیا معلوم چلوسک کہاں ہے اور ہم یہاں ہیں جہاں کھڑے ہیں“ اس نے جواب دیا باقی سب اپنی اپنی حرکتوں میں مصروف تھے۔

”طوسک آؤ گلی ڈنڈا کھیلیں“ اچانک ان میں سے

ایک ملوسک اسکے قریب آکر بولا۔

"نہیں ملوسک اور میں گیند بلا کھیلیں گے" دوسرا بھی آگے بڑھ آیا۔

"ہم تو کیرم بورڈ کھیلیں گے آؤ ملوسک"۔ تیسرے نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں کھیلنا اچھا نہیں ہم پڑھیں گے کیوں ٹھیک ہے ناں"۔ چوتھے نے اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ غرضیکہ بھانت بھانت کی بولیاں شروع ہوگیئں اور ملوسک غریب ان کے درمیان احمق بنا خاموش کھڑا تھا اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کہاں، بھائی چلوسک بھی نجانے کہاں تھا اور نہ ہی ان کا جہاز نظر آرہا تھا۔ اس لئے ملوسک دل ہی دل میں سخت خوفزدہ بھی تھا۔

پہلے تو تمام ملوسک اسے زبان سمجھاتے رہے مگر جب وہ خاموش کھڑا رہا تو سب اسے اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے اب تو ملوسک سخت پریشان ہوگیا اسی لمحے آسمان کا رنگ تیزی

سے سفید ہونے لگ گیا تھا۔

"یہ آسمان کا رنگ سفید کیوں ہو رہا ہے" ملوسک نے چونک کر کہا

مگر وہاں کسے اس بات کا ہوش تھا۔ وہ سب تو اس کے ساتھ اپنی اپنی مرضی کا کھیل کھیلنا چاہتے تھے۔

چنانچہ اب ہر ملوسک اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش میں بڑی طرح مصروف تھا اور ملوسک غریب کی شامت آگئی تھی اس نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی مگر بے سود، آخر وہ جھنجھلاکر زور زور سے چیخنے لگا۔ یااللہ مجھے ان پاگلوں سے بچا یااللہ ان سے میری جان چھڑا۔ وہ بری طرح چیخ رہا تھا اور پھر اچانک وہ سہم کر رک گیا کیونکہ جیسے ہی آسمان کا رنگ سرمئی ہوا تمام ملوسک اچانک یوں غائب ہوگئے جیسے وہ تھے ہی نہیں اور ملوسک چند لمحے تو حیرت اور خوف کے مارے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ اور پھر وہ حیرت سے آنکھیں مل مل کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ آخر جیتے جاگتے اچھلتے کودتے

شرارتوں اور زندگی سے بھرپور دس انسان یکدم کہاں چلے گئے وہ ایسے غائب ہوئے تھے جیسے روشنی ہوتے ہی تاریکی غائب ہو جاتی ہے۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ تمام لوگ یوں اچانک بھی غائب ہوسکتے ہیں مگر جب کافی دیر گذرگئی اور دوسرے ملوسک واپس نہ آئے تو اس نے آئندہ پروگرام کے بارے میں سوچنا شروع کردیا۔ نہ ہی اسے معلوم تھا کہ وہ کہاں ہے۔ چلوسک کہاں ہے اور ان کا جہاز کہاں ہے اب مسئلہ تھا چلوسک کا ڈھونڈھنا۔ کیونکہ جب تک چلوسک نہ مل جائے وہ خود کیا کر سکتا تھا پھر اچانک اسے ایک خیال آگیا کہ یہ سیارہ شاید دعاؤں کے قبول ہونے کا سیارہ ہے کیونکہ اس نے جیسے ہی اللہ سے ملوسکوں سے پیچھا چھڑانے کی دعا کی تھی۔ دعا فوراً قبول ہوگئی تھی چنانچہ یہ خیال آتے ہی اس نے اپنے ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے اور زور زور سے کہنے لگا۔ "یااللہ مجھے میرے بھائی چلوسک سے ملادے"۔ "یااللہ مجھے میرے بھائی چلوسک سے ملا دے"

دو تین بار یہ دعا کرنے کے بعد اس نے جیسے ہی ہاتھ نیچے گرائے وہ اچانک حیرت اور خوشی سے اچھل پڑا۔ کیونکہ اسے دور سے چلوسک اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

"واہ بھئی واہ کیسا اچھا سیارہ ہے۔ جو دعا مانگو قبول"۔ ملوسک خوشی سے اچھل پڑا اور پھر وہ بھی تیزی سے چلوسک کی طرف بڑھنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ قریب پہنچے ملوسک بھاگ کر چلوسک سے چمٹ گیا۔

"شکر ہے اللہ کا تم مل گئے میں تو بیحد پریشان تھا" اس نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔ ہمارے آقا کا حکم ہے کہ تمہیں ڈھونڈ لائیں" چلوسک نے بڑے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اور ملوسک ایک جھٹکے سے اس سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ چلوسک کے لہجے میں وہ گرمجوشی نہیں تھی جو بھائی کے لہجے میں ہونے چاہیئے تھی۔

"کون آقا کون آقا" ملوسک نے حیران ہوتے ہوئے چلوسک سے کہا وہ چلوسک کو بغور دیکھ

رہا تھا مگر وہ بالکل چلوسک تھا۔
"ہمارا آقا چلوسک اور کون" چلوسک نے جواب دیا۔
"اور تم کون ہو" ملوسک نے خوفزدہ لہجے میں کہا
"میں چلوسک نمبر نوتے ہوں" چلوسک نے کہا۔
"چلوسک نمبر نوتے" ملوسک حیرت سے اچھل پڑا
"جی ہاں چلوسک نمبر نوتے" چلوسک نمبر نوتے نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔
"اور اصل چلوسک کہاں ہے" ملوسک نے بے اختیار پوچھا۔
"چلوسک آباد میں" چلوسک نمبر نوتے نے بدستور سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔
"چلوسک آباد تو کیا یہ جگہ چلوسک آباد ہے کیا چلوسک نے یہاں کوئی شہر آباد کرلیا ہے"
ملوسک بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"چلو میں تمہیں اپنے آقا کے پاس لے چلتا ہوں" چلوسک نمبر نوتے نے ملوسک کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔
"ہاں چلو" ملوسک نے جواب دیا۔ اور پھر

ملوسک چلوسک نمبر نوتے کے پیچھے چل دیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نجانے چلوسک نے کیا کر رکھا ہے اور نجانے اس کی رعایا میں کتنے چلوسک موجود ہیں۔ کیونکہ چلوسک نمبر نوتے سے تو وہ خود مل چکا تھا۔ یہی سوچتا ہوا وہ چلوسک نمبر نوتے کے پیچھے چلتا رہا۔

چلوسک نمبر ایک کے ساتھ لیبارٹری کے دروازے میں داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لیبارٹری میں عجیب وغریب ساخت کی بے شمار جدید مشینیں موجود تھیں۔ ایسی ایسی مشینیں جس کا اس نے کبھی تصور تک نہیں کیا تھا واقعی اتنی عظیم الشان اور جدید ترین لیبارٹری کسی بھی سائنسدان کی نہ ہوگی۔ ان مشینوں کو دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ ان مشینوں سے وہ کام کیسے لے گا۔ وہ اب اتنی سائنس تو نہیں جانتا تھا کہ ان سب مشینوں سے کام

لے کر کوئی ایجادات کر سکے۔ مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے چلوسک نمبر ایک کو تیزی سے ایک بڑی مشین کی طرف بڑھتے دیکھا۔ چلوسک نمبر ایک نے جاکر مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے چلوسک نمبر ایک سٹول کھینچ کر مشین کے سامنے بیٹھ گیا اور اس نے بڑی مہارت سے اس کے بٹن دبانے شروع کر دیئے مشین میں سے سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔ اور اس کے اوپر بنی ہوئی ایک بڑی سی سکرین روشن ہوگئی۔ سکرین روشن ہوتے ہی اس پر جو منظر ابھرا اسنے چلوسک کو اچھلنے پر مجبور کردیا۔ کیونکہ سکرین پر ملوسک کھڑا ہوا صاف نظر آرہا تھا اس نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اسکے ساتھ ہی اس کی آواز بھی آنے لگی۔
"یااللہ مجھے میرے بھائی چلوسک سے ملادے"
وہ بار بار یہی الفاظ دہرا رہا تھا پھر اس

سے پہلے کہ چلوسک اپنے نمبر ایک سے اس بارے میں پوچھتا۔ اس نے دیکھا کہ ایک چلوسک تیزی سے اس کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا پھر اس نے ان کے گلے ملنے کا منظر دیکھا پھر انکی باتیں سنیں اور جب وہ اسکی طرف آنے کے لئے چل پڑے تو اس نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

"چلوسک نمبر ایک کیا تم یہ تمام مشینیں چلا لوگے" چلوسک نے نمبر ایک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہاں میرے آقا میرے ذہن میں ان تمام مشینوں کو چلانے کا طریقہ آگیا ہے۔ اور مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ان تمام مشینوں کی مدد سے ہم نئی نئی سائنس ایجادات کر سکتے ہیں صرف میرے ساتھیوں کے آنے کی دیر ہے۔" چلوسک نمبر ایک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"چلوسک نمبر ایک ہمارا جہاز کہاں ہے۔ کیا تم ان مشینوں کے ذریعے معلوم کر سکتے ہو" چلوسک اچانک بول پڑا۔ اسے جہاز کا خیال اچانک ہی آیا تھا۔

"جہاز" چلوسک نمبر ایک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں" ہمارا جہاز" چلوسک نے جواب دیا۔

چلوسک نمبر ایک کچھ دیر سوچتا رہا پھر وہ اٹھ کر ایک اور چھوٹی سی مشین کی طرف بڑھ گیا اس نے اس مشین پر لگا ہوا سبز رنگ کا ایک بٹن دبایا۔ بٹن دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور پھر اسپر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ چلوسک نے دیکھا کہ یہ ایک وسیع میدان تھا۔ جس میں سینکڑوں کے قریب جہاز کھڑے تھے بالکل ویسے ہی جہاز جیسا کہ انکا جہاز تھا۔

"اتنے جہاز، ہمارا تو جہاز ایک تھا" چلوسک نے حیرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں آپ کا اصل جہاز بھی ان میں موجود ہے باقی اس جہاز کے عکس ہیں" چلوسک نمبرایک نے جواب دیا۔

"مگر ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ان میں ہمارا اصل جہاز کونسا ہے" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے

کہا۔

"یہ تو ایسے ہوسکتا ہے کہ جب آسمان سفید ہو تو آپ دعا مانگیں کہ سب عکس جہازوں پر نمبر لگ جائیں اسطرح ہی آپ کے اصل جہاز کا پتہ چل سکتا ہے" چلوسک نمبر ایک نے جواب دیا

ہاں یہ ٹھیک ہے تم یہ لیبارٹری سنبھالو کیونکہ تم ان مشینوں کو سمجھ سکتے ہو میں باہر جا کر ملوسک سے ملتا ہوں اور جہازوں کے نمبروں کی دعا مانگتا ہوں" چلوسک نے اس سے مخاطب ہوکر کہا اور چلوسک نمبر ایک نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا دیا۔

چلوسک تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری سے باہر آگیا۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ حیرت کے ایک شدید جھٹکے سے ٹھٹھک گیا۔ لیبارٹری کے سامنے ایک ایسی چیز موجود تھی جو اسے حیرت کر دینے کے لئے کافی تھی یہ ایک بڑے قد کا بندر تھا۔ جو دونوں پیروں پر انسانوں کی طرح کھڑا تھا اس نے دونوں ہاتھوں میں ایک لمبی سی نیزے نما کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی اسکی سرخ

سرخ آنکھیں لیبارٹری اور چلوسک پر جمی ہوئی تھیں پھر اس سے پہلے کہ چلوسک آگے بڑھتا یا اس سے کچھ کہتا اس بندر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی وہ چیز چلوسک کی طرف پھینکدی۔ سائیں کی آواز کے ساتھ ہی وہ چیز آگ کے شعلے کی طرح چلوسک کی طرف لپکی اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک سنبھلتا اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور وہ دھڑام سے زمین پر آگرا۔ وہ نیزے نما چیز اسکے سینے پر آلگی اور دوسرے لمحے آگ کا ایک بڑا شعلہ سا لپکا۔ اور چلوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے اردگرد ہر طرف آگ ہی آگ پھیل گئی ہو اور اس کا اپنا جسم آگ جیسے جلنے لگا ہو۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر بےسود، اسکے دماغ پر اندھیرا قبضہ جماتا چلا گیا۔

ملوسک چلوسک نمبر نوے کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا ایک
ایسے میدان میں پہنچ گیا جہاں اسے دور سے ایک
وسیع وعریض اور بلند وبالا عمارت نظر آنے لگی۔ ایسا
محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی بہت بڑا
کارخانہ ہو یا پھر کسی سائنسدان کی بہت بڑی
لیبارٹری ہو۔

"یہ کیا چیز ہے" ملوسک نے چلوسک نمبر نوے
سے پوچھا۔

"مجھے معلوم نہیں جب میں تمہیں تلاش کرنے نکلا
تھا اسوقت یہ عمارت موجود نہیں تھی" چلوسک نمبر
نوے نے بڑی صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے میں چلوسک سے پوچھ لوں گا"
ملوسک نے کہا اور وہ دونوں آگے بڑھتے رہے
تھوڑی دیر بعد وہ اسی لیبارٹری کے صدر دروازے
کے قریب پہنچ گئے اور پھر وہ دونوں ایکساتھ
ہی ٹھٹھک کر رک گئے جب انہوں نے ایک
طرف سے ایک بڑے بندر کو جس نے ہاتھ
میں نیزے کی طرح کوئی چیز پکڑ رکھی تھی
دونوں پیروں پر تیزی سے عمارت کے دروازے
کی طرف بھاگتا ہوا دیکھا وہ بندر جو انسانوں

کی طرح دوڑ رہا تھا عمارت کے دروازے کے
سامنے آکر رک گیا ملوسک اور چلوسک نمبر نوے
دونوں بندر کے قریب تھے مگر وہ آڑ
میں تھے اس لئے بندر کی نظر ان پر
نہیں پڑی تھی۔ ملوسک بڑی حیرت سے اس
بندر کو دیکھ رہا تھا۔ جو انسانوں کی طرح
دوڑتا تھا انسانوں کی طرح کھڑا ہوتا تھا اور
جس نے ہاتھ میں نیزے نما کوئی چیز پکڑی
ہوئی تھی۔ جس کا رنگ ہلکا سرخ تھا یہ

کوئی عجیب وغریب قسم کی دھات تھی بندر کی آنکھوں
سے بھی حیرت جھلکتی صاف نظر آرہی تھی۔ وہ
شاید اس عمارت کو دیکھ کر حیران ہو رہا
تھا۔ اس عمارت کی دوسری طرف سو کے قریب
کمرے سے بنے ہوئے تھے پھر اسی لمحے ملوسک
نے چلوسک کو دروازے سے باہر نکلتے دیکھا۔

"یہ ہمارا آقا چلوسک ہے" چلوسک نمبر نوے
نے ملوسک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا

"ہاں یہ میرا بھائی چلوسک ہے" ملوسک نے
جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ آگے

بڑھتے یا بات کرتے اچانک اس بندر نے
ہاتھ میں پکڑی ہوئی چیز بجلی کی سی تیزی
سے چلوسک کی طرف پھینک دی۔ ملوسک نے
دیکھا کہ وہ کسی نیزے کی طرح اڑتی ہوئی
چلوسک کے سینے میں گھستی چلی گئی اور دوسرے
لمحے ملوسک کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل
گئی کیونکہ جیسے ہی وہ عجیب وغریب نیزہ چلوسک
کے سینے میں جا لگا ایک شعلہ سا چمکا اور
پھر چلوسک کے جسم میں آگ کے شعلے بھڑکنے

لگے۔ اور وہ نیچے گر گیا۔ اسکے چاروں طرف
آگ ہی آگ تھی۔ سرخ رنگ کی بھیانک آگ
اپنے بھائی کو یوں جلتا دیکھ کر ملوسک بے اختیار
چلوسک کی طرف بھاگا غصے اور نفرت سے اس
کا برا حال تھا۔

دوسری طرف بندر بھی چلوسک کے نیچے گرتے
ہی اس کی طرف بھاگا اور پھر وہ دونوں
اکٹھے ہی وہاں پہنچے ملوسک نے جاتے ہی پوری
قوت سے بندر کے پیٹ میں مکہ مارا یہ شاید
ملوسک کا غصہ تھا کہ اس کے ایک ہی مکے
نے بندر کو قلابازی کھانے پر مجبور کر دیا
آگ ابھی تک بھڑک رہی تھی اور وہ نیزے
نما چیز آگ سے باہر پڑی تھی۔ بندر جیسے ہی
مکہ کھاکر دوسری طرف گرا۔ ملوسک نے
انتہائی پھرتی سے اس نیزے کے دستے پر
ہاتھ ڈالا اور پھر پوری قوت سے گھماکر وہ
نیزہ اس بندر کو مارا جو قلابازی کھانے کے
بعد اب اس کی طرف لپک رہا تھا جیسے ہی
وہ نیزہ بندر کے جسم سے لگا۔ ایک خوفناک

دھماکہ ہوا اور وہ بندر اور نیزہ دونوں یوں ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئے جیسے وہ کچی مٹی کے بنے ہوں۔ بندر کے جسم کے ٹکڑے زمین پر بکھرے پڑے تھے اور ملوسک حیرت سے ان ٹکڑوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر ملوسک اس وقت اور بھی حیرت زدہ ہوگیا جب اس نے دیکھا کہ بندر کے ٹوٹتے ہی چلوسک کے جسم میں لگی ہوئی آگ یکلخت بجھ گئی اور اب چلوسک زمین پر پڑا تھا مگر اسکے جسم پر آگ کے کوئی نشانات موجود نہیں تھے مگر چلوسک کی حالت سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مر چکا ہو۔

"یا اللہ میرے بھائی کو زندگی دے اسے ٹھیک کردے۔" ملوسک کے منہ سے بے اختیار نکلا اور پھر وہ خوشی سے اچھل پڑا جب اس نے چلوسک کو آنکھیں کھولتے دیکھا آنکھیں کھلتے ہی چلوسک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا ہوا۔ وہ بے اختیار اپنے جسم کو ٹٹول رہا تھا۔

"چلوسک" ملوسک نے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر

وہ دونوں بے اختیار ایک دوسرے کے گلے مل گئے

"یہ سب کیسے ہوا۔ میرے جسم میں تو آگ لگ گئی تھی۔ وہ بندر کہاں ہے" چلوسک نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے اور پھر ملوسک نے تمام بات تفصیل سے چلوسک کو بتلا دی۔

"اوہ عجیب و غریب بندر ہے یہ نجانے کہاں سے آیا تھا" چلوسک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"چلوسک یہ عمارتیں کہاں سے آگئی ہیں" ملوسک نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم بتلاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا گذری" چلوسک نے اسکا بازو پکڑ کر ایک کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر ملوسک نے اپنے اور اپنے ملوکوں کے بارے میں تفصیل کیساتھ سب کچھ بتلا دیا۔ اس کے ملوکوں کی شرارتیں سنکر چلوسک ہنستے ہنستے بے حال ہوگیا۔

"دیکھو چلوسک تم چونکہ ابھی بچے ہو۔ تمہارے دماغ پہ شرارتیں چھائی رہتی ہیں اس لئے تمہارے ملوسک بھی شرارتیں کر رہے تھے اور میرے چلوسک تمام کے تمام ذہین اور عقلمند ہیں۔" چلوسک نے

ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر میں بروقت نہ پہنچکر اس بندر کو ختم نہ کر دیتا تو تمہاری تمام ذہانت اور عقلمندی کا خاتمہ ہوچکا تھا۔" ملوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تم تو ناراض ہوگئے میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" چلوسک نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ہمارا جہاز کہاں ہے" ملوسک نے اچانک ایک خیال آتے ہی پوچھا۔

"ارے ہاں میں تمہیں یہ بتلانا بھول گیا کہ ہمارے جہاز جیسے ہزار جہاز اس سیارے کے کسی حصے میں موجود ہیں اور میں لیبارٹری سے باہر اسلئے نکلا تھا تاکہ تمہیں ملنے کے ساتھ ساتھ اپنے اصل جہاز کو ڈھونڈھنے کی دعا کروں" چلوسک نے اسے بتلایا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ ہزاروں جہاز بن گئے ہیں ہمارا ایک جہاز خراب ہو جائے گا تو ہم یہاں سے دوسرا حاصل کرلیں گے" ملوسک نے خوشی

سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں تم نے اچھی بات کی ہے ورنہ میں تو دعا کرنیوالا تھا کہ باقی سب جہاز غائب ہو جائیں" چلوسک نے کہا۔

"ایسا نہ کرنا بھائی میرے خیال میں اس سیارے کو ہم اپنا ہیڈکوارٹر بنا لیں یہاں تمہارے چلوسک نئی نئی ایجادوں میں مصروف رہیں اور ہم گھوم پھر کر آرام کرنے کے لئے آ جایا کریں یہ سیارہ مجھے اس لئے بھی پسند ہے کہ یہاں دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے" ملوسک نے اسے بتلایا

"ہاں بات تو تمہاری ٹھیک ہے" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا آؤ باہر چلیں میں نے جہاز کے تلاش کرنے کی دعا مانگنی ہے۔"

"آؤ چلیں" ملوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آگئے۔ باہر آسمان ابھی تک سرمئی تھا کیونکہ دعا اس وقت قبول ہوتی تھی جب آسمان سفید ہو۔ اس لئے وہ دونوں وہیں آسمان سفید ہونے کے انتظار میں رک گئے ان دونوں کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔ مگر

ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر میں بروقت نہ پہنچکر اس بندر کو ختم نہ کر دیتا تو تمہاری تمام ذہانت اور عقلمندی کا خاتمہ ہوچکا تھا۔" ملوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تم تو ناراض ہوگئے میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" چلوسک نے اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ہمارا جہاز کہاں ہے" ملوسک نے اچانک ایک خیال آتے ہی پوچھا۔

"ارے ہاں میں تمہیں یہ بتلانا بھول گیا کہ ہمارے جہاز جیسے ہزار جہاز اس سیارے کے کسی حصے میں موجود ہیں اور میں لیبارٹری سے باہر اسلئے نکلا تھا تاکہ تمہیں ملنے کے ساتھ ساتھ اپنے اصل جہاز کو ڈھونڈھنے کی دعا کروں" چلوسک نے اسے بتلایا۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ ہزاروں جہاز بن گئے ہیں ہمارا ایک جہاز خراب ہو جائے گا تو ہم یہاں سے دوسرا حاصل کرلیں گے" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں تم نے اچھی بات کی ہے ورنہ میں تو دعا کرنیوالا تھا کہ باقی سب جہاز غائب ہو جائیں" چلوسک نے کہا۔

"ایسا نہ کرنا بھائی میرے خیال میں اس سیارے کو ہم اپنا ہیڈکوارٹر بنا لیں یہاں تمہارے چلوسک نئی نئی ایجادوں میں مصروف رہیں اور ہم گھوم پھر کر آرام کرنے کے لئے آ جایا کریں یہ سیارہ مجھے اس لئے بھی پسند ہے کہ یہاں دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے" ملوسک نے اسے بتلایا

"ہاں یہ بات تو تمہاری ٹھیک ہے" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ "اچھا آؤ باہر چلیں میں نے جہاز کے تلاش کرنے کی دعا مانگنی ہے۔"

"آؤ چلیں" ملوسک نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر آگئے۔ باہر آسمان ابھی تک سرمئی تھا کیونکہ دعا اس وقت قبول ہوتی تھی جب آسمان سفید ہو۔ اس لئے وہ دونوں وہیں آسمان سفید ہونے کے انتظار میں رک گئے ان دونوں کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔ مگر

آسمان بدستور سرمئی تھا اس کے سفید ہونے کے آثار ہی نظر نہیں آرہے تھے حالانکہ پہلے آسمان جلدی جلدی سفید اور سرمئی ہوتا تھا۔ ابھی وہ دونوں اس سلسلے میں سوچ ہی رہے تھے کہ اچانک ایک عجیب وغریب شور سنکر چونک پڑے۔ یہ شور انہیں ہر طرف سے آتا سنائی دیتا تھا۔ وہ دونوں گھبرا کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔

"ارے یہ کیا یہ تو بندروں کی فوج آرہی ہے۔" ملوسک کی خوف سے بھرپور آواز سنائی دی اور پھر چلوسک نے بھی دیکھا کہ ہر طرف سے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بندر ہاتھوں میں وہی نیزے نما آگ لگانے والی چیز پکڑے انسانوں کی طرح دونوں ٹانگوں پر بھاگتے ہوئے اور شور مچاتے اسی طرف آرہے تھے۔

"بھاگو لیبارٹری کے اندر بھاگو" چلوسک نے ملوسک کا بازو پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں بے تحاشا بھاگتے ہوئے لیبارٹری میں داخل ہوگئے۔ اندر داخل ہوتے ہی چلوسک نے پھرتی سے لیبارٹری کا دروازہ بند کردیا۔ بندروں کا شور

اب بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ وہ لیبارٹری کے قریب آتے چلے جا رہے تھے۔ ملوسک اتنی عظیم الشان لیبارٹری دیکھ کر حیران رہ گئے۔

انہیں اندر آتا دیکھ کر لیبارٹری میں موجود تمام چلوسک مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے چلوسک نمبر ایک بھاگتا ہوا چلوسک کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کہ باہر کیسا شور ہے۔

"چلوسک نمبر ایک ہم پر لاکھوں کی تعداد میں بندر حملہ کرنے والے ہیں اپنی کسی سائنسی ایجاد سے ان کا مقابلہ کرو" چلوسک نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی آقا" چلوسک نمبر ایک نے کہا اور پھر وہ بھاگتا ہوا ایک بڑی مشین کے سامنے پہنچ گیا اس نے اس کا بٹن دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ باقی چلوسکوں کو چیخ چیخ کر مختلف مشین چلانے کا حکم دینے لگا اور اس کے حکم پر باقی ننانوے کے ننانوے چلوسک مختلف مشینوں کو چلانے میں مصروف ہوگئے اور پوری لیبارٹری مشینوں کے چلنے کے شور سے

گونج اٹھی۔ لیبارٹری سے باہر بندروں کا شور بھی اب بےحد بڑھ گیا تھا۔ ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے بندروں نے لیبارٹری کو گھیرے میں لے لیا ہو۔ چلوسک نمبر ایک نے بڑی مشین کا ایک بٹن دبایا تو لیبارٹری کی ایک بڑی سی دیوار کسی سکرین کی طرح روشن ہوگئی اور وہاں لیبارٹری سے باہر کا منظر صاف نظر آنے لگا چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ لیبارٹری کے باہر ہزاروں کی تعداد میں وہ بندر موجود ہیں مگر لیبارٹری سے دس قدم دور رہ کر ہی وہ اچھل کود کررہے ہیں پھر وہ اچانک خاموش ہوگئے اور سامنے کے رخ سے بندر درمیان سے ہٹنے لگے۔ ایسا معلوم تھا جیسے وہ کسی آنے والے کے لئے راستہ چھوڑ رہے ہوں۔ چلوسک ملوسک دونوں اشتیاق آمیز نظروں سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور چلوسک نمبر ایک بھاگ بھاگ کر ہر چلوسک کے پاس جاتا اور اسے مختلف باتیں سمجھا رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ کسی بہت بڑے حملے کی تیاری میں مصروف ہو۔

ادھر چلوسک ملوسک جو باہر کا منظر دیکھ رہے تھے اس وقت حیرت اور خوف سے اچانک اچھل پڑے جب انہوں نے ایک انسان کو بندروں کی قطاروں سے نکل کر باہر آتے دیکھا اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اس نے پرانے وقتوں کے بادشاہوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا اس کے سر پر سفید رنگ کی کسی دھات کا تاج موجود تھا اور ہاتھ میں ایک تلوار تھی چلوسک ملوسک دونوں غور سے اسے دیکھنے لگے۔

بادشاہ بندروں سے آگے بڑھ کر لیبارٹری سے چند قدم دور رک گیا۔ پہلے تو وہ غور سے اس لیبارٹری کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بلند کرکے زور سے کچھ کہا۔

اسی لمحے چلوسک نمبر ایک نے جو خود بھی ایک بڑی مشین کے سامنے بیٹھا یہ نظارہ دیکھ رہا تھا پھرتی سے ایک بٹن دبا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس بادشاہ کی آواز لیبارٹری میں گونجنے لگی۔ وہ کسی نا مانوس زبان میں بات کر رہا تھا چلوسک ملوسک نے

بےاختیار اپنے کانوں میں لگے ہوئے ٹماٹیس پر انگلیاں پھیریں اور انہیں اس بادشاہ کی زبان سمجھ میں آنے لگ گئی وہ کہہ رہا تھا۔

"میں سیارہ برکارہ کا بادشاہ ہوں جس نے بھی یہ عمارت بنائی ہے وہ اپنے آپ کو میرے حوالے کردے میں اس سے بات کرونگا اس نے میرا ایک سپاہی ہلاک کیا ہے۔ میں اسکا انتقام اس سے لونگا۔"

"میں چلوسک کرۂ ارض کا باشندہ تم سے مخاطب ہوں سیارہ برکارہ کے بادشاہ" چلوسک نے بلند آواز سے کہا اور پھر انہوں نے برکارہ کے بادشاہ کو چونکتے ہوئے دیکھا وہ پریشان نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی ہو کہ آخر یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔

"میں اس عمارت کے اندر سے بول رہا ہوں" چلوسک نے اس کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

"عمارت سے باہر نکل کر مجھ سے بات کرو

کرۂ ارض کے باشندے" بادشاہ نے اس بار عمارت کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم اپنے بندروں کو واپس بھیج دو، تب ہم تم سے بات کریں گے" چلوسک نے کہا۔

"کون سے بندر یہ تو میری فوج کے سپاہی ہیں" بادشاہ نے اپنے بندروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جو کچھ بھی ہیں انہیں واپس بھیج دو کیونکہ پہلے بھی ان میں سے ایک نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی اور میں نہیں چاہتا کہ اب دوبارہ وہی کام ہو" چلوسک نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

نہیں میں انہیں واپس نہیں بھیجوں گا۔ تم باہر آجاؤ اور یقین رکھو کہ میری اجازت کے بغیر یہ تم پر حملہ نہیں کریں گے" بادشاہ نے بھی جواب میں سخت لہجہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس طرح میں باہر نہیں آسکتا" چلوسک نے جواب دیا۔

"تو پھر میں اس عمارت کو جلاکر راکھ کر دونگا"

بادشاہ کو غصہ آگیا۔

"دیکھو برکارہ کے بادشاہ زیادہ غصہ مت دکھاؤ میں اگر چاہوں تو تم سمیت تمہارے سارے بندروں کو ایک لمحہ میں ہلاک کردوں اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو" چلوسک کو بھی اس کی ضد پر غصہ آگیا۔ اس نے اسے دھمکی دے دی۔

"یہ بات ہے تم برکارہ کے بادشاہ کو دھمکی دے رہے ہو تو پھر نتیجہ بھگتو" برکارہ کے بادشاہ نے ہاتھ اٹھا کر اپنی بندروں کی فوج کو کوئی اشارہ کیا پھر اس سے پہلے کہ یہ کچھ سمجھتے ہزاروں بندروں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے نیزے عمارت کی طرف پھینک دیئے اور عمارت کے چاروں طرف شعلے بھڑک اٹھے۔

"چلوسک نمبر ایک ان بندروں پر حملہ کرو" چلوسک نے چیخ کر نمبر ایک سے کہا اور نمبر ایک نے پھرتی سے دو مختلف بٹن دبا دیئے دوسرے لمحے عمارت سے باہر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور چلوسک طوسک نے دیکھا کہ کوئی بم نما چیز

اڑتی ہوئی بندروں کے درمیان گری اور پھر ایک دھماکے سے پھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی سینکڑوں بندر کچی مٹی کے کھلونوں کی طرح ٹوٹ کر بکھر گئے ادھر لیبارٹری کی دیواریں بری طرح جلنے لگ گئی تھی چلوسک نمبر ایک مسلسل بندروں پر بم مار رہا تھا۔ مگر بندروں کی تعداد بےشمار تھی اس لئے ان کے بے تحاشا ٹوٹنے کے باوجود وہ مسلسل عمارت پر نیزوں کی بارش کرتے جا رہے تھے اور لیبارٹری کی عمارت اب اس بری طرح جلنے لگ گئی تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کسی بھی لمحے چھت نیچے آگرے گی۔

"لیبارٹری کو بچاؤ چلوسک نمبر ایک" چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"ہمارے پاس کوئی ایسا طریقہ نہیں۔ ابھی میں نے یہ طریقہ سوچا ہی نہیں تھا" چلوسک نمبر ایک نے جواب دیا۔ اسی لمحے لیبارٹری کا دروازہ آگ کے زور سے جل کر گر گیا اور اب بندروں کے نیزے لیبارٹری کے اندر آنے لگے جہاں جہاں

نیزہ گرتا وہاں وہاں آگ بھڑک اٹھتی اتنے میں لیبارٹری کی پچھلی دیوار آگ کی وجہ سے درمیان سے پھٹ گئی اور وہاں اچھا خاصا بڑا سوراخ ہو گیا۔

طوسک آؤ اسی سوراخ سے بھاگ چلیں لیبارٹری کی چھت گرنے والی ہے" چلوسک نے طوسک کا ہاتھ پکڑ کر اس سوراخ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ مگر اب سوراخ سے بندروں نے لیبارٹری کے اندر آنا شروع کر دیا۔

"اپنے پستول نکال لو" چلوسک نے کہا اور پھر دونوں نے پستول نکال کر ان کے بٹن دبا دیئے پستولوں سے سرخ رنگ کی لہریں نکلیں اور بندر یوں دھماکے سے ٹوٹ گئے جیسے پٹاخے چلتے ہوں راستہ صاف ہوتے ہی وہ دونوں تیزی سے باہر نکلے وہ مسلسل اپنے پستولوں سے سرخ رنگ کی لہریں ادھر ادھر پھینک رہے تھے بندر شاید اپنے نیزے مار چکے تھے اسلئے اب خالی ہاتھ تھے لہروں کیوجہ سے کوئی بندر انکے نزدیک نہ آسکا اور وہ ان بندروں کو لہروں سے مارتے ایک طرف بھاگتے

چلے گئے۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہونگے ایک پہاڑ دھماکہ ہوا اور لیبارٹری کی چھت یکلخت بیٹھ گئی اب ہر طرف آگ ہی آگ تھی پھر مشینوں کے پھٹنے کے دھماکے سنائی دینے لگے اور اسکے ساتھ ہی چلوسکوں کے چیخوں کی آوازیں بھی انہیں سنائی دینے لگیں برکارہ کا بادشاہ جیت گیا تھا مگر وہ مسلسل لہریں پھینکتے آگے بھاگے چلے جارہے تھے دفعتاً ایک طرف سے دس بارہ بندروں نے ان پر چھلانگ لگادی اور وہ منہ کے بل نیچے گرے۔ پستول ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دور جاگرے۔ انہوں نے بندروں سے بچنے کی بےحد کوشش کی مگر بندروں نے انہیں جلدی ہی قابو کرکے بےبس کردیا۔ اور پھر بندر انہیں ایک طرف گھسیٹنے لگے۔

ہر طرف آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے بندروں نے لیبارٹری کے ساتھ ساتھ ان کے طرفین کو بھی آگ لگا دی تھی۔ بندروں کے شور شرابے اور چیخ وپکار سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دے رہی تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے یہاں بہت بڑی فوجوں کے درمیان جنگ جاری ہو۔ پندرہ بیس بندر ان دونوں کو گھسیٹتے ہوئے لئے جا رہے تھے اور پھر انہوں نے ایک جگہ لیجا کر انہیں پٹخ دیا۔

بندروں نے انہیں جیسے ہی چھوڑا وہ دونوں

اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ گھسیٹنے کی وجہ سے ان کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے سامنے ہی بندروں کا بادشاہ بڑے جاہ وجلال سے ایک بڑے سے تخت پر بیٹھا تھا اور بے شمار بندر اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے یہ جگہ لیبارٹری سے کافی دور تھی

"کون ہو تم" بادشاہ نے حیرت سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم کرہ ارض کے باشندے ہیں ہمارا نام چلوسک اور ملوسک ہے" چلوسک نے اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اس عمارت کے اندر سے تم بول رہے تھے" بادشاہ نے پوچھا۔

"ہاں جناب ہم بول رہے تھے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"ہمارے حکم پر تم عمارت سے باہر کیوں نہیں آتے" بادشاہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب ہمیں ڈر لگتا تھا کہ کہیں یہ فوجی ہمیں مار نہ دیں" ملوسک نے خوف سے کانپتے ہوئے

لہجے میں پہلی بار کہا۔

"ہوہو تم ہم سے ڈر رہے تھے۔ پھر ٹھیک ہے پھر ہم تمہیں معاف کر دیتے ہیں جو ہم سے ڈرتا ہے ہم اسے معاف کر دیتے ہیں جو نہیں ڈرتا ہم اسے بھیانک موت کی سزا دیتے ہیں" بادشاہ نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ ملوسک کے خوف نے ان کی جانیں بچا لی تھیں ورنہ اس کے ذرا سے اشارے پر یہ خوفناک بندر انہیں یقیناً موت کے گھاٹ اتار دیتے۔

www.BooksPK.com

"آپ کی بہت بہت مہربانی آپ نے ہمیں معاف کر دیا آپ واقعی بادشاہ ہیں" چلوسک نے جان بوجھ کر خوشامدانہ لہجہ اختیار کرتے ہوتے کہا۔

"ہم نے معاف کیا ہے مگر چونکہ تم نے ہمارے بہت سپاہی مار دیے ہیں اسلئے تمہیں سزا ضرور دی جائے گی۔ اور وہ سزا یہ ہے کہ تم ہمارے شہر میں الٹے لٹکائے جاؤ گے" بادشاہ نے مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا اور

بندروں نے انہیں دوبارہ پکڑ لیا۔ اور پھر آگے بندر بادشاہ کا تخت اٹھا کر چلے اور پیچھے پیچھے بندر ان دونوں کو لے کر چل دیئے اسطرح بندروں کے بادشاہ کا جلوس ایک طرف تیزی سے روانہ ہو گیا۔

چلوسک سوچ رہا تھا کہ آخر اس سیارے میں یہ انسان کہاں سے آ گیا اور یہ بندر کیسے ہیں جو ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں جیسے مٹی کے بنے ہوئے ہوں ادھر بادشاہ کا لباس، اس کی تلوار اور تخت بنانے کا انداز بتلا رہا تھا کہ [illegible] کرہ ارض سے آیا ہے مگر اسے یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کرہ ارض سے یہ انسان کیسے یہاں پہنچا بہرحال یہی سوچتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

دوسری طرف ملوسک کو اپنے پستولوں کی فکر کھائے جا رہی تھی کیونکہ جب بندروں نے انہیں جھپٹا تھا تو پستول ان کے ہاتھوں سے گر گئے تھے وہ کھلے عام پستولوں کے متعلق بھی نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اگر بادشاہ کو پستولوں کی کارکردگی کا علم ہو جاتا تو یقیناً بادشاہ انہیں

واپس نہ دیتا اس لئے وہ خاموش رہا۔
تقریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد آخر وہ ایک ایسے حصے میں آگئے جہاں چھوٹے چھوٹے پیٹے نما پہاڑیاں تھیں ان پہاڑیوں کے پرے انہیں ایک بہت بڑا شہر نظر آنے لگا وہی کرہ ارض کی طرز کے مکان مگر یہ طرز تعمیر بے حد قدیم تھی ایسی طرز تعمیر چلوسک نے آثار قدیمہ میں دیکھی تھی سڑکوں پر گہما گہمی تھی وہاں بے شمار انسان موجود تھے جو جانوروں کی طرح بالکل ننگے تھے عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی مگر حیرت انگیز بات تھی۔ کہ وہاں انہیں نہ ہی کوئی بچہ نظر آیا تھا اور نہ کوئی بوڑھا سب جوان اور صحت مند تھے۔ وہ سب اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے اور یہی بندر ان کے درمیان یوں گھوم رہے تھے جیسے ان کے آقا ہوں۔ ہر بندر کے ہاتھ میں وہ نیزہ نما آلہ تھا۔

ان کا جلوس جب شہر کے درمیان سے گزرا تو سب عورتیں اور مرد انہیں دیکھنے لگے ان سب کی آنکھوں میں چلوسک طوسک کے لئے حیرت کے تاثرات تھے اور پھر اچانک ایک ایسا واقعہ ہوا جسے دیکھ کر یہ دونوں حیرت زدہ رہ گئے ایک مرد انہیں دیکھنے کے لئے آگے بڑھنے لگا اس کے قریب موجود ایک بندر اسے سخت لہجے میں ڈانٹ کر پیچھے ہٹانے لگا مگر شاید حیرت کی زیادتی کی بنا پر اس مرد نے بندر کی بات نہیں سنی چنانچہ بندر نے پوری قوت سے ہاتھ میں پکڑا ہوا نیزہ اس کے سینے پر مارا جیسے ہی نیزہ مرد کے سینے پر لگا وہ اس طرح ٹوٹ کر زمین پہ بکھر گیا جیسے وہ بندر ٹوٹ پھوٹ گیا تھا۔ بندر نے اس کے ٹکڑے پیر سے ایک طرف ہٹا دیئے اور خود بڑے اطمینان سے کھڑا ہوگیا۔ اس واقعہ سے وہ سمجھ گئے کہ یہ اصلی انسان نہیں ہیں یہ بھی بندروں کی طرح عجیب و غریب اور مصنوعی ہیں۔

چلتے چلتے جلوس ایک بہت بڑی عمارت کے سامنے جاکر رک گیا۔ بادشاہ کا تخت

عمارت کے اندر لے جایا گیا اور چلوسک طوسک بھی اس کے پیچھے ہی اندر لے جائے گئے ایک بڑے ہال میں تخت رکھ دیا گیا۔ اور چلوسک طوسک کو تخت کے سامنے زمین پر بیٹھنے پر مجبور کیا گیا وہ دونوں خاموشی سے نیچے بیٹھ گئے بادشاہ نے ان سب بندروں کو چلے جانے کا اشارہ کیا اور بندر تیزی سے چلتے ہوئے ہال سے باہر نکل گئے۔ جب ہال میں بادشاہ اور چلوسک طوسک باقی رہ گئے تو بادشاہ ان دونوں سے مخاطب ہوا۔

"ہاں تو کرۂ ارض کے انسانوں اب بتلاؤ تم اس سیارے پر کیسے آئے؟"

"بادشاہ حضور اس سے پہلے کہ ہم تفصیل کے ساتھ بتلائیں آپ اپنے متعلق تفصیل سے بتلائیں کہ آپ کہتے تو کرہ ارض کے باشندے ہیں کیا واقعی ایسا ہے؟" چلوسک نے جواب دیا۔

"ہاں میں کرۂ ارض کا باشندہ ہوں اور کرہ ارض سے یہاں پہنچا تھا مگر اب میں کرۂ ارض کو بالکل بھول چکا ہوں" بادشاہ نے کچھ سوچتے

ہوئے کہا۔

"آپ کرہ ارض سے یہاں کیسے پہنچے اور کیا آپ یہاں اکیلے آئے تھے" طوسک نے سوال کیا۔

"ہاں میں نے کرہ ارض پر سیر فلکیات کا علم سیکھا تھا" بادشاہ نے کہنا شروع کیا۔

"سیر فلکیات وہ کیا ہوتا ہے؟" طوسک نے حیرت سے پوچھا

"کرہ ارض پر جو آسمان ہے اس کی سیر۔ اس علم میں جو کامل ہو جائے وہ پھر اسی طرح آسمانوں میں گھومتا رہتا ہے جیسے وہ زمین پر چلتا پھرتا ہے مگر سیر فلکیات کے کامل کو کسی سیارے۔ یا ستارے میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ کسی سیارے یا ستارے میں چلا جائے تو پھر وہ واپسی کا علم بھول جاتا ہے اور اسے باقی زندگی اسی سیارے میں گزارنی پڑتی ہے؟" بادشاہ نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہوا بادشاہ سلامت" اِن دونوں نے دلچسپی سے پوچھا۔

"ایک بار ایسا ہوا کہ میں آسمانوں کی سیر کرتا پھر رہا تھا کہ اس سیارے جسکا نام میں نے برکارہ رکھا ہے کیونکہ کرہ ارض پر بھی میرا یہی نام تھا کے قریب پہنچا اس سیارے کے حدود کے بالکل قریب ہوکر میں اس کے اندر کے حالات دیکھنا چاہتا تھا کہ اچانک ایک شہاب ثاقب مجھ سے ٹکرایا اور میں نہ چاہنے کے باوجود بھی اس سیارے کی حدود میں داخل ہوگیا۔

"شہاب ثاقب جانتے ہونا" بادشاہ نے بات کرتے کرتے سوال کیا۔

"ہاں بادشاہ سلامت خلا میں گردش کرنے سے سیاروں کے کچھ حصے ان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور پھر یہ ٹوٹے ہوئے حصے خلا میں گھومتے رہتے ہیں ہم انہیں شہاب ثاقب کہتے ہیں" چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ہمارے علم میں یہی کہتے ہیں بہرحال جب میں سیارے کے اندر داخل ہوا تو مجھے واپسی کا علم بھول گیا اور میں اس سیارے پر رہنے پر مجبور ہوگیا۔ یہاں مجھے ایک بات کا علم ہوا کہ اس سیارے پر جب آسمان سفید ہو تو جو دعا مانگو قبول ہو جاتی ہے چنانچہ میں نے وقتاً فوقتاً بہت سی دعائیں مانگیں ایک دعا تو یہ تھی کہ مجھے بھوک پیاس نہ لگے کیونکہ اس سیارے پر ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے میں پیٹ بھر سکوں چنانچہ اس وقت سے آج تک نہ ہی مجھے کبھی بھوک لگی ہے اور نہ پیاس پھر میں نے یہاں شہر تعمیر ہونے کی دعا مانگی۔ اور پھر دعا کے ذریعے میں اپنے جیسے انسان مرد اور عورتیں پیدا کیں تاکہ میں ان کا بادشاہ بن سکوں۔ ان آدمیوں کو قابو میں کرنے کے لئے میں نے دعا کے ذریعے گوریلے نما بندر پیدا کئے پھر دعا کے ذریعے ان کے ہاتھوں میں نیزے لگاتے تاکہ ان نیزوں کے ذریعے میں سرکش انسانوں کو موت دے سکوں جس عمارت میں سرکش لوگ رہتے ہوں وہاں آگ لگا سکوں۔ چنانچہ اب میں یہاں کا بادشاہ ہوں یہ انسان سب میری

رعایا ہیں اور یہ بندر میرے سپاہی ہیں" بادشاہ نے تفصیل سے اپنا حال بتلاتے ہوئے کہا۔

مگر بادشاہ سلامت میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جب آپ کو معلوم ہوگیا تھا کہ اس سیارے میں دعا قبول ہو جاتی ہے تو آپ نے یہ دعا کیوں نہ مانگی کہ آپ کو واپسی کا علم یاد آجائے" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میں نے مانگی تھی مگر یہ دعا قبول نہ ہوئی پھر مجھے معلوم ہوگیا کہ اس سیارے سے باہر سے متعلق کوئی دعا یہاں قبول نہیں ہوتی" بادشاہ نے جواب دیا۔

بادشاہ سلامت ہمیں بے حد خوشی ہوئی ہے کہ کرہ ارض سے اتنی دور ایک ارضی سیارے میں ہماری ملاقات ایک انسان سے ہوگئی ہے" چلوسک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مختصر طور پر اپنے یہاں آنے کا حال بتلا دیا۔

تمہارا جہاز کہاں ہے جس کے ذریعے تم یہاں

تک پہنچے ہو" بادشاہ نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا اور جب چلوسک نے اس جگہ کے متعلق بتلایا جہاں آسمان سفید ہوتے ہی ان کے سینکڑوں عکس پیدا ہوگئے تھے تو بادشاہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"ارے تو اس کا مطلب ہے یہاں ایسی بھی جگہ ہے جہاں تخلیق ہوتی ہے" بادشاہ نے کہا۔

"تو کیا آپ کو معلوم نہیں ہے" ان دونوں کو یہ سنکر بے حد حیرت ہوئی۔

"نہیں مجھے نہیں معلوم کیونکہ جب آسمان سفید ہوتا ہے تو میں یہاں رہنا پسند کرتا ہوں۔ تاکہ نئے بندر اور نئے انسان پیدا ہونے کی دعا مانگ سکوں۔ کیونکہ ایسا موقع کرہ ارض کے مطابق دس سال بعد آتا ہے" بادشاہ نے بتلایا۔

"دس سال بعد کیا مطلب یہاں تو آسمان اکثر سفید ہوتا رہتا ہے" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں کرہ ارض کے باشندو یہاں کرہ ارض کے مطابق دس سال کے بعد آسمان دس بار سفید ہوتا ہے

میرے تمہاری طرف جانے سے پہلے آسمان دسویں بار سفید ہوا تھا اب آسمان دس سال بعد سفید ہوگا" بادشاہ نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ" ان دونوں کے منہ سے نکلا اور وہ دونوں مایوس ہوگئے۔

"کیوں تم مایوس کیوں ہوگئے کیا تم کوئی دعا مانگنا چاہتے تھے" بادشاہ نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں ہم دعا کے ذریعے اپنا جہاز مانگنا چاہتے تھے اب نجانے وہ کہاں ہو ہم اسے کیسے تلاش کریں گے" چلوسک نے منہ لٹکاتے ہوئے کہا۔

"تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے اب تم یہیں رہوگے میں تمہیں واپس نہیں جانے دوں گا بڑے عرصے کے بعد مجھے اپنے جیسے انسانوں سے ملنے کا موقع ملا ہے تم میرے مشیر بن کر یہاں رہو گے" بادشاہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب ہم نے واپس جانا ہے ہم یہاں نہیں رہ سکتے۔ ان مصنوعی بندروں اور ان مصنوعی انسانوں میں اس سے تو بہتر تھا کہ ہم ستارہ

سبزم میں رہ جاتے جو بالکل جنت کی طرح ہے" طوسک نے جواب دیا۔

"یہ بات ہے تم حکم عدولی کر رہے ہیں تم نہیں جانتے میں بادشاہ ہوں اور بادشاہ کی حکم عدولی کرنے والا میرے غضب کا شکار ہو جاتا ہے" بادشاہ کو یکدم غصہ آگیا۔

"نہیں جناب یہ بچہ ہے غلط بات کہہ بیٹھا ہے۔ میں اس کی طرف سے معافی چاہتا ہوں" چلوسک نے جلدی سے بات بنانے کی کوشش کی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں بادشاہ غصے میں انہیں ان بندروں سے مروا نہ دے۔

"نہیں میں بار بار معاف نہیں کرسکتا" بادشاہ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی تالی بجتے ہی بیس پچیس بندر اکٹھے ہی اندر داخل ہوگئے۔

"ان دونوں کو شہر میں الٹا لٹکا دو" بادشاہ نے چیخ کر انہیں حکم دیا اور بندر انہیں زبردستی گھسیٹ کر باہر لے گئے۔ اور پھر انہیں بازار میں لاکر انہوں نے دو کھمبوں کے درمیان ایک

رسے سے الٹا باندھ دیا۔ اور اب وہ دونوں اس کھمبے سے الٹے لٹکے ہوئے تھے انہیں الٹا لٹکاکر وہ سب یوں اپنے کام کاج میں مصروف ہو گئے جیسے کوئی بات ہی نہیں۔

"ہماری شامت آگئی تھی جو ہم اس مصیبت کے مارے سیارے میں آگئے ہیں" طوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا چلوسک نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش تھا الٹے لٹکنے کی وجہ سے ان کے جسم کے خون کا دباؤ انکے دماغ پر پڑنے لگا اور انکا سر چکرانے لگا آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھا گیا اور پھر وہ بےاختیار چیخنے لگے وہ چیخ چیخ کر بادشاہ کو بلارہے تھے مگر کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ وہ یوں اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے جیسے وہ بہرے ہوں۔ چلوسک طوسک بےتحاشا چیخنے لگے انہیں یوں محسوس ہوا کہ اگر انہیں فوری طورپر آزاد نہ کیا گیا تو انکے دماغ کی نسیں پھٹ جائیں گی لیکن بےسود کسی نے انکے چیخنے کی ذرہ پرواہ نہ کی اور پھر یکدم انکے جسم بےحس وحرکت ہوگئے وہ بےہوش ہو چکے تھے۔

ان دونوں کو سزا کے لئے بھیجنے کے بعد بادشاہ نے ایک بندر کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان آدم زادوں کے جہاز کو تلاش کرے۔ اس نے چلوسک طوسک سے جہاز کی شکل وصورت پوچھ لی تھی۔ وہی شکل صورت اس نے بندر کو بتلادی۔ بندر اس کا حکم سنتے ہی تیزی سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد ایک بندر اندر داخل ہوا اس نے اپنے ہاتھوں میں چلوسک طوسک کے پستول پکڑے ہوئے تھے اس نے یہ دونوں

پستول بادشاہ کے سامنے رکھتے ہوئے اسے بتلایا کہ یہ ان آدم زادوں کے ہیں۔

بادشاہ نے ایک پستول اٹھاکر اسے دیکھنا شروع کیا۔ مگر اس پستول کی اسے قطعاً کوئی سمجھ نہ آئی۔

"یہ کیا چیز ہے" اس نے لانبوانے بندر سے پوچھا

کیا معلوم بادشاہ سلامت اس کے متعلق تو وہی آدم زاد ہی بتلا سکتے ہیں" بندر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے تم جاؤ" بادشاہ نے بندر سے کہا اور وہ بندر خاموشی سے باہر نکل گیا بادشاہ کچھ دیر تک ان پستولوں کو دیکھتا رہا مگر جب اسے کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو اس نے انہیں ایک طرف رکھدیا اور خود تخت سے نیچے اتر کر بڑے وقار سے چلتا ہوا ہال سے باہر نکل گیا۔ ہال سے باہر آکر وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا۔ اس کمرے کی دیواروں پر سرخ رنگ کا نقشہ بنا ہوا تھا جس میں کرہ ارض پر نشان بنایا گیا تھا اور اس سے بہت

دور ایک چھوٹے سے سیارے پر بھی نشان بنا ہوا تھا بادشاہ تھوڑی دیر تک کرہ ارض کو بغور دیکھتا رہا پھر منہ ہی منہ میں بڑبڑانے لگا

"کتنا اچھا تھا وہ زمانہ جب میں کرہ ارض پر رہتا تھا وہاں باغ تھے پہاڑ تھے خوبصورت عورتیں تھیں یہاں کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ نہ باغ ہیں نہ جنگل اور نہ خوبصورت عورتیں۔ جو عورتیں ہیں وہ ٹوٹنے پھوٹنے والی ہیں اصلی عورت تو ہے ہی نہیں کاش ان آدم زادوں کے ساتھ کوئی عورت ہوتی پھر میں اس سے شادی کر لیتا۔ کاش میں واپس کرہ ارض پر جاسکتا مگر اب تو مجھے واپس کا علم ہی آتا۔ کاش کوئی میرے استاد سے واپسی کا علم ہی پوچھ آتا۔"

یہ بڑبڑاتے وہ اچانک چونک پڑا اسے ایک خیال آگیا تھا اس خیال کے آتے ہی اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور اسی وقت وہ بندر بھی آ گیا جسے۔ اس نے جہاز کی تلاش کے لئے بھیجا تھا۔

"بادشاہ سلامت ان آدم زادوں کا جہاز برکارہ کے دوسرے حصے میں موجود ہے اور وہاں ایک جہاز بلکہ ہزاروں جہاز ہیں" بندر نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ اور ان آدم زادوں کو واپس لے آؤ" بادشاہ نے حکم دیا اور بندر باہر چلا گیا۔ بادشاہ دوبارہ اسی ہال کمرے میں پہنچا اور جاکر تخت پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد بہت سے بندر بیہوش چلوسک ملوسک کو اٹھائے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے ان دونوں کو تخت کے سامنے زمین پر لٹا دیا۔

"ہوں تو یہ بیہوش ہو گئے ہیں" بادشاہ نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تخت سے نیچے اتر کر باری باری ان دونوں کے چہروں پر زوردار تھپڑ رسید کر دیئے تھپڑ کھاتے ہی ان دونوں کو ہوش آگیا اور وہ دونوں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔

"کیوں آدم زادو بادشاہ کی حکم عدولی کی سزا بھگت لی تم نے" بادشاہ نے تخت پر بیٹھتے

ہوئے کہا۔

"ہمیں معاف کردو بادشاہ سلامت" [illegible] نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"معاف کیا" بادشاہ نے بڑی فیاضی سے کہا اور پھر اس نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنو کرہ ارض کے باشندو میں نے تمہارے جہاز کا پتہ معلوم کرلیا ہے"

"اچھا کہاں ہے ہمارا جہاز" چلوسک ملوسک نے خوش ہوکر پوچھا۔

"سنو میں نے ایک بات سوچی ہے تم میں سے ایک جہاز پر کرہ ارض پر جائے اور میرے استاد سے واپسی کا علم پوچھ آئے دوسرا میرے پاس ضمانت کے طور پر رہے گا اگر تم اس بات پر راضی ہوتو تو میں تم میں سے ایک کو واپس جانے کی اجازت دے سکتا ہوں" بادشاہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم تیار ہیں ملوسک یہاں رہے گا اور میں کرہ ارض پر جاکر تمہارے استاد سے

واپسی کا علم پوچھ کر آؤنگا۔" چلوسک نے ملوسک کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

"کیا تم یہاں رہنے کے لئے تیار ہو؟" بادشاہ نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں بادشاہ سلامت میں تیار ہوں۔" ملوسک نے جواب دیا۔ مگر وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ نجانے چلوسک نے کیا ترکیب سوچی ہے ورنہ وہ اکیلا یہاں رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

"ارے ہاں یہ کیا چیزیں ہیں مجھے میرے سپاہی نے لا دی ہیں۔" بادشاہ کی نظر اچانک ان پستولوں پر پڑی تو اس نے ان سے پوچھ لیا۔

"بادشاہ سلامت یہ جہاز کا دروازہ کھولنے کے کام آتے ہیں ان کے بغیر جہاز کا دروازہ نہیں کھلتا۔" چلوسک نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا

"تو لو پکڑو۔" بادشاہ نے دونوں پستول اٹھا کر چلوسک کے حوالے کرتے ہوئے کہا ملوسک دل ہی دل میں چلوسک کی عقلمندی کی داد

دینے لگا کہ اس نے کس طرح بات بنالی تھی

"اچھا تو تم جاؤ یہ بندر تمہیں جہاز تک پہنچا دے گا تم کرہ ارض پر جاؤ تو بیگارو شہر میں میرے استاد کاہن کا نام پوچھ لینا اس سے واپسی کا علم پوچھ کر جلدی واپس آؤ" بادشاہ نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بادشاہ سلامت ہمارا جہاز کچھ اس طرح بنا ہوا ہے کہ جب تک ہم دونوں اس کے اندر ایک بٹن مل کر نہ دبائیں وہ نہیں چلتا اس لئے ملوسک کا جہاز تک جانا ضروری ہے" چلوسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا یہ بات ہے تو چلو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میرے سپاہی بھی ساتھ جائیں گے اگر تم نے کوئی شرارت کی تو میرے سپاہی تمہیں وہیں الٹا لٹکا دیں گے۔" بادشاہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ہمیں پہلے آپ کی حکم عدولی کی سزا مل چکی ہے اس لئے ہم ایسا نہیں کریں گے۔" چلوسک نے انہیں یقین دلاتے

ہوئے کہا۔

چنانچہ بادشاہ ان دونوں کو اور اپنے بیشمار سپاہیوں کو لے کر جہاز کی طرف چل پڑا بادشاہ اسی طرح تخت پہ بیٹھا ہوا تھا جسے بندروں نے اٹھا رکھا تھا اور یہ دونوں پیدل چل رہے تھے ان کے اندازے کے مطابق وہ تقریباً پانچ گھنٹے تک مسلسل چلے ہوں گے تو اچانک ایک جگہ انہیں بے شمار جہاز کھڑے نظر آنے لگے

"ان میں سے ہمارا جہاز کونسا ہے" ملوسک نے چلوسک سے پوچھا۔

"معلوم نہیں یہ تو پتہ کرنا پڑے گا" چلوسک نے بھی کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

جب وہ سب ان جہازوں کے پاس پہنچ گئے تو بادشاہ نے ان سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

"تمہارا جہاز کونسا ہے۔"

"معلوم نہیں بادشاہ سلامت" چلوسک نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ابھی پتہ چل جاتا ہے پھر اس نے اپنے ساتھیوں یعنی بندروں کو حکم دیا

کہ وہ ان جہازوں پر اپنے نیزے ماریں چنانچہ اس کے حکم پر بندروں نے بکھر کر جہازوں پر نیزے مارنے شروع کر دیے وہ نیزے آہستہ آہستہ مارتے تھے اور جس جہاز کو نیزہ لگتا وہ ٹوٹ کر بکھر جاتا وہ دونوں خاموش کھڑے دیکھتے رہے۔ آہستہ آہستہ وہاں موجود تقریباً تمام جہاز ٹوٹ گئے۔ صرف دو جہاز باقی رہ گئے پھر ان میں سے ایک بھی ٹوٹ گیا اب وہاں ایک رہ گیا۔ اسے جب نیزہ مارا گیا تو وہ صحیح سلامت رہا چنانچہ سب بندر وہاں اکٹھے ہوگئے۔ یہی چلوسک ملوسک کا جہاز تھا بادشاہ بھی ان دونوں کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔

چلوسک نے جہاز کے قریب جاتے ہی جیب سے پستول نکالا اور جہاز کی اس جگہ رکھ کر زور سے دبایا جہاں دروازہ کھولنے کا بٹن تھا۔ چونکہ وہ پہلے بادشاہ کو بتلا چکا تھا۔ کہ دروازہ اس سے کھلتا ہے اس لئے اس نے ایسا کیا تھا بٹن دیتے ہی دروازہ کھل

گیا اور سیڑھیاں باہر نکل آئیں۔
"ملوسک تم اندر جا کر جہاز چلانے والا بٹن دباؤ" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یہ اندر جائے گا تو تم میرے پاس ٹھہرو گے جب یہ باہر آئے گا تب تم جانا۔" بادشاہ بھی عقلمند تھا۔ اس نے ملوسک کو اشارہ کیا اور ملوسک اندر داخل ہوگیا چلوسک کے دل میں ایک لمحے کے لئے خیال آیا کہ وہ پستول نکال کر بادشاہ اور ان بندروں پر حملہ کر دے اور بھاگ کر اندر چلا جائے مگر پھر وہ اس لئے رک گیا کہ بندر بیشمار تھے۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی اس نے حملہ کیا یا بادشاہ کو مارا وہ سب نیزے جہاز پر زور سے ماریں گے اور جہاز کو آگ لگ جائے گی اور وہ جہاز کو نقصان پہنچنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا اسلئے خاموش کھڑا رہا۔
اسی لمحے جہاز کے اندر سے ملوسک نے

زور سے چیخ ماری۔ اس کی چیخ ایسی اچانک اور زوردار تھی جیسے اندر کسی نے اس پر حملہ کر دیا ہو۔
"کیا ہوا کیا ہوا" چلوسک چیخ سنتے ہی تیزی سے بھاگا اور سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔
"بادشاہ اور اس کے سپاہی حیرت زدہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے جہاز کا دروازہ ایک جھٹکے سے بند ہوا اور جہاز یکدم بلند ہونا شروع ہوگیا۔
ارے ارے یہ بھاگے جا رہے ہیں حملہ کرو حملہ کرو۔" جب بادشاہ کو ان کی چالاکی کا احساس ہوا تو اس نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا مگر اتنے تک جہاز ان کے نیزوں کی زد سے باہر جا چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ نیچے اچھلتے ہی رہ گئے۔ اور جہاز تیزی سے بلند ہوتا ہوا ان کی نظروں سے غائب ہوگیا۔
جہاز کے اندر چلوسک ملوسک دونوں اپنی چالاکی

پر بُری طرح ہنس رہے تھے
ویسے تم نے چیخ مار کر بڑی ذہانت کا ثبوت دیا ہے ورنہ اس بادشاہ سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔
"اصل میں الٹا لٹکنے سے مجھے عقل آ گئی ہے" ملوسک نے جواب دیا۔ اور ان کے مشترکہ قہقہوں سے جہاز گونج اٹھا۔
"شکر ہے جان چھوٹی اس سیارے سے ہم تو مصیبت میں آ گئے تھے۔" ملوسک نے سنجیدگی سے کہا۔
"ہاں بس اللہ کی مہربانی ہو گئی ورنہ اس دفعہ شامت آ ہی گئی تھی" چلوسک نے جہاز کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا جہاز اس سیارے کی حدود سے باہر نکل آیا۔ اب ایک بار پھر وہ خلا میں تھے۔
تھوڑی ہی دیر بعد انہیں دور ایک ایسا ستارہ نظر آگیا جو بالکل سفید رنگ کا تھا۔ خلا میں یہ سیارہ کسی چاند کی تھالی کی طرح

چمک رہا تھا۔
"اس چمکدار سیارے پر چلو چلوسک یہ بہت خوبصورت ہے" ملوسک نے اس چمکدار سیارے کو جہاز کی سکرین پر دیکھتے ہی کہا۔
"ہم بھی چلو چلتے ہیں دیکھیں اس میں کیا ہے" چلوسک نے جہاز کا رخ اس سیارے کی طرف کرتے ہوئے کہا اور اب وہ اپنے جہاز میں بیٹھے اس چمکدار سیارے کی طرف تیزی سے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ شاید وہاں کے عجیب و غریب حالات انہیں اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

ختم شد

چلوسک ملوسک
اور عمرو عیار

بچّوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک اور عمروعیار

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— سرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۷/۰ روپے

چلوسک ملوسک کا جہاز انتہائی تیز رفتاری سے چمکدار سیارے کی طرف بڑھتا جا رہا تھا. ان دونوں کی نظریں جہاز کی سکرین پر لمحہ بہ لمحہ بڑے ہوتے ہوئے سیارے پر جمی ہوئی تھیں جوں جوں جہاز سیارے کے نزدیک ہوتا جا رہا تھا ویسے ہی سیارہ کا حجم بڑھتا چلا جا رہا تھا اور اس کی چمک بھی تیز ہوتی جا رہی تھی. اس سیارے کی اپنے محور کے گرد گھومنے کی رفتار انتہائی سست تھی وہ اس طرح گھوم رہا تھا جیسے اب وہ گھومتے گھومتے تھک گیا ہو.

اور کسی بھی لمحے گھومنے سے انکار کردیگا۔
"یہ سیارہ شیشے کا بنا ہوا تو نہیں" ملوسک
نے اس کی چمکدار سطح کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"اسکی چمک سے تو یہی محسوس ہوتا ہے۔"
چلوسک نے بھی سکرین پر نظریں جماتے ہوئے
کہا۔
"سیارے پر ہمیں دھوپ والی عینکیں لگانی پڑیں
گی ورنہ اتنی تیز چمک کہیں ہمیں اندھا نہ کر
دے۔" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"ہاں یقیناً ابھی ہم اس سے دو گھنٹے کے فاصلے
پر ہیں اور اس کی چمک اتنی تیز ہے کہ
اسے براہ راست نہیں دیکھا جا رہا سکرین پر
بھی اس کی چمک خاصی تیز محسوس ہو رہی
ہے تو اس کے اندر روشنی کا نجانے کیا
حال ہوگا" چلوسک نے جواب دیا۔ پھر وہ
کرسی سے اٹھا اور جہاز کی پچھلی طرف چلا
گیا جہاز کی دم کی طرف ایک خفیہ خانہ کھول
کر اس نے اس میں سے دو دھوپ والی
عینکیں نکال لیں ان عینکوں کی سائیڈوں پر

چھوٹے چھوٹے پیچ لگے ہوئے تھے اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ایک سرنج اور ایک سبز
رنگ کے سیال سے بھری ہوئی بوتل نکالی
اس میں سے اس نے ایک سرنج بھر کر
پہلے اپنے بازو میں ایک ٹیکہ لگایا اور پھر
دوسری سرنج بھر کر اس نے ملوسک کے
بازو میں ٹیکہ لگادیا پھر سرنج اور سیال کی
بوتل واپس خانے میں رکھ کر خانہ بند کر دیا
اور دوبارہ اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔
"یہ کس بات کا ٹیکہ تھا" ملوسک نے پوچھا
"اس ٹیکہ کے لگانے کے بعد اب ہمارے
جسموں پر کسی زہریلی چیز کا اثر نہیں ہوگا
ہمارے اعصاب اتنے سخت اور مضبوط ہو گئے
ہیں کہ کوئی تیز دھار آلہ ہمیں ضرب نہیں
پہنچا سکتا۔ حتیٰ کہ اب ہمارے جسموں میں باریک
سوئی بھی داخل نہیں ہو سکتی" چلوسک نے
اسے تفصیل سے ٹیکہ کے متعلق بتلا دیا۔
"واہ واہ پھر تو مزہ آگیا" ملوسک نے
خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مگر اس کا اثر کتنی دیر تک رہے گا؟"
اچانک ایک خیال سے ملوسک نے پوچھا۔
"تقریباً دس سال۔" چلوسک نے جواب دیا۔
"اور یہ عینک پر پیچ کس لئے ہیں" ملوسک
نے عینک پہنتے ہوئے پوچھا۔
"یہ پیچ شیشے کے رنگ کو گہرا یا ہلکا کرنے
کے لئے ہیں جوں جوں اس پیچ کو گھمائے
جاؤ گے شیشے کا رنگ گہرا سبز ہوتا جائے گا
اس طرح تیز روشنی بھی آنکھوں پر اثر نہیں
کر سکے گی" ملوسک نے اسے بتلایا۔
"کمال ہے تمہیں ان عینکوں اور ٹیکے کے
متعلق کیسے معلوم ہوا۔" ملوسک نے پیچ گھماتے
ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ڈیڈی کی نوٹ بک سے۔" چلوسک نے مختصر
سا جواب دیا۔
"ونڈر فل" ملوسک نے خوشی سے نعرہ لگایا ڈیڈی
واقعی عظیم شخصیت تھے۔
"ہاں ملوسک ڈیڈی واقعی عظیم شخصیت تھے"
چلوسک نے غمگین لہجے میں کہا۔ ڈیڈی کی یاد

اسے بری طرح تڑپا دیا تھا۔
"اب میں آسانی سے اس سیارے کو دیکھ
سکتا ہوں" ملوسک نے عینک پہن کر چمکدار سیارے
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"ارے اس سیارے کے اندر یہ سرخ رنگ
کے دھبے کیسے نظر آرہے ہیں"
چلوسک نے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں یہ دھبے مجھے بھی نظر آرہے ہیں
یہ تو بہت بڑے بڑے ہیں ایسا لگتا ہے
جیسے بڑے بڑے سمندر ہوں" ملوسک نے جواب
دیا۔
"اچھا اب آدھے گھنٹے تک ہم سیارے کی
حدود میں داخل ہو جائیں گے پھر معلوم ہو
جائے گا کہ یہ دھبے کیسے ہیں" چلوسک نے
رفتار کی سوئی پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔
اور پھر وہ دونوں خاموشی سے سیارے کو
دیکھتے رہے جو لمحہ بہ لمحہ ان کے نزدیک ہوتا
جا رہا تھا۔ سیارے کے بالکل نزدیک پہنچ کر
انہیں عینکوں کے شیشوں کے رنگ اور گہرے

کرنے پڑے کیونکہ چمک بے حد تیز ہوگئی چند لمحوں بعد جہاز کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اسکی رفتار پہلے سے زیادہ تیز ہوگئی۔

"ہم سیارے کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں سیارے کی کشش کی وجہ سے جہاز کی رفتار خودبخود بڑھ گئی ہے" چلوسک نے ملوسک کو بتلایا۔

"ہوں" ملوسک نے کہا وہ بغور سیارے کی فضا کو دیکھ رہا تھا چند ہی لمحوں بعد انہیں محسوس ہوا کہ سیارے کی چمک ختم ہوتی جا رہی ہے انہوں نے تیزی سے شیشوں کے رنگ ہلکے کرنے شروع کر دیے اور آخر انہیں عینکیں اتارنی پڑیں تیز چمک صرف سیارے کی اوپر والی سطح تک ہی محدود تھی۔ اندر ماحول میں چمک نہیں تھی آہستہ آہستہ وہ سیارے کے مرکز کے قریب ہوتے چلے گئے اور پھر انہیں دور سے بڑے بڑے سمندر، پہاڑ اور پھر زیادہ نزدیک جاکر جنگل تک نظر آنے لگے۔

"ارے یہ تو ہم کرۂ ارض پر پہنچ گئے ہیں

وہی ماحول وہی زمین وہی پہاڑ وہی سمندر اور جنگل یہ تو اصل والی زمین ہے" ملوسک کا لہجہ حیرت سے بھرپور تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے زمین تو اس طرف ہے ہی نہیں بلکہ کائنات کے نقشے کے مطابق اس کے بالکل برعکس سمت میں ہے اور دوسری بات یہ کہ زمین کی سطح اتنی چمکدار نہیں ہے جتنی اس سیارے کی ہے مگر یہاں کا ماحول تو بالکل زمین کی طرح ہے"! چلوسک بھی پریشان ہوگیا۔ اس نے جہاز کی رفتار کو کنٹرول کیا کیونکہ اس کی رفتار بے حد تیز ہو گئی تھی اور اگر یہی رہتی تو جہاز زمین سے ٹکرا جاتا۔

جہاز کی رفتار کو کنٹرول کرکے وہ آہستہ آہستہ فضا میں اڑتے رہے اور پھر انہوں نے ایک بہت بڑے جنگل کے کنارے جہاز کو اتار دیا یہ جنگل چیڑ کے درختوں کا تھا اور خوبصورت لگ رہا تھا۔

جہاز کو جنگل کے کنارے اتار کر وہ باہر نکل آئے باہر نکلتے ہی انہیں وہی سوندھی

سوندھی خوشبو محسوس ہونے لگی جیسی کہ جنگل
سے آتی تھی ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی سامنے
گھاس کا وسیع میدان تھا۔ اس کی دوسری
طرف ایک چھوٹی پہاڑی نظر آرہی تھی آسمان
پہ سفید رنگ کے بادل تیر رہے تھے جنگل
سے پرندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"بالکل کرہ ارض یہ یقیناً کرہ ارض ہے۔ کوئی
چیز بھی مختلف نہیں" ملوسک نے اِدھر اُدھر
دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب تو مجھے بھی یہی احساس ہو رہا
ہے کہ ہم کرۂ ارض پہ آگئے ہیں مگر سائنسی
طور پر میں جانتا ہوں کہ یہ کرۂ ارض نہیں
ہے بلکہ کوئی اور سیارہ ہے مگر ہے بالکل
کرۂ ارض کی مانند" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا
ابھی۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ اچانک
انہیں پہاڑی کی طرف سے ایک آدمی آتا
دکھائی دیا اس نے سر پہ پگڑی باندھی
ہوئی تھی اور جسم پہ ایک لمبا سا چوغا پیروں
میں شاہی جوتے تھے گلے میں بڑے بڑے

موتیوں کا ہار تھا وہ کسی مسخرے کی طرح
اچھلتا کودتا اور ناچتا گاتا آرہا تھا اس کی
بغل میں ایک سیاہ رنگ کا تھیلا تھا۔

"یہ تو کوئی شاہی مسخرہ معلوم ہوتا ہے"
ملوسک نے اسے دلچسپی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے چلو اس
سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ کون سا
سیارہ ہے" چلوسک نے کہا۔ اسی لمحے اس
مسخرے نما شخص نے بھی انہیں دیکھ لیا اور
وہ ایک لمحے کیلئے وہیں ٹھٹھک کر رک گیا
جیسے انہیں دیکھ کر پہچاننے کی کوشش کر
رہا ہو پھر وہ تیزی سے ان کی طرف
بڑھنے لگا قریب آکر وہ حیرت سے ان کے
جہاز کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر حیرت
کے شدید تاثرات تھے۔

"کون ہو تم" اس نے پہلی بار زبان کھولی
"ارے یہ تو وہی زبان بول رہا ہے جو
ہمارے ڈیڈی کے پاس آنے والا ایک عربی
بولتا تھا یہ شاید عربی زبان ہے" چلوسک نے

جواب دیا۔ چونکہ وہ عربی زبان نہیں سمجھتے تھے
اس لئے ان دونوں نے کانوں میں پہنے ہوئے
ٹالیس پہ انگلیاں پھیریں اب وہ ایک دوسرے کی
خیالات آسانی سے سمجھ سکتے تھے۔

یہ کون سا سیارہ ہے کیا یہ کرۂ ارض ہے"
چلوسک نے پوچھا۔

"ہاں کرۂ ارض ہے اور کون سا ہو سکتا ہے
تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو" آنے
والے نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے
ہوئے پوچھا۔

"دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ یہ کرۂ ارض ہے
مگر تم مانتے ہی نہ تھے" ملوسک نے بھائی
سے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کمال ہے میں کیسے مان لوں" چلوسک
نے الجھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کون ہو اور یہ تمہارے پیچھے کس چیز
کا انڈہ ہے اتنا بڑا انڈہ تو ہم نے پہلے
کبھی نہیں دیکھا کیا تم اس انڈے سے
نکلے ہو" آنے والے نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"یہ انڈہ نہیں خلائی جہاز ہے اور ہم دونوں
بھائی ہیں میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا
چھوٹا بھائی ہے۔ اس کا نام ملوسک ہے تم
کون ہو۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں نے
تمہاری تصویر دیکھی ہے" چلوسک نے اسے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"یقیناً دیکھی ہوگی میں مشہور زمانہ عمروعیار جھلِ
برق ناگہاں عیار دوراں عمروعیار" آنے والے نے
انتہائی فخریہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

عمروعیار کا نام سن کر وہ دونوں حیرت
سے اچھل پڑے۔

"ارے تم عمروعیار ہو۔ وہی عمروعیار جو امیر حمزہ
کے لشکر کا مسخرہ تھا جس نے اپنی عیاری سے
جادوگروں کے ناک میں دم کر دیا تھا" ان
دونوں نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے حقیر چلوسکو ملوسکو خبردار جو تم نے مجھے
مسخرہ کہا اور پھر تم مجھے تھا کیوں کہہ رہے
ہو میں تو موجود ہوں اور میں مسخرہ نہیں

بلکہ صاحب قِراں امیر حمزہ کا ایک سردار ہوں" عمروعیار نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"صاحب قِراں امیر حمزہ کا سردار مگر وہ تو بہت پرانے زمانے کی بات ہے ہم نے تو بچپن میں تمہاری کہانیاں پڑھی تھیں۔ کہانیوں کے سرورق پہ تمہاری تصویر بھی چھپی ہوئی تھی" ملوسک نے حیران ہوتے ہوتے کہا۔ اسی لئے تو ہم کہہ رہے تھے کہ تمہاری شکل جانی پہچانی ہے۔

"تم کہیں پاگل تو نہیں میں موجود ہوں پہاڑی کی پچھلی طرف امیرحمزہ کا لشکر موجود ہے اس جنگل کی دوسری طرف جادوگروں کا علاقہ ہے ہمارے درمیان جنگ جاری ہے اور تم پرانے زمانے کی باتیں کر رہے ہو۔ یا تو تم پاگل ہو یا پھر کوئی بڑے عیار جادوگر ہو" عمروعیار نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ ویسے اس کی آنکھوں میں بھی الجھن کے تاثرات تھے۔

"ہم پاگل نہیں ہم نے خود تمہاری کہانیاں پڑھی ہیں تمہاری عیاریاں تمہاری چالاکیاں سب کچھ ہم نے پڑھا ہے ہم بے حد دلچسپی سے تمہاری چالاکیاں

پڑھا کرتے تھے۔ اور خوب ہنستے تھے" چلوسک نے جواب دیا۔

"یااللہ واقعی یہ دو بچے مجھے پاگل بنادیں گے۔ غضب خدا کا میں زندہ سلامت موجود ہوں اور یہ مجھے مردہ بناکر مدتوں پہلے میرے کہانیاں بھی پڑھ چکے ہیں تم مجھ سے بھی بڑے عیار لگتے ہو مگر ہیں۔ یہ میں کیا کہہ گیا۔ سب سے بڑا عیار تو میں ہوں تم تو ابھی بچے ہو مگر نہیں مجھے تم جادوگر لگتے ہو۔ عمروعیار نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے پھرتی سے تھیلے میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے سیاہ رنگ کا ریشمی جال ان پر آپڑا۔ اور وہ اس جال میں اس بُری طرح جکڑے گئے کہ ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتے تھے۔

"دیکھا کیسے باتوں میں لگاکر میں نے تم پر سلیمانی جال پھینک دیا ہے۔ ہاہا، اب میں تمہیں گھسیٹتا ہوا امیر حمزہ کے پاس لے جاؤنگا اور وہ اپنے ہاتھوں سے تمہاری گردنیں کٹائیں

گئے۔" عمروعیار نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ہم سچ کہہ رہے ہیں ہمیں چھوڑ دو ہم جادوگر نہیں ہیں۔" چلوسک ملوسک دونوں نے چیختے ہوئے کہا۔

ہوں مجھے پاگل بنا رہے تھے عمروعیار کو جو عیار زماں ہے ارے ہاں اس انڈے کو بھی تو ساتھ لے جاؤں امیرحمزہ اسکو دیکھ کر یقیناً خوش ہونگے عمروعیار نے کہا اور پھر وہ جال کا سرا چھوڑ کر جہاز کی طرف بڑھ گیا اس نے تھیلا بغل سے اتارا اور پھر وہ جہاز کے قریب پہنچکر رک گیا اس نے ایک بار گھوم پھر کر جہاز کو چاروں طرف سے دیکھا اور پھر اس نے تھیلے کا منہ کھول کر اسے جہاز کے ساتھ لگاتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ کہا چلوسک ملوسک جال میں جکڑے ہوئے دیکھ رہے تھے اس وقت ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹ گیئں۔ جب انہوں نے اس تھیلے کو تیزی سے بڑا ہوتا دیکھا تھوڑی دیر بعد جہاز تھیلے کے اندر غائب

ہو چکا تھا اور چند لمحے بعد تھیلا دوبارہ چھوٹا ہوگیا۔ اتنا بڑا جہاز اس تھیلے کے اندر غائب ہو گیا تھا عمروعیار نے تھیلا دوبارہ کندھے سے لٹکا لیا اور چلوسک ملوسک کی حیرت سے سٹی گم ہوگئی۔

"ارے ہمارا جہاز کہاں گیا۔" ان دونوں کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"میری زنبیل میں ہے تمہارا انڈہ" عمروعیار نے اس تھیلے کو تھپکتے ہوئے کہا۔

"زنبیل تو یہ ہے عمروعیار تمہاری زنبیل" ان دونوں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس چھوٹے سے سیاہ رنگ کے تھیلے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس زنبیل کے متعلق وہ کہانیوں میں پڑھ چکے تھے اس زنبیل میں تو ہاتھی تو ایک طرف شہر کے شہر گم ہو جاتے تھے بیچارے جہاز کی کیا بساط۔ جہاز کو زنبیل میں ڈال کر عمروعیار نے جال گھسیٹنا شروع کر دیا۔

"سنو عمروعیار ہمیں چھوڑ دو ہم خود تمہارے سردار کے پاس چلنے کو تیار ہیں۔" چلوسک

نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا مگر عمروعیار
سنی ان سنی کرتے ہوئے آگے بڑھتا رہا
وہ انہیں گھسیٹتا بھی جاتا تھا اور گاتا بھی جاتا
تھا۔

میں عمروعیار ہوں، برق ناگہاں عیارِ زماں۔

امیر حمزہ کی فوج واقعی پہاڑی کے دوسری
طرف موجود تھی۔ ہر طرف خیمے ہی خیمے تھے
جیسے ہی عمروعیار انہیں گھسیٹتا ہوا وہاں پہنچا لشکر
کے سپاہی ان کے گرد اکٹھے ہوگئے۔
"کون ہیں یہ" ان میں سے کسی نے چلوسک
ملوسک کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا
"یہ بڑے عیار جادوگر ہیں چلوسک جادوگر اور
ملوسک جادوگر یہ مجھ سے عیاری کر رہے تھے
مگر عمروعیار سے کون جیت سکتا ہے میں انہیں
قید کرکے لے آیا ہوں" عمروعیار نے فخریہ

میں تفصیل سے سپاہیوں کو بتلاتے ہوئے کہا۔ اور سپاہی۔ ان دونوں کو حیرت سے دیکھتے رہے خاص طور پر وہ ان کے لباس اور جوتوں کو انتہائی حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے انہوں نے یہ لباس اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھا ہو چلو سک ملوسک دونوں کوٹ اور پتلونوں میں ملبوس تھے گلے میں ٹائیاں باندھی ہوئی تھیں پیروں میں انہوں نے بوٹ پہن رکھے تھے جبکہ سپاہیوں نے بڑے بڑے چغے پہن رکھے تھے۔

عمروعیار ان دونوں کو گھسیٹتا ہوا خیموں کے درمیان چلتا رہا۔ پھر خیموں کے درمیان میں ایک بہت بڑے ریشمی خیمے کے سامنے جاکر رک گیا خیمے کے باہر خونخوار شکلوں والے دس بارہ دربان ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے۔

”سردار اعظم کو اطلاع کرو کہ عمروعیار دو جادوگروں کو قید کر کے لے آیا ہے“ عمروعیار نے ایک دربان سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس کا لہجہ بےحد فخریہ تھا۔

دربان نے مودبانہ انداز میں سر جھکایا اور

پھر خیمے کا پردہ اٹھا کر اندر غائب ہوگیا چند لمحوں بعد وہ باہر نکلا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں عمروعیار سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سردار اعظم نے بازیابی کی اجازت دیدی ہے“

”پھر پردہ ہٹاؤ“ عمروعیار نے اکڑ کر کہا۔ دربان نے خیمے کا پردہ ہٹایا اور عمروعیار انہیں گھسیٹتا ہوا اندر داخل ہوگیا۔

یہ ایک بہت بڑا خیمہ تھا جس میں ہر طرف قالین بچھے ہوئے تھے سامنے قالین پر رکھی ہوئی سونے کی ایک بڑی چوکی پر ایک انتہائی باوقار خوبصورت عربی بیٹھا تھا اس نے ریشمی چغہ پہنا ہوا تھا۔ کمر پر میں ایک تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ سر پہ موتیوں کی بنی ہوئی جھالر نما ٹوپی تھی وہ قد بت سے پورا دیو لگ رہا تھا مگر اس کے چہرے پر جاہ و جلال کے ساتھ ساتھ نرمی بھی موجود تھی اس کی سیاہ ڈاڑھی اس کے چہرے پہ بڑی بھلی لگ رہی تھی اس کے دونوں طرف

چار بوڑھے آدمی بڑے مؤدب انداز میں بیٹھے
تھے جبکہ خیمے کی دیواروں کے ساتھ ساتھ سپاہی
ننگی تلواریں لئے کھڑے تھے۔ عمروعیار نے ان
دونوں کو گھسیٹ کر اس سردار کے سامنے پھینکا
اور خود جھک کر سلام کرنے لگا۔

"یہ کون ہیں عمروعیار" سردار اعظم نے بڑے
باوقار لہجے میں ان دونوں کو حیرت بھرے
انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ جادوگر ہیں سردار اعظم اور میں انہیں جنگل
کے پاس سے گرفتار کرکے لے آیا ہوں انعام
کا حقدار ہوں" عمروعیار نے بڑے مؤدبانہ لہجے
میں جواب دیا۔

"سردار نے قریب موجود بوڑھے کو ہاتھ سے
اشارہ کیا اور اس نے پشت کی طرف ہاتھ
کرکے ایک تھیلی اٹھائی اور عمروعیار کی طرف
پھینک دی عمروعیار نے تھیلی یوں جھپٹی جیسے چیل
گوشت پر جھپٹتی ہے اور پھر اس نے تھیلی
پھرتی سے اپنی زنبیل میں ڈال دی۔ اور جھک
کر سلام کرنے لگا۔

"سردار عظم میں انہیں اس لئے لے آیا
ہوں تاکہ آپ اپنے ہاتھوں سے قتل کردیں
ورنہ تو میں خود انہیں وہیں ختم کر دیتا اور
ان کے سر آپ کی خدمت میں پیش کردیتا"
عمروعیار نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

کیا تم جادوگر ہو۔ اور یہ تم نے کیسا
لباس پہن رکھا ہے
اس سے پہلے تو ہم نے کسی جادوگر کو ایسا
لباس پہنے ہوئے نہیں دیکھا" سردار اعظم نے عمروعیار
کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے براہ راست
چلوسک ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جناب یہ عمروعیار ہمیں خواہ مخواہ گرفتار کرکے
لے آیا ہے ہم جادوگر ہرگز نہیں ہیں ہم تو
چلوسک ملوسک دو بھائی ہیں اور اپنے خلائی
جہاز میں یہاں پہنچے ہیں" چلوسک نے جواب دیا

"یہ عیاری کر رہے ہیں سردار اعظم" عمروعیار
بیچ میں بول پڑا۔

"تم چپ رہو" سردار اعظم نے اسے جھڑک دیا
اور وہ بھیگی بلی کی طرح خاموش ہوگیا۔

"خلائی جہاز کیا مطلب ہم سمجھے نہیں اور
دیکھو جو بات سچ سچ ہو ہمیں بتلادو ہمیں
جھوٹ سے نفرت ہے۔" سردار اعظم نے تلخ
لہجے میں کہا۔

"سردار اعظم آپ یقین کریں یا نہ کریں
لیکن ہم سچ کہیں گے ہم افریقہ کے قریب
رہتے تھے ہمارا ڈیڈی یوشاکا بہت بڑا سائنسدان
تھا اس نے ایک خلائی جہاز تیار کیا تھا
تاکہ وہ اس کے ذریعے کرہ ارض کے علاوہ دوسری
دنیاؤں کی سیر کرسکے۔ ہم دونوں بھائی چوری
چھپے یہ جہاز لے کر چاند کی سیر کے لئے گئے
مگر وہاں مختلف سیاروں میں گھومتے رہے اور
اس بار اس سیارے میں آگئے یہ سیارہ بالکل
کرہ ارض کی طرح ہے ابھی خلائی جہاز سے
باہر نکلے ہی تھے کہ یہ صاحب وہاں آگئے
ان کی شکل جانی پہچانی تھی انہوں نے بتلایا
کہ یہ عمروعیار ہیں۔ ہم بے حد حیران ہوئے کیونکہ
عمروعیار تو کرہ ارض پر بہت پرانے زمانے میں
گذرا ہے امیر حمزہ عمروعیار اور ان کی جادوگروں

کے ساتھ لڑائی کی کہانیاں ہم نے کتابوں میں
پڑھی تھی اس آدمی نے ہمیں اس جال میں
جکڑ لیا ہمارا خلائی جہاز اپنے تھیلے میں ڈال
لیا۔ اور ہمیں گھسیٹتا ہوا آپ کے پاس لے
آیا ہے۔ بس یہ ہے اصل کہانی نہ ہم
جادوگر ہیں اور نہ ہمارا جادوگروں سے کوئی تعلق
ہے۔" چلوسک نے مختصر طور پر اپنے حالات
بتلاتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ لغو بکواس یہ واقعی جادوگر ہیں" خیموں
میں بیٹھے ہوئے بوڑھوں نے بیک زبان ہو کر
کہا۔ مگر سردار اعظم خاموش رہا وہ کچھ سوچ
رہا تھا پھر اس نے چلوسک سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ ہم تمہاری باتوں
پر کیسے یقین کرلیں یہ واقعی خواجہ عمروعیار ہے
اور ہم امیر حمزہ ہیں۔ ہمارا لشکر یہاں جادوگر
سے لڑنے کے لئے آیا ہے اور تم کہہ
رہے ہو کہ یہ پرانے زمانے کی باتیں ہیں
اور تم نے کتابوں میں پڑھا تھا پھر دوسرے

سیاروں کی سیر تو جادوگر ہی کر سکتے ہیں۔"
"میں نے جو کچھ کہا ہے بالکل سچ کہا
اب آپ کی مرضی آپ یقین کریں یا
کریں" چلوسک نے بے بس ہوتے ہوئے کہا۔ وا
وہ ایسی بات کہہ رہا تھا جو یقین کے قا
نہیں تھی مگر اسے معلوم تھا کہ وہ سچ
کہہ رہا ہے۔
"وہ خلائی جہاز کہاں ہے" سردار نے عمروعیا
سے پوچھا۔
"وہ جادو کا بڑا انڈہ میری زنبیل میں ہے
حضور والا۔" عمروعیار نے جواب دیا۔
"ہمیں دکھاؤ" سردار نے حکم دیا۔
"وہ حضور والا اس خیمے سے بڑا ہے اسے
لینے کے لئے آپ باہر تشریف لے آئیں" عمروعیا
نے کہا۔
"ہمیں اس جال سے رہا کیجئے ہم آپکو خود
اس جہاز کی سیر کرائیں گے یقین کریں ہم
آپ کے دشمن نہیں دوست ہیں" چلوسک نے
منت بھرے لہجے میں کہا

"جب تک ہمیں تمہاری باتوں کا یقین نہ
ہو ہم تمہیں کیسے سلیمانی جال سے رہا کر سکتے
ہیں ہمیں یقین دلاؤ کہ تم جادوگر نہیں ہو"
امیر حمزہ نے تلخ لہجے میں کہا۔
"آپ کو کیسے یقین آسکتا ہے۔" چلوسک
نے پوچھا۔
"تم سامری جادوگر کی قسم کھا کر کہو کہ تم
جادوگر نہیں ہو اور اگر جادوگر ہو تو تمہارا
جادو ختم ہو جائے" ایک بوڑھے نے پہلی بار
ان سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہم سامری جادوگر کی قسم کھا کر کہتے ہیں
کہ ہم جادوگر نہیں ہیں اور اگر ہیں تو ہمارا
جادو ختم ہو جائے۔" چلوسک نے فوراً قسم
کھا لی۔
"یہ دوسرا بھی قسم کھائے۔" بوڑھے نے ملوسک
کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ملوسک
نے بھی وہی فقرے دہرا دیے۔
"سردار اعظم ان کی باتیں حیران کن ضرور ہیں
مگر یہ جادوگر نہیں ہیں کیونکہ یہ اگر جادوگر

ہوتے تو کم سے کم سامری جادوگر کی قر
اٹھانے پر کبھی تیار نہ ہوتے۔" بوڑھے نے
امیر حمزہ سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مگر جو باتیں یہ کر رہے ہیں ہم ان پ
کیسے یقین کر لیں یہ تو بڑی حیرت انگیز باتی
کر رہے ہیں۔" امیر حمزہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے درمیان بلاکس کے مقام پ
جنگ ہو چکی ہے جس میں جادوگروں کو شک
ہوئی تھی اور افراسیاب جادوگر مارا گیا تھا اور
تمام جادوگروں نے جادو سے توبہ کرکے آپ
کی سرداری قبول کر لی تھی۔" چلوسک نے کچھ
سوچتے ہوتے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوا۔ بلاکس کا مقام تو جادوگر
کا صدر مقام ہے اور افراسیاب جادوگر ابھی
زندہ ہے۔" امیر حمزہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو جناب ہم اس جنگ کا حال پہلے ہی
کتاب میں پڑھ چکے ہیں اس میں آپ زخمی
بھی ہوتے تھے۔ اور خواجہ عمرو عیار آپ کو
زنبیل میں ڈال کر بچاکر لے آیا تھا۔" چلوسک

نے کتاب کی کہانی یاد کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ سردار اعظم
کو کون زخمی کر سکتا ہے ان کے پاس
ذوالفقار ہے اس کی موجودگی میں کسی کی جرأت
ہے کہ انہیں زخمی کرسکے۔" ایک بوڑھے نے
انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں جناب مجھے یاد آگیا ذوالفقار جو آپ
کی مقدس تلوار تھی چوری ہوگئی تھی آپ کا
ایک سردار جس کا نام ٹھہریئے مجھے یاد کرنے
دیجئے ہاں جس کا نام سعد تھا وہ
جادوگروں سے مل گیا تھا اس نے وہ تلوار
چوری کر لی تھی" چلوسک نے کہا۔

"بکواس بند کرو تم خواہ مخواہ ہمیں پریشان کر
رہے ہو۔ سعد تو یہ بیٹھا ہے۔ یہ ہمارا
خاص آدمی ہے یہ بھلا جادوگروں سے کیسے
مل سکتا ہے تم واقعی بے حد عیار جادوگر ہو
اب ہمیں یقین آگیا ہے" امیر حمزہ نے شدید غصے
کے عالم میں کہا۔

"جناب ہماری بات کا یقین کریں اللہ تعالیٰ کی

قسم ہم سچ کہہ رہے ہیں ہم یہ سب
باتیں کہانیوں میں پڑھ چکے ہیں ورنہ ہمیں کیا
معلوم کہ سعد کون ہے اور جادوگر کون ہیں
اور آپ کی تلوار کا کیا نام ہے" چلوسک نے
جواب دیا وہ درحقیقت عجیب چکر میں پھنس
گیا تھا اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح
امیرحمزہ کو اپنی بات کا یقین دلائے۔

"اوہ تم اللہ کی قسم کھا رہے ہو۔ تم
جادوگر نہیں ہو سکتے۔ جادوگر کبھی اللہ کی قسم
نہیں کھاتے مگر ادھر تم باتیں ایسی کر رہے
ہو جس سے تمہارے جادوگر ہونے کا یقین ہوتا
ہے۔ تم نے ہمیں الجھا دیا ہے" امیر حمزہ
نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"حضور یہ بےحد عیار جادوگر لگتے ہیں آپ
ان کے سر قلم کرکے ان سے جان چھڑوائیں"
عمروعیار نے امیرحمزہ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم نہیں چاہتے کہ کوئی بےگناہ ہمارے
ہاتھوں مارا جائے۔ اگر ہمیں یقین ہو جائے کہ
یہ جادوگر ہیں تو ہم انہیں فوراً قتل کر دیں"

امیرحمزہ نے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ ہمیں اس جال سے رہا کریں۔ ہم
آپکو اپنے جہاز کی سیر کراتے ہیں آپ کو
خودبخود یقین آجائیگا کہ ہم سچ کہہ رہے ہیں"
چلوسک نے انہیں یقین دلانے کی کوشش کرتے
ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی کرتے ہیں دیکھا جائے گا"
امیرحمزہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور انہوں نے
عمروعیار کو جال ہٹانے کا حکم دیا۔ عمروعیار نے
کندھے جھٹکتے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ
کر جال کو کھینچا اور دوسرے لمحے وہ دونوں
آزاد ہوگئے۔ عمروعیار نے جال لپیٹ کر دوبارہ
زنبیل میں ڈالدیا۔

جال سے آزاد ہوتے ہی وہ دونوں اٹھے
اور پھر انہوں نے امیرحمزہ کے سامنے جھک کر
انہیں سلام کرتے ہوئے انکا شکریہ ادا کیا۔

"یقین کریں جناب کہ ہم آپ کے دوست
ہیں دشمن نہیں ہمارے پاس سائنس کا علم ہے
ہم جادوگروں کے خلاف جنگ میں آپ کی مدد

کر سکتے ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"تم ہمیں وہ جہاز دکھلاؤ" امیرحمزہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلیئے" چلوسک نے کہا اور پھر وہ سب خیمے سے نکل کر ایک کھلے میدان میں آگئے۔

سردار امیرحمزہ کو باہر آتے دیکھ کر تمام سپاہی بھی وہاں اکٹھے ہوگئے میدان میں پہنچکر عمروعیار نے زنبیل کندھے سے اتاری اور اسے زمین پر ڈال کر منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا زنبیل بڑی ہوتی گئی پھر اس میں سے جہاز برآمد ہوا اور زنبیل دوبارہ چھوٹی ہوگئی عمروعیار نے زنبیل واپس اٹھالی اب میدان میں ان کا جہاز کھڑا تھا اور امیرحمزہ سمیت سب سپاہی اور سردار انتہائی حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"یہ کیا چیز ہے" امیرحمزہ نے اس کے چاروں طرف گھوم کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ خلائی جہاز ہے جناب والا جسکے ذریعے ہم کائنات کے مختلف سیاروں میں گھومتے رہتے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"کیا یہ جادو کی کوئی چیز ہے" امیر حمزہ نے پوچھا۔

"نہیں جناب یہ تو سائنس کی ایجاد ہے" چلوسک نے جواب دیا۔

"سائنس وہ کیا چیز ہوتی ہے"۔ امیر حمزہ نے پوچھا۔

"سائنس ایک علم ہے جناب جس سے نئی نئی چیزیں بنائی جاتی ہیں" چلوسک نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جہاز کی مخصوص جگہ پر دباؤ ڈال کر اسکا دروازہ کھول دیا دروازہ کھلتے ہی سیڑھیاں باہر نکل آئیں اور امیرحمزہ سمیت باقی سب لوگ چونک کر دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

"یہ جادو ہے یہ جادو ہے یہ جادوگر ہیں" عمروعیار چیخ پڑا۔

"یہ جادو نہیں ہے سائنس ہے" چلوسک نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب اندر آجایئے اور یہ دیکھئے کہ یہ جادو ہے یا سائنس ہے" چلوسک نے امیرحمزہ

کو اندر آنے کی دعوت دیتے ہوئے کہا۔
"نہیں سردار آپ اندر نہ جائیں یہ آپ کو
جادو کے انڈے میں بند کرنا چاہتے ہیں۔ یہ
سب عیاری ہے حضور" ایک بوڑھے نے امیرحمزہ
سے مخاطب ہوکر کہا۔
"جناب میرا چھوٹا بھائی باہر ہے آپ اندر آجائیں
اگر آپ کو کچھ ہوا تو سرداروں کو اجازت
ہے کہ وہ میرے چھوٹے بھائی کو قتل کردیں
اس سے زیادہ میں اور کوئی ضمانت نہیں دے
سکتا" چلوسک نے انہیں یقین دلاتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ہم اس حیرت انگیز چیز کو ضرور
دیکھیں گے تم اس کے بھائی کا خیال رکھو اگر
یہ ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو اسے
فوراً قتل کر دینا" امیرحمزہ نے فیصلہ کن لہجے
میں کہا۔ انہوں نے کمر میں لٹکی ہوئی تلوار
نیام سے کھینچ کر ہاتھ میں پکڑی اور پھر وہ
سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جہاز میں داخل ہوگئے۔
جہاز کے اندر آکر حیرت کی شدت سے انکی
آنکھیں پھٹ گئیں۔ چلوسک نے انہیں ایک سیٹ

پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ اور انہیں مختلف چیزوں
کے بارے میں سمجھانے لگا۔
"یہ حیرت انگیز چیز ہے مگر یہ کس کام
آتا ہے" امیرحمزہ نے حیران ہوکر اِدھر اُدھر
دیکھتے ہوئے کہا۔
"جناب یہ اڑنے کے کام آتا ہے میں آپ
کو اس کی سیر کرا سکتا ہوں مگر جناب پہلے
آپ اپنے سرداروں کو کم سے کم آدھے گھنٹے
کے لئے کہہ آئیں کہ اگر آپ آدھے گھنٹے
تک واپس نہ آئیں تو وہ بے شک میرے بھائی
کو قتل کردیں" چلوسک نے کہا۔
"ٹھیک ہے امیرحمزہ کو اب شوق ہوگیا تھا
اس لئے وہ سیڑھیاں اتر کر باہر نکلے انہوں
نے اپنے سرداروں کو کہا کہ وہ اس انڈے
میں بیٹھ کر آسمان پر اڑنا چاہتے ہیں اگر
وہ آدھے گھنٹے تک واپس نہ آئیں تو اس
کے بھائی کو قتل کر دینا" انہوں نے باہر
نکل کر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔
"سردار کم سے کم ایک سپاہی کو ساتھ لے

جائیں" ایک بوڑھے نے حفاظت کے طور پر کہا۔
"نہیں سردار یہ عیار ہیں آپ مجھے لے چلیں تاکہ میں ان کی عیاری کا توڑ کر سکوں" عمروعیار نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے تم آجاؤ" امیر حمزہ نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں سیڑھیاں چڑھ کر اندر آ گئے عمروعیار کی آنکھیں بھی جہاز کی مشینری دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔
"چلوسک نے امیر حمزہ کو سیٹ پر بیٹھنے کیلئے کہا اور عمروعیار سے کہا کہ وہ سیٹ کو مضبوطی سے پکڑ کر کھڑا ہو جائے امیر حمزہ اسکے کہنے کے مطابق سیٹ پر بیٹھ گئے اور عمروعیار نے سیٹ کی پشت کو پکڑ لیا۔
چلوسک نے بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا اور پھر اس نے جہاز کو چلانے کا بٹن دبایا جہاز کی مشینری میں زندگی کی لہر دوڑ گئی چھوٹے چھوٹے سینکڑوں بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ سردار امیر حمزہ اور عمروعیار دونوں کے دماغ حیرت کی زیادتی سے پھٹنے کے قریب ہو گئے

جہاز کی سکرین روشن ہوگئی تھی اور اس میں باہر کھڑے ہوئے لوگ نظر آنے لگ گئے تھے چلوسک نے ایک اور بٹن دبایا اور جہاز تیزی سے اوپر اٹھنے لگا چلوسک نے جہاز کی رفتار بے حد کم رکھی اور وہ دونوں حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے جہاز آہستہ آہستہ اوپر اٹھنے لگا نیچے خیمے نظر آنے لگ گئے پھر جہاز اور اونچا ہوگیا اور اب انہیں پہاڑ اور جنگل نظر آنے لگ گئے جو انہیں بالکل چھوٹے چھوٹے لگ رہے تھے وہ حیرت سے اِرد گرد کا منظر دیکھ رہے تھے۔
چلوسک جہاز کو اور اونچا لے گیا اور اب نیچے جنگل پہاڑ دھبوں کی صورت میں نظر آنے لگے وہ جہاز کو ادھر ادھر گھماتا رہا کبھی وہ نیچے لے آتا کبھی اسے اوپر کر دیتا۔ پندرہ منٹ تک سیر کرانے کے بعد وہ جہاز کو نیچے لے آیا جب وہ میدان آگیا جس میں سارا شہر اکٹھا تھا تو اس نے جہاز نیچے اتارنا شروع کر دیا سکرین پر سب لوگ نظر آ رہے

تھے سب کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں
ور آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات نظر آرہے
تھے پھر چلوسک کا جہاز زمین پر ٹک گیا
ور چلوسک نے بٹن دبا کر اس کی مشینری
بند کی اور دروازہ کھول دیا۔

"چلیں جناب باہر چلئے۔" چلوسک نے کہا اور
امیر حمزہ اور عمرو عیار حیرت سے بت بنے خاموشی
سے اٹھے اور سیڑھیاں اتر کر باہر آگئے
باہر آکر چلوسک نے دروازہ بند کر دیا وہ
دونوں اپنے آپ کو ہاتھ لگا لگا کر دیکھ رہے
تھے جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ یہ
سب کچھ سچ ہے وہ آسمانوں پر اڑنے
کے بعد سچ مچ صحیح سلامت واپس آگئے ہیں

"حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز۔" امیر حمزہ کے
منہ سے نکلا سب سردار ان کے گرد جمع
ہوگئے۔

"حضور ہم گھبرا گئے تھے یہ انڈا تو
آسمان میں غائب ہوگیا تھا" ایک سردار نے
کہا۔

"ہاں ہم نے آسمانوں کی سیر کی ہے
یہ انتہائی حیرت انگیز چیز ہے" سردار امیر حمزہ نے
جہاز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"حضور یہ دونوں مجھ سے بھی بڑے عیار
ہیں۔" عمرو عیار نے چلوسک ملوسک کے سامنے
کان پکڑتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ تم کیا کر رہے ہو ہمیں
تو تم بہت اچھے لگتے ہو۔ ہم پہلے تمہارے
کارنامے کتابوں میں پڑھتے تھے۔ اب تم ہمارے
سامنے کھڑے ہو اس سے زیادہ خوشی کی کیا
بات ہوگی" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ آج سے شاہی مشیر ہیں ہمارے دوست
ہیں۔" امیر حمزہ نے ہاتھ اٹھا کر اعلان کیا۔
اور سب نے اس اعلان کے ساتھ ہی بڑے
مؤدبانہ انداز میں ان دونوں کو سلام کرنا
شروع کر دیا۔

"اور یہ آج سے میرے بھی استاد ہیں" عمرو عیار
نے بھی اعلان کیا اور سب کے منہ سے
بے اختیار قہقہے نکل گئے۔

"میرے ساتھ آؤ دوستو" امیر حمزہ نے چلوسک
ملوسک کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ
دونوں اس کے ساتھ چلتے ہوئے دوبارہ شاہی
خیمے میں پہنچ گئے۔ سردار امیر حمزہ نے انہیں
اپنے قریب بٹھلایا اور ان کی خوب خاطر مدارت
کرنی شروع کر دی۔

چلوسک ملوسک شاہی خیمے سے قریب ایک
بڑے خیمے میں سوتے ہوئے تھے سردار اعظم نے
یہ خیمہ ان کے لئے مخصوص کر دیا تھا ابھی
ابھی عمرو عیار ان کے پاس سے اٹھ کر گیا تھا اس
کے کارنامے اتنے دلچسپ تھے کہ کافی دیر
تک اس کی باتیں سن سن کر ہنستے رہے تھے۔
جب وہ اکیلے ہوئے اور باہر پہریداروں کی آوازیں
سنائی دینے لگیں تو ملوسک نے چلوسک سے
مخاطب ہو کر کہا۔
چلوسک آخر یہ سب کیا تماشا ہے میری

سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔"

"کیا بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی دیکھو کتنے عرصے کے بعد ہم یوں سکون سے ان آرام دہ گدوں پر لیٹے ہوئے ہیں ہمیں انسان نظر آنے لگے ہیں ورنہ عجیب و غریب مخلوقات دیکھ دیکھ کر میں تو گھبرا گیا تھا۔" چلوسک نے پروں سے بھرے ہوئے تکیے کو سر کے نیچے ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ امیر حمزہ اور عمرو عیار اور جادوگر تو پرانے زمانے کی باتیں ہیں سینکڑوں ہزاروں سال پہلے کی پھر ہم انہیں زندہ کیسے دیکھ رہے ہیں" ملوسک نے پوچھا

"ہاں یہ بات پہلے پہلے میری سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی مگر پھر میں نے دماغ لڑایا تو بات میری سمجھ میں آگئی دراصل قدرت کے عجیب و غریب راز ہر طرف بکھرے پڑے ہیں۔ ان رازوں کو دیکھ کر ہمیں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کا قائل ہونا پڑتا ہے جہاں تک میں نے سوچا ہے بات یہ ہے کہ

کائنات میں کرۂ ارض کے بالکل مقابل یہ سیارہ واقع ہے اور چونکہ اس کی بیرونی سطح شیشے کی طرح چمکدار ہے۔ اسلئے یہ باہر کے منظر کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے چنانچہ کرۂ ارض پر جو کچھ ہو رہا ہے اس کا عکس اس سیارے پر پڑتا ہے اور وہی حالات وہی لوگ وہی چیزیں وہی ماحول اس سیارے پر بھی پیدا ہو جاتا ہے۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر بھائی جان یہ دور تو کرۂ ارض پر سینکڑوں سال پہلے گزر چکا ہے پھر یہاں اب کیسے شروع ہوگیا" ملوسک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دراصل اس سیارے اور کرۂ ارض کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے اس لئے کرۂ ارض کے عکس کو یہاں پہنچتے پہنچتے سینکڑوں سال گذر جاتے ہوں گے۔ چنانچہ آج جو دور کرۂ ارض پر گزر رہا ہے وہ سینکڑوں سال بعد یہاں گزرے گا" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات سمجھ میں آتی ہے مگر عکس
میں یہ خصوصیات تو نہیں ہوتیں کہ اس میں زندگی
بھی ہو موٹائی چوڑائی بھی ہو۔ عکس تو بے جان
ہوتا ہے جیسے تصویر یا جیسے کرہ ارض پر ہم
فلم دیکھتے تھے کہ فلم کا عکس پردے پر پڑتا
تھا وہاں زندگی تو نظر آتی تھی لوگ چلتے
پھرتے باتیں کرتے کودتے پھرتے، گاتے بولتے
تو نظر آتے ہیں مگر جب وہاں ہاتھ لگایا
جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔" ملوسک بھی بھائی
سے کم ذہین نہیں تھا۔ آخر وہ دنیا کے
عظیم ترین سائنسدانوں کے بیٹے تھے جس نے
جہاز بنایا تھا جس کے ذریعے وہ کائنات کی
سیر کرتے پھر رہے تھے۔

"تمہاری بات درست ہے مگر وہ انسانوں کی
بنائی ہوئی سائنس ہے یہ اللہ تعالیٰ کا راز
ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے ضروری نہیں
جو بات ہماری سمجھ میں نہ آئے ہم اسے تسلیم
کرنے سے انکار کردیں یہ بھی تو ہوسکتا ہے
ہزاروں سال بعد سائنسدان ایسی ایجاد کرنے میں

کامیاب ہو جائیں جس سے عکس میں بھی زندگی
اور موٹائی چوڑائی پیدا ہو جائے" چلوسک نے
اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے ایسا ہی ہوگا
اب میری سمجھ میں بات آگئی ہے" ملوسک نے
اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں
بستر پر لیٹ کر سونے کی کوشش کرنے لگے
تھوڑی دیر بعد وہ اطمینان کی نیند سوئے تھے
کافی عرصے کے بعد انہیں اتنی پُر اطمینان نیند
آئی تھی۔ وہ سوئے ہوئے تھے کہ خیمے کا
پردہ ہٹا اور ایک دربان نے اندر جھانکا
انہیں سوتے ہوئے دیکھکر اس نے پلٹ کر کسی
کو اشارہ کیا اور پھر ایک قوی ہیکل شخص ہاتھ
میں ننگی تلوار لئے اندر داخل ہوا وہ دبے
قدموں آگے بڑھتا رہا پھر اس نے پوری
قوت سے تلوار سوتے ہوئے چلوسک کی گردن
پر مار دی۔

امیر حمزہ اپنے سرداروں کے ساتھ اپنے خیمے
میں بیٹھے ہوئے تھے ان کا معمول تھا کہ وہ
صبح ناشتے کے فوراً بعد اپنے سرداروں کو بلا
کر کسی نئے کام کے بارے میں مشورہ کرتے
اب بھی جادوگروں کی بات ہو رہی تھی امیر حمزہ
سرداروں کو بتلا رہے تھے کہ رات کو انہوں نے
خواب دیکھا ہے کوئی بزرگ انہیں ہدایت کر رہے
ہیں کہ جب تک جادوگروں کے بادشاہ افراسیاب
کے گلے میں موجود ہار جس میں ساری موتی
موجود ہے اس سے علیحدہ نہیں ہوتا امیر حمزہ کا

لشکر افراسیاب پر فتح حاصل نہیں کرسکتا چنانچہ
اب میں سوچ رہا ہوں کہ کس طرح وہ ہار
افراسیاب کے گلے سے اتارا جائے۔

"یہ تو انتہائی مشکل کام ہے اس کے لئے
تو پہلے طلسم ہوشربا میں داخل ہونا پڑے گا
پھر جادوگروں سے بچ کر افراسیاب کی خوالگاہ
میں داخل ہوکر اس کے گلے سے وہ ہار
اتارنا پڑے گا اور پھر ہار اتار کر صحیح
سلامت جادوگروں سے بچ کر اور طلسم سے
نکل کر واپس آنا ناممکن ہے" سب نے متفقہ
طور پر جواب دیا۔

"مگر ایسا کرنا بے حد ضروری ہے ورنہ ہم
افراسیاب پر فتح حاصل نہیں کرسکتے" امیر حمزہ نے
تلخ لہجے میں کہا۔

"مجھے اجازت دیجئے حضور میں اپنی عیاری
سے طلسم ہوشربا میں داخل ہوکر یہ ہار لے
آؤں گا۔ میرے سوا اور کوئی یہ کام نہیں
کرسکتا" عمرو عیار نے فوراً اپنی خدمات پیش
کر دیں۔

"مجھے یہی امید تھی خواجہ اگر تم یہ کام
کردو تو تمہیں منہ مانگا انعام دیا جائیگا
اتنا انعام کہ تم اس کا تصور بھی نہیں
کرسکتے" امیرحمزہ نے خوش ہوکر کہا۔

"آپ کا شکریہ ویسے کچھ انعام پیشگی نہیں
دے سکتے؟" خواجہ عمروعیار کی لالچی طبیعت باز
نہ آئی اور سردار امیرحمزہ نے گلے میں موجود
ہار اتار کر اس کی طرف پھینک دیا عمروعیار
نے فوراً ہار جھپٹ کر اپنی زنبیل میں ڈالا
اور پھر مسکرا کر کہنے لگا۔

"دیکھا سردار جس طرح میں نے آپ کے
گلے سے ہار اتروا لیا ہے ایسے ہی افراسیاب
کے گلے سے بھی ہار اتروا لونگا۔"

اس کی اس بات پر تمام محفل بے اختیار
قہقہے مارنے لگی۔

"بہت خوب عمروعیار بہت خوب تم واقعی
بڑے عیار ہو۔ اب جاؤ۔ میری دعا ہے
کہ تم کامیاب لوٹو۔" سردار امیرحمزہ نے ہنستے
ہوئے کہا۔

"انشاءاللہ سردار میں کامیاب لوٹوں گا۔ اور
سے منہ مانگا انعام حاصل کروں گا" عمروعیار نے
جھک کر سلام کیا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات
کا جواب دیتا شاہی خیمے کے قریب ہی شور
اٹھا اور کسی کے بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سنائی
دیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟" سردار امیرحمزہ نے چونک
کر پوچھا۔

ان کی اس بات پر ایک دربان تیزی سے
خیمے سے باہر نکل گیا اور تھوڑی دیر بعد
دروازہ کا پردہ ہٹا تو چار پانچ دربان ایک
قوی ہیکل شخص کو تلواروں کی نوکوں پر
دھکیلتے ہوئے اندر لے آئے ان کے پیچھے چلوسک
ملوسک بھی تھے۔

"کیا بات ہے" سردار امیرحمزہ نے انتہائی غصیلے
لہجے میں کہا۔

"سردار ہم اپنے خیمے میں سو رہے تھے کہ
اس قوی ہیکل شخص نے ہم پر اپنی تلوار کا وار

کیا۔ ہماری نیند کھل گئی ہمیں اٹھتا دیکھ کر یہ بھاگ پڑا ہم نے شور مچایا تو سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا اور اب آپ کے پاس لے آئے ہیں" چلوسک نے آگے بڑھ کر کہا۔

"کیوں تم نے ایسا کیا تھا" سردار نے اس شخص سے پوچھا۔

"جی ہاں سردار اعظم میں نے ایسا کیا تھا مگر یہ تو جادوگر ہیں آپ یقین کیجئے میں نے پوری قوت سے تلوار کا وار اس کی گردن پر کیا مگر میری تلوار جب اس کی گردن سے ٹکرائی تو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ گوشت کی بجائے کسی فولاد سے ٹکرائی ہو اسکی گردن پر خراش تک نہ آئی۔ حالانکہ میری تلوار کا منہ مڑ گیا" حملہ آور نے حیرت سے بھرپور لہجے میں جواب دیا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ تلوار کسی آدمی کی گردن سے ٹکرائے اور گردن کٹنے کی بجائے تلوار کا منہ مڑ جائے یہ ناممکن ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو" سردار امیر حمزہ غصے کے

مارے چیخ پڑے

"یہ سچ کہہ رہا ہے جناب میرے والد نے اپنی سائنس کے ذریعے ایک ایسا سیال ایجاد کیا تھا کہ وہ سیال جس کے جسم میں چلا جائے اس کی کھال فولاد سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے اس پر کوئی ہتھیار کارگر نہیں ہوتا اس لئے اس کی تلوار کی دھار مڑ گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو آج یہاں میری بجائے میری لاش پڑی ہوتی۔" چلوسک نے جواب دیا۔

سردار اعظم چند لمحے اسے حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولا۔

"میں کیسے یقین کرلوں۔ میں اس بات کا یقین ہرگز نہیں کرسکتا۔"

"آپ آزما کر دیکھ لیں"۔ چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اس کی آزمائش ضرور کرونگا یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے" امیر حمزہ نے کہا۔ اور پھر انہوں نے ایک دربان کو حکم دیا کہ وہ اپنی تلوار کا وار چلوسک کی گردن

پر کرے۔ دربان نے آگے بڑھ کر تلوار کا بھرپور وار کیا مگر بے سود، تلوار کی دھار مڑ گئی مگر چلوسک کی گردن پر نشان تک نہ پڑا۔

"حیرت انگیز، واقعی حیرت انگیز، تمہاری سائنس تو ان جادوگروں کے جادو سے بھی بڑھی ہے" سردار امیرحمزہ نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ سیال تمہارے پاس ہے؟" امیرحمزہ نے پوچھا۔

"نہیں جناب یہ تو ہمارے والد نے ہمیں دیا تھا" چلوسک نے جان بوجھ کر انکار کر دیا کیونکہ وہ اس قیمتی سیال کو ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا اسے علم تھا کہ اگر اس نے ہاں کہہ دی تو امیرحمزہ نہ صرف سیال خود استعمال کریں گے بلکہ اپنے تمام سپاہیوں کو بھی استعمال کروائیں گیں اور اس طرح سیال ختم ہو جائیگا۔

"کاش یہ سیال ہوتا تو میں اپنے پورے لشکر کو استعمال کرا دیتا پھر میرا لشکر ناقابل

تسخیر ہو جاتا۔" سردار امیرحمزہ نے حسرت بھرے لہجے میں وہی بات کہہ دی جو چلوسک نے پہلے ہی سوچ لی تھی۔

"سردار آپ اس قاتل سے پوچھیں کہ یہ ہمیں کیوں قتل کرنے آیا تھا" چلوسک نے سردار کی توجہ قاتل کی طرف کراتے ہوئے کہا۔

"ہاں مجھے اس بات کا خیال ہی نہیں رہا" سردار نے کہا اور پھر اس نے یہی بات قاتل سے پوچھی۔

"جناب دراصل انڈہ اڑنے ہی مجھے یقین ہوگیا تھا کہ یہ جادوگر ہیں اور دھوکہ دینے کیوجہ سے آپ کے ساتھ شامل ہوئے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ یہ آپ کو کوئی نقصان پہنچائیں میں انہیں قتل کردوں اور اب حملے کے بعد مجھے یقین ہوگیا ہے کہ یہ واقعی جادوگر ہیں" قاتل نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے ہماری اجازت کے بغیر ان پر حملہ کیا ہے اس لئے تم مجرم ہو۔ اور

میں تمہارے لئے سزائے موت کا حکم دیتا ہوں باقی رہا ان کا جادوگر ہونا یا نہ ہونا اس کا فیصلہ ہم نے کرنا ہے" سردار اعظم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

مجرم نے سر جھکا لیا مگر اس سے پہلے کہ سردار اعظم کسی دربان کو اسے قتل کرنے کا حکم دیتا چلوسک بول پڑا۔

"سردار اعظم گستاخی معاف یہ شخص ہمارا مجرم ہے اور چونکہ آپ اسے سزائے موت دے ہی چکے ہیں اس لئے اسے میں خود سزا دوں گا۔"

"مگر تم اس کے مقابلے میں بے حد کمزور اور عمر میں کم ہو تم اسے قتل نہیں کر سکو گے۔" سردار اعظم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

جناب ہماری سائنس نے کمزوروں کو ایسا ہتھیار دے دیا ہے کہ وہ دور رہ کر اپنے سے کہیں زیادہ طاقتور آدمی کو سزا دے سکتے ہیں آپ اس کا تجربہ بھی کر سکتے ہیں۔" چلوسک

نے کہا۔

"وہ کیسے" سردار نے حیران ہو کر پوچھا۔

"آپ میدان میں چل کر ابھی دیکھ لیں۔" چلوسک نے کہا اور سردار اپنے ساتھیوں کو لے کر میدان میں پہنچ گیا مجرم کو بھی میدان میں لے آیا گیا۔

"اسے چھوڑ دو اور اگر یہ چاہے تو کوئی ہتھیار بھی لے لے" چلوسک نے اس سے دور کھڑے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں مجرم کے ہاتھ میں ہتھیار نہیں دیا جا سکتا۔ اور ویسے بھی اس کے لئے ہر ہتھیار بے کار ہے۔" سردار نے جواب دیا۔ البتہ تم کوئی ہتھیار لے لو جس سے اسے تم قتل کر سکو" سردار نے کہا۔

"نہیں مجھے ہتھیار کی ضرورت نہیں میرے پاس موجود ہے" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جیب سے اپنا پنسل نما پستول نکالا اور اس کا رخ مجرم کی طرف کر دیا۔ امیر حمزہ اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ مجرم بھی۔ حیرت

سے اس پنسل کو دیکھ رہا تھا اسے سمجھ
نہیں آرہی تھی کہ اس چھوٹی سی پنسل سے
وہ اتنی دور سے اسے کیسے قتل کرسکے گا
مگر دوسرے لمحے چلوسک نے پستول کا بٹن
دبا دیا۔ پستول سے سرخ رنگ کی لہر نکلی
اور پھر جیسے ہی وہ لہر مجرم کے جسم
سے ٹکرائی ایک دھماکہ ہوا اور مجرم کا جسم
ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہوگیا۔

سردار امیرحمزہ اور اس کے ساتھی حیرت
سے بت بنے کھڑے کے کھڑے رہ گئے انہیں
یقین نہیں آرہا تھا کہ مجرم ختم ہو چکا
ہے نہ ہی چلوسک نے تلوار ماری تھی نہ
نیزے کا وار کیا تھا وہ تو بے حس و حرکت
دور کھڑا تھا اور مجرم کے ہزاروں ٹکڑے
اڑ گئے تھے۔

"حیرت انگیز انتہائی حیرت انگیز تمہارا جادو
بہت بڑا جادو ہے تم اگر چاہو تو جادوگروں
کے مقابلے میں ہماری زبردست مدد کرسکتے
ہو۔" سردار امیرحمزہ نے اس کے قریب جاکر

اس کا کندھا تھپکتے ہوئے کہا۔

"ہم تیار ہیں جناب ہمیں آپ کی مدد
کرکے خوشی ہوگی" چلوسک نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پھر تم۔ عمروعیار کے ساتھ طلسم
ہوشربا میں جاؤ اور افراسیاب کے گلے سے اس
کا ہار اتار کر لے آؤ" امیرحمزہ نے کہا۔

"آپ ہار اتارنے کا کہہ رہے ہیں۔ میں
افراسیاب کا سر اتار کرلے آؤنگا" چلوسک نے
فخریہ لہجے میں کہا۔

"نہیں وہ اتنی آسانی سے نہیں مر سکتا۔
بہرحال تم ہار ضرور لے آؤ" امیرحمزہ نے کہا۔

"ہمیں عمروعیار کے ساتھ ایک کارنامہ انجام
دے کر بے حد خوشی ہو گی" چلوسک نے مسرت
سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"مگر سردار میرا انعام ایسا نہ ہو کہ آپ
بعد میں میرا انعام اسے دیدیں" عمروعیار نے
گھبراتے ہوئے کہا۔ اسے اپنے انعام کی فکر پڑگئی

"نہیں نہیں تمہیں پورا انعام دیا جائیگا" اور ان

دونوں کو علیحدہ" سردار نے ہنستے ہوئے کہا۔
"تم فکر نہ کرو عمروعیار ہم اپنا انعام بھی
تمہیں دے دینگے" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔
"پھر ٹھیک ہے۔" عمروعیار خوش ہوگیا۔
پھر وہ سب چلنے کی تیاری کرنے لگے ملوسک
بھی اس سفر سے بے حد خوش ہوگیا کیونکہ وہ
بھی بے حد دلچسپی سے عمروعیار کی کہانیاں پڑھتا
تھا اسے اب عمروعیار کے ساتھ سچ مچ کے
جادوگروں کے ساتھ مقابلے کا تصور کر کے ہی
خوشی ہو رہی تھی۔

جانے کی تیاریاں مکمل کر کے وہ سردار امیر حمزہ
سے رخصت ہوئے۔ چلوسک نے جہاز کو مختصر کر کے
اسے بٹن جتنا بنا کر جیب میں ڈال لیا تھا کہ
نجانے کس وقت ضرورت پڑ جائے اور دوسری
بات یہ کہ وہ جہاز کو پیچھے چھوڑنا نہیں چاہتا
تھا۔ کہ کہیں اسے نقصان نہ پہنچ جائے تمام
تیاری مکمل کر کے وہ مہم پہ روانہ ہوگئے۔

چلتے چلتے جب وہ جنگل کے قریب پہنچے تو
چلوسک نے عمروعیار سے پوچھا۔
طلسم ہوشربا کہاں ہے ہمیں کتنا سفر طے
کرنا پڑے گا۔"
دو منزلوں کے فاصلے پہ طلسم ہوشربا کی
حد شروع ہو جاتی ہے اس حد میں کوئی
شخص داخل نہیں ہوسکتا۔ جو داخل ہونے کی کوشش
کرتا ہے وہ جل کر راکھ ہو جاتا ہے" عمروعیار
نے انہیں تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
"پھر ہم کیسے داخل ہوں گے" چلوسک نے

حیران ہوکر کہا۔

"ارے ابھی سے گھبرا گئے ابھی تو نجانے ہمیں کن کن مصیبتوں سے گزرنا پڑے گا" عمروعیار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

گھبرانے کی بات نہیں عمروعیار ہم تو صرف طریقہ کار پوچھ رہے ہیں ورنہ ہم اب تک ایسے ایسے سیاروں میں گھومے ہیں ایسی ایسی مخلوقات سے ہمیں پالا پڑا ہے اگر تم انہیں دیکھ لو تو تمہاری جان ہوا ہو جائے" چلوسک نے کہا

طریقہ کار کیا ہوتا ہے یہ تو وہیں جاکر معلوم ہوگا بہرحال کوئی نہ کوئی عیاری کرنی پڑیگی بس ایک بات ذہن میں رکھنا کہ انہیں کسی قیمت پر نہ معلوم ہوکہ میں عمروعیار ہوں۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوگیا تو وہ مجھے اسی وقت مار ڈالیں گے" عمروعیار نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ان دونوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا پھر وہ تینوں منزلوں پہ منزلیں مارتے تیسرے روز طلسم ہوشربا کی سرحد کے قریب پہنچ گئے

طلسم ہوشربا کی حد سے تھوڑی دور عمروعیار رک گیا اس نے اپنی زنبیل میں ہاتھ ڈالا اور اس نے سے عجیب و غریب قسم کے کپڑے نکالنے شروع کردیے۔

"یہ کیا کر رہے ہو" ملوسک نے حیران ہو کر پوچھا

"بس اب تم خاموش رہو اب میری عیاری شروع ہو رہی ہے اب میں ایک جادوگر کا بہروپ بھروں گا یہ کہہ کر عمروعیار نے وہ کپڑے پہنے زنبیل سے ایک ہڈیوں کا ہار نکال کر گلے میں پہنا اور پھر چہرے پر مختلف رنگ مل کر اس نے اپنی شکل ہی تبدیل کرلی سر پر عجیب و غریب سی ٹوپی پہن کر اس نے زنبیل کو ایک چھوٹا سا تھیلا بناکر ہاتھ میں پکڑ لیا اب وہ واقعی ایک خوفناک اور بدصورت جادوگر کا روپ دھار چکا تھا اس کے ایک ہاتھ میں تھیلا اور دوسرے ہاتھ میں ایک ایسی انسانی کھوپڑی تھی جس کی آنکھوں میں زندگی کے آثار موجود تھے یہ کھوپڑی بھی عمروعیار

نے زنبیل میں سے نکالی تھی اور یہ کھوپڑی
واقعی بے حد خطرناک تھی اس کی آنکھیں باقاعدہ
انسانوں کی طرح گھومتی تھیں اور ان میں بڑی خوفناک
چمک تھی۔

"یہ کیا چیز ہے" ملوسک نے کھوپڑی کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے عمروعیار سے پوچھا۔

"خاموش بے ادب تم نہیں جانتے یہ سامری
جادوگر کے بیٹے جاری جادوگر کی کھوپڑی ہے"
عمروعیار نے خوفناک لہجے میں کڑک کر جواب دیا۔
اس کے لہجے میں ایسی دہشت تھی کہ ملوسک
بے اختیار سہم گیا۔

"میرے بھائی کو ڈراؤ مت ورنہ ابھی تمہیں اس
کھوپڑی سمیت ٹکڑے ٹکڑے کر دونگا" چلوسک کو غصہ
آگیا اور اس نے عمروعیار کو ڈانٹ دیا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے یعنی بادشاہ
جادوگر کو جو سامری جادوگر کے بعد دنیا کا
سب سے بڑا بادشاہ ہے جو ایک لمحے میں
تمہیں جلاکر راکھ بنادے۔" عمروعیار نے انتہائی جلال
کے عالم میں کہا اسکا لہجہ اس کے بات

کرنیکا انداز سب کچھ بدل گیا تھا واقعی ایسا
معلوم ہوتا تھا جیسے وہ عمروعیار کی بجائے کوئی
جادوگر ہو۔

"بس اب عیاری ختم کرو ورنہ اچھا نہ ہوگا"
چلوسک نے بات ٹالنے کے لئے کہا مگر ملوسک
یا تو خوفزدہ ہوگیا تھا یا پھر اسے غصہ آگیا
تھا۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب
سے اپنا پستول نکالا اور اس سے پہلے کہ
چلوسک اسے روکتا اس نے پستول کا رُخ
عمروعیار کی طرف کرکے اس کا بٹن دبا دیا۔

شہنشاہ طلسم افراسیاب اپنے کمرہ خاص میں
سونے کے پلنگ پر لیٹا ہوا تھا۔ چار پانچ
انتہائی خوبصورت عورتیں اسے مسلسل شراب پلارہی تھیں
کچھ عورتیں اس کے سامنے فرش پر ناچ رہی
تھیں اور وہ شراب کے نشے میں بدمست ہو
رہا تھا کہ اچانک ایک بونا سا شخص دروازہ
کھول کر تیزی سے اندر داخل ہوا یہ بونا
سنہرے رنگ کا تھا اور اس کے دونوں کندھوں
پر دو سیاہ رنگ کے سانپ کنڈلی مارے بیٹھے
تھے۔

بونے کو دیکھ کر افراسیاب ہڑبڑا کر سیدھا
ہوگیا اس نے ہاتھ ہلا کر ناچ گانا بند
کر دیا اور سب کو کمرے سے باہر جانے
کا حکم دیا چنانچہ ایک لمحے میں کمرہ خالی ہوگیا
"خوش آمدید دربان سامری خوش آمدید" افراسیاب نے
بونے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔
"بادشاہوں کے بادشاہ افراسیاب تمہاری بادشاہت قائم
رہے۔ سامری کی روح تم سے ہمیشہ خوش رہے"
بونے نے بھی جواب میں افراسیاب کو دعائیں
دیتے ہوئے کہا۔
"دربان سامری کیسے آنا ہوا" افراسیاب نے اسے
اپنے قریب پلنگ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔
"افراسیاب روح سامری کا ایک پیغام لے کر آیا
ہوں" سامری کے دربان بونے نے جواب دیا۔
"کون سا پیغام" افراسیاب پیغام کے لفظ پر
چونک پڑا۔
"افراسیاب تمہارے گلے میں جو ہار ہے اس میں
سامری موتی ہے اس موتی کی وجہ سے جادوگروں
پر تمہاری بادشاہت قائم ہے اور اس موتی کی

وجہ سے امیر حمزہ کی فوجیں آگے نہیں بڑھ رہی ہیں۔" دربانِ سامری نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے میں اپنی جان سے زیادہ اس موتی کی حفاظت کرتا ہوں" افراسیاب نے ہار میں موجود منکہ کو ہاتھ سے چھوتے ہوئے کہا۔

"اب امیر حمزہ کو اس موتی کی اہمیت کا پتہ لگ گیا ہے اور امیر حمزہ تمہارے گلے سے یہ ہار اتارنے اور موتی غائب کرنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرے گا۔ اس لئے تم ہوشیار رہنا موتی کسی قیمت پر سردار امیر حمزہ کے ہاتھ میں نہیں جانا چاہیئے اگر یہ موتی تمہارے گلے سے نکل کر امیر حمزہ کے ہاتھ میں چلا گیا تو سامری کی روح تمہاری کوئی مدد نہیں کرے گی" دربان نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اب اس موتی کی حفاظت اور بھی زیادہ کرونگا" افراسیاب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بس میں نے سامری کا یہی پیغام تم تک

پہنچانا تھا اب میں جارہا ہوں" بونے نے پلنگ سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس کے کندھوں پہ بیٹھے ہوئے سانپ سٹوں کر کے ایک دوسرے سے مل گئے اس کے ساتھ ہی ہلکا سا سیاہ رنگ کا دھواں پیدا ہوا اور چند لمحوں بعد نہ وہاں دھواں تھا اور نہ وہ بونا۔

بونے کے جانے کے بعد افراسیاب نے ایک طویل سانس لی۔ اسے اب اس ہار کی حفاظت کا فکر ہوگیا تھا ایک لمحے کے لئے اس نے سوچا کہ وہ اس ہار کو اتار کر کسی محفوظ جگہ پر رکھ دے مگر پھر اس نے اسے گلے میں ہی رہنے دیا۔ کیونکہ اس طرح وہ ہار اس کے زیادہ سے زیادہ نزدیک رہتا تھا۔ اس کا فیصلہ کرنے کے بعد اس نے زور سے تالی بجائی فوراً ہی ایک خوبصورت سی کنیز اندر داخل ہوئی اور مودبانہ انداز میں اس کے سامنے آکر جھک گئی۔

"وزیر اعظم کو بلاؤ" افراسیاب نے اسے حکم دیا۔

اور وہ آداب بجا لاتی ہوئی واپس مڑ گئی
چند لمحوں بعد ایک بوڑھا جادوگر اندر داخل ہوا
اس کی داڑھی اتنی بڑی تھی کہ اس کے گھٹنوں
تک آتی تھی۔ اس کے سر اور داڑھی کے
تمام بال بالکل سفید ہو چکے تھے۔

"حکم بادشاہ سلامت" وزیر اعظم نے اندر آکر
مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"وزیر اعظم ابھی ابھی دربان سامری میرے پاس
آیا تھا وہ سامری جادوگر کا پیغام لے آیا تھا"
افراسیاب نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دربان سامری" وزیر اعظم جادوگر چونک پڑا۔

"ہاں دربان سامری اس نے مجھے تبلایا ہے
کہ امیر حمزہ کو میرے گلے میں موجود ہار میں
سامری موتی کی اہمیت کا پتہ چل گیا ہے اس
لئے اب وہ اس موتی کو حاصل کرنے
کی کوشش کرے گا۔ اس لئے تم ہوشیار رہنا"
افراسیاب نے تبلایا۔

"پھر حضور عالی سامریوں کو مقابلے کیلئے تیاری
کا حکم دیا جائے شاید موتی حاصل کرنے کے

لئے امیر حمزہ ہم پہ حملے کرے" وزیر اعظم نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"تم اب بہت بوڑھے ہو گئے ہو وزیر اعظم
اور ساتھ ہی تمہاری عقل بھی بوڑھی ہو گئی
ہے امیر حمزہ حملہ کر کے موتی حاصل نہیں کرے
گا بلکہ وہ موتی پہلے حاصل کرے گا پھر
حملہ کرے گا" افراسیاب نے غصہ سے لال پیلے
ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر حضور وہ یہ موتی حاصل کیسے کرے
گا۔ ظاہر ہے وہ خود تو طلسم ہوشربا میں آتے
سے رہا" وزیر اعظم نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"واقعی تم پاگل ہو چکے ہو۔ ارے بیوقوف
اسکے پاس سینکڑوں عیار موجود ہیں پھر عیاروں کا
عیار عمرو عیار موجود ہے وہ کسی کو بھی بھیج
سکتا ہے میں نے تمہیں اسلئے بلایا ہے۔ کہ
سرحدوں کے محافظوں کو حکم بھجوا دو کہ وہ سخت
نگرانی کریں۔ اور طلسم کے اندر بھی نگرانی سخت
کر دیجائے۔ میرے محل کی بھی زیادہ حفاظت کی
جائے اور اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو

مجھے فوراً مطلع کیا جائے" افراسیاب نے اسے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر حضور میں سمجھ گیا آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔" وزیرِاعظم نے جھکتے ہوئے کہا۔

"جاؤ اور ذرا اپنے ہوش و حواس میں رہا کرو کسی دن جلاکر راکھ کر دونگا" افراسیاب نے غصیلے لہجے میں کہا اور وزیرِاعظم سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد افراسیاب نے تالی بجاکر ناچ گانے والوں کو دوبارہ بلوایا۔ اور شراب پینے کے ساتھ ساتھ ناچ گانے سے دل بہلانے لگا۔

ملوسک نے غصے سے پستول نکال کر اس کا رُخ عمروعیار کی طرف کیا اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک اسے روکتا اس نے پستول کا بٹن دبا دیا۔ پستول کی نوک سے سُرخ رنگ کی لہر نکلی مگر مقابل ہیں دنیا کا سب سے بڑا عیار عمروعیار تھا جیسے ہی ملوسک نے پستول نکالا عمروعیار نے انتہائی پھرتی سے اپنی جگہ بدلی اور ملوسک کے پستول سے نکلنے والی لہر عمروعیار کی بجائے ایک درخت پر جا پڑی اور درخت کو آگ لگ گئی۔

"ٹھہرو ملوسک" چلوسک نے چیخ کر ملوسک کو
روکا۔ ملوسک نے بٹن دبا دیا۔
"ارخ ارے یہ کیا کر رہے ہتے میں تو
تمہیں اپنا بہروپ دکھا رہا تھا کہ دیکھو کیسا
مکمل بہروپ ہے"۔ خواجہ عمروعیار اس بار خوف زدہ
مگر اصلی لہجے میں بولا۔
"ملوسک اتنی جلدی غصہ میں نہ آ جایا کرو"
چلوسک نے ملوسک کو سمجھاتے ہوئے کہا اور پھر
وہ عمروعیار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
"خواجہ عمروعیار ہمیں ان چکروں کا پتہ نہیں
ہے اس لئے تم ہمیں پہلے سب کچھ تفصیل
سے بتلا دو۔"
"اس بار تو تم اپنی پھرتی کی وجہ سے بچ
گئے ہو۔ ہو سکتا ہے آئندہ نہ بچ سکو اور
تمہاری موت پر ہمیں افسوس ہوتا رہے۔"
"ارے مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ ملوسک اتنی
جلدی غصہ میں آجائے گا۔ سنو میرا منصوبہ یہ
ہے کہ میں نے سامری جادوگر کے بعد دنیا
کے سب سے طاقتور جادوگر بادشاہ جادوگر کا بہروپ

بھرا ہے بادشاہ جادوگر کے پاس چونکہ جابری
جادوگر کی کھوپڑی ہوتی ہے اس لئے شہنشاہ
طلسم افراسیاب بھی اس کی عزت کرنے پر مجبور
ہو جاتا ہے" عمروعیار نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا
"ٹھیک ہے ہمیں معلوم ہوگیا ہے مگر ہم کیا
کریں گے؟" چلوسک نے پوچھا۔
"میں تمہیں پکڑ کر افراسیاب کے سامنے پیش
کروں گا کہ تم دونوں امیرحمزہ کے نئے عیار
ہو۔ اس طرح میں افراسیاب کے بہت قریب ہو
جاؤں گا اور آسانی سے اس کے گلے سے
ہار اتروا لونگا" عمروعیار نے بتلایا۔
"مگر اس طرح ہم تو پھنس جائیں گے جادوگر
ہمیں مار ڈالیں گے؟" ملوسک سے نہ رہا گیا
تو وہ بول پڑا۔
"تم فکر نہ کرو میں تمہاری حفاظت کروں گا
اور تمہارے پاس سائنس کا بڑا جادو بھی تو
ہے تم اپنی حفاظت بھی تو کر سکتے ہو۔
بس اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ چاہے کچھ
کہیں میری اصلیت کے متعلق انہیں نہ بتلانا۔"

عمروعیار نے کہا۔
"ٹھیک ہے عمروعیار تم اپنا منصوبہ پورا کرو
ہم طلسم ہوشربا میں داخل ہو کر اپنا منصوبہ
بنائیں گے۔ تم ہماری حفاظت کی فکر نہ کرنا۔
تم اپنی حفاظت کرنا۔" چلوسک نے کچھ سوچتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے جیسا تم چاہو کرنا۔ فی الحال ہم
اسی طرح ہی طلسم ہوشربا میں داخل ہو سکتے
ہیں۔ ورنہ ہمیں داخل نہیں ہونے دیا جائے گا"
خواجہ عمروعیار نے جواب دیا۔
"پھر اب کیا کرنا ہے جلدی کرو باتوں میں
پہلے ہی بہت وقت ضائع ہو چکا ہے" چلوسک
نے کہا۔
"اب میں تم دونوں کے ہاتھ باندھ دوں
گا اور پھر افراسیاب کو پکاروں گا اس طرح
سرحدی جادوگر ہم سب کو افراسیاب کے پاس
پہنچا دیں گے" عمروعیار نے انہیں بتلایا اور پھر
اس نے زنبیل سے رسی نکال کر اس نے
چلوسک اور ملوسک دونوں کو اچھی طرح باندھ

دیا۔ انہیں باندھنے کے بعد اس نے رسی کا
ایک سرا پکڑا اور پھر انہیں گھسیٹتا ہوا
آگے بڑھنے لگا۔ اس کے حلق سے خوفناک قہقہے
نکل رہے تھے۔
"میں بادشاہ جادوگر آ رہا ہوں۔ میں جادوگر
بادشاہ آ رہا ہوں" قہقہوں کے ساتھ ساتھ
عمروعیار زور زور سے یہ فقرے بھی دہراتا ہوا
آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا جب کہ رسی
سے بندھے چلوسک ملوسک اس کے پیچھے گھسٹ
رہے تھے پھر ان دونوں نے اچانک اپنے
سامنے آگ کی دیوار دیکھی جو آسمان تک
بلند تھی یہ دیوار دور تک چلی گئی تھی
جوں جوں عمروعیار آگ کے نزدیک ہوتا جا
رہا تھا اس کے قہقہے بڑھتے جا رہے تھے
آگ کے بالکل قریب پہنچ کر وہ رک گیا
اور اس نے بلند آواز سے کہا۔
"طلسم ہوشربا کے سرحدی محافظو میرا استقبال
کرو میں بادشاہ جادوگر ہوں جس کے پاس
جابری جادوگر کی کھوپڑی ہے میں تمہارے شہنشاہ

افراسیاب کے لئے نایاب تحفہ لایا ہوں۔ میں امیرحمزہ کے خطرناک ترین عیاروں کو پکڑ کر لایا ہوں"۔

اس نے دو تین بار یہی فقرے دوہرائے تو اچانک سامنے سے آگ کی دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور ایک سنہرے رنگ کے گھوڑے پر سوار ایک قوی ہیکل شخص جس کے ہاتھ میں آگ کا گرز تھا نمودار ہوا۔ باہر نکل کر اس نے ایک لمحے کے لئے عمروعیار کو دیکھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کھوپڑی پر پڑیں تو وہ اس طرح اچھلا جیسے کسی بچھو نے اسے ڈنک مار دیا ہو۔

"آگے آؤ سرحدی محافظوں کے سردار آگے آؤ اور میرا استقبال کرو" عمروعیار نے کڑکدار لہجے میں کہا۔

سردار تیزی سے آگے بڑھا اور پھر عمروعیار کے قریب آکر گھوڑے سے اتر گیا اس نے ایک لمحے کے لئے کھوپڑی کو غور سے دیکھا

پھر بے اختیار وہ عمروعیار کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔

"بادشاہ جادوگر، آپ عظیم جادوگر ہیں۔ آپ عظیم جادوگر ہیں" وہ سجدے میں پڑا بڑبڑا رہا تھا۔

"عمروعیار نے پیچھے مڑ کر چلوسک ملوسک کی طرف دیکھتے ہوئے آنکھ ماری۔ اور پھر سردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اٹھو سردار کھڑے ہو جاؤ"۔

سردار انتہائی فرمانبرداری سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا

"یہ دونوں امیرحمزہ کے انتہائی خطرناک عیار چلوسک ملوسک ہیں عمروعیار سے بھی زیادہ خطرناک یہ اگر پکڑے نہ جاتے تو یہ جادوگروں کے لئے انتہائی مصیبت کا باعث بنتے مجھے چونکہ معلوم تھا کہ یہ دونوں افراسیاب اور اس کے جادوگروں کے بس کے نہیں ہیں اس لئے مجھے خود آنا پڑا" عمروعیار نے چلوسک ملوسک کے متعلق سردار کو تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بہت بہت مہربانی سردار آئیے چلیں

طلسم ہوشربا آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے
تیار ہے میں نے آپ کی آمد کی اطلاع
شہنشاہ افراسیاب کو بھجوا دی ہے" محافظوں کے
سردار نے دست بستہ ہوکر کہا۔

"ہاں چلو میں پہلی بار اپنے محل سے باہر
نکلا ہوں میں طلسم ہوشربا کو دیکھنا چاہتا
ہوں" عمروعیار نے کہا اور پھر آگے آگے
سردار اس کے پیچھے عمروعیار چلوسک ملوسک کو
گھسیٹتا ہوا آگ کی طرف بڑھنے لگا۔ اور پھر
یہ قافلہ اس جگہ سے آگ کو پار کر گیا
جہاں آگ درمیان سے پھٹی ہوئی تھی۔

چلوسک ملوسک جیسے ہی آگ کی دوسری طرف
پہنچے انہوں نے دیکھا کہ حدنگاہ تک سنسان
اور ویران میدان تھا جس میں ایک تنکا تک
گھاس کا موجود نہیں تھا البتہ آسمان پر
سینکڑوں۔ ابابیل اڑتے پھر رہے تھے مگر ان
ابابیلوں کی یہ خصوصیت تھی کہ ان کی چونچیں
سرخ تھیں۔

جیسے ہی یہ سب اس طرف پہنچے سردار

نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہرایا تو ابابیل
نیچے میدان میں اتر آئے میدان میں پہنچتے
ہی وہ سب انسانوں کے روپ میں آگئے
[illegible] سب کے سب جادوگر تھے وہ باری باری
آگے بڑھتے عمروعیار اور سردار کے سامنے
جھک کر سلام کرتے اور پھر ابابیل بن کر
اوپر اڑ جاتے۔

ابھی یہ سلام جاری تھا کہ اچانک دور
سے ایک سنہرے رنگ کی چڑیا انتہائی تیزی
سے اڑتی ہوئی نظر آئی۔

"شہنشاہ افراسیاب کا قاصد آگیا" سردار نے
اس چڑیا کو دیکھتے ہی کہا اور عمروعیار کے
ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک بھی اس سنہری چڑیا
کو اشتیاق سے دیکھنے لگے۔

چڑیا جیسے ہی ان کے قریب پہنچی وہ بھی
ایک جھٹکا کھا کر انسان بن گئی مگر یہ
انسان سنہرے رنگ کا چھوٹے قد کا تھا
اس کا سر گنجا تھا۔ اس نے عمروعیار کو
سلام کیا اور پھر کہنے لگا۔

طلسم ہوشربا کے شہنشاہ افراسیاب نے پیغام
بھیجا ہے کہ وہ خود سرحد پر بادشاہ جادوگر
کے استقبال کے لئے آرہا ہے۔

"بہت خوب ہم افراسیاب سے خوش ہیں ہم
اسکا انتظار کریں گے۔" بادشاہ جادوگر یعنی عمروعیار
نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔ اور وہ انسان
دوبارہ چڑیا بن کر ہوا میں اڑنے لگے اب وہ
واپس جارہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ غائب
ہو گئی۔

"ان عیاروں کے متعلق کیا حکم ہے۔
بادشاہ جادوگر کیوں نہ انہیں یہیں جلا کر
راکھ کر دیا جائے" سردار نے عمروعیار سے
مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں میں انہیں خود افراسیاب کے حوالے کروں
گا۔ اس کے بعد افراسیاب کی مرضی وہ
جو چاہے کرے۔" عمروعیاد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم" سردار نے
جواب دیا۔ اسکے بعد اس نے ہوا میں اپنا
ہاتھ لہرایا اور اس کے ہاتھ ہلاتے ہی وہاں

ایک خوبصورت کرسی آگئی۔ کرسی انتہائی خوبصورت
تھی۔

"آپ آرام فرمائیے" سردار نے عمروعیار سے
مخاطب ہوکر کہا اور عمروعیار بڑے شاہانہ انداز
کے ساتھ اس کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ چلوسک
ملوسک اس کے سامنے زمین پہ بندھے ہوئے
تھے۔

شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب اپنے محل میں موجود تھا کہ ایک کنیز نے اندر داخل ہو کر کہا۔

”حضور سرحدی محافظوں کے سردار کا پیغام آیا ہے۔

”سرحدی محافظوں کا پیغامبر“ افراسیاب نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ”بلاؤ“ کنیز سلام کرکے باہر نکل گئی۔

چند لمحوں بعد ایک جادوگر اندر داخل ہوا اس نے پہلے افراسیاب کے سامنے سجدہ کیا پھر

اس نے ایک کاغذ افراسیاب کی طرف بڑھا دیا افراسیاب نے کاغذ پڑھا تو حیرت کے مارے تخت سے نیچے اتر آیا۔

”بادشاہ جادوگر آیا ہے بادشاہ جادوگر جس کے پاس جابری جادوگر کی کھوپڑی ہے بادشاہ جادوگر جو سامری کے بعد دنیا کا سب سے بڑا جادوگر“ وہ حیرت کے مارے بڑبڑایا۔ پھر اس نے قاصد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جاؤ اور سردار سے کہو کہ بادشاہ جادوگر کو عزت و احترام سے طلسم ہوشربا میں لے آئے“ پیغامبر نے سلام کیا اور پھر تیزی سے باہر نکل گیا اس کے باہر جاتے ہی افراسیاب نے زور سے تالی بجائی ایک کنیز اندر داخل ہوئی۔

”وزیر اعظم کو بلاؤ“ افراسیاب نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ کنیز واپس چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وزیر اعظم اندر داخل ہوا۔ افراسیاب نے وہ کاغذ اسے پکڑا دیا۔ اس نے جب کاغذ پڑھا تو وہ بھی بے حد

حیران ہوا۔
"بادشاہ جادوگر"۔ وزیراعظم نے حیران ہوکر کہا۔
"ہاں بادشاہ جادوگر آیا ہے وہ پہلی بار اپنے
محل سے نکلا ہے اور پہلی بار طلسم ہوشربا میں
آرہا ہے۔ اس کا زبردست استقبال ہونا
چاہیئے" افراسیاب نے کہا۔
"ہاں حضور سامری کے بعد دنیا کا سب
سے بڑا جادوگر ہے اس کا خوش ہونا ہماری
سلامتی کے لئے ضروری ہے میرے خیال میں
آپ کو اس کے استقبال کے لئے سرحد پہ
خود جانا چاہیئے" وزیراعظم نے رائے دیتے ہوئے
کہا۔
"ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے"۔ افراسیاب
نے کہا اور پھر اس نے شاہی قاصد کو
بلانے کا حکم دیا۔ شاہی قاصد کے آنے پر
اس نے اسے پیغام دے کر سرحد پہ بھیج
دیا کہ وہ خود بادشاہ جادوگر کا استقبال
کرنے سرحد پہ آرہا ہے شاہی قاصد کے
جانے کے بعد افراسیاب نے وزیراعظم سے کہا:

"تم طلسم ہوشربا میں بادشاہ جادوگر کے آنے
کا اعلان کردو اور حکم دے دو کہ بادشاہ
جادوگر کا شایان شان استقبال کیا جائے۔"
"بہتر حضور عالی" وزیراعظم نے جواب دیا اور
پھر وہ سلام کرکے باہر نکل گیا۔
"بادشاہ جادوگر کیوں آرہا ہے کیا وہ مجھ
سے ناراض ہے یا خوش اگر وہ مجھ سے ناراض
ہوا تو وہ مجھے طلسم ہوشربا کی بادشاہت
سے ہٹا دیگا۔ معلوم کرنا چاہیئے کہ وہ
مجھ سے خوش ہے یا ناراض، اگر ناراض
ہے تو اسے خوش کیسے کیا جا سکتا ہے"
افراسیاب وزیراعظم کے جانے کے بعد
کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچنے لگا آخر
اس نے سوچا کہ جانے سے پہلے بادشاہ
جادوگر کے متعلق کتاب سامری سے معلوم کیا
جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کرکے وہ تیزی سے
کمرے سے نکلا اور مختلف برآمدوں سے گزرتا
ہوا ایک چھوٹے سے دروازے کے سامنے
رک گیا اس نے ہاتھ اٹھا کر کوئی

منتر پڑھا تو دروازہ کھل گیا اور افراسیاب
اندر داخل ہوگیا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے اندر
سونے کی میز پر سنہرے رنگ کی ایک بڑی
سی کتاب پڑی تھی کتاب کے اوپر بندر
کی کھوپڑی پڑی ہوئی تھی۔

"خوش آمدید افراسیاب کیوں آئے ہو۔ افراسیاب
کے اندر داخل ہوتے ہی بندر کی کھوپڑی سے
آواز نکلی۔

"میں سامری کی کتاب سے ایک بات معلوم
کرنا چاہتا ہوں اجازت دو" افراسیاب نے
جھک کر کھوپڑی کو سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اجازت ہے" کھوپڑی نے جواب دیا۔ اور پھر
وہ کھوپڑی غائب ہو گئی

افراسیاب نے بڑے ادب سے کتاب کو سلام
کیا اور پھر کہنے لگا۔

"سامری کی کتاب مجھے بتلاؤ کہ بادشاہ جادوگر
طلسم ہوشربا میں کیوں آیا ہے کیا وہ مجھ
سے خوش ہے یا ناراض اگر ناراض ہے تو

میں اسے خوش کیسے کر سکتا ہوں"

اس نے جیسے ہی بات مکمل کی کتاب خودبخود
کھل گئی اس کے سنہرے صفحوں پر ایک تحریر
ابھر آئی اور افراسیاب جھک کر اسے پڑھنے
لگا اس میں لکھا ہوا تھا۔

"افراسیاب آنے والا جادوگر بادشاہ جادوگر نہیں
بلکہ عیاروں کا عیار عمرو عیار ہے۔ اس نے
بادشاہ جادوگر کا بہروپ بھر رکھا ہے اس
کے ساتھ جو دو بچے ہیں جو بے حد خطرناک
ہیں یہ سب تمہارے گلے سے وہ ہار اتارنا
چاہتے ہیں جس میں سامری موتی موجود ہے
تم ان سب کو جاکر گرفتار کر لو اور انہیں
سامری کے بت کی بھینٹ چڑھا دو"

"کتاب کی تحریر پڑھ کر افراسیاب کی
آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اس
کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ بادشاہ جادوگر
کے بہروپ میں عمرو عیار ہوگا۔ چند لمحے تو وہ
حیرت کے مارے بت بنا رہا۔ پھر جیسے ہی
وہ سنبھلا غصے کی شدت سے اس کا رنگ

سیاہ پڑ گیا وہ کتاب کو سلام کرکے بڑی تیزی
تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر
نکل کر بھاگتا ہوا اپنے خاص کمرے میں پہنچا
اس نے فوری طور پر وزیراعظم کو بلانے کا
حکم دیا۔ وزیراعظم کے آتے ہی اس نے
تمام بات جب اسے بتلائی تو وزیراعظم بھی
حیرت کی شدت سے بیہوش ہوتے ہوتے
بچا۔

"آپ نے بہت اچھا کیا کہ سامری کتاب
سے معلوم کرلیا ورنہ اس بار عمروعیار ہمیں
زبردست دھوکہ دے جاتا مگر اب اسے بچ
کر نہیں جانا چاہیئے اسے وہیں سرحد پر
ہی جلا کر راکھ کر دیا جائے۔" وزیراعظم
کو بھی غصہ آگیا۔

"نہیں میں اسے پکڑ کر لے آؤنگا اور ان
تینوں عیاروں کو سامری کے بت کی بھینٹ
چڑھاؤنگا جیسا کہ کتاب میں مجھے حکم دیا
گیا" افراسیاب نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور
پھر اس نے وزیراعظم کو حکم دیا کہ دس

ہزار ساحروں کی فوج کو تیاری کا حکم دے
وہ ابھی سرحد پر جائے گا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد افراسیاب وزیراعظم اور
دس ہزار ساحر ہوا میں اڑ کر سرحد کی
طرف جانے لگے۔

سرحد کے قریب پہنچکر انہوں نے دیکھا کہ
ایک کرسی پر بادشاہ جادوگر بڑے غرور سے
بیٹھا ہے اور دو آدمی جنہوں نے عجیب و غریب
لباس پہنا ہوا تھا اس کے سامنے بندھے
ہوئے پڑے تھے۔ وہ سب اس تخت کے
سامنے جا کر اتر گئے۔

"آؤ افراسیاب جادوگر ہم تمہارا انتظار کر
رہے تھے" عمروعیار نے بڑے شاہانہ انداز میں
افراسیاب سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں آگیا ہوں" افراسیاب نے آگے بڑھتے
ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمروعیار
تخت سے نیچے اتر کر اس سے ہاتھ ملاتا
افراسیاب نے اپنا ہاتھ اچانک ہوا میں لہرایا
اس کے ہاتھ سے بجلی کی لہریں نکلیں اور

پھر وہ لہریں عمروعیار سے چمٹ گئیں۔ دوسرے لمحے وہاں بادشاہ جادوگر کی بجائے عمروعیار اصلی حلیے میں بیٹھا تھا۔ اس کا جسم رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اور وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا۔

"تم ہمیں بیوقوف سمجھتے تھے عمروعیار جو بادشاہ جادوگر کا روپ دھار کر یہاں آپہنچے اب تم بے بس ہو چکے ہو۔ اب میں تم تینوں کو سامری بت کی بھینٹ چڑھاؤں گا" افراسیاب نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

پھر اس کے اشارے پر جادوگروں نے ان تینوں کو زبردستی پکڑ کر ایک بڑے سے جال میں بند کردیا۔ ریشمی ڈوریوں سے بنے ہوئے تھے۔ جال نے ان تینوں کو فوراً جکڑ لیا۔

"اب یہ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔" افراسیاب نے ایک اور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"چلو اس جال کو سیدھے سامری بت کے پاس لے چلو۔ میں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔" اور وہاں جاتے ہی ان تینوں کو ذبح

کر دونگا" افراسیاب نے کہا اور جادوگروں نے جال اٹھایا اور سب واپس چل دیئے۔

عمروعیار کی وجہ سے چلوسک ملوسک بھی پھنس گئے تھے اب انہیں موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ چونکہ وہ پہلے سے ہی بندھے ہوئے تھے اس لئے ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتے تھے تاکہ اپنی آزادی کے لئے کچھ کرنے وہ بے بس ہوکر رہ گئے تھے۔ اور جادوگر انہیں تیزی سے موت کی طرف لئے اڑے چلے جا رہے تھے۔

ختم شد

چلوسک ملوسک
طلسم ہوشربا میں

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک
طلسم ہوشربا میں

مصنف مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ـــــ اشرف قریشی
ـــــ یوسف قریشی
پرنٹر ـــــ محمد یونس
طابع ـــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہو
قیمت ـــــ ۴ روپے

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا۔ جس کے عین درمیان میں ایک دیوہیکل بت موجود تھا۔ بت خالص سونے کا بنا ہوا تھا اور اس پر ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے بت کی آنکھوں میں ایسے پتھر لگائے گئے تھے جو روشنی کی تیز شعاعیں پھینکتے تھے ان کی روشنی جہاں فرش پر پڑتی تھی وہ جگہ بے حد روشن اور چمکدار تھی۔ اس جگہ پر جہاں بت کی آنکھوں کی روشنی ایک گول دائرے میں پڑ رہی تھی ایک بڑا سا جال رکھا ہوا تھا جال میں اس وقت عمرو عیار، چلوسک اور ملوسک

قید تھے. جال میں وہ تینوں بُری طرح کلبلا
رہے تھے.

ہال میں چاروں طرف ساحر ادب سے سر جھکائے
کھڑے تھے سامنے شہنشاہ طلسم افراسیاب ہاتھ جوڑے
کھڑا تھا اس کے قریب وزیراعظم اور دوسرے بڑے
بڑے ساحر تھے یہ سامری جادوگر کا بت تھا جسے
ساحر کسی دیوتا کی طرح مانتے تھے وہ عمروعیار اور
چلوسک ملوسک کو سامری دیوتا کی بھینٹ چڑھانے
کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے تھے شہنشاہ طلسم افراسیاب
کے چہرے پر خوشیاں رقص کر رہی تھیں کیونکہ اس
کا سب سے بڑا دشمن عمروعیار اب اپنے انجام
کے قریب تھا خواجہ عمروعیار نے بےشمار بار اپنی عیاری
سے اسے نقصان پہنچایا تھا مگر اس بار وہ اس
طرح قابو آیا تھا کہ اس کی موت میں افراسیاب
کو کوئی شک باقی نہیں رہا تھا. سامری کی کتاب
نے اسے بروقت آگاہ کر دیا تھا. کہ بادشاہ
جادوگر کے بھیس میں خواجہ عمروعیار ہے چلوسک ملوسک
اس کے لئے نئے تھے اس نے انہیں پہلے کبھی
نہیں دیکھا تھا. لیکن چونکہ وہ خواجہ عمروعیار کے

ساتھ آئے تھے. اس لئے ظاہر ہے ان کا تعلق
امیر حمزہ سے تھا. اس طرح وہ اس کے دشمن
ہوئے. چنانچہ اب وہ تینوں کو سامری دیوتا کی بھینٹ
چڑھانے کے لئے جال میں بند کرکے لائے تھے.

"شہنشاہ حکم فرمایئے" وزیراعظم نے شہنشاہ افراسیاب سے
مخاطب ہوکر کہا.

اور شہنشاہ اس کے کہنے پر آگے بڑھا اور جال
کے قریب رک کر بُت کے سامنے گھٹنوں کے بل
جھک گیا اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور کہنے لگا.

"سامری دیوتا تمہاری بھینٹ حاضر ہے ان کی
بھینٹ قبول کرلو اور ہمیں خوشیوں اور فتح سے
ہمکنار کرو." شہنشاہ افراسیاب کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ
اور عاجزانہ تھا.

اس نے دو تین بار یہی فقرہ دہرایا تو اچانک
ہال میں شور سا مچا اور ہال کی چھت سے سرخ
رنگ کی روشنی کی دھار عین اسی جال پر پڑی
جس میں یہ تینوں قید تھے چند لمحوں تک روشنی
جال پر پڑتی رہی پھر غائب ہو گئی شہنشاہ خاموشی
سے اٹھا اور دوبارہ اپنی جگہ پر آکر کھڑا ہوگیا

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہال میں ایک
جلاد داخل ہوا اس کے ہاتھوں میں ایک بہت
بڑا کلہاڑا تھا وہ بھاری قدم اٹھاتا جال کے قریب
آ کر رک گیا۔

"دیکھو جلاد اس وقت تک کلہاڑا چلائے رکھنا جب
تک ان کا قیمہ نہ ہو جائے۔" شہنشاہ نے جلاد
سے مخاطب ہوکر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں حضور میں اپنا فرض اچھی طرح
سمجھتا ہوں۔" جلاد نے جواب دیا۔

اور پھر اس نے اپنا کلہاڑے والا ہاتھ بلند کیا
اور پھر جیسے ہی بادشاہ نے ہاتھ کا اشارہ کیا
اس نے پوری قوت سے کلہاڑے کا وار جال پر
کیا۔ وار کے ساتھ ہی تمام ساحروں کے منہ
سے خوشی کا نعرہ نکلا مگر دوسرے لمحے وہ سب
اچھل پڑے جب انہوں نے دیکھا کہ جیسے ہی کلہاڑا
جال پر لگا وہ اچٹ کر جلاد کے ہاتھوں سے
چھوٹ کر دور جاگرا۔

"یہ کیا ہوا" شہنشاہ نے شدید حیرت سے پوچھا۔
"معلوم نہیں حضور مجھے یوں محسوس ہوا ہے جیسے

میں نے کلہاڑا کسی فولاد کے ڈھیر پر مارا ہو۔
صرف جال اس جگہ سے کٹ گیا تھا۔

"مارو کلہاڑا مارو" شہنشاہ نے چیخ کر کہا اور جلاد
نے کلہاڑا اٹھا کر دوبارہ وار کرنے شروع کر دیے
مگر سوائے جال کے کٹنے کے اور کوئی نتیجہ برآمد
نہ ہوا نہ ہی ان کا خون نکلا اور نہ ان کے
منہ سے کوئی چیخ نکلی۔ کلہاڑے کی دس بارہ
ضربیں ہی لگی تھیں کہ اچانک جال میں کلبلاہٹ
پیدا ہوئی اور پھر کٹی ہوئی جگہ سے چلوسک اور
ملوسک اچھل کر باہر نکل آئے۔

انہیں اس طرح زندہ سلامت باہر نکلتے دیکھ کر
شہنشاہ اور دیگر ساحر حیرت سے بُت بنے کھڑے
رہ گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان
دونوں نے جیبوں سے پستول نکال لئے اور جیسے
ہی انہوں نے پستولوں کے بٹن دبائے ہال میں
ساحروں کی چیخیں گونج اٹھیں۔ ہال میں مسلسل دھماکے
ہونے شروع ہو گئے۔ اسی لمحے چلوسک نے سُرخ
رنگ کی لہر سامری کے بت پر ماری اور سامری
کا بت ایک زبردست دھماکے سے پھٹ گیا اس

اس کے ساتھ ہی ہر طرف اندھیرا چھا گیا
ساحروں کی آوازیں غائب ہو گئیں۔
"مجھے کھولو مجھے کھولو" جال میں سے عمروعیار کی
آواز سنائی دی اور چلوسک نے تیزی سے جھک
کر جال میں سے عمروعیار کو گھسیٹ لیا۔ اور پھر
پھرتی سے اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں آزاد ہوتے
ہی عمروعیار نے بجلی کی سی تیزی سے زنبیل سے
سلیمانی چادر نکالی اور اپنے علاوہ ان کے گرد
بھی لپیٹ دی۔
"اب ہم سب کی نظروں سے غائب ہو چکے
ہیں"۔ عمروعیار نے ان کے کانوں میں سرگوشی کی
اور چلوسک ملوسک نے اطمینان کی سانس لی۔
ہال میں پھیلا ہوا دھواں ختم ہو چکا تھا۔
انہوں نے دیکھا کہ سرے سے ہال ہی غائب تھا
وہ ایک کھلے میدان میں کھڑے تھے جہاں اردگرد
بےشمار ساحروں کی لاشوں کے ٹکڑے موجود تھے
افراسیاب اور وزیر اعظم غائب تھے۔
"آؤ جلدی یہاں سے نکل چلیں ورنہ افراسیاب
ہم پر جادو کا کوئی خطرناک وار کرے گا"۔ عمروعیار

نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف
دوڑتے چلے گئے۔ شہر میں زبردست ہلچل مچ گئی
تھی۔ بےشمار ساحر افراتفری اور پریشانی کے عالم میں
ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا
جیسے ان پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑی ہو۔ چونکہ ان
تینوں نے سلیمانی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ
کسی کو بھی نظر نہیں آرہے تھے وہ تینوں بھاگتے
ہوئے شہر سے نکل گئے اور پھر ایک ویران جگہ
پر جاکر رک گئے۔
"اب ہمیں فوراً اپنے بہروپ بدلنے پڑیں گے" عمروعیار
نے کہا اور پھر اس نے سلیمانی چادر دوبارہ زنبیل
میں ڈالی اور زنبیل میں سے روغن عیاری نکال کر
اپنے اور چلوسک ملوسک کے چہرے پر ملنا شروع کردیا
پھر اس نے زنبیل سے ہی کپڑے نکال کر خود
بھی پہنے اور انہیں بھی پہننے کے لئے دیے تھوڑی
دیر بعد وہ تینوں ساحروں کے روپ میں آچکے تھے
اب انہیں دیکھ کر کوئی پہچان نہیں سکتا تھا ان
جیسے ہزاروں ساحر شہر میں موجود تھے اسلئے انہیں
پہچاننا آسان نہیں تھا۔

میں تمہارا بے حد ممنون ہوں کہ تم نے آج
مجھے بچا لیا ہے ورنہ آج افراسیاب اپنے مقصد
میں کامیاب ہو گیا تھا" عمروعیار نے ان کا شکریہ
ادا کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اگر ہم تمہیں اپنے پیچھے نہ کر لیتے تو خوفناک
کلہاڑا تمہارا قیمہ بنا دیتا۔ اور ہمارے متعلق تو تم
جانتے ہی ہو کہ ہمیں کوئی تلوار کلہاڑا، خنجر کوئی
نقصان نہیں پہنچا سکتا" چلوسک نے جواب دیا۔

واقعی میں تمہارے جادو کا قائل ہوگیا ہوں تمہارا
جادو جسے تم سائنس کہتے ہو۔ ان ساحروں سے
بڑا اور طاقتور جادو ہے" عمروعیار نے کہا۔

اور پھر وہ تینوں واپس شہر کی طرف بڑھ گئے

2007 (11)

صفحہ نمبر 17
پر لکھئے

خوفناک اور حیرت انگیز دھماکے ہوتے ہی شہنشاہ
افراسیاب بُری طرح گھبرا گیا اور پھر جب سامری
کا بُت ایک زبردست دھماکے سے پھٹا تو وہ اس
انوکھے جادو پر بری طرح خوفزدہ ہوگیا وہ تیزی سے
اس ہال سے بھاگا اور پھر سیدھا اپنے محل کیطرف
بھاگتا ہی چلا گیا اس وقت نہ ہی اسے جادو یاد
رہا اور نہ کوئی جادوگر، وہ جلد از جلد سامری کتاب
تک پہنچنا چاہتا تھا تاکہ اس نئی آفت کا حال
معلوم کر سکے۔

اپنے محل میں پہنچکر اسے قدرے اطمینان ہوا۔ وہ

سیدھا سامری کی کتاب والے کمرے میں پہنچ گیا اور
پھر چند لمحوں بعد وہ سامری کی کتاب کے سامنے
ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔

سامری کی مقدس کتاب مجھے بتلاؤ کہ یہ سب
کچھ کیسے ہوا۔ جلاد کے خوفناک کلہاڑے کا ان عیاروں
پر کیوں اثر نہیں ہوا وہ دھماکے کیسے تھے جس
سے ساحروں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ گئے۔ اور
سامری کا بت کیسے ٹوٹ گیا۔ آخر یہ نئے عیار کون
ہیں ان کے پاس کونسا جادو ہے کہ وہ ایک جگہ
کھڑے کھڑے دور دور تک دھماکے کرتے ہیں
ان سے میں کیسے بچ سکتا ہوں۔ مجھے تفصیل بتلاؤ
شہنشاہ طلسم افراسیاب نے انتہائی گھبرائے ہوئے اور
پریشان لہجے میں کہا۔

سامری کی کتاب اس کی بات مکمل کرتے ہی درمیان
سے کھل گئی اور پھر اس پر تحریر ابھر آئی
شہنشاہ افراسیاب اشتیاق سے جھک کر وہ تحریر
پڑھنے لگا۔ کتاب میں لکھا ہوا تھا۔

"یہ دونوں نئے عیار نجانے کہاں سے آئے ہیں
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوسری دنیا سے آئے ہیں

اور ہمارا علم ان کے متعلق کچھ نہیں بتلا سکتا
کہ یہ کون ہیں دھماکے کیسے کرتے ہیں یا ان
پر کلہاڑے کا اثر کیوں نہیں ہوا۔ اس لئے تم
خود ہی ان کا علاج سوچو۔"

یہ تحریر پڑھکر تو شہنشاہ افراسیاب کے چھکے
چھوٹ گئے خوف کے مارے اسکا جسم سن ہو کر
رہ گیا۔ ظاہر ہے جن عیاروں کے متعلق سامری کی
کتاب کچھ بتلانے سے بے بس ہو گئی وہ بھلا اس
کے کیسے قابو آسکتے ہیں مگر بہرحال کچھ کرنا تو
تھا اس لئے وہ خاموشی سے سر جھکائے کمرے
سے نکلا اور اپنے خاص کمرے میں آگیا۔

کمرہ میں اپنی کرسی پر بیٹھ کر اس نے ایک
کنیز کو شراب لانے کے لئے کہا اور پھر شراب
پینے کے ساتھ ساتھ وہ سوچنے میں مصروف ہو
گیا۔ کہ ان عیاروں کا کیا علاج کرے آخر سوچ
سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ ان پر
جمشید جادو کرے۔ یہ خوفناک جادو تھا۔ اور اس
کا توڑ مشکل سے ہی کوئی کر سکتا تھا۔ پھر
اس کو خیال آیا کہ جب یہ عیار بڑی آسانی

سے جال میں بند ہوگئے تھے اور جب تک جال
نہیں پھٹتا تھا اور وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے
وہ بالکل بے بس تھے اس خیال کے آتے ہی اسے
قدرے اطمینان ہوا کہ ان عیاروں پر بھی اس کا
جادو چل جائے گا پھر خاص طور پر جمشید جادو
یہ انتہائی خطرناک اور خوفناک جادو تھا بڑے بڑے
جادوگر اس جادو کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتے
تھے چنانچہ اس نے اس بات کا فیصلہ کرلیا کہ
ان عیاروں پر جمشید جادو کا وار کرے گا چنانچہ
اس نے فوراً ایک کنیز کو بلاکر حکم دیا کہ وزیراعظم
کو پیش کیا جائے۔
چند لمحوں بعد وزیراعظم پہنچ گیا اس کے چہرے
پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔
"کیا حکم ہے شہنشاہ" وزیراعظم نے مؤدبانہ لہجے
میں پوچھا۔
"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان عیاروں پر جمشید
جادو کیا جائے اس لئے جمشید جادو کے سب سے
بڑے جادوگر زناٹا کو زمین کی گہرائیوں سے فوری طور
پر طلب کیا جائے" شہنشاہ افراسیاب نے وزیراعظم

کو حکم دیا۔
"بہتر حضور والا مگر ان عیاروں کو اب تلاش
کیسے کیا جائے گا" وزیراعظم نے گھبرائے ہوئے
لہجے میں کہا۔
"زناٹا خود تلاش کرلے گا۔ تم بس فوراً زناٹے
کو طلب کرو اور دیکھو تمام طلسم میں اعلان کر
دو کہ جہاں وہ عیار نظر آئیں ہمیں اطلاع کر
دی جائے۔" شہنشاہ نے کہا اور پھر اسنے وزیراعظم
کو جانے کا حکم دے دیا۔
وزیراعظم مودبانہ انداز میں سر جھکاکر باہر چلا گیا
سامری کے بت ٹوٹنے کا حادثہ طلسم ہوشربا میں پہلی
بار ہوا تھا اس لئے طلسم کے تمام جادوگر بری
طرح گھبرا گئے تھے وہ کبھی تصور بھی نہیں کرسکتے
تھے کہ سامری کا بُت اس طرح ٹوٹ سکتا ہے
کیونکہ بڑے سے بڑا جادو بھی یہ گستاخی نہیں کر
سکتا تھا۔
دراصل وہ بھی اپنی جگہ سچے تھے انہیں علم
نہیں تھا کہ یہ سائنس کا جادو ہے۔ جو ان
کی دنیا میں تو صدیوں بعد جاکر ایجاد ہوگا۔ اور

جسے استعمال اب کر لیا گیا تھا یہ سائنس ان
کی عقل میں کہاں آسکتی تھی۔ بہرحال سامری کے
بت ٹوٹنے سے جہاں تمام جادوگر پریشان تھے وہاں
ان کے دلوں میں چلوسک ملوسک اور عمروعیار کیخلاف
زبردست غصہ اور نفرت بھی موجود تھی ان کا بس
نہیں چل رہا تھا کہ کس طرح وہ ان سے سامری
کے بت توڑنے کا بدلہ لیں مگر وہ شہنشاہ کے حکم
کا انتظار کر رہے تھے چنانچہ جب انہیں معلوم ہوا
کہ شہنشاہ نے عیاروں کے مقابلے کے لئے جمشید
جادو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو وہ بے حد
خوش ہوئے انہیں یقین ہوگیا کہ جمشید جادو کا سب
سے بڑا جادوگر زناٹا ان عیاروں کو عبرتناک سزا
دے گا۔ چنانچہ وہ اب زناٹا جادوگر کا انتظار
کرنے لگے۔

بے وقوف
صفحہ نمبر 27
پر دیکھئے

چلوسک ملوسک اور عمروعیار جادوگروں کے مجلس میں
جب واپس شہر میں آئے تو انہوں نے وہاں خاص
افراتفری دیکھی تمام جادوگر پریشان تھے مگر تھوڑی دیر
بعد انہوں نے وزیراعظم جادوگر کی آواز فضا میں گونجتی
ہوئی سنی تب انہیں معلوم ہوا کہ ان کے خلاف
جمشید جادو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور
اس کے لئے زناٹا جادوگر کو بلایا جا رہا ہے۔
چلوسک ملوسک پر تو اس اعلان کا کوئی اثر
نہیں کیونکہ وہ تو جمشید جادو کے متعلق کچھ نہیں
جانتے تھے مگر خواجہ عمروعیار بری طرح گھبرا گئے

اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔
"مارے گئے یہ بہت برا ہوا" اس نے چلوسک
کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔
"کیا ہوا کیوں گھبرا گئے ہو" چلوسک نے حیران
ہوکر پوچھا۔
"ہمارے خلاف جمشید جادو استعمال کیا جائیگا" خواجہ
عمروعیار نے پریشان کن لہجے میں جواب دیا۔
"وہ کیا ہوتا ہے" ملوسک نے دلچسپی سے پوچھا۔
"جمشید جادو سب سے خطرناک جادو ہوتا ہے اس
جادو کی زد میں آنے والا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جانور
بن جاتا ہے۔ اور پھر اسے تمام جادوگر مل کر
چھریاں مار مار کر ختم کر دیتے ہیں" خواجہ عمروعیار
نے انہیں بتلایا۔
وہ تینوں اس وقت شہر کے ایک کونے میں
کھڑے باتیں کر رہے تھے۔
"جانور کیسے بن جاتا ہے اور کونسا جانور بنتا ہے"
چلوسک نے حیران ہوکر پوچھا۔
"جو جانور جادوگر بنانا چاہے اس جادو کا کوئی توڑ
ہے بس ایک ہی توڑ ہے کہ اس جادوگر

کو ختم کردیا جائے تب یہ جادو ٹوٹتا ہے"
عمروعیار نے مزید تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔
"اچھا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تم ہمیں یہ بتلاؤ
کہ افراسیاب کا محل کہاں ہے اس سے پہلے کہ یہ
ہم پر جمشید جادو کا وار کریں کیوں نہ ہم اس
کے محل میں گھس کر اسے ہلاک کردیں۔ اور اس
کے گلے سے وہ ہار اتار لیں" چلوسک نے پوچھا
"افراسیاب کے محل میں ہم آسانی سے نہیں
گھس سکتے۔ اس کے محل کے اردگرد جادو کا پہرہ
ہوتا ہے اگر غلط آدمی اندر گھسنا چاہے تو وہ
اسی وقت مفلوج ہو جائے گا۔ یا جل کر بھسم ہو
جائے گا" عمروعیار نے بتلایا۔
"تم چلو تو سہی وہاں جاکر سوچیں گے کہ کیا
کرنا چاہیئے کوئی عیاری تم دکھلانا کچھ ذہن ہم
لڑائیں گے اللہ مالک ہے" چلوسک نے اس کا
حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"ہاں ٹھیک ہے یوں ہمت ہارنے سے کچھ نہیں
ہوتا۔ چل کر دیکھیں تو سہی" ملوسک نے بھی چلوسک
کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں

افراسیاب کے محل کی طرف بڑھنے لگے۔

کافی دور آنے کے بعد وہ افراسیاب کے محل کے قریب پہنچ گئے یہ واقعی بہت عظیم الشان محل تھا۔ اس کے باہر بے شمار جادوگر پہرہ دے رہے تھے۔ اور کچھ عجیب و غریب قسم کے پرندے اسکے ارد گرد مسلسل چکر کاٹ رہے تھے۔

"یہ ہے افراسیاب کا محل" عمرو عیار نے بتلایا

"عمرو عیار میری ایک تجویز ہے" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا" عمرو عیار نے پوچھا

"وہ یہ کہ تم ہم سے علیحدہ رہ کر کام کرو تم اپنے طور پر اندر جانے کی کوشش کرو ہم اپنے طور پر، ہو سکتا ہے کہ اس طرح ہم میں سے کوئی کامیاب ہو جائے۔ اکٹھا رہنے میں یہ نقصان ہے کہ تم ہماری وجہ سے رک جاؤگے اور ہم تمہاری وجہ سے" چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی" عمرو عیار بھی شاید ان سے جان چھڑانا چاہتا تھا کیونکہ اسے خطرہ

تھا کہ جمشید جادو کا ماہر نناٹا جادوگر انہیں ڈھونڈھ نہ لے اپنے متعلق تو اسے علم تھا کہ اگر وہ چادر سلیمانی اوڑھ لے تو نناٹا کبھی اسے نہیں ڈھونڈھ سکے گا اور اس نے جب سے جمشید جادو کے متعلق سنا تھا اس نے دل ہی دل میں یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ چادر سلیمانی اوڑھکر چھپ جائے اور پھر کسی عیاری سے طلسم سے باہر نکل جائے کیونکہ اسے جمشید جادو کے متعلق اچھی طرح علم تھا کہ ایک بار وہ اس جادو کی زد میں آگیا تو پھر اس کی موت یقینی ہے چنانچہ وہی ہوا ان سے علیحدہ ہوکر اس نے چادر سلیمانی زنبیل سے نکالی اور پھر اسے اپنے اوپر اوڑھ لیا اب وہ سب کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا مگر چلوسک ملوسک کا کام دیکھنے کے لئے وہ دوبارہ ان کی طرف بڑھ آیا۔ اور خاموشی کے ساتھ ان کے قریب کھڑا ہوگیا اب اسے اپنی طرف سے تو اطمینان ہوگیا تھا کہ وہ جمشید جادو کی زد میں نہیں آسکتا اب وہ چلوسک ملوسک کا جادو دیکھنا چاہتا تھا۔

اودھر چلوسک ملوسک عمروعیار سے ہٹ کر محل کی
پچھلی طرف بڑھنے لگے وہ دونوں اس وقت جادوگروں
کے بھیس میں تھے اس لئے وہ بڑے اطمینان سے
چلے جا رہے تھے ویسے انہیں یہ معلوم نہیں تھا
کہ عمروعیار بھی چادر سلیمانی اوڑھے ان کے ساتھ
ساتھ آرہا ہے۔

"کیا پروگرام ہے چلوسک" ملوسک نے چلوسک
سے پوچھا۔

"میرا خیال ہے ہم اپنے جہاز میں بیٹھ کر محل
کے اندر اتر جائیں ہم جہاز کو اتنی بلندی پر
لے جائیں گے کہ اس پر جادو کا اثر نہیں
ہو گا" چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے چلو پھر کہیں اکیلی جگہ
چلیں" چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی
سے شہر سے باہر جانے لگے تھوڑی دیر بعد وہ
ایک ویران جگہ پر پہنچ گئے یہاں دور دور تک
کوئی شخص موجود نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر چلوسک
نے جیب سے جہاز والا بٹن نکالا اور پھر
اس پر مخصوص انداز میں انگلی پھیر کر اسے زمین

پر رکھ دیا بٹن کے اردگرد دھواں سا پیدا
ہوا اور بٹن تیزی سے بڑا ہونے لگ گیا۔ چند
لمحوں بعد وہاں ان کا جہاز موجود تھا۔

"مجھے بھی ساتھ لے چلو" اچانک ان کے قریب
سے آواز آئی اور وہ دونوں حیرت سے اچھل
پڑے مگر اسی لمحے عمروعیار نے چادر سلیمانی اتار
دی اور وہ ظاہر ہوگیا۔

"تم ہمارے ساتھ ساتھ تھے" چلوسک نے حیرت
بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔ اس
لئے میں تمہارے ساتھ تھا" عمروعیار نے جواب دیا

"ٹھیک ہے آؤ تم بھی ہمارے ساتھ آؤ" چلوسک
نے کہا اور پھر اس نے جہاز کا دروازہ کھولا
اور وہ تینوں جہاز کے اندر سوار ہوگئے سیٹوں
پر بیٹھ کر چلوسک نے جہاز کا دروازہ بند کیا
اور پھر چلوسک نے جہاز چلانے کا بٹن دبا دیا
جہاز کی مشینری میں زندگی پیدا ہوئی۔ اور پھر جہاز
اپنی جگہ سے اٹھا اور انتہائی تیزی سے آسمان
میں اڑتا چلا گیا۔ جب جہاز اتنا اونچا چلا گیا

کہ نیچے کوئی چیز نظر نہ آنے لگی تو چلوسک
نے ڈائل پر موجود مخصوص نشانات پر مختلف
سوئیاں سیٹ کیں اور پھر اس نے جہاز کو نیچے
اتارنے کا بٹن دبا دیا۔

"اب جہاز ٹھیک محل کے اوپر اترے گا۔"
چلوسک نے کہا۔

"مگر کہیں نیچے اترتے ہی ہمیں پکڑ نہ لیا
جائے" ملوسک نے کہا۔

"نہیں ہم محل کی چھت پر اتریں گے۔ اور
فوری طور پر جہاز کو بٹن بناکر جیب میں رکھ لیں
گے" چلوسک نے کہا۔

جہاز انتہائی تیزی سے نیچے اترتا چلا آرہا
تھا اب آبادی دوبارہ نظر آنے لگ گئی تھی
پھر تھوڑی دیر بعد جہاز واقعی عین محل کی ایک
وسیع عریض چھت پر اتر گیا جہاز کے رکتے ہی
وہ تینوں تیزی سے باہر نکلے عمروعیار نے تو
باہر نکلتے ہی پھرتی سے چادر سلیمانی اوڑھی اور
وہ تو نظروں سے غائب ہوگیا چلوسک نے جہاز
کو تیزی سے بٹن میں تبدیل کیا اور پھر

اسے جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ دونوں نیچے
جانے کے لئے تیار تھے ان دونوں نے پستول
نکال لئے تھے اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف
بڑھنے لگے۔ مگر ابھی وہ سیڑھیوں کے نزدیک
بھی نہیں پہنچے تھے کہ اچانک ان دونوں کے
جسموں کو جھٹکا سا لگا اور وہ ایک نظر نہ
آنے والے جال میں جکڑے گئے۔ انہوں نے
پستول چلا کر جال کو کاٹنے کی کوشش کی
مگر بے سود، چند ہی لمحوں میں وہ بالکل بے بس
ہو گئے اب پستول ضرور ان کے ہاتھوں میں
تھے مگر وہ اسے استعمال نہیں کر سکتے
تھے انہیں جال نظر بھی نہیں آرہا تھا مگر
وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھے اور پھر
ان کے قدم زمین سے اکھڑ گئے اور وہ کٹی
ہوئی پتنگ کی طرح ہوا میں ڈولنے لگے چلوسک
ملوسک دونوں اس عجیب وغریب صورت حال سے
بری طرح گھبرا گئے مگر وہ بے بس تھے نظر نہ
آنیوالے جال میں لٹکے ہوئے وہ ہوا میں ڈولتے
ہوئے محل کے اندر جانے لگے۔ انہیں ایسا محسوس

ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں جال میں لٹکائے
تیزی سے محل کے اندر لئے جا رہا ہو۔ اور
پھر وہ کافی بلندی سے ایک دھماکے کے ساتھ
نیچے گر پڑے اتنی بلندی سے اچانک نیچے گرنے
کی وجہ سے ان کے دماغ پر اندھیرے چھانے
لگے۔ اور چند لمحوں بعد وہ دونوں بیہوش ہو
چکے تھے۔ پستول ان کے ہاتھوں سے چھوٹ
کر دور جا گرے تھے اور وہ محل کے اندرونی
برآمدے میں بیہوش پڑے تھے۔

احمق ففی نمبر
37 پر دیکھئے

افراسیاب اپنے خاص کمرے میں ایک چھوٹے سے
بت کے سامنے بیٹھا تھا وہ دل ہی دل میں
کچھ پڑھ رہا تھا اسکی آنکھیں بند تھیں اور
چہرہ سرخ ہو رہا تھا کافی دیر تک اسی طرح
بیٹھے رہنے کے بعد اس نے اچانک بت پر
پھونک مار دی اور اس کے پھونک مارتے
ہی بت کے گرد نیلے رنگ کا دھواں پیدا
ہو گیا۔

اب افراسیاب آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا
تھا اس کی آنکھوں میں اشتیاق کی لہریں تھیں

جب بت کے گرد دھواں چھٹا تو وہاں بت کی بجائے ایک بونا کھڑا تھا۔ بونے کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"کیا حکم ہے آقا" بونے چیختی ہوئی آواز پوچھا۔

"میں سخت مشکل میں ہوں بونے تم میرے مشیر بن جاؤ تاکہ مجھے قدم قدم پر صحیح مشورے دے سکو" شہنشاہ افراسیاب نے جواب دیا۔

"میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں آقا" بونے نے جواب دیا۔

"بونے یہ بتلاؤ اس وقت وہ عیار کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں" شہنشاہ افراسیاب نے پوچھا بونے نے اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کیا اور پھر جیسے ہی اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ نیچے کیا سامنے دیوار پر ایک منظر ابھر آیا۔

شہنشاہ افراسیاب نے دیکھا کہ ایک بڑا سا جہاز کھڑا ہے جس میں چلوسک ملوسک اور عمرو عیار داخل ہو رہے ہیں یہ جہاز کسی کیپسول جیسا تھا اس لئے وہ سمجھ نہ سکا کہ یہ کیا چیز ہے"

"یہ کیا چیز ہے، بونے" شہنشاہ افراسیاب نے پوچھا۔

"یہ اڑنے والا ڈبہ ہے میرے آقا۔" بونے نے جواب دیا۔

اور واقعی وہی ہوا چند لمحوں بعد وہ ڈبہ ہوا میں اڑنے لگا اور انتہائی تیزی سے آسمان کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ لمحہ بہ لمحہ چھوٹا ہوتا جا رہا تھا۔

شہنشاہ افراسیاب کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے اس نے ایسا اڑنے والا ڈبہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"یہ ڈبہ کہاں جا رہا ہے" شہنشاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ڈبہ اب تمہارے محل کی چھت پر اترے گا۔" بونے نے جواب دیا۔

"میرے محل کی چھت پر مگر کیسے میرے محل کے گرد تو جادو کا زبردست پہرہ ہے" شہنشاہ افراسیاب نے چونک کر پوچھا۔

"یہ بہت اونچا جاکر نیچے اترے گا۔ اس لئے

تمہارے جادو کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑیگا"
بوتنے نے اطمینان سے جواب دیا۔

"اوہ" شہنشاہ افراسیاب نے کہا اور پھر وہ
منظر کو غور سے دیکھنے لگا۔ ڈبہ بالکل چھوٹا
ہونے کے بعد دوبارہ تیزی سے بڑا ہونے لگا
اب وہ ڈبہ نیچے آرہا تھا لمحہ بہ لمحہ وہ بڑا ہوتا
چلا جارہا تھا پھر منظر میں افراسیاب کا شاہی
محل بھی نظر آنے لگا۔ ڈبہ ٹھیک محل کے
اوپر موجود تھا اور انتہائی تیزی سے نیچے آتا
جا رہا تھا۔

شہنشاہ ہوشیار ہو جاؤ ڈبہ تمہارے محل کی
چھت پر اترے گا۔ جیسے ہی ڈبے میں سے
یہ عیار باہر نکلیں فوراً انہیں طلسمی جال میں
قید کرلینا۔ اگر ایک بار یہ تمہاری گرفت سے
نکل گئے تو پھر بڑی مشکل پیش آئیگی" بوتنے نے
اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

ہاں میں تیار ہوں ایک بار یہ میرے ہتھے
چڑھ جائیں پھر میں انہیں ایسی سزا دوں گا
کہ یہ یاد رکھیں گے زناٹا جادوگر آنے والا

ہے وہ انہیں جانور بنا دیگا اور پھر ہم
سب جادوگر مل کر ان کا شکار کھیلیں گے" افراسیاب
نے جواب دیا۔

"سنو افراسیاب انہیں طلسمی جال میں قید کرکے
طلسم سیاہ میں قید کر دینا۔ اور زناٹا جادوگر کو
وہیں بھیج دینا۔ انہیں آزاد نہ پھرنے دینا" بوتنے
نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا" افراسیاب
نے جواب دیا۔ اس کی نظریں جہاز پر ٹکی ہوئی
تھیں جو اب بےحد قریب آگیا تھا۔ وہ اٹھ
کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے دونوں بازو آسمان کی
طرف کرلئے۔ اور جہاز کے چھت پر اترنے
کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جہاز چھت پر ٹک گیا پھر
اس کا دروازہ کھلا اور عمروعیار باہر نکلا افراسیاب
خاموش ہاتھ اٹھائے کھڑا رہا کہ اب یہ کیا
کرتے ہیں۔ چلوسک ملوسک نے جہاز سے باہر نکلتے ہی
انتہائی تیزی سے جہاز کا دروازہ بند کیا اور
پھر چلوسک نے جہاز پر ہاتھ پھیرا تو جہاز کے

گرد دھواں سا پھیل گیا چند لمحوں میں جہاز
غائب ہو چکا تھا۔ چلوسک نے بٹن اٹھا کر جیب
میں ڈالا۔ اسی لمحے عمرو عیار نے انتہائی پھرتی
سے زنبیل سے چادر سلیمانی نکال کر اوڑھ لی
اور وہ افراسیاب کی نظروں سے غائب ہوگیا۔
"افراسیاب کیا کر رہے ہو طلسمی جال پھینکو"
بونے کی آواز سنائی دی۔ اور افراسیاب جو اس
جہاز کو آتے اور غائب ہوتے حیرت سے دیکھ رہا
تھا۔ بونے کی آواز سن کر ہوش میں آگیا اس نے
اپنے دونوں ہاتھوں کو عجیب سے انداز میں جھٹکا
دیا اور دوسرے لمحے سیڑھیوں کی طرف بھاگتے ہوئے
چلوسک ملوسک کے جسموں کو جھٹکا سا لگا۔ چلوسک
ملوسک کے ہاتھوں سے لہریں سی نکلیں۔
مگر افراسیاب اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کرتا چلا
گیا جیسے جیسے وہ اپنے ہاتھوں کو اکٹھا کرتا چلا
جا رہا تھا ویسے ویسے چلوسک ملوسک بے بس ہوتے جا
رہے تھے جب افراسیاب نے اندازہ کرلیا کہ وہ
بالکل بے بس ہوگئے ہیں تو اس نے اپنے ہاتھوں
کو اوپر کی طرف جھٹکا اور اس کے ساتھ چلوسک

ملوسک کے قدم بھی زمین سے اکھڑ گئے اب افراسیاب
اپنے ہاتھوں کو باہر کے رخ جھکا رہا تھا۔ اس
کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک بھی اڑتے
ہوتے محل کے اندر کی طرف آرہے تھے جب وہ
برآمدے کے اندر آگئے تو افراسیاب نے اچانک
ہاتھ ایک جھٹکے سے نیچے کرلئے اور وہ دونوں خاصی
بلندی سے نیچے برآمدے کے فرش پر آگرے افراسیاب
نے اپنے ایک ہاتھ کو ان کی طرف کرکے انگلیوں
کو بند کرکے مٹھی کی صورت میں کرلیا اور اسکے
مٹھی بند کرتے ہی فرش پر سے اٹھنے کی کوشش
کرتے ہوئے چلوسک ملوسک یکدم بیہوش ہوکر گر گئے
ان کے بیہوش ہوتے ہی افراسیاب نے ایک طویل
سانس لی۔
"اب یہ اس وقت تک ہوش میں نہیں آسکتے
جب تک میں انہیں ہوش میں نہ لے آؤں" افراسیاب
نے بونے سے مخاطب ہوکر کہا۔
"ٹھیک ہے مگر وہ تیسرا عیار" بونے نے کچھ سوچتے
ہوتے کہا۔
"اس کی مجھے فکر نہیں ہے وہ عیار ضرور ہے

مگر وہ ایسا خطرناک عیار نہیں ہے جیسے یہ دو
ہیں۔ اور ویسے بھی وہ اب محل میں آ چکا ہے
اب وہ میری اجازت کے بغیر محل سے باہر نہیں
نکل سکتا۔ اور جیسے ہی اس نے سلیمانی چادر اتاری
وہ ظاہر ہو جائے گا اور اسی لمحے وہ میرے
کسی جادوگر کے ہاتھوں پکڑا جائے گا۔" افراسیاب
نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے تم ان دونوں کو طلسم سیاہ میں پھینکو اور
پھر ان کے پیچھے زناٹا جادوگر کو بھیج دینا۔ وہ
خود ان سے نپٹ لے گا۔" بونے نے اسے مشورہ
دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ایسا ہی کروں گا۔" افراسیاب نے کہا
اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ ایک کنیز
اندر داخل ہوئی۔

"پہریداروں سے کہو کہ ان دونوں عیاروں کو
اٹھا کر طلسم سیاہ میں پھینک دیں۔" شہنشاہ افراسیاب نے
حکم دیا۔ اور کنیز باہر نکل گئی۔ پھر افراسیاب نے
دیوار کے منظر میں دیکھا کہ چند پہریداروں نے ان
دونوں کو اٹھایا اور ان کے ہاتھ سے گری ہوئی

دو نالی نما چیزیں بھی انہوں نے اٹھا لیں۔ اور وہ
انہیں لے کر مختلف کمروں سے ہوتے ہوئے ایک کمرے
کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے ان میں سے ایک
نے اس دروازے کو کھولا اور پھر چلوسک ملوسک
کو اندر پھینک کر وہ نالی نما چیزیں بھی اندر پھینک
دیں اس کے بعد انہوں نے دروازہ بند کر دیا پھر
جیسے ہی پہریدار دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹے افراسیاب
نے اپنی انگلی کا اشارہ کیا اور وہ دروازہ یکدم غائب
ہو گیا اب وہاں سپاٹ دیوار تھی۔

"کیا اب میں جاؤں" بونے نے پوچھا۔

"ہاں اب تم جاؤ اب مجھے اطمینان ہو گیا
ہے" افراسیاب نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔
اور اس کے یہ فقرہ کہتے ہی بونا غائب
ہو گیا۔

افراسیاب نے ایک کنیز کو بلا کر اسے حکم دیا
کہ وہ محل کے تمام پہریداروں کو خبردار کر دے
کہ جہاں بھی عمرو عیار نظر آئے وہ اسے فوراً طلسمی
جال میں قید کر کے اسے فوراً اس کے حضور پیش
کر دیں اور جیسے ہی زناٹا جادوگر آئے اسے فوراً

اس کے پاس لے آیا جائے۔
کنیز یہ حکم سن کر سلام کرکے باہر نکل گئی اور افراسیاب اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے پلنگ پر دراز ہوگیا اب اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان اور سکون تھا۔

جبل انسان

صفحہ نمبر ۴۶
پر دیکھئے

خواجہ عمروعیار نے چادر سلیمانی اوڑھتے ہی اپنے آپ کو تو نظروں سے غائب کرلیا۔ مگر چونکہ وہ سب کچھ دیکھ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے چلوسک ملوسک کو طلسمی جال میں پھنس کر بے بس ہوتے اور پھر انہیں فضا میں اڑ کر نیچے جاتے دیکھا وہ سمجھ گیا کہ افراسیاب نے انہیں دیکھ لیا ہے۔ اور اب افراسیاب اس انتظار میں ہوگا کہ کب عمروعیار چادر اتارے اور کب وہ اسے بھی گرفتار کرے اس لئے عمروعیار نے چادر اور بھی زیادہ مضبوطی سے اپنے گرد لپیٹ لی اور پھر وہ تیز تیز

قدم اٹھاتا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا سیڑھیوں
میں جگہ جگہ پہریدار جادوگر موجود تھے مگر عمروعیار ان
ان کی نظروں سے بچتا ہوا انتہائی احتیاط سے نیچے
اترتا چلا گیا اس نے حتی الوسع پیروں کی چاپ
بھی پیدا نہ ہونے دی تاکہ اس کی موجودگی
سے پہریدار ہوشیار نہ ہو جائیں۔

نیچے جاکر اسے معلوم ہوا کہ افراسیاب نے
ان دونوں کو طلسم سیاہ میں بند کردیا ہے۔ اور
خود اپنے خاص کمرے میں زناٹا جادوگر کے آنے کا
انتظار کر رہا تھا۔

عمروعیار ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے
اور کیا نہ کرے کہ اس نے محل میں پہریداروں
کی بھاگم دوڑ دیکھی اور پھر اسے پتہ چلا کہ زناٹا
جادوگر زمین کی گہرائیوں سے نکل کر آگیا ہے
اس نے آج تک جمشید جادو اور زناٹا جادوگر
کے متعلق سنا تھا۔ اسے دیکھا نہیں تھا لہٰذا اسے
دیکھنے کے شوق میں وہ بھی افراسیاب کے خصوصی
کمرے میں داخل ہوکر ایک طرف کونے میں کھڑا
ہوگیا۔ افراسیاب اپنی خاص کرسی پر بڑے اطمینان

سے بیٹھا ہوا تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور زناٹا جادوگر اندر
داخل ہوا وہ شیر کی پشت پر بیٹھا ہوا تھا وہ
خود بھی جنگلی ریچھ نظر آرہا تھا اس کے پورے
جسم پر سیاہ رنگ کے گھنے بال تھے اس نے
صرف ایک جانگیا سا پہنا ہوا تھا۔ اس کے منہ
سے دو دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اس کے
ناخن بھی بڑھے ہوئے تھے۔ اور چہرہ انتہائی
خوفناک تھا۔

افراسیاب کے سامنے پہنچکر وہ شیر سے اترا
اور سجدے میں گر پڑا۔ شیر ایک طرف خاموشی سے
بیٹھ گیا۔

"اٹھو زناٹا" افراسیاب نے گرجدار لہجے میں کہا۔

"شہنشاہ افراسیاب خادم کو کیوں یاد فرمایا۔ حکم
کیجیے" زناٹا نے کھڑے ہوکر انتہائی مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"زناٹا جادوگر تم جمشید جادو کے سب سے بڑے
باہر ہو ہمارے طلسم میں عیار گھس آئے ہیں ان
میں سے دو عیار ایسے ہیں جن کے پاس خوفناک

قسم کا جادو ہے انہوں نے اپنے جادو سے سامری
کا بت توڑ دیا ہے وہ ایک ڈبے میں اڑتے
پھرتے ہیں اور ان پر کلہاڑوں کا بھی کوئی اثر
نہیں ہوتا انہوں نے پورے طلسم ہوشربا میں خوف و
ہراس کی لہر دوڑا دی ہے چنانچہ میں انہیں
عبرتناک سزا دینا چاہتا ہوں" افراسیاب نے اسے
تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"حکم کیجئے حضور واقعی ایسے عیاروں کو عبرتناک
سزا ملنی چاہیئے تاکہ طلسم ہوشربا اور شہنشاہ کا اقبال
بلند ہو" زناٹا نے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہم نے ان دونوں عیاروں کو طلسم سیاہ میں
قید کر دیا ہے اور تیسرا عیار عمرو ہے جو اس
وقت محل میں تو موجود ہے مگر اس نے چادر
سلیمانی اوڑھ رکھی ہے اس لئے وہ ہم سب
کی نظروں سے غائب ہے ہو سکتا ہے کہ اس
وقت وہ اس کمرے میں بھی موجود ہو۔ مگر
ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے کیونکہ پہلے کئی بار
ہمارا اسکا مقابلہ ہو چکا ہے ہمیں فکر ان دو

نئے عیاروں کی ہے ان دو عیاروں کو ختم کرنے
کے بعد ہم عمروعیار کو تلاش کرکے ختم کرلیں
گے"، افراسیاب نے کہا۔

"حضور نے درست فرمایا" زناٹا نے جواب دیا۔

"ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تم ان
دونوں عیاروں پر جمشید جادو کا وار کرو اور انہیں
خرگوش بنادو پھر ہم اپنے شکاری کتوں سے
ان کا شکار کھیلیں گے۔ خرگوش تو انہیں جادو کے
زور سے ہم خود بھی بنا سکتے تھے مگر ہم جانتے
ہیں کہ ہمارے جادو کا توڑ کیا جا سکتا ہے
مگر جمشید جادو کا توڑ ممکن نہیں ہے" افراسیاب نے
اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہتر عالیجاہ آپ مجھے طلسم سیاہ میں بھیج دیں
یا پھر ان عیاروں کو یہاں بلالیں۔ میں انہیں
خرگوش بنا دیتا ہوں" زناٹا نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس سلسلے میں کوئی تیاری تو نہیں کرنی
پڑے گی" افراسیاب نے پوچھا۔

"نہیں عالیجاہ میں تمام تیاری کرکے آیا ہوں" زناٹا
نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے ہم تمہیں طلسم سیاہ میں بھیج دیتے ہیں اور تم انہیں خرگوش بناکر کانوں سے پکڑ کر باہر لے آؤ" افراسیاب نے کہا۔

"ٹھیک ہے حضور میں تیار ہوں" زناٹا نے جواب دیا

"چلو آؤ میرے ساتھ" افراسیاب نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر آگے آگے افراسیاب اور اسکے پیچھے پیچھے زناٹا چل پڑا۔ زناٹا کے پیچھے جادوگر تھے۔

عمروعیار جانتا تھا کہ زناٹا اور افراسیاب دونوں جادو کے معاملے میں انتہائی طاقتور ہیں اس نے کوئی حرکت کی اور وہ انہیں قابو کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو وہ خود مارا جائے گا۔ اس لئے وہ خاموشی سے ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔

افراسیاب زناٹا جادوگر کو لئے طلسم سیاہ کے پاس پہنچ گیا وہاں پہنچکر اس نے انگلی سے دیوار کی طرف اشارہ کیا اس کا اشارہ ہوتے ہی وہاں سے دیوار غائب ہوگئی اور وہاں دروازہ ظاہر ہوگیا افراسیاب نے اپنی انگلی سے دوبارہ اشارہ کیا اور دروازہ کھل گیا۔

دروازہ کھلتے ہی زناٹا جادوگر اچھل کر اندر چلا گیا

اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ دوبارہ بند ہو گیا افراسیاب نے انگلی کا اشارہ کر کے دیوار برابر کردی۔ اور پھر خود باہر کھڑے ہوکر زناٹا جادوگر کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ زناٹا جادوگر کو طلسم سیاہ سے باہر آنے کا طریقہ آتا ہے اس لئے اس نے اطمینان سے دروازہ بند کرکے دیوار برابر کر دی تھی وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھاکہ آخرکار وہ ان عیاروں کو قابو کرنے میں کامیاب ہوگیا۔

66

کتے کے بچے
ھفتہ نمبر
۵۰ کی بر دیکھئے
۵۰

چلوسک ملوسک جیسے ہی اس کمرے میں گرے ان
کے جسم اس طلسمی جال سے آزاد ہوگئے۔ پہلے تو
انہیں وہاں کچھ نظر نہ آیا۔ کیونکہ یہ کمرہ اندر سے
بالکل سیاہ تھا اور کہیں سے بھی کوئی روشنی نہیں
آرہی تھی انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اندھے
ہو گئے ہوں۔

"چلوسک جیب سے ٹارچ نکالو کہیں ہم اندھے نہ
ہوگئے ہوں" چلوسک نے کافی دیر تک کچھ نظر نہ
آنے پر ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس وقت ملوسک کو ٹارچ کا خیال آیا۔ اس

نے فوراً اپنی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر پنسل
ٹارچ نکالی جو ایٹمی ٹارچ تھی اس کی روشنی بڑی بڑی
ٹارچوں سے بھی زیادہ تیز تھی۔ اور اس میں سیل
نہیں ڈالنے پڑتے تھے چلوسک ملوسک کے ڈیڈی نے
یہ ٹارچ اس انداز میں بنائی گئی تھی کہ وہ ہر قسم
کی آب و ہوا میں کام دیتی تھی۔

چنانچہ جیسے ہی ملوسک نے ٹارچ جلائی کمرہ تیز
روشنی سے بھر گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ ایک
چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی چھت، فرش اور دیواریں سیاہ
رنگ کی تھیں اور ان پر سرخ کے عجیب و غریب
قسم کے بت بنے ہوئے تھے کہیں کہیں انسانی کھوپڑیوں
اور بندروں کی تصویریں بھی موجود تھیں حیرت انگیز
بات یہ تھی کہ کمرے کا دروازہ بالکل نہیں تھا۔
حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ انہیں کسی دروازے ہی
سے پھینکا گیا ہے۔

"یہ کیسا کمرہ ہے مجھے تو خوف محسوس ہو رہا ہے"
ملوسک نے ڈرتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ نہیں یہ انہوں نے اپنی طرف سے جادو
کا کمرہ بنا رکھا ہے مگر ہمارے پاس ان سے

بھی بڑا جادو ہے۔" چلوسک نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"مگر چلوسک وہ کیسا جال تھا جو ہمیں نظر ہی نہیں آرہا تھا۔" ملوسک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جادو کا جال تھا آخر طلسم ہوشربا میں موجود ہیں یہاں تو قدم قدم پر ہمیں جادو کا سامنا کرنا پڑیگا" چلوسک نے کہا۔

"ہم خواہ مخواہ طلسم ہوشربا میں آکر پھنس گئے ہمیں بھلا کیا ضرورت پڑی تھی یہاں آنے کی۔ امیر حمزہ جانتا اور افراسیاب جانتا۔" ملوسک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ملوسک آخر ہم سیروتفریح کے لئے ہی تو نکلے تھے یہ بھی ایک دلچسپ تفریح ہے جب ہم اکتا جائیں گے خاموشی سے جہاز میں سوار ہو کر یہاں سے کیا اس سیارے سے ہی نکل جائیں گے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

ہو سکتا ہے ہم جادو کے جال میں ایسے پھنس جائیں کہ نکل ہی نہ سکیں" ملوسک بالکل حوصلہ ہار چکا تھا آخر بچہ تھا اس نے کبھی اس قسم کے

چکر دیکھے نہیں تھے۔

گھبراؤ نہیں ملوسک ہمیں ہر قسم کے حالات سے گذرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کائنات میں قدرت کے بے شمار اسرار موجود ہیں اور کائنات کے سیاح ہم ہیں ہمارا اب کام ہی یہی ہے کہ نئے سے نئے سیاروں میں جائیں اور وہاں کی سیر کریں" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے اسکے شانے پر تھپکی دی۔

"چلو یہ تو ٹھیک ہے مگر اب یہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرو" ملوسک نے کہا۔

"ہاں یہاں سے نکلنے کے متعلق کچھ سوچنا پڑیگا" چلوسک نے کہا مگر اس کے ذہن میں کوئی تدبیر ہی نہیں آرہی تھی پستول تو انھوں نے ہوش میں آتے ہی اٹھا لئے تھے چلوسک نے پستول سے لہر مار کر دیوار اڑانا چاہی مگر وہ دیوار نجانے کیسے بنی ہوئی تھی کہ لہر کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

ابھی وہ بیٹھے یہی سوچ رہے تھے کہ اچانک سامنے کی دیوار پھٹی اور اس میں دروازہ سا بن گیا

وہ دونوں چونک کر سیدھے ہوگئے چلوسک نے
پھرتی سے ملوسک کے، ہاتھ سے ٹارچ لے کر بجا
دی اور خود ایک کونے میں کھسک گئے۔
دروازہ کھلا اور پھر ایک سایہ سا اندر داخل
ہوا۔ اس کے اندر آنے کے بعد دروازہ بند
ہو گیا اور پھر دیوار بھی برابر ہوگئی ایکبار پھر
کمرے میں گہرا اندھیرا چھاگیا۔
اسی لمحے چلوسک نے ٹارچ جلا دی۔ اور
پھر روشنی میں وہ دونوں خوفزدہ ہوگئے جب انہوں
نے اپنے سامنے ایک ریچھ نما انسان کو کھڑے دیکھا
جس کے بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوئے تھے
اور اس کی سرخ آنکھوں سے جیسے بجلیاں سی
نکل رہی ہوں اچانک روشنی ہونے سے وہ ایک
لمحے کے لئے گھبرایا مگر دوسرے لمحے اس نے
دونوں ہاتھ ان کی طرف جھٹکے اور زور سے چیخ
ماری چلوسک نے پھرتی سے پستول چلانا چاہا مگر
اسی لمحے ایک دھماکہ سا ہوا اور ان دونوں کو
یوں محسوس ہوا جیسے ان دونوں کے جسموں میں
ایٹم بم پھٹ گیا ہو۔ انہیں اچانک اتنی تکلیف

ہوئی کہ وہ تکلیف کی شدت سے بیہوش ہوگئے۔
چند لمحوں بعد جب انہیں ہوش آیا تو وہ
یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہ انسانوں کی
بجائے چھوٹے چھوٹے خرگوشوں کی صورت میں تبدیل ہو
چکے تھے ان کی ٹارچ اور پستول فرش پر پڑے
تھے ٹارچ جل رہی تھی ان کے پنجے اتنے چھوٹے
تھے کہ وہ انہیں اٹھا بھی نہیں سکتے تھے گو وہ
انسانوں کی طرح سوچ سکتے تھے سن سکتے تھے مگر
جسمانی لحاظ سے وہ خرگوشوں میں تبدیل ہو چکے تھے

خبیث انسان

اس ریچھ نما انسان کا زوردار قہقہہ سنائی دیا۔ وہ اپنی فتح پر مسلسل قہقہے لگا رہا تھا۔

ہاہا زناٹا جادوگر کے سامنے بڑے بڑے عیار ناکام ہو جاتے ہیں" اس ریچھ نما انسان نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے دونوں چونک پڑے جب انہوں نے زناٹا جادوگر کے عین پیچھے عمروعیار کو ظاہر ہوتے دیکھا اس نے بڑی آہستگی سے اپنے جسم سے چادر سلیمانی ہٹاکر زنبیل میں ڈال لی۔ وہ شاید چادر سلیمانی اوڑھے زناٹا جادوگر کے ساتھ ہی اندر آ گیا تھا

چادر زنبیل میں ڈال کر اس نے زنبیل سے ایک انڈہ نکالا اور پھر پوری قوت سے یہ انڈہ اس نے زناٹا جادوگر کے سر پہ مار دیا۔

زناٹا جادوگر کی چونکہ اس کی طرف سے پشت تھی اور وہ شاید تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ عمروعیار بھی اس کے ساتھ اندر آگیا ہوگا۔

بہرحال انڈہ ایک دھماکے کے ساتھ زناٹا جادوگر کے سر پہ لگ کر ٹوٹ گیا انڈے میں سے سرخ رنگ کا دھواں سا نکلا اور اس نے پلک جھپکنے میں زناٹا جادوگر کو بیہوش کردیا۔ زناٹا جادوگر دھڑام سے نیچے فرش پر گرگیا۔

"گھبراؤ نہیں چلوسک ملوسک میں ابھی اسے ختم کرکے تمہیں دوبارہ اصل روپ میں لے آؤنگا" عمروعیار نے چلوسک ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔ جو خرگوش بنے ہوئے تھے۔

یہ کہہ کر عمروعیار نے زنبیل میں ہاتھ ڈال کر خنجر حیدری نکالا اور پھر اس نے بیہوش پڑے ہوئے زناٹا جادوگر کے سینے پر اپنا گھٹنا ٹیک کر پوری قوت سے اس کی گردن پر خنجر چلا دیا۔ زناٹا

جادوگر کے منہ سے خوفناک خرخراہٹ نکلی اور اس
کے گردن سے خون فوارے کی طرح نکل نکل کر اردگرد
پھیلنے لگا۔ عمروعیار اسے اس طرح ذبح کر رہا تھا
جیسے قصائی بکری ذبح کرتے ہیں چند لمحوں بعد زناٹا
جادوگر کی گردن اس کے دھڑ سے علیحدہ ہو گئی
اس کے ساتھ ہی چلوسک ملوسک دوبارہ بیہوش ہو
گئے۔ مگر چند لمحوں کے بعد انہیں دوبارہ ہوش
آیا تو وہ اپنے اصلی روپ میں تھے۔
کمرے میں چیخوں کی آوازیں گونج رہی تھیں پھر
ایک آواز آئی:
"میں زناٹا جادوگر تھا ہائے مجھے ذبح کردیا گیا
ہائے مجھے دھوکے سے قتل کیا گیا۔
آواز کی گونج ختم ہوتے ہی چلوسک نے دیکھا
کہ زناٹا جادوگر کا جسم دھواں بن کر غائب ہونے
لگا۔ حتیٰ کہ فرش پر پھیلا ہوا خون بھی دھواں
بن گیا تھوڑی دیر بعد زناٹا جادوگر کی لاش اور
خون دھواں بن کر غائب ہوگئی۔
اب کمرے میں چلوسک ملوسک اور عمروعیار اکیلے
رہ گئے۔

چلوسک ملوسک دونوں بھاگ کر عمروعیار سے لپٹ
گئے اور کہنے لگے۔
"بہت بہت شکریہ عمروعیار تم نے ہمیں بچا لیا۔"
"یہ ضروری تھا ورنہ تم زندگی بھر اصل روپ میں
نہ آتے۔ میں نے باہر زناٹا جادوگر پہ اس لئے وار
نہیں کیا تھا کہ وہاں افراسیاب بھی موجود تھا میں
اس لئے اندر آگیا تاکہ یہاں میں اکیلے زناٹا جادوگر
سے نپٹ لونگا۔ مگر میرا خیال تھا کہ زناٹا جادوگر
کچھ دیر منتر وغیرہ پڑھ کر تمہیں خرگوش بنانے لگا
اس لئے مجھے دیر ہوگئی اور تمہارا روپ بدل
گیا۔ بہرحال اللہ تعالٰے کا شکر ہے یہ شیطان ختم
ہو گیا۔
"مگر اب کیا ہوگا ہم باہر کیسے نکلیں گے
اور افراسیاب سے کیسے بچیں گے۔" چلوسک نے کہا۔
اس بار وہ بھی گھبرایا ہوا تھا۔
"فکر مت کرو میں نے اس کی بھی ترکیب سوچ
لی ہے" عمروعیار نے کہا
"کیا ترکیب سوچی ہے کچھ ہمیں بھی بتلاؤ" ملوسک
نے پوچھا۔

میں روپ بدل کر زناٹا جادوگر بن جاؤں گا
اور پھر تمہیں لے کر باہر چلا جاؤں گا۔ بس تم
خاموش رہنا۔ اور جیسا میں تمہیں حکم دوں چاہے وہ
تمہیں عجیب ہی لگے تم ویسے ہی کرنا باقی میں
سنبھال لوں گا۔" عمروعیار نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا

"ٹھیک ہے" ان دونوں نے اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

پھر عمروعیار نے اپنے کپڑے اتار کر زنبیل سے
ایک سیال سا نکال کر اپنے جسم پر مل دیا اس
سیال کے ملتے ہی اس کے جسم پر گھنے بال
اُگ آئے اس نے زنبیل سے دو دانت نکال کر
منہ میں فٹ کئے اور پھر سیال عیاری سے اپنے
چہرے کو بھی زناٹا جادوگر جیسا بنالیا۔ اب اسے
دیکھ کر کوئی بھی نہ کہہ سکتا تھا کہ وہ
زناٹا نہیں بلکہ عمروعیار ہے۔ پھر اس نے زنبیل
کو مٹھی میں زور سے دبایا زنبیل چھوٹی ہوتی
چلی گئی اس نے بالکل ایک ٹکیہ جتنی زنبیل
بنا کر اسے منہ میں ڈال لیا۔ اب وہ خالی
ہاتھ تھا پھر وہ واپس مڑا اس نے اس جگہ

دیوار پر ہاتھ پھیرا جہاں دروازہ موجود تھا اسکا
ہاتھ لگتے ہی وہاں سے دیوار غائب ہوگئی۔ اور
دروازہ نکل آیا۔ عمروعیار نے دروازے پر دوبارہ ہاتھ
پھیرا دروازہ کھل گیا عمروعیار نے انہیں اپنے پیچھے
آنے کا اشارہ کیا اور خود باہر نکل گیا چلوسک نے
ٹارچ بجھا کر جیب میں ڈالی اور اپنے اپنے پستول
بھی جیبوں میں ڈال لئے اور پھر بڑے فرمانبردارانہ
انداز میں عمروعیار کے پیچھے چلتے ہوئے باہر نکل
آئے۔

باہر افراسیاب اور دوسرے جادوگر موجود تھے چلوسک
طوسک کو اپنے اصل روپ میں دیکھ کر وہ سب
حیران رہ گئے۔

"کیا ہوا زناٹا کیا یہ خرگوش نہیں بنے" افراسیاب
نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

نہیں آقا یہ بہت بڑے جادوگر ہیں یہ خرگوش
تو نہیں بنے مگر میں نے بڑی محنت کر کے
انہیں اپنے قابو میں کرلیا ہے اب یہ میرے حکم
کے بغیر ہاتھ بھی نہیں ہلا سکتے،" عمروعیار نے زناٹا
جادوگر کے سے لہجے میں جواب دیا۔

"مگر ہم تو چاہتے تھے کہ یہ خرگوش بن جاتے ہم نے اس لئے تمہیں یہاں طلب کیا تھا ورنہ قابو تو ہم انہیں خود ہی کر سکتے تھے" افراسیاب نے پہلے کی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"حضور آپ گھبرائیں نہیں یہ خرگوش بھی بن جائیں گے اس کے لئے مجھے انہیں سامنے بٹھا کر ایک رات کا جاپ کرنا پڑے گا۔ یہ تو قابو بھی نہیں آرہے تھے مجھے انہیں قابو میں کرنے کے لئے زبردست جمشید جادو کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ مجھے سامری کی روح کو بلانا پڑا" عمروعیار نے کہا۔

"سامری کی روح کو کیا مطلب، کیا تم سامری کی روح کو بلا سکتے ہو" افراسیاب نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا

"ہاں حضور میں نے سامری کی روح بلانے کا جادو سیکھنے کے لئے۔ چالیس سال لگائے ہیں اب سامری کی روح میرے بلاوے پر آ جاتی ہے" عمروعیار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر سامری کی روح نے کیا بتلایا" افراسیاب نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

حضور سامری کی روح نے بڑی پریشان کن خبر دی ہے۔ اس نے بتلایا ہے کہ یہ دونوں عیار انتہائی خطرناک جادوگر ہیں یہ کائنات کا عجیب و غریب جادو جانتے ہیں اس لئے ان سے طلسم ہوشربا کو شدید خطرہ ہے انہیں اس صورت میں قابو کیا جاسکتا ہے کہ انہیں قابو کرکے شہنشاہ افراسیاب انہیں اپنے سامنے بٹھا کر دس دن تک سامری جاپ کرے دس دن کے بعد ان کا جادو ختم ہو جائے گا پھر افراسیاب انہیں ہلاک کرسکتا ہے اس جاپ میں میری موجودگی بھی سامری کی روح نے ضروری بتلائی ہے چنانچہ سامری کی روح کے بتلائے طریقے سے میں نے انہیں قابو کرلیا ہے اور باہر لے آیا ہوں اب آپ جیسا حکم کریں" عمروعیار نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"اگر سامری کی روح نے کہا ہے تو ٹھیک ہے واقعی یہ بے حد خطرناک عیار ہیں مگر میں یہ کیسے مان لوں کہ واقعی یہ تمہارے قابو آگئے ہیں" افراسیاب نے قدرے مشکوک لہجے میں کہا۔

"میں ابھی دکھائے دیتا ہوں" عمروعیار نے کہا اور

پھر اس نے چلوسک ملوسک کی طرف مڑ کر تحکمانہ
لہجے میں کہا۔
"چلوسک ملوسک اپنے کان پکڑ کر زمین پر
ناک رگڑو۔"
اس کا حکم سنتے ہی چلوسک ملوسک نے بجلی
کی سی تیزی سے اپنے کان پکڑے اور پھر جھک
کر اپنی ناکیں زمین پر رگڑنے لگے۔
"سیدھے کھڑے ہو جاؤ" عمروعیار نے کہا اور وہ
سیدھے کھڑے ہو گئے۔
"اپنی ایک ٹانگ اوپر اٹھاؤ" عمروعیار نے دوسرا
حکم دیا۔ اور ان دونوں نے کٹھ پتلیوں کی طرح اپنی
اپنی ایک ٹانگ اٹھالی۔
"سیدھے کھڑے ہو جاؤ" عمروعیار انہیں باقاعدہ
کسی ماسٹر کی طرح حکم دے رہا تھا اور وہ
تیزی سے اس کا حکم بجا لا رہے تھے۔
"شہنشاہ افراسیاب کے سامنے جھک جاؤ اور سلام
کرو" عمروعیار نے کہا اور وہ دونوں افراسیاب کے
سامنے جھک گئے اور انہوں نے اسے سلام کرنے
شروع کر دیے۔

"سیدھے ہو جاؤ" عمروعیار نے کہا اور وہ سیدھے
اٹن شن ہو کر کھڑے ہو گئے۔
"دیکھا حضور" عمروعیار نے افراسیاب سے مخاطب ہو کر کہا
"ہاں واقعی یہ تمہارے قابو میں ہیں" مگر کیا یہ
میرا حکم نہیں مانیں گے" افراسیاب نے کہا۔
"نہیں حضور چونکہ یہ میرے قابو میں ہیں اسلئے یہ
میرا ہی حکم مانیں گے"۔ عمروعیار نے کہا۔
"اچھا ٹھیک ہے آؤ اب چلیں میں سامری کی روح
کے حکم کیمطابق دس دن کا جاپ فوراً شروع کرنا چاہتا
ہوں تاکہ انکا جادو جلد از جلد ختم ہو سکے اور مجھے اطمینان
ہو" افراسیاب نے کہا۔ اور پھر وہ آگے چل پڑا
اسکے پیچھے چلوسک ملوسک چل پڑے وہ سب چلتے ہوئے
ایک کمرے میں آئے جہاں افراسیاب نے اپنے قریب
عمروعیار کو بٹھایا اور ان دونوں کو سامنے بٹھا کر
وہ خود ان کے سامنے آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا
اور اس نے کوئی عجیب و غریب منتر پڑھنا شروع کر دیا۔

چلوسک، ملوسک خاموشی سے عمرو عیار اور افراسیاب کے
سامنے بیٹھے ہوئے تھے ایکبار تو چلوسک کے دل میں
آیا کہ جیب سے پستول نکال کر افراسیاب کو ختم
کردے مگر دوسرے لمحے اس نے سوچا کہ چلتے وقت
امیر حمزہ نے کہا تھا کہ افراسیاب اس طرح نہیں
مریگا اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے یہ جادوگر
اس طرح نہ مرتا ہو۔ اس کے مرنے کا کوئی اور
طریقہ ہو۔ اور وہ فائر کرکے خواہ مخواہ پھنس جائے
ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ عمرو عیار
واقعی بہت بڑی عیاری کر رہا تھا اور ابھی تک

افراسیاب کو یہ شک بھی نہیں ہوا تھا کہ زناٹا جادوگر
کے روپ میں عمرو عیار ہے۔
مگر اب ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ
عمرو عیار کے ذہن میں کیا ہے کیا وہ اس طرح
خاموش اور بے حس و حرکت بیٹھے رہیں گے مگر وہ
تو عمرو عیار کے اشارے کے پابند تھے۔
ادھر افراسیاب سر جھکائے آنکھیں بند کئے سامری
منتر پڑھنے میں مصروف تھا مگر اچانک وہ چونک
پڑا جب اس کے کانوں میں سامری کی آواز سنائی
دینے لگی۔ آواز کہہ رہی تھی۔
"ہوشیار ہو جاؤ افراسیاب تمہارے ساتھ عیاری کی
جارہی ہے یہ تمہارے پاس جو زناٹا جادوگر بیٹھا ہے
یہ دراصل عمرو عیار ہے تمہارے قریب بیٹھ کر موقع
کی تلاش میں ہے تاکہ تمہارے گلے سے سامری
موتی والا ہار کھینچ لے تم ہوشیار ہو جاؤ" سامری
کی روح کی آواز افراسیاب کے کانوں میں آرہی
تھی چونکہ افراسیاب شہنشاہ طلسم تھا اسلئے اسے
معلوم تھا کہ سامری کی آواز صرف وہی سن
رہا ہوگا اس لئے وہ خاموشی سے آنکھیں بند

کئے بیٹھا رہا۔ جب سامری کی آواز آنی بند ہوگئی
تو اس نے فوراً منتر تبدیل کردیا۔ اور پھر اچانک
اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر جھٹکنے شروع کردیے
پھر اس سے پہلے کہ عمروعیار اور چلوسک ملوسک
سنبھلتے ان تینوں پر پراسرار آگ برسنی شروع ہوگئی
سبز رنگ کی آگ، اور اس آگ کے برستے ہی
وہ تینوں بیہوش ہوکر گر پڑے۔

ان کے بیہوش ہوتے ہی افراسیاب ایک جھٹکے
سے اٹھ کھڑا ہوا اس کے چہرے پر شدید
غصے کے آثار تھے کیونکہ اگر سامری کی روح
بروقت انکی مدد نہ کرتی تو وہ عمروعیار کے
دھوکے میں آگیا تھا۔

وہ چند لمحے کھڑا غصے سے کھولتا رہا۔ پھر
اس نے دونوں ہاتھ بلند کئے اور زور زور سے
کہنے لگا۔

"سامری مجھے بتلاؤ میں ان عیاروں کو کیا سزا
دوں کیا انہیں دوبارہ بھینٹ چڑھاؤں مجھے مشورہ
دو۔" اس کے یہ الفاظ جیسے ہی ختم ہوئے کمرے
میں سامری کی آواز گونجنے لگی۔

"افراسیاب ان تینوں کو چاہ جمشید میں قید کردو
اور کنوئیں کے اوپر جادوگروں کا پہرہ لگوا دو۔ آج
سے چھ دن بعد ٹھیک چاند کی چودھویں رات کو
انہیں کنوئیں سے باہر نکال کر میری بھینٹ چڑھا
دو۔ اس رات یہ کچھ نہیں کرسکیں گے۔"

"ٹھیک ہے سامری تمہارے حکم کی تعمیل ہوگی" افراسیاب
نے خوش ہوتے ہوئے کہا کیونکہ سامری نے اسے
صحیح طریقہ تبلا دیا تھا۔

"ہاں یاد رکھنا کہ یہ چودھویں کی رات سے
پہلے کنوئیں سے نہ نکلنے پائیں ورنہ یہ تمہارے
لئے مصیبت بن جائیں گے۔" سامری نے کہا۔ اور
افراسیاب نے سر ہلا دیا۔

اس کے بعد افراسیاب نے زور سے تالی بجائی
فوراً ہی دو جادوگر اندر داخل ہوئے۔

"اور جادوگروں کو بلاؤ اور انہیں لے جاکر چاہ
جمشید میں پھینک دو اور سنو چودھویں کی رات
تک انہیں وہاں قید رہنا ہے اس وقت تک کنوئیں
پر تین جادوگر مسلسل پہرہ دینگے تاکہ یہ باہر نہ
نکل سکیں" افراسیاب نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی حضور عالی"
جادوگروں نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا
اور پھر افراسیاب کمرے سے باہر نکل گیا۔ پانچ
چھ جادوگروں نے مل کر ان تینوں کو اٹھایا اور
پھر انہیں محل سے باہر لے جاکر چاہ جمشید
میں پھینک دیا۔ اور تین جادوگر وہاں کنویں کی
منڈیر پہ بیٹھ کر پہرہ دینے لگے۔

جب عمروعیار اور چلوسک ملوسک کو ہوش آیا تو انہوں
نے اپنے آپ کو ایک تنگ کنویں میں قید پایا۔
کنواں کافی گہرا۔

"یہ کیا ہوا عمروعیار" چلوسک نے عمروعیار سے پوچھا
"ہمارا داؤ چل نہیں سکا۔ افراسیاب کو ہماری عیاری
کا علم ہوگیا شاید سامری کی روح نے اسے بتلا
دیا اس لئے ہمیں اب اس کنوئیں میں قیدکر دیا گیا
ہے" عمروعیار نے جواب دیا۔
"اب کیا ہو گا۔ کیا ہم تمام عمر اس کنوئیں
میں قید رہیں گے" ملوسک نے گھبراتے ہوئے پوچھا

چیخنا شروع کردیا۔ ایسے جیسے ان کا دم نکل رہا ہو انہیں انتہائی سخت تکلیف ہو۔

ان کا شور سنکر ایک جادوگر نے نیچے جھانکا مگر انہیں وہاں نہ پاکر وہ گھبرا گیا۔

”کیا ہوا دیکھو یہ غائب ہیں مگر ان کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں“ جادوگر نے گھبرا کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ہی بری طرح گھبراکر نیچے جھانکنے لگے۔ مگر انہیں بھی وہاں کچھ نظر نہ آیا۔

”ارے نیچے اتر کر دیکھو کیا ماجرا ہے۔ اگر انہیں کچھ ہو گیا تو شہنشاہ افراسیاب ہمیں چبا جائے گا۔“ ایک جادوگر نے چیخ کر دوسرے سے کہا۔

”تم نیچے اترو میں تو نہیں جاتا۔“ دوسرے نے کہا اور پھر ان سب کے درمیان نیچے اترنے پر جھگڑا ہونے لگا۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ وہ سب اکٹھے نیچے اتریں۔

چنانچہ وہی ہوا وہ تینوں جادوگر جادو کے زور سے اڑتے ہوئے کنوئیں میں اترتے چلے آئے۔

ادھر عمروعیار تیار تھا وہ زنبیل میں سے انڈہ عیاری نکالے ہوئے تھے جیسے ہی جادوگر نیچے اترے

عمروعیار نے انڈہ عیاری ان پر پھینک دیا۔ انڈہ پھٹتے ہی سرخ رنگ کا دھواں سا نکلا اور تینوں جادوگر بیہوش ہو کر گر پڑے۔

عمرو نے چادر اتار کر زنبیل میں ڈالی اور پھر زنبیل سے ان کی طرح کے کپڑے نکال کر خود بھی پہنے اور چلوسک ملوسک کو بھی پہنا دیے پھر زنبیل سے اس نے روغن عیاری نکال کر اپنا اور چلوسک ملوسک کا روپ بدلا اب وہ تینوں ہوبہو انہی جادوگروں کی طرح لگ رہے تھے روپ بدلنے کے بعد عمروعیار نے زنبیل سے خنجر حیدری نکالا اور ایک جادوگر کی گردن کاٹ دی۔ جادوگر کی گردن کٹتے ہی چیخوں کا شور بلند ہوا۔ اور آواز آئی۔

”آہ میرا نام شوبل جادوگر تھا۔ مجھے بیہوشی میں قتل کردیا گیا۔“

عمروعیار نے دوسرے کی گردن پر خنجر کا وار کیا اور پھر اس کی بھی آواز آئی اس طرح اس نے باری باری تینوں جادوگروں کو ختم کردیا جادوگروں کے مرتے ہی ان کی لاشیں بھی دھواں بنکر غائب

ہوگئیں اب وہ تینوں جادوگروں کے روپ میں کنوئیں
کی تہہ میں کھڑے تھے۔

"اب باہر کیسے نکلیں گے" ملوسک نے پوچھا۔

"ابھی باہر چلے جاتے ہیں" عمروعیار نے مسکراتے ہوئے
کہا اور پھر اس نے زنبیل میں سے کمند نکالی
اور اس کا ایک سرا گھما کر کنوئیں کی منڈیر پر
پھینکا کمند کنوئیں کی پکی منڈیر میں اٹک گئی اس
کمند کا سہارا لے کر پہلے ملوسک باہر نکلا پھر اس
کے بعد چلوسک باہر آگیا سب سے آخر میں
عمروعیار خود باہر آگیا۔

باہر آکر اس نے کمند لپیٹ کر دوبارہ زنبیل
میں ڈالی اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
آؤ افراسیاب کے محل میں چلیں اور اسے عیاروں
کے غائب ہونے کی خبر سنائیں۔

افراسیاب نے عمروعیار اور چلوسک ملوسک کو چاہ جمشید
میں قید کر کے پورے طلسم ہوشربا میں اعلان کرا دیا
کہ چودھویں کی رات کو ان عیاروں کو سامری کے
بھینٹ چڑھا دیا جائے گا۔ اور اس رات پورے
طلسم میں جشن منایا جائے گا۔

اس کے اس اعلان پہ پورے طلسم ہوشربا میں
خوشیاں منائی جانے لگیں۔ اور تمام جادوگر جشن کی
تیاریوں میں مصروف ہوگئے

شہنشاہ افراسیاب بھی بے حد خوش تھا کہ آخرکار
اس نے ان خطرناک عیاروں پر قابو پا ہی لیا ہے

اس وقت وہ اپنے دیوان خاص میں موجود تھا اس
کے سامنے خوبصورت عورتیں ناچ گا رہی تھیں
اور وہ مسلسل شراب پئے چلا جا رہا تھا۔
ابھی یہ جشن جاری تھا کہ اچانک کمرے میں
سائیں سائیں کی آواز پیدا ہوئی۔ اور اس آواز کے
پیدا ہوتے ہی ناچ گانا رک گیا۔ افراسیاب اچھل کر
کھڑا ہوگیا اس نے شراب کا جام دور فرش پر
پھینک دیا۔ اسکے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار
ابھر آئے تھے۔

وہ چند لمحے وہاں کھڑا آواز سنتا رہا۔ پھر
جب آواز آنی بند ہوگئی تو اس نے اپنے دونوں
ہاتھ فضا میں بلند کئے اور پھر زور زور سے کہنے لگا
"جاہ جمشید کی قسم جاہ جمشید کی قسم شہنشاہ افراسیاب
کو بتلاؤ کہ اس پر کیا مصیبت آنیوالی ہے"۔
افراسیاب بار بار یہ فقرے دہرا رہا تھا بار بار
چیخ رہا تھا۔ اس کے لہجے سے ہی محسوس ہوتا
تھا کہ وہ بے حد پریشان ہے۔
اس کی اس حالت کو دیکھتے ہوئے تمام کنیزیں
خاموشی سے کمرے سے کھسک گئیں اور افراسیاب

کمرے میں اکیلا ہی چیختا رہ گیا۔
ابھی اس نے دس بارہ مرتبہ یہ فقرہ دہرایا
ہوگا کہ اچانک کمرے میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔
اور اس کے ساتھ ہی چھت میں سے ایک سونے
کا بندر نیچے آگرا۔ بندر نیچے گرتے وقت تو سونے
کا تھا۔ مگر نیچے گرتے ہی وہ یوں اچھل کر کھڑا
ہوگیا جیسے وہ کسی دھات کا بنا ہوا نہ ہو بلکہ
اصلی بندر ہو۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی
اسے دیکھتے ہی افراسیاب نے ہاتھ نیچے کئے
اور غور سے بندر کو دیکھنے لگا۔
"ہنومان دیوتا مجھے بتلاؤ میں کس مصیبت میں پھنس
گیا ہوں" شہنشاہ افراسیاب نے بندر کو دیکھتے
ہوئے کہا۔
"شہنشاہ افراسیاب تم غفلت کی نیند سوتے رہتے
ہو۔ تمہارے قیدی عیار جاہ جمشید سے فرار ہوگئے
ہیں انہوں نے تمہارے جادوگروں کو ہلاک کر دیا ہے"
بندر کے منہ سے آواز نکلی۔
"ہیں کیا تم سچ کہہ رہے ہو یہ کیسے ہوسکتا
ہے یہ ناممکن ہے" شہنشاہ افراسیاب چیخ پڑا۔

ہنومان کبھی جھوٹ نہیں بولتا شہنشاہ تمہارے قیدی
فرار ہو چکے ہیں اور امری نے تمہیں بتلا دیا
تھا کہ اگر وہ وہاں سے آزاد ہو گئے تو تمہارے
لئے مصیبت بن جائیں گے مگر تم نے پرواہ نہیں
کی اور صرف تین معمولی جادوگروں کو وہاں پہرے
پر لگا کر چین کی بانسری بجانے لگے تمہیں چاہیئے
تھا کہ تم ان کا ایسا پہرہ دیتے کہ وہ
وہاں سے نہ نکل سکتے۔" بندر نے کہا۔

"اوہ یہ بہت برا ہوا، بہت برا ہوا واقعی
مجھ سے غفلت ہوگئی ہے مگر اب میں کیا کروں
مجھے کوئی مشورہ دو۔" شہنشاہ افراسیاب نے تاسف
بھرے لہجے میں کہا۔

"اب نہ ہی میں تمہاری کوئی مدد کرسکتا ہوں
اور نہ سامری، اب یہ تمہارا اپنا کام ہے کہ
تم ان عیاروں سے نپٹو" بندر نے روکھے لہجے
میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ افراسیاب اسے کچھ
اور کہتا بندر نے قلابازی کھائی اور دوبارہ سوتے
کا بن گیا پھر ایک دھماکے کے ساتھ وہ اڑتا

ہوا چھت میں غائب ہوگیا۔

"اور یہ بہت برا ہوا بہت ہی برا ہوا بہر حال
اب مجھے خود کوئی انتظام کرنا پڑے گا۔" شہنشاہ
افراسیاب نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر تک سوچنے کے بعد اس نے زور سے
تالی بجائی اور پھر جیسے ہی کنیز اندر داخل ہوئی
اس نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"وزیراعظم کو میرا پیغام دے دو" کہ فوراً مجلس
بلائے ایک اہم مشورہ کرنا ہے۔"

کنیز نے ادب سے سر جھکایا اور کمرے سے
باہر نکل گئی اس کے باہر جانے کے بعد شہنشاہ
افراسیاب کمرے میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وزیراعظم
اندر داخل ہوا اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار
نمایاں تھے۔

"کیا حکم ہے حضور عالی مجلس بلانے کی کیا
ضرورت پڑ گئی۔" وزیراعظم نے پریشان مگر مودبانہ
لہجے میں کہا۔

وزیراعظم ہم غفلت میں مارے گئے ہم عیاروں کو

چاہ جمشید میں پھینک کر غافل ہوگئے اور وہ عیار پہریدار جادوگروں کو ختم کرکے وہاں سے نکل بھاگے" شہنشاہ افراسیاب نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تو واقعی بجید بُرا ہوا اب تو وہ پہلے سے زیادہ ہوشیار ہوگئے ہوں گے۔" وزیرِاعظم بھی پریشان ہوگیا۔

"اور سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ ساری اور ہنومان نے بھی مدد کرنے سے انکار کر دیا ہے" افراسیاب نے تبلایا۔

اوہ یہ بھی برا ہوا واقعی اب مجلس بلانے کی ضرورت ہے تاکہ سب سے مشورہ کرکے سوچ سمجھکر کوئی قدم اٹھایا جائے۔" وزیرِاعظم نے سر ہلاتے ہوتے کہا۔

اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اس سے پہلے کہ عیار کوئی وار کریں ہم کوئی نہ کوئی فیصلہ کرلیں۔ تم فوراً جاکر مجلس بلانے کے انتظام کرو" شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

"بہتر حضور میں انتظامات کرکے ابھی آپ کو اطلاع دیتا ہوں" وزیرِاعظم نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمروعیار اور چلوسک ملوسک جادوگروں کے بھیس میں چلتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک جادوگر کو تیزی سے ایک طرف بھاگتے دیکھا عمروعیار سمجھ گیا کہ کوئی بات ہوگئی ہے اس نے دیکھ لیا کہ جادوگر بھاگتا ہوا ایک بڑے سے مکان میں داخل ہوگیا۔

تم یہیں ٹھہرو میں اس مکان میں جاکر معلوم کرتا ہوں کہ یہ جادوگر کیوں بھاگا جا رہا تھا" عمروعیار نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مکان کی طرف بڑھتا چلا گیا چلوسک ملوسک وہیں کھڑے

رہے انہوں نے دیکھا کہ عمروعیار نے مکان کی
آڑ میں جاکر زنبیل سے جادو سلیمانیؑ نکال کر اوڑھی
اور پھر نظروں سے غائب ہوگیا وہ دونوں جانتے
تھے کہ عمروعیار مکان میں داخل ہوگیا ہوگا۔

وہ وہیں کھڑے بڑے اطمینان سے شہر کا نظارہ
کرتے رہے مگر ان کی نظریں اس مکان پر جمی
ہوئی تھیں اب انہیں محسوس ہورہا تھا کہ وہ عمروعیار
کے بغیر یہاں ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ اس
وقت انہیں خیال آیا کہ عمروعیار کو اپنے سے علیحدہ
رہنے کا کہہ کر انہوں نے سخت حماقت کی تھی
اگر عمروعیار ان کے ساتھ نہ آتا تو نہ صرف وہ
زناٹا جادوگر کے ہاتھوں مار کھا چکے تھے۔ بلکہ
ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے۔ اسی لئے اب وہ
اس کے انتظار میں تھے تاکہ وہ واپس آئے
تو آگے بڑھیں کافی دیر تک وہاں کھڑے رہنے
کے بعد انہوں نے دیکھا کہ مکان کے دروازے
سے وہی جادوگر باہر نکلا اور پھر بڑے اطمینان
سے چلتا ہوا ان کی طرف آنے لگا۔ وہ دونوں
حیران تھے کہ عمروعیار کہاں رہ گیا جب کہ جادوگر

باہر آگیا تھا۔

وہ جادوگر چلتا ہوا ان کے قریب آکر رک گیا
اور وہ دونوں چونک پڑے۔

"میرے ساتھ آؤ چلوسک ملوسک میں عمروعیار ہوں"
جادوگر نے دبے لہجے میں کہا۔ اور وہ دونوں دل
ہی دل میں مسکرا اٹھے وہ سمجھ گئے تھے کہ عمروعیار
نے اس جادوگر کو ختم کرکے اس کا روپ بدل
لیا ہے چنانچہ وہ اس کے ساتھ چلنے لگے۔

"کیا ہوا عمروعیار تم نے یہ بہروپ کیوں بدلا"
چلوسک نے پوچھا۔

"بات انتہائی غلط ہوگئی تھی شکر ہے کہ میں
وقت پر پہنچ گیا تھا اب ہم یقیناً کامیاب ہو
جائیں گے۔" عمروعیار نے کہا۔

"کیا مطلب ہمیں تفصیل سے بتلاؤ" چلوسک
نے پوچھا۔

پھر قدرے سنسان جگہ پہنچ کر عمروعیار نے انہیں
بتلایا کہ افراسیاب کو ہمارے فرار ہونے کا پتہ چل
گیا ہے اور اس نے مجلس بلائی ہے جس میں
اس کے تمام مشیر جمع ہوں گے اور وہ متفقہ طور پر

ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھائیں گے۔" عمروعیار نے بتلایا
"تو پھر کیا ہوا اب وہ کونسے ہمارے دوست
ہیں۔" چلوسک نے لاپرواہی سے کہا۔
تم نہیں سمجھتے جب ہمارے خلاف مجلس کا فیصلہ
ہوگا تو طلسم ہوشربا کا ہر جادوگر ہمارے خلاف
جادو کرنا شروع کردیگا اور ہم ایک لمحہ میں
پکڑے جائیں گے اور مارے جائیں گے ظاہر ہے ہم
کس کس جادو کا توڑ کرینگے یہاں تو لاکھوں جادوگر
موجود ہیں۔ جس میں ہر ایک کسی نہ کسی جادو کا
ماہر ہے۔" عمروعیار نے انہیں بتلایا۔
"اوہ یہ تو واقعی خطرناک بات ہے پھر اب"
چلوسک بھی پریشان ہوگیا۔
کوئی بات نہیں میں نے اسبار ان سے ایسی
عیاری کھیلنی ہے کہ یہ ساری عمر یاد رکھیں گے"
عمروعیار نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کچھ ہمیں بھی تو بتلاؤ" ملوسک نے جھنجھلاتے
ہوئے کہا۔
"بعد میں بتلاؤں گا اور انشاءاللہ کامیاب لوٹونگا
اب تم ایسا کرو وہ سامنے ویران مکان نظر

آرہا ہے وہاں جاکر چھپ جاؤ جب میں واپس آؤں
گا تو سیدھا یہیں آؤں گا پھر تفصیل بتلاؤں گا"
عمروعیار نے کہا۔
"مگر تمہاری واپسی کب ہوگی اور تم کہاں جا
رہے ہو" چلوسک نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
فکر نہ ہو میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے تک
آ جاؤنگا۔ تم بےفکر ہو کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ آلتی
پالتی مار کر بیٹھ جانا سب یہ سمجھیں گے کہ تم
کوئی جاپ کر رہے ہو۔ اور کوئی تمہارے نزدیک
نہیں آئے گا۔" عمروعیار نے انہیں سمجھاتے ہوئے
کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ
گیا۔ چلوسک ملوسک چند لمحے وہاں کھڑے اسے دیکھتے
رہے پھر اس کے کہنے کے مطابق وہ تیزی سے
اس ویران مکان کی طرف بڑھ گئے۔

لاسٹ صفحہ 82

ایکو شیر سے ابھی آئی
کمینی انسان میں بغیر
شادی شدہ ہوں
میرا فون نمبر 15

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا۔ جس میں اس وقت دس کے قریب جادوگر موجود تھے درمیان میں ایک بڑی کرسی تھی جس پر شہنشاہ افراسیاب بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب وزیرِاعظم موجود تھا اور باقی جادوگر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھے تھے۔

"میں نے تمام تفصیل آپ کو بتلادی ہے۔ اب آپ اس سلسلے میں کیا رائے دیتے ہیں۔" افراسیاب نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کی اس بات پر سب جادوگر اپنی اپنی رائے دینے لگے مگر کسی بھی رائے پر سب کا اتفاق

نہ ہو سکا۔ ایک جادوگر جو شہنشاہ کے قریب بیٹھا تھا خاموش تھا شہنشاہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

"باشاما جادوگر تم کیوں خاموش بیٹھے ہو۔ تم تو میرے تمام مشیروں میں سب سے زیادہ عقلمند ہو۔"

"شہنشاہ سلامت میں نے اپنے ساتھیوں کی رائے سن لی ہے مگر میرے ذہن میں ایک ایسی تجویز ہے جس کے ناکام ہونے کی کوئی امید نہیں" باشاما نے بڑے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"بتلاؤ وہ تجویز بتلاؤ ہم اس پر ضرور غور کریں گے" شہنشاہ افراسیاب نے کہا۔

"شہنشاہ سلامت اصل میں تمام جھگڑا آپ کے گلے کا وہ ہار ہے عیار آپ کے گلے سے یہ ہار اتارنا چاہتے ہیں اس لئے سب سے پہلا مسئلہ اس ہار کی حفاظت کا ہے اس کی ایسی حفاظت کی جائے کہ عیار کسی طرح بھی ہار تک نہ پہنچ سکیں۔" باشاما جادوگر نے کہا۔

"بالکل ٹھیک بات ہے واقعی اصل مسئلہ اس ہار کی حفاظت کا ہے" شہنشاہ افراسیاب نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے لئے میری تجویز ہے وہ یہ کہ آپ یہ ہار اپنے گلے سے اتار کسی اور کو دے دیں اس بات کا چونکہ عیاروں کو علم نہیں ہو گا اسلئے وہ صرف آپ پر حملہ کریں گے اس دوران مجلس ان کے خلاف کام شروع کر دیتی ہے جب وہ عیار اپنے انجام کو پہنچ جائیں تب آپ وہ ہار اس جادوگر سے واپس لے لیں"۔ باشاما نے کہا

اس کی تجویز سنکر پہلے تو افراسیاب کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر خوشی کے آثار دوڑنے لگے۔

"بہت خوب بہت اچھی ترکیب ہے اس طرح یہ عیار بھی دھوکے میں رہیں گے اور ہم انہیں مار بھی لیں گے" افراسیاب نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا

"مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہار کسے دیا جائے۔" وزیر اعظم نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں میں یہ ہار باشاما کو دے دوں گا اس لئے کہ ایک تو یہ میرے نزدیک بہت قابل اعتماد ہے دوسری بات یہ کہ یہ تجویز اس نے سوچی ہے اور ظاہر ہے جو جادوگر اتنی

اچھی تجویز سوچ سکتا ہے وہ بہت عقل مند ہے اور عقل مند ہی اس ہار کی حفاظت اچھی طرح کر سکتا ہے" افراسیاب نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب آپ کی تجویز مناسب ہے"۔ وزیر اعظم اور دوسرے جادوگروں نے جب افراسیاب کی خواہش دیکھی تو انہوں نے بھی تائید کر دی اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ باشاما جادوگر بے حد قابلِ اعتماد اور عقلمند تھا۔

چنانچہ مجلس کے متفقہ فیصلے کے تحت شہنشاہ افراسیاب نے اپنے گلے سے ہار اتارا اور پھر اسے باشاما کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اب یہ تمہاری حفاظت میں ہے"

"آپ قطعاً بے فکر رہیں میں اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ حفاظت کروں گا"۔ باشاما نے جواب دیا اور پھر اس نے شہنشاہ کے ہاتھ سے ہار لے کر اپنی اندرونی جیب میں رکھ لیں۔

"بس ٹھیک ہے اب مجلس برخواست سب لوگ متفقہ طور پر ان عیاروں کو تلاش کریں"۔ افراسیاب نے اٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر بےحد اطمینان

تھا اور تمام جادوگر اسے سلام کرکے باری باری کمرے سے باہر نکل گئے۔

شہنشاہ افراسیاب ان کے جانے کے بعد اپنی آرامگاہ میں چلا گیا اور اس نے کنیزوں کو بلاکر ناچنے گانے کا حکم دیا۔

چنانچہ خوبصورت کنیزیں ناچنے گانے لگیں مگر ابھی انہیں ناچتے گاتے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور چھت سے وہی سونے کا بندر نیچے آگرا اور پھر قلابازی کھا کر زندہ ہو گیا۔

افراسیاب اسے دیکھ کر حیرت سے سیدھا ہوگیا "ہنومان دیوتا تم پھر آگئے خیریت ہے" شہنشاہ افراسیاب نے کہا اس کے لہجے سے پریشانی ٹپکنے لگی تھی "شہنشاہ افراسیاب تم انتہائی احمق ثابت ہوئے ہو تم نے اپنے ہاتھوں سے ہار اتار کر عیار کو دے دیا ہے" بندر نے کہا۔ اور افراسیاب کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ یہ خبر سنکر بیہوش ہوتے ہوتے بچا "مم مگر میں نے تو ہار باشاما جادوگر کو دیا

ہے جو بےحد قابل اعتماد ہے" شہنشاہ افراسیاب نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

بھولے شہنشاہ تم عیاروں کی عیاری نہیں جانتے عمروعیار کو اس مجلس کا پتہ چل گیا تھا اس نے باشاما جادوگر کو قتل کرکے اس کا روپ دھار لیا اور پھر تمہاری مجلس میں پہنچ گیا وہاں اس نے عیاری کر کے تم سے ہار لے لیا۔" بندر نے کہا۔

اور افراسیاب پر تو جیسے پاگل پن کا دورہ پڑ گیا وہ بری طرح اپنا سینہ پیٹنے لگا۔

"ہائے ہائے میں مارا گیا۔ میں مارا گیا۔" وہ چیخ رہا تھا۔

"پاگل مت بنو افراسیاب ابھی وہ عیار طلسم کے اندر ہیں اگر اب بھی تم ہوش میں آجاؤ تو انہیں پکڑ سکتے ہیں اگر ایسے ہی وقت ضائع کیا تو وہ نکل جائیں گے" بندر نے کہا۔

اب میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی" افراسیاب نے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"سرحدوں پہ پہرہ سخت کردو۔ تمام جادوگروں کو حکم دے دو کہ عیاروں کو تلاش کریں" بندر نے کہا۔ اور پھر وہ قلابازی کھا کر دوبارہ سونے کا ہوگیا اور اڑتا ہوا چھت میں غائب ہو گیا افراسیاب اتنا پاگل ہوا کہ وہ خود چیختا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

چلوسک ملوسک اس ویران مکان میں بیٹھے تھے کہ عمرو عیار باشاما جادوگر کے روپ میں بھاگتا ہوا وہاں آگیا۔

اٹھو اٹھو نکلو یہاں سے میں ہار لے آیا ہوں۔ افراسیاب کو علم ہو جائے گا اور پھر ہماری زبردست تلاش شروع ہو جائے گی" عمرو عیار نے جیب سے ہار نکالتے ہوئے کہا۔

مگر ہار کیسے لے آئے" وہ دونوں ہار دیکھ کر حیران رہ گئے۔

"یہ بعد میں پوچھنا ابھی ہم نے طلسم سے باہر

جانا ہے۔ اس کے لئے کوئی ترکیب سوچتی ہے"
عمروعیار نے کہا۔

"طلسم سے نکلنا کوئی مسئلہ نہیں ہم جہاز کے
ذریعے نکلیں گے" چلوسک نے کہا۔

ارے ہاں واقعی مجھے اس کا خیال نہیں آیا۔
جلدی کرو پھر نکلو یہاں سے" عمروعیار نے خوشی
سے اچھلتے ہوئے کہا۔

اچانک چند جادوگر نہ جانے کہاں سے اس ویرانے
میں آگئے جونہی انکی نظر چلوسک ملوسک اور عمروعیار
پر پڑی وہ چونک کر اچھل پڑے اور پھر بے ساختہ
ان کی جانب لپکے۔

چلوسک ہوشیار" ملوسک چیخا اور پھر اس نے بجلی
کی سی تیزی سے جیب سے پستول نکال کر ان پر
فائر کردیا ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور جادوگروں
کے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے دھماکہ کی آواز سنتے
ہی سینکڑوں کی تعداد میں جادوگر وہاں نمودار ہوگئے
اتنے جادوگروں کو وہاں دیکھتے ہی عمروعیار نے جھٹ
چادر سلیمانی اوڑھ لی۔

چلوسک جلدی کرو میں انہیں سنبھالتا ہوں" ملوسک

جادوگروں کی جانب پستول تانتے ہوئے بولا۔ اور پھر
جونہی جادوگر قریب آئے۔ ملوسک نے انکی جانب فائر
کرنے شروع کردیے اور پھر میدان جادوگروں کی
دردناک چیخوں سے گونجنے لگا۔

چلوسک نے فوراً ہی جیب سے بٹن نکالا اور
پھر اس پر انگلی پھیر کر اسے زمین پر ڈال
دیا اب وہاں ان کا جہاز موجود تھا چلوسک
نے دروازہ کھولا اور پھر وہ بھاگ کر اندر
داخل ہو گئے۔ عمروعیار بھی چادر اتار کر اندر داخل
ہو گیا۔ دروازہ بند کرکے چلوسک نے جہاز کو اڑا
دیا۔ اس نے رفتار انتہائی تیز رکھی اور جہاز چند
لمحوں میں آسمان کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ
گیا۔ جب چلوسک نے محسوس کیا کہ اب وہ
طلسم کی حد سے اوپر آگئے ہیں تو اس نے
جہاز آگے بڑھایا اور رفتار اور زیادہ تیز کر
دی آتے وقت چونکہ اس نے نقشے پر حساب کتاب
دیکھ لیا تھا اس لئے تقریباً آدھے گھنٹے کے
بعد اس نے اعلان کردیا کہ وہ طلسم ہوشربا
کی سرحد پار کر آئے ہیں عمروعیار بھی اس

دوران اپنے اصل روپ میں آ چکا تھا۔ جب اس نے اعلان سنا تو وہ خوشی سے جہاز میں اچھلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد چلوسک نے جہاز نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ اور واقعی جب جہاز نیچے اترا تو وہ امیر حمزہ کے لشکر میں موجود تھے جہاز کو آتا دیکھ کر سپاہی وہاں اکٹھے ہوگئے سردار امیر حمزہ بھی وہیں آگئے وہ تینوں جہاز سے باہر نکلے اور جب عمروعیار نے کامیابی کا نعرہ لگایا تو امیر حمزہ کے چہرے پر خوشی کا آبشار بہنے لگا وہ ان تینوں سے گلے ملے اور پھر انہیں لے کر اپنے خیمے میں آگئے جہاں عمروعیار نے ہار سردار امیر حمزہ کے حوالے کیا امیر حمزہ نے اسے اشرفیوں سے بھری ہوئی دوسو تھیلیاں انعام میں دیں جو عمروعیار نے جھٹ اپنی زنبیل میں ڈال لیں۔

پھر عمروعیار نے تمام حال سنایا اور سردار امیر حمزہ بے حد خوش ہوئے۔ انہوں نے چلوسک، ملوسک کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس کی خاطر یہ تکلیف اٹھائی، اور انہیں انعام دیا مگر

انہوں نے اپنا انعام بھی عمروعیار کے حوالے کر دیا۔ اور عمروعیار خوشی سے ناچنے لگا۔ کافی دیر تک محفل جمی رہی پھر آرام کرنے کیلئے چلوسک ملوسک اپنے خیمے میں آگئے

"واقعی بہت دلچسپ تجربہ رہا عمروعیار واقعی عیاروں کا بادشاہ ہے" چلوسک نے پلنگ پر لیٹتے ہوئے کہا۔ تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد وہ دونوں سو گئے مگر آدھی رات کو شور سنکر انکی آنکھ کھل گئی پورے لشکر میں شور مچا ہوا تھا وہ ہڑبڑا کر باہر نکلے تو انہیں معلوم ہوا کہ افراسیاب کے لشکر نے طلسم ہوشربا سے نکل کر امیر حمزہ کے لشکر پر حملہ کردیا ہے وہ شاید ہار کی خفت مٹانا چاہتے تھے پورے لشکر میں ہیجان مچا ہوا تھا کیونکہ جادوگروں نے اتنا بڑا حملہ پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔

چلوسک اب یہاں سے نکل چلو یہاں جادو کے خطرناک وار ہونگے اور ہم خوامخواہ پھنس جائیں گے" ملوسک نے چلوسک کا بازو کھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب واقعی چلنا چاہیئے بہت یہاں کی سیر کرلی" چلوسک بھی راضی ہوگیا چنانچہ وہ دونوں تیزی سے

جہاز کے قریب آئے اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئے۔ چند لمحوں بعد ان کا جہاز آسمان کی بلندیوں پر تھا چلوسک جہاز اوپر چڑھتا چلا گیا۔

حتیٰ کہ تھوڑی دیر بعد وہ چمک کے قریب پہنچ گئے انہوں نے آنکھوں پر عینکیں چڑھا لیں۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس چمکدار سیارے کی حدود سے باہر نکل کر خلا میں آگئے۔

مگر جیسے ہی وہ خلا میں پہنچے ان کے جہاز نے اچانک قلابازیاں کھانی شروع کردیں۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جہاز کی مشینری خراب ہو گئی ہو جہاز کے قلابازیاں کھانے کیوجہ سے بے اختیار ان کے منہ سے چیخیں نکل گئیں۔ چلوسک نے جہاز کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر بے سود، جہاز قلابازیاں کھاتا جا رہا تھا اور جہاز کے اندر چلوسک ملوسک بے بس چیخ رہے تھے۔

ختم شد

سک ملوسک اور زبا ڈیو

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک اور زبا ٹا دیو

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران —— اشرف قریشی
—— یوسف قریشی
پرنٹر —— محمد یونس
طابع —— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت —— ۸/- روپے

چلوسک ملوسک کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو جہاز کے اندر فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ جہاز کی مشینری کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی کرسیاں فرش سے علیحدہ ہوکر کونے میں گری پڑی تھیں

چلوسک ملوسک کو یہ سب کچھ دیکھکر بیحد حیرت ہوئی۔ کیونکہ انہیں تو یہی یاد تھا کہ جب وہ چمکدار سیارے کی حدود سے باہر نکل کر خلا میں آئے تھے تو ان کے جہاز نے اچانک قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں اور انہوں نے اُسے سنبھالنے کی بے حد کوشش کی تھی مگر بے سود جہاز مسلسل قلابازیاں کھاتا رہا اور آخرکار مسلسل قلابازیاں کھانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے اور اب انہیں ہوش آیا تو وہ جہاز

کے فرش پر پڑے ہوئے تھے اور جہاز کسی جگہ ساکت تھا۔

چلوسک نے اٹھکر سب سے پہلے جہاز کے شیشے سے باہر دیکھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کا جہاز کہاں ہے؟

"ارے ملوسک! دیکھو ہم تو واپس دنیا میں آ گئے ہیں۔ یہ پہاڑ تو خالصتاً زمین کے لگتے ہیں۔" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور ملوسک نے بھی اٹھکر شیشے سے باہر جھانکا اور کہنے لگا۔

"بالکل بالکل یہ واقعی دنیا ہے۔ ہم کسی پہاڑ کے دامن میں موجود ہیں۔" ملوسک نے جواب دیا۔

"ٹھہرو مجھے جہاز کا گراف دیکھنے دو شائد یہ دنیا نہ ہو۔ دنیا سے ملتا جلتا کوئی سیارہ ہو۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جھک کر جہاز کا ایک ڈائل دیکھنا شروع کر دیا۔

"ہم اصلی زمین پر پہنچ گئے ہیں ملوسک! اسی زمین پر جہاں سے ہم چلے تھے۔" چلوسک نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا گراف بتاتا ہے کہ ہم زمین پر ہیں؟" ملوسک نے پوچھا۔

"ہاں ہمارا جہاز دنیا میں پہنچ کر زمین سے ٹکرا گیا ہے۔ چلو اچھا ہوا۔ اب ہم دنیا کی سیر کریں گے اور دیکھیں گے کہ ہماری غیرحاضری میں دنیا نے کتنی ترقی کی ہے۔" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلوسک! ہمیں فوراً یہاں سے چلنا چاہیئے۔ کہیں دنیا والے ہمارے جہاز پر قبضہ نہ کر لیں۔" ملوسک نے کہا۔

"مگر جائیں کیسے، جہاز تو خراب ہو چکا ہے۔ پہلے اس کی مرمت کرنا ضروری ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر جلدی کرو، ایسا نہ ہو کوئی آ جائے۔" ملوسک دنیا والوں سے بڑا خوف زدہ تھا کیونکہ ایک بار پہلے وہ دنیا پر آئے تھے تو دنیا والوں نے نہ صرف انہیں گرفتار کر لیا تھا بلکہ ان کے جہاز پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ بڑی مشکل سے جہاز لیکر نکلے تھے۔

چلوسک نے ایک خانے سے سرخ کتاب نکالی اور اس میں جہاز کو درست کرنے کے متعلق ہدایات

نوٹ: اس کے لئے پڑھیئے چلوسک ملوسک سیریز کا دوسرا ناول "چلوسک ملوسک سبز ستارے میں"

پڑھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے اوزار نکال کر کتاب میں دی ہوئی ہدایات کے مطابق جہاز کی مشینری کی مرمت شروع کر دی۔ سب سے پہلے اس نے کرسیاں واپس اپنی جگہ پر فٹ کیں اور اسی طرح باری باری دوسری مشینری کو بھی درست کرنے لگا۔

ملوسک چونکہ فارغ تھا اس لئے وہ جہاز کے شیشے میں سے باہر کا نظارہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

ابھی چلوسک کو مرمت کے کام میں مصروف ہوتے ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ اچانک ملوسک چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اس نے چلوسک سے مخاطب ہوکر گھبراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلوسک دیکھو کتنی جیپیں اور موٹریں ہمارے جہاز کی طرف آ رہی ہیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو"؟ چلوسک نے چونک کر کہا اور پھر وہ اٹھکر شیشے میں سے دیکھنے لگا۔ واقعی دور سے دس پندرہ موٹریں اور جیپیں انتہائی تیزرفتاری سے ان کی طرف بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔ پھر چلوسک کی نظر آسمان پر پڑگئی۔ اس نے دیکھا کہ پانچ ہیلی کاپٹر بھی ان کے اوپر گھوم رہے ہیں۔

"یہ ہمیں پکڑنے اور ہمارے جہاز پر قبضہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں"۔ ملوسک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں! معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی بندوقیں بھی موجود ہیں۔" چلوسک کا لہجہ بھی گھبرایا ہوا تھا۔

"جلدی جہاز چلا کر نکل چلو ورنہ یہ پہنچ جائینگے۔" ملوسک نے کہا۔

"مگر جہاز کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی۔ یہ اڑے گا کیسے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر جلدی مرمت کرو ناں"۔ ملوسک نے کہا۔

"خیر، تم فکر نہ کرو، یہ ہماری مرضی کے بغیر جہاز میں داخل نہیں ہو سکتے۔" چلوسک نے کہا اور پھر وہ دوبارہ مرمت میں مصروف ہو گیا۔

چلوسک کی بات پر ملوسک کو بھی قدرے اطمینان ہوگیا اور وہ مطمئن ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد جیپیں اور موٹریں ان کے قریب آکر رک گئیں۔ اور ان میں سے فوجی نکل نکل کر جہاز کے گرد پھیلنے لگے۔ ہیلی کاپٹر بھی نیچے اتر آئے اور

ان میں سے جو افراد نکلے وہ ان سپاہیوں کے افسر معلوم ہوتے تھے۔

اس کے بعد وہ تیزی سے دائرہ بنا کر جہاز کے قریب آنے لگ گئے۔ وہ رک رک کر قدم اٹھا رہے تھے۔ اور انہوں نے ہاتھوں میں عجیب و غریب قسم کی بندوقیں اٹھا رکھی تھیں۔ کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں بم نما چیزیں تھیں۔

وہ جہاز کے قریب آکر رک گئے اور حیرت سے اُسے دیکھنے لگے۔ وہ شائد اس کا دروازہ وغیرہ دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ ملوسک کو معلوم تھا کہ دروازہ انہیں نظر نہیں آئیگا اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا تھا جبکہ چلوسک سرخ کتاب میں سے دیکھ دیکھ کر انتہائی تیزی سے جہاز کی مرمت میں مصروف تھا۔

ملوسک کو یہ بھی معلوم تھا کہ جہاز کے شیشے اس قسم کے ہیں کہ اس کے اندر سے تو سب کچھ صاف نظر آتا ہے مگر باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بلکہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آیا شیشے لگے ہوئے بھی ہیں یا نہیں۔

"چلوسک! سپاہیوں نے جہاز کے گرد گھیرا ڈال لیا

ہے اور اب وہ کچھ کہہ رہے ہیں مگر انکی آواز سنائی نہیں دے رہی۔" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا" چلوسک نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور پھر اٹھکر شیشے سے باہر دیکھنے لگا۔

اس نے سپاہیوں کے ایک افسر کا منہ ہلتے دیکھا تو جھک کر ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا

"اگر کوئی انسان جہاز کے اندر موجود ہے تو ہمیں جواب دے، ورنہ ہم جہاز کو تباہ کر دیں گے"۔

"ہم موجود ہیں، بولو کیا کہتے ہو"؟ چلوسک نے ایک اور بٹن دباتے ہوئے کہا۔ اس کے بٹن دبانے سے اس کی آواز بھی باہر کھڑے سپاہیوں تک پہنچ گئی تھی جیسے ہی چلوسک کی آواز انہیں سنائی دی وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ ایک لمحے کے لئے ان کے چہروں پر سراسیمگی کے آثار نمایاں ہوئے پھر وہ سنبھل گئے۔ ان کا ایک بڑا افسر جس کے کندھوں پر بہت سے ستارے چمک رہے تھے، دو قدم آگے بڑھا اور ہاتھ اٹھا کر زور سے کہنے لگا۔

"تم کون ہو، تمہارا تعلق کس ملک سے ہے اور یہ جہاز کس کا ہے"؟

"میرا نام چلوسک ہے۔ جہاز میں میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی ملوسک موجود ہے۔ ہمارا تعلق اسی دنیا سے ہے مگر اپنے ملک کا نام نہیں جانتے کیونکہ طویل مدت سے ہم خلاء میں مختلف سیاروں کی سیر کرتے پھر رہے ہیں اور یہ جہاز ہمارے ڈیڈی کا ہے۔ وہ بہت بڑے سائنسدان تھے"۔ چلوسک نے تفصیل سے جواب دیا۔

"کیا آپ دونوں باہر آکر ہمیں شرف ملاقات نہیں بخش سکتے۔ ہم آپ کا بیحد احترام کریں گے۔ پوری دنیا میں کروڑوں لوگوں کو آپ کے متعلق بتائیں گے۔ آپ کے جہاز کے متعلق بتائیں گے۔ اس طرح دنیا میں آپ دونوں کا بیحد نام ہو جائے گا"۔ اس افسر نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"چلوسک ان کی باتوں میں نہ آنا۔ یہ مجھے عیار اور چالاک نظر آتے ہیں۔ یہ ہمارے جہاز پر قبضہ کرلیں گے"۔ ملوسک نے چلوسک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"سنو دنیا والو! اب ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارا جہاز خراب ہو گیا ہے۔ ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ ٹھیک ہوا ہم تمہاری دنیا سے چلے جائیں گے، اس لئے تم لوگ واپس چلے جاؤ اور ہمیں کام کرنے دو۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے آواز کے باہر جانے والا بٹن بند کر دیا۔ اور خود دوبارہ مرمت میں مصروف ہوگیا۔

"ہماری بات مان جاؤ اور باہر آجاؤ۔" افسر کی آواز دوبارہ جہاز میں سنائی دی۔

"خوامخواہ ہمیں پریشان مت کرو۔ ہم باہر نہیں آئیں گے۔ تم لوگ عیار اور چالاک ہو، ہمارے جہاز پر قبضہ کر لو گے۔" اس بار ملوسک نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"نہیں نہیں، ہم تمہارے جہاز پر قبضہ نہیں کریں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔" افسر نے جواب دیا۔

"نہیں ہم باہر نہیں آئیں گے، بس ایک بار کہہ دیا۔" ملوسک نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"تمہیں باہر آنا پڑے گا۔ سمجھے، اب بھی وقت ہے کہ ہماری بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں

کہیں گے۔" افسر نے بھی اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"ہمیں دھمکی مت دو، ہم نے ایسی دھمکیاں بہت سنی ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو ایک لمحہ میں اندر بیٹھے بیٹھے تم سب کو جلا کر راکھ کر دیں۔" ملوسک کو بھی غصّہ آ گیا۔

ملوسک کی بات سنتے ہی تمام سپاہی اور افسر بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹتے چلے گئے اور ان کی یہ حالت دیکھکر ملوسک کے منہ سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

افسر شائد اس کا قہقہہ سُنکر غصے سے پاگل ہوگیا اس نے اپنے سپاہیوں سے مڑ کر کہا۔

"جہاز پر گولیوں کی بارش کر دو۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیسے باہر نہیں آتے۔"

اور اس کا حکم ملتے ہی تمام سپاہیوں نے جہاز پر چاروں طرف سے گولیوں کی بارش کر دی۔ مگر ملوسک اسی طرح مطمئن انداز میں ہنستا رہا۔ کیونکہ اُسے علم تھا کہ گولیاں جہاز کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور وہی ہوا۔ گولیاں جہاز سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گرتی رہیں اور جہاز کی سطح پر بال برابر بھی خراش پیدا نہ ہوئی۔

"تم جو چاہو کرلو تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"
ملوسک نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم تمہارے جہاز کو بم سے اڑا دیں گے۔ ہمارے پاس اتنے طاقتور بم ہیں کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر اڑ جائے۔ تمہارا جہاز کیا شے ہے۔ میں تمہیں صرف پانچ منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ اگر تم پانچ منٹ تک باہر نہ آئے تو میں بم مارنے کا حکم دے دونگا۔" افسر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو کرلو، ہم باہر نہیں آئیں گے۔" — ملوسک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

ادھر افسر نے گنتی شروع کر دی۔ ایک دو تین چار پانچ اور پانچ کہتے ہی اس نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بم جہاز کی طرف اچھال دیا۔

بم جہاز کی سطح سے ٹکراتے ہی ایک دھماکے سے پھٹ گیا۔ گو جہاز کو نقصان تو نہ پہنچا مگر وہ بری طرح ہل گیا۔

"یہ بالکل معمولی طاقت کا بم ہے۔ صرف میں نے تمہیں نمونہ دکھایا ہے۔ میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں

کہ باہر آجاؤ ورنہ اس بار میں زیادہ طاقت کا بم مار دونگا۔" افسر نے چیخ کر کہا۔

اب تو ملوسک گھبرا گیا۔ اس نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس ایسا طاقتور بم ہو جس سے ان کا جہاز تباہ ہو جائے۔

"چلوسک ابھی کتنی دیر ہے۔ ہمیں اب چلا جانا چاہیئے۔ واقعی ان کے پاس خطرناک بم ہیں۔" ملوسک نے بٹن بند کرتے ہوئے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی مکمل طور پر تو درست نہیں ہوا۔ البتہ ہم اڑ سکتے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"پھر ایسا کریں کہ یہاں سے فی الحال اڑ جائیں۔ اور جہاز کو کہیں دور جا کر اتاریں۔ وہاں جا کر اطمینان سے اس کی مرمت کرلیں۔" ملوسک نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات ٹھیک ہے۔ اس طرح ہم اطمینان سے جہاز کی مرمت کر لیں گے۔" چلوسک کو بھی اس کا مشورہ پسند آیا۔

ادھر افسر مسلسل چیخ رہا تھا۔

"اب بھی وقت ہے باہر آ جاؤ، میں تمہیں مزید پانچ منٹ کی مہلت دیتا ہوں، میں پانچ تک گنونگا اس کے بعد تمہارا جہاز تباہ کر دیا جائے گا۔" اس کے ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔

ادھر چلوسک نے جہاز کی مشینری کو چالو کیا اور پھر بٹن دبا کر کہنے لگا۔

"تم گنتی گنتے رہو ہم جا رہے ہیں۔" اس کے ساتھ ہی اس نے جہاز کے اڑنے والا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی جہاز بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ہوا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ملوسک دیکھتا رہا کہ سپاہی اور افسر منہ پھاڑے جہاز کو جاتا دیکھتے رہے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ جہاز اتنی تیزی سے اڑ جائے گا۔ پھر وہ منظر غائب ہو گیا۔ اور جہاز بہت زیادہ بلندی پر آ گیا۔

چلوسک نے جہاز کا ایک اور بٹن دبایا اور جہاز اب سیدھا اڑنے لگا۔ کافی دور آنے کے بعد چلوسک نے سوچا کہ اب جہاز کو نیچے اتارا جائے۔ کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ چونکہ ابھی جہاز کی مکمل مرمت نہیں ہوئی اس لئے ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی ایسی خرابی

پیدا ہو جائے، جو پھر ٹھیک ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے جہاز کو نیچے لے آنے کا بٹن دبایا۔ مگر بٹن دباتے ہی وہ دونوں اچھل کر فرش پر جا گرے۔ اور پھر وہ کوشش کے باوجود سنبھل ہی نہ سکے۔ جہاز نے بُری طرح قلابازیاں کھانی شروع کر دی تھیں اور وہ تیزی سے نیچے گرنے لگ گیا تھا۔

"چلوسک اسے سنبھالو"۔ ملوسک نے چیخ کر کہا۔ مگر جہاز اس بُری طرح بچرا رہا تھا کہ کوشش کے باوجود چلوسک سے سیدھا نہ ہو سکا۔

جہاز انتہائی تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا اور ایک بار پھر زوردار دھماکہ ہوا اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کا جسم ریزے ریزے ہو کر فضا میں بکھر گیا ہو۔

شہزادہ خوبرو بڑی پریشانی کے عالم میں اپنے محل میں ٹہل رہا تھا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ بار بار اپنے دانت بھینچ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو۔ وہ پنجرے میں بند شیر کی طرح اپنے آپ کو محسوس کر رہا تھا۔

اچانک ٹہلتے ٹہلتے وہ رک گیا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔

دوسرے لمحے ایک کنیز کمرے میں داخل ہوئی اور شہزادے کے سامنے آکر جھک گئی۔

"میرا گھوڑا تیار کیا جائے"۔ شہزادے نے تحکمانہ لہجے میں کنیز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر شہزادہ حضور"۔ کنیز نے اسی طرح جھکے جھکے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

شہزادہ خوبرو دوبارہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ ابھی کنیز کو گئے ہوئے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ ایک سفید داڑھی والا بوڑھا اندر داخل ہوا۔

"شہزادہ حضور! گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، مجھے کنیز سے علم ہوا ہے کہ آپ گھوڑا تیار کروا کر کہیں جانا چاہتے ہیں"۔ بوڑھے نے شہزادے کے سامنے جھکتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں وزیرِ اعظم بابا، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ کو اس خوفناک دیو کے پنجے سے خود چھڑاؤں گا"۔ شہزادے نے وزیرِ اعظم کے سامنے رکتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"شہزادہ حضور آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں آپ کے فیصلے کو تبدیل کرانے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا، مگر شہزادہ حضور! اس بات پر غور فرمائیے کہ بادشاہ سلامت بیمار ہیں اور ملک کا نظم و نسق چلانے والا آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے موقعہ پر

آپ کے جانے سے رعایا کو نقصان پہنچ سکتا ہے دوسری بات یہ کہ شاہی نجومی کے مطابق زباٹا دیو جو شہزادی کو اٹھا کر لے گیا ہے، انتہائی خوفناک اور طاقتور دیو ہے۔ اس طرح آپ کی جان بھی خطرہ میں پڑ سکتی ہے۔" بوڑھے وزیرِاعظم نے کہا۔

"وزیرِاعظم بابا تم مجھے بزدلی کا سبق نہ دو، مجھے اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب تک میں شہزادی طاہرہ کو اس ظالم دیو کے پنجے سے نہ چھڑا لوں۔ یا پھر اس دیو سے لڑتے ہوئے اپنی جان دے دوں۔ مجھے ایک ایک لمحہ عذاب نظر آ رہا ہے۔ اس لئے میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ جس میں رد و بدل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ باقی رہی ملک کے نظم و نسق کی بات، تو میں نے شاہی حکیم سے بات کر لی ہے اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ بادشاہ سلامت دو تین روز کے اندر اندر صحت یاب ہو جائیں گے۔ اس لئے دو تین روز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور پھر آپ جیسے دانشمند وزیرِاعظم کی موجودگی میں مجھے کیا فکر ہو سکتی ہے۔" شہزادے نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وزیرِاعظم کچھ کہتا، کنیز دوبارہ اندر داخل ہوئی اور سلام کر کے کہنے لگی۔

"شہزادہ حضور آپ کا گھوڑا سواری کے لئے تیار کھڑا ہے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" شہزادے نے کہا اور پھر تلوار سنبھالتا ہوا وہ تیزی سے باہر آ گیا۔ اس نے گھوڑے کی پشت پر ہلکی سی تھپکی دی اور پھر گھوڑے پر سوار ہو کر محل سے باہر نکل آیا۔

اس نے شاہی نجومی سے اس خوفناک دیو کی رہائش کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ اس دیو کا محل اس کے ملک سے شمال کی طرف تھا۔ ایک خوفناک صحرا کے بعد ایک ویران پہاڑی سلسلہ تھا اس پہاڑی سلسلے میں اس دیو کا محل تھا۔

شہزادے کا رخ اب اسی صحرا کی طرف ہی تھا اس نے خشک خوراک کا تھیلا اور پانی کا چھاگل پہلے ہی گھوڑے کی زین سے بندھوا لیا تھا۔

چنانچہ وہ تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اور منزلیں مارتا ہوا آخر ایک ہفتے کے بعد اپنی مملکت کی سرحد پر پہنچ گیا۔ وہاں سے جہاں تک نظر آتا تھا، صحرا

ہی صحرا تھا۔

اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صحرا بے حد خوفناک اور طویل ہے اور اس صحرا کے اندر کہیں بھی کوئی نخلستان نہیں تھا اور آج تک کوئی انسان اس صحرا کو پار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

مگر شہزادہ خوبرو بیحد دلیر اور باہمت نوجوان تھا اور اسے اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ سے بیحد محبت تھی۔ ان کی شادی ہونے والی تھی کہ ایک رات وہ محل کی چھت پر سوئی ہوئی تھی کہ زباٹا دیو کا محل کے اوپر سے گذر ہوا۔ اس نے جب شہزادی طاہرہ کو دیکھا تو وہ اس پر عاشق ہوگیا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔

شہزادی طاہرہ کی اچانک گمشدگی سے پورے محل میں سراسیمگی پھیل گئی۔ پہلے تو شہزادی طاہرہ کی تلاش کی جاتی رہی پھر شاہی نجومی کو طلب کیا گیا اس نے حساب لگا کر ساری بات بتا دی کہ کس طرح زباٹا دیو شہزادی طاہرہ کو اٹھا کر اپنے محل میں لے گیا ہے۔ شاہی نجومی نے یہ بھی تبلایا کہ وہ شہزادی طاہرہ سے شا[illegible]نا چاہتا ہے مگر شہزادی

طاہرہ نے صاف انکار کر دیا ہے۔ جس پر زباٹا دیو نے اُسے ایک ماہ کی مہلت دی ہے کہ وہ اچھی طرح سوچ لے۔ اگر وہ راضی ہوگئی تو ٹھیک، ورنہ ایک ماہ بعد وہ شہزادی طاہرہ سے زبردستی شادی کر لے گا۔

شاہی نجومی نے شہزادے کو یہ بھی بتایا کہ زباٹا دیو بیحد خوفناک اور ظالم دیو ہے۔ اس سے لڑ کر جیتنا یا اُسے ختم کرنا کسی عام انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اوّل تو اس تک پہنچنا ناممکن ہے اور اگر پہنچ بھی جائے تو اس ظالم دیو سے جیتنا مشکل ہے۔

مگر شہزادہ خوبرو نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہرممکن طریقے سے زباٹا دیو کے پنجے سے اپنی منگیتر شہزادی طاہرہ کو بچائے گا چاہے اس کے لئے اُس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

بس یہی سوچ کر وہ نکل کھڑا ہوا تھا اور اب اپنے ملک کی سرحد پر اس خوفناک صحرا کے سامنے کھڑا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صحرا اُسے نگلنے کے لئے منہ پھاڑے ہوئے ہو۔

اس نے چوکی سے پانی کی ایک اور چھاگل اپنے لئے خشک خوراک کا ایک اور تھیلا اور گھوڑے کے لئے گھاس کا گٹھا لے لیا۔ اور پھر خدا کا نام لیکر وہ صحرا کے اندر داخل ہو گیا۔

پہلے میل تو اس کا گھوڑا کافی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا مگر آہستہ آہستہ اس کی رفتار ہلکی پڑنے لگ گئی اور آخرکار وہ تھک کر ایک جگہ رک گیا۔ اس وقت شہزادے کو صحرا میں داخل ہوئے دس گھنٹے گذر چکے تھے۔ اب اس کے ہرطرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی۔

شہزادہ خود بھی چونکہ تھک گیا تھا اس لئے اُس نے کچھ دیر آرام کرنے کی ٹھانی۔ اس نے تھوڑا سا گھاس گھوڑے کے آگے ڈالا اور خود تھوڑی سی خوراک کھانے اور چند گھونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرنے کے لئے ریت پر ہی لیٹ گیا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی اور سورج اس کی نظروں کے سامنے ہی ریت کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ چونکہ شہزادہ بیحد تھکا ہوا تھا اس لئے لیٹتے ہی سو گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو رات کافی سے

زیادہ گذر چکی تھی اور صبح ہونے کے قریب تھی۔

شہزادہ چونکہ تازہ دم ہو چکا تھا اس لئے وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے چل پڑا۔ مگر تمام دن سفر کرکے اُسے ایک سبق مل گیا کہ صحرا میں دن میں سفر کرنا جہنم میں سفر کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آئندہ رات کو سفر کیا کرے گا اور دن کو آرام کیا کرے گا۔

اسی طرح اُسے سفر کرتے ہوئے تین دن اور تین راتیں گذر گئیں مگر صحرا تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آ رہا تھا اور سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ تھی کہ اب اس کے پاس پانی اور خوراک ختم ہو چکی تھی اور گھوڑے کا چارہ بھی ختم ہو گیا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ تین روز کے سفر کے بعد صحرا کو عبور کر لے گا۔ اسی لحاظ سے اس نے خوراک کا بھی خیال رکھا تھا۔ مگر ابھی صحرا کے خاتمے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ بہرحال مرتا کیا نہ کرتا۔ کسی نہ کسی طرح سے وہ آگے بڑھتا رہا۔ مگر بھوک اور پیاس سے اس کی اور گھوڑے کی حالت خراب ہو گئی اور پھر ایک روز گھوڑا چلتے

چلتے گرا اور دم توڑ گیا۔

شہزادہ خوبرو کو اپنے وفادار ساتھی کی موت کا بیحد افسوس ہوا۔ مگر وہ کر بھی کیا سکتا تھا بلکہ اب تو اُسے اپنی موت سامنے نظر آ رہی تھی۔ اس لئے چند منٹ تک گھوڑے کی یاد میں آنسو بہانے کے بعد وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا۔ اسی طرح ایک دن اور گذر گیا۔ اب تو شہزادہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہوگیا۔ اس کی جان لبوں تک آگئی اور لمحہ بہ لمحہ اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔

آخر وہ ایک جگہ منہ کے بل گرگیا اور پھر نجانے کتنی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا۔ اس میں ہلنے تک کی سکت باقی نہ رہ گئی تھی بلکہ اب تو اپنی حالت کے پیش نظر وہ خداتعالیٰ سے دل ہی دل میں دعا مانگنے لگا کہ اُسے جلد موت آجائے اور وہ اس عذاب سے چھوٹ جائے۔ مگر موت آہستہ آہستہ قریب آرہی تھی۔

ابھی اُسے ریت پر پڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں سائیں سائیں کی زوردار آوازیں پڑیں۔ اس نے سر اٹھاکر

اوپر دیکھا تو پھر حیرت کی شدت سے وہ اپنی بھوک پیاس بھول گیا اور یا تو اس سے ہاتھ نہیں ہلایا جاتا تھا۔ یا وہ تیزی سے اٹھکر بیٹھ گیا۔ اس نے آسمان پر ایک بڑے سے انڈے کو تیزی سے چکراتے ہوئے دیکھا۔ یہ انڈا گول نہیں تھا بلکہ کچھ لمبا سا تھا۔ پھر شہزادے کے دیکھتے ہی دیکھتے انڈا تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا اور ایک دھماکے سے ریت کے اندر گھستا چلاگیا۔

شہزادہ خوبرو حیرت کی شدت سے بت بنا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اس کو خیال آیا کہ شائد یہ جادو کا انڈا ہے اور اس میں بیٹھ کر زباٹا جادوگر اُسے مارنے کے لئے آیا ہے چنانچہ اس خیال کے آتے ہی اس کا جسم تن سا گیا اور اس نے اٹھکر بھاگ جانے کے متعلق سوچا مگر بھوک پیاس نے اُسے اس حد تک نڈھال کر رکھا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ اٹھ کر بھاگ نہ سکا اور وہ بیٹھا رہ گیا۔

جب کافی دیر گذر گئی اور انڈے میں سے کوئی باہر نہ نکلا تو شہزادہ خوبرو سوچنے لگا کہ یہ

کوئی اور چیز ہے۔ اگر اس میں زباٹا جادوگر ہوتا تو
یقیناً اب تک باہر نکل کر آجاتا۔ وہ اسے قریب
سے دیکھنے کے لئے بے چین ہوگیا۔

چنانچہ اس نے ریت پر آہستہ آہستہ کھسکنا شروع
کر دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی سرتوڑ کوشش
کے بعد وہ اس انڈے کے قریب پہنچ گیا۔ اس
نے ڈرتے ڈرتے انڈے پر ہاتھ پھیرا۔ جو دراصل چلوسک
ملوسک کا جہاز تھا۔

شہزادے کا ہاتھ اچانک ایک ایسی جگہ پر پڑگیا
جس کو دبانے سے جہاز کا دروازہ کھل جاتا تھا۔
جیسے ہی شہزادے کا ہاتھ وہاں لگا جہاز کا دروازہ
ایک جھٹکے سے کھل گیا۔

شہزادہ جہاز کو اندر سے دیکھکر بیحد حیران ہوا۔
اس نے زندگی بھر اس قسم کی مشینری نہ دیکھی تھی
اس لئے وہ پہلے تو حیرت بھری نظروں سے اُسے
دیکھتا رہا پھر اسے ایک کونے میں دو نوجوان لڑکے
پڑے ہوئے نظر آئے۔ گو ان دونوں نے عجیب و
غریب لباس پہنے ہوئے تھے۔ مگر تھے وہ دونوں
انسان۔

انہیں دیکھتے ہی شہزادہ تیزی سے رینگتا ہوا جہاز
کے اندر چلا گیا اور ان دونوں کے قریب جاکر غور
سے انہیں دیکھنے لگا۔

اس نے فوراً ہی محسوس کرلیا کہ وہ دونوں زندہ
تو ہیں مگر بے ہوش ہیں۔ شہزادہ چونکہ بے حد عقلمند
تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس انڈے کے گرنے
کے دھماکے سے وہ دونوں بے ہوش ہوگئے ہیں۔ اس
نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی
اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کوششیں رنگ لانے
لگیں۔ ان میں سے بڑے لڑکے کے جسم میں حرکت
پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

زباٹا دیو اپنے محل کے ایک بڑے سے کمرے
میں ایک بڑے سے پلنگ پر سویا ہوا تھا۔ کمرے کے
اندر تین چار دیو بڑے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ باندھے
کھڑے ہوئے تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا
اور ایک سفید داڑھی والا دیو اندر داخل ہوا۔ اس
کے ہاتھ میں ایک کافی بڑا ڈھول تھا۔

اس نے زباٹا دیو کے پلنگ کے قریب پہنچ کر
ڈھول کو گلے سے لٹکایا اور پھر اُسے زور زور سے
بجانے لگا۔ ڈھول کی آواز اتنی تیز تھی کہ یوں محسوس
ہو رہا تھا جیسے اس کمرے کی چھت اڑ جائے گی
مگر زباٹا دیو اسی طرح بےخبر سویا ہوا تھا۔

بوڑھا دیو کافی دیر تک ڈھول بجاتا رہا۔ اب ڈھول

کی آواز پہلے سے کہیں زیادہ تیز ہوگئی تھی اور پھر زباٹا دیو نے کروٹ لی۔ اسی لمحے بوڑھے دیو نے ڈھول بجانا بند کر دیا۔ وہ زباٹا دیو کو جگانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

زباٹا دیو نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں اور پھر تیزی سے اٹھکر بیٹھ گیا۔ بوڑھا دیو ڈھول سمیت مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرے لئے ناشتہ لاؤ"۔ زباٹا دیو نے گرجدار آواز میں کمرے میں موجود دیوؤں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس کا حکم سنتے ہی ایک دیو تیزی سے مڑا اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد کمرے سے باہر انسانی چیخوں کی آواز سنائی دینے لگی جو لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی جا رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انسانوں کو زبردستی گھسیٹتے ہوئے کمرے کی طرف لایا جا رہا ہو۔

پھر دروازہ کھلا اور وہی دیو چار نوجوانوں کو دھکیلتا ہوا اندر لے آیا۔ ان کے ہاتھ ان کی پشت پر مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے۔ خوف کے مارے ان کے رنگ زرد پڑ گئے تھے اور وہ بری طرح چیخ رہے

تھے۔

"آؤ آؤ آدم زادو، خوش ہو جاؤ کہ تم دیوؤں کے
سردار زباٹا دیو کی خوراک بننے والے ہو"۔ زباٹا دیو نے
انہیں چیختا دیکھ کر قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

انہیں لے آنے والے دیو نے ایک نوجوان کو زور
سے دھکا دیا اور وہ چیختا ہوا زباٹا دیو کے سامنے
جا گرا۔

زباٹا دیو نے فوراً اُسے جھپٹ لیا اور دوسرے
لمحے اُس نے پوری قوت سے نوجوان کی گردن کو
مروڑ دیا۔ نوجوان کے منہ سے آخری چیخ نکلی اور
اس نے دم توڑ دیا۔ پھر زباٹا دیو نے بڑے مزے
لے لیکر اس کو نوچ نوچ کر کھانا شروع کر دیا۔
وہ نوجوان کی ہڈیاں تک چبا گیا۔ اس کے منہ سے
خون بہہ رہا تھا مگر وہ چٹخارے لے لے کر کھا
رہا تھا۔

یہ منظر دیکھکر باقی نوجوان خوف کے مارے بیہوش
ہو کر گر پڑے۔ زباٹا دیو نے باری باری ان سب کو
کھا لیا اور پھر پیٹ پر ہاتھ رکھکر زوردار ڈکار لی
اور پھر اٹھکر کھڑا ہوگیا۔

"میں ایک کام کے لئے دنیا میں جا رہا ہوں۔ اس
لئے میں چاہتا ہوں کہ شہزادی طاہرہ سے بات کر
لوں۔ اگر وہ مان جائے تو پھر باہر جانے سے پہلے
شادی کر لوں"۔ زباٹا دیو نے ایک دیو سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"بہتر سردار! میں ابھی شہزادی طاہرہ کو حاضر کرتا
ہوں"۔ دیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے
کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کمرے سے خون وغیرہ صاف کر دو کہیں وہ حسین
شہزادی خوف زدہ نہ ہو جائے"۔ زباٹا نے ایک اور
دیو سے مخاطب ہوکر کہا۔

اور دوسرے دیو نے ایک کپڑا اٹھا کر بڑی پھرتی
سے فرش پر موجود خون کے دھبے صاف کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پہلا دیو ایک
انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو لئے اندر داخل ہوا۔
لڑکی کا چہرہ رو رو کر سوجا ہوا تھا اور اس کی
آنکھوں سے ویرانی اور خوف جھلک رہا تھا۔

"کرسی پر بیٹھ جاؤ شہزادی طاہرہ"۔ زباٹا دیو نے
اپنی طرف سے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس

کے باوجود اس کے لہجے میں اتنی کڑک تھی کہ شہزادی
طاہرہ اور بھی سہم گئی۔

"دیکھو شہزادی طاہرہ! میں تمام دنیا کے دیوؤں کا
سردار ہوں اور تم مجھے پسند آگئی ہو۔ اس لئے
میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دنیا کے تمام دیوؤں کی ملکہ
بنادوں۔ یاد رکھو ملکہ بننے کے بعد پوری دنیا کے دیو
تمہارے خادم ہوں گے۔ اور تم جو چاہو گی ویسے ہی
ہوگا۔ جتنی عیش و عشرت سے تم زندگی گذارو گی
اس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ بولو، کیا تم
میرے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟" زباٹا دیو
نے شہزادی طاہرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تمہارے ساتھ شادی تو ایک طرف تمہارے منہ
پر تھوکنا بھی نہیں" شہزادی طاہرہ نے نفرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"دیکھو شہزادی، میرے غصے سے پوری دنیا کانپتی
ہے۔ اس لئے میرے جلال کو آواز نہ دو، ورنہ میں اگر
چاہوں تو تم کیا تمہارے خاندان کو زندہ جلادوں" زباٹا
دیو نے اسے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کرلو۔ میرے ساتھ میرا اللہ ہے۔ وہ

تم سے زیادہ طاقتور ہے۔ بہرحال یہ بات سمجھو کہ میں
مر جانا قبول کر لونگی مگر تمہارے ساتھ شادی نہیں
کروں گی۔" شہزادی طاہرہ نے بھی جواب میں لہجے کو
غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں تو تم سیدھی طرح نہیں مانو گی، بہرحال
میں تم سے ابھی زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے
تمہیں ایک ماہ کی معیاد دے رکھی ہے۔ ایک ماہ
کے اندر تم اچھی طرح سوچ لو۔ اس کے بعد وہی ہو
گا جو میں چاہوں گا۔" زباٹا دیو نے کہا اور پھر اس
نے دیو کو اشارہ کیا کہ وہ شہزادی طاہرہ کو باہر
لے جائے۔

اس کا اشارہ ملتے ہی دیو شہزادی طاہرہ کو ہمراہ
لئے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ لڑکی یوں نہیں مانے گی، اس کے ساتھ زبردستی
کرنی ہی پڑے گی" ایک دیو نے مؤدبانہ لہجے میں زباٹا
دیو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ اتنی خوبصورت لڑکی
کے ساتھ زبردستی کروں۔ بہرحال ایک ماہ بعد دیکھا جائے
گا۔ فی الحال اسے ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے۔"

زباٹا دیو نے حکم دیتے ہوئے کہا۔
"بہتر سردار، آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔" اس
دیو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔
اور پھر زباٹا دیو تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے
سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چلوسک نے جیسے ہی آنکھ کھولی، اس کی نظر
ایک پریشان حال نوجوان پر پڑی جو اس پر جھکا
ہوا تھا۔ چلوسک تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اسی لمحے ملوسک کو بھی ہوش آگیا۔ وہ دونوں
بڑی حیرت سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر
جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہی جہاز میں
ہیں اور جہاز صحیح سالم ہے تو ان دونوں کے چہروں
پر اطمینان جھلکنے لگا۔
"تم دونوں کون ہو اور اس انڈے میں بیٹھ کر
کہاں سے آئے ہو"؟ شہزادہ خوبرو نے بڑے نقاہت آمیز
لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی آواز
اتنی کمزور تھی کہ چلوسک ملوسک دونوں اسے چونک

کر دیکھنے لگے۔

چلوسک اس کا حلیہ دیکھ کر فوراً سمجھ گیا کہ وہ بھوکا اور پیاسا ہے۔

"کیا تم بھوکے پیاسے ہو"؟ چلوسک نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا۔

"ہاں، میں صحرا میں پھنس گیا ہوں۔ میرا گھوڑا مرگیا ہے اور میری خوراک اور پانی ختم ہو گیا ہے"۔ شہزادہ خوبرو نے جواب دیا۔

"اوہ پھر باتیں بعد میں ہوں گی، پہلے تمہاری حالت درست ہونی چاہیئے"۔ چلوسک نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جہاز کا ایک خفیہ خانہ کھولا اور اس میں موجود بوتل میں سے سُرخ رنگ کی ایک گولی نکال کر شہزادہ خوبرو کو دیتے ہوئے اُسے نگلنے کے لئے کہا۔

"یہ کیا چیز ہے"؟ شہزادہ خوبرو حیرت سے اس گولی کو دیکھنے لگا۔

"تم اسے نگل جاؤ، اس سے تمہاری بھوک اور پیاس ختم ہو جائے گی اور تمہاری حالت درست ہو جائے گی"۔ چلوسک نے اُسے سمجھایا۔

شہزادہ خوبرو ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر اس نے گولی منہ میں ڈال لی۔ چونکہ اس کا حلق پیاس کی شدت سے خشک ہو رہا تھا اس لئے اس نے بڑی کوشش کر کے گولی کو نگلا اور پھر وہ حیران رہ گیا کیونکہ جیسے ہی گولی اس کے حلق سے نیچے اتری۔ اس کے جسم میں طاقت اور توانائی کی لہریں دوڑنے لگیں اور اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی تمام بھوک اور پیاس ختم ہو گئی ہو۔ وہ اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرنے لگا۔

"یہ تو کوئی جادو کی گولی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں نے پوری چھاگل پانی کی پی لی ہو، اور خوب ڈٹ کر کھانا کھالیا ہو"۔ شہزادہ خوبرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اب پوری طرح رونق آ گئی تھی اور وہ اپنے آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کبھی صحرا میں داخل ہی نہ ہوا ہو۔

"اب تم اپنا تعارف کراؤ کہ تم کون ہو اور ہمارے جہاز میں کیسے آئے"۔ چلوسک نے شہزادہ خوبرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چلوسک ہم تو اس وقت صحرا میں ہیں۔ ہمارا جہاز
آدھے سے زیادہ ریت میں دھنسا ہوا ہے۔" ملوسک
نے جو اب تک خاموش بیٹھا تھا، اٹھ کر شیشے
سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہے کہ ہمارا جہاز ریت میں گرا ہے
ورنہ نجانے اس بار کیا ہوتا۔" چلوسک نے کہا اور
پھر وہ شہزادہ خوبرو سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

"ہاں تو دوست بتاؤ۔" چلوسک نے کہا۔

"میں ملک بوکان کا شہزادہ ہوں۔ میرا نام خوبرو
ہے۔ ایک دیو میری منگیتر شہزادی طاہرہ کو اٹھا
کر لے گیا ہے اور میں اُسے چھڑانے کے لئے
جارہا ہوں کہ اس صحرا میں پھنس گیا۔ اور اگر
تم نہ آتے تو شائد بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ
رگڑ کر مر جاتا۔" شہزادہ خوبرو نے مختصر الفاظ میں اپنے
متعلق بتلایا۔

"دیو اور شہزادہ"۔ چلوسک ملوسک دونوں شہزادہ خوبرو
کی بات سُنکر حیران رہ گئے۔

"ہاں ہاں میں غلط نہیں کہہ رہا۔" شہزادہ خوبرو
نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اس نے

یہ سمجھا کہ وہ دونوں اس کی بات کو غلط سمجھ
رہے ہیں۔

"کمال ہے اس دور میں دیو بھی ہیں اور شہزادے
بھی۔ ہم تو بچپن میں ایسی کہانیاں پڑھتے تھے کہ
شہزادی کو دیو اٹھاکر لے جاتا ہے اور شہزادہ اُسے
چھڑانے جاتا ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"کونسا دور، میں سمجھا نہیں، میں صحیح کہہ رہا
ہوں، وہ ظالم دیو واقعی میری منگیتر کو اٹھاکر لے
گیا ہے۔" شہزادے نے اپنی بات پر زور دیتے
ہوتے کہا۔

"ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ تم غلط کہہ رہے
ہو، البتہ ہم تمہاری بات پر حیران ہو رہے ہیں۔"
چلوسک نے کہا۔

"چلوسک کیوں نہ ہم بھی شہزادے کے ساتھ چلیں
میں نے کبھی سچ مچ کا دیو نہیں دیکھا صرف کہانیوں
میں پڑھا ہے۔" ملوسک نے اشتیاق سے پُر لہجے
میں کہا۔

"ہاں واقعی میں نے بھی کبھی دیو نہیں دیکھا
ہم ضرور چلیں گے اور شہزادے کی مدد بھی کریں

گے"۔ چلوسک بھی رضامند ہوگیا۔

"مگر پہلے تم مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم دونوں کون ہو اور یہ انڈا کس قسم کا ہے۔ اس کے اندر یہ کیا چیزیں ہیں اور تم کہاں سے آتے ہو"۔ شہزادے نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تم ہمارے متعلق زیادہ تفصیل سے نہیں سمجھ سکو گے۔ بہرحال ہم مختصر طور پر تمہیں اپنے متعلق بتلا دیتے ہیں۔ میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے۔ ہمارے ڈیڈی بہت بڑے سائنسدان تھے"۔ چلوسک نے اپنا تعارف کرانا شروع کیا۔

"ڈیڈی اور سائنسدان کیا مطلب"۔ شہزادہ نے ان کی بات کاٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"ڈیڈی کا مطلب ہے والد صاحب اور سائنسدان کا مطلب ہے جو سائنس جانتا ہو"۔ چلوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"سائنس کیا چیز ہے"؟ شہزادہ ابھی تک حیران تھا۔

اب ظاہر ہے چلوسک شہزادے کو سائنس کے متعلق کیا سمجھاتا۔ کچھ لمحے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"دیکھو یہ جہاز جسے تم انڈا کہتے ہو یہ ہمارے ڈیڈی نے سائنس کی مدد سے بنایا ہے۔ یہ گولی جسے تم نے ابھی ابھی نگلا ہے اور جس سے تمہاری بھوک پیاس ختم ہو گئی ہے۔ یہ بھی ہمارے ڈیڈی نے سائنس کی مدد سے بناتی ہے"۔ چلوسک نے اُسے مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ میں سمجھ گیا۔ تمہارے والد بزرگوار جادوگر تھے"۔ شہزادے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو تم جادوگر ہی کہہ لو۔ ہمارے ڈیڈی نے یہ جہاز بنایا جو ہوا میں اڑتا ہے اور اس زمین سے بھی باہر نکل کر دوسری دنیاؤں میں چلا جاتا ہے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر اس کے پَر تو نہیں ہیں پھر یہ کیسے اڑتا ہے"۔ شہزادے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں

"بس تم یوں سمجھ لو کہ جادو جسے ہم سائنس کہتے ہیں اس سے اڑتا ہے۔ ہمارا یہ جہاز ہوا میں خراب ہو گیا تو ہم نیچے آ گرے۔ اب ہم اسے ٹھیک کرکے پھر اڑ جائیں گے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ زباٹا دیو سے

شہزادی طاہرہ کو چھڑانے میں میری مدد کرو گے۔" شہزادے خوبرو نے اس کی بات سُنکر چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ پہلے ہم تمہاری مدد کریں گے، پھر تمہیں اور تمہاری منگیتر شہزادی طاہرہ کو گھر چھوڑ کر ہم چلے جائیں گے۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں میں تمہیں نہیں جانے دونگا۔ تم میرے دوست ہو۔ ہم اکٹھے رہیں گے تمہارے جہاز میں سیر کریں گے، گھومیں پھریں گے۔" شہزادہ خوبرو نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا پھر دیکھا جائے گا۔ پہلے شہزادی طاہرہ کو تو چھڑا لیں۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں چلو، مگر ہمیں پیدل یہ صحرا عبور کرنا پڑے گا۔" شہزادہ خوبرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو، میں ابھی جہاز کو درست کرتا ہوں پھر اس جہاز میں اڑ کر جائیں گے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"چلوسک! شہزادی طاہرہ کو دیو کے پنجے سے

چھڑانا تو بیحد آسان ہے۔ ہم جہاز اس کے محل کی چھت پر اتار دیں گے۔ شہزادی طاہرہ کو پکڑ کر جہاز میں ڈالیں گے اور اڑ جائیں گے۔ دیو غریب ہمیں کہاں پکڑ سکتا ہے۔" ملوسک جو اب تک خاموش بیٹھا تھا کچھ سوچ کر بولا۔

"ہاں، ایسا ہو تو سکتا ہے مگر دیو پھر آکر شہزادی طاہرہ کو اٹھا لے جائے گا۔ اس لیئے دیو کا خاتمہ ضروری ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم نے صحیح کہا ہے۔ بہرحال تم جہاز درست کرو تاکہ ہم جلد از جلد دیو کے محل میں پہنچ جائیں۔" ملوسک نے کہا۔

چلوسک ایک بار پھر لال کتاب نکال کر جہاز کو درست کرنے کے کام میں جُٹ گیا۔ اُسے کام کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور جہاز میں نیلے رنگ کا دھواں بھر گیا۔

"ارے کیا ہوا"؟ ملوسک چونک کر بولا۔

چلوسک پہلے تو ایک لمحے کے لئے حیران بیٹھا رہا پھر اس نے تیزی سے لال کتاب کھولی اور اس

کی ورق گردانی کرنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد ا
سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"غضب ہو گیا ملوسک غضب ہوگیا۔" چلوسک نے
پریشان کن لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا"؟ ملوسک بھی چلوسک کی حالت دیکھ
حیران رہ گیا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہوسک
ہے۔ یہ چھوٹا سا ڈبہ دیکھ رہے ہو، اس ک
لیور بگڑ گیا تھا۔ میں اسے سیدھا کر رہا تھا ک
لیور کی اوپر والی سطح پر چوٹ پڑ گئی اور نیلے
رنگ کی گیس باہر نکل گئی۔" چلوسک نے ملوسک
کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا، مجھے تو کچھ سمجھ میں نہی
آیا۔" ملوسک نے کہا۔

"میں نے ڈیڈی کی کتاب اس پُرزے کے متعل
پڑھی ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نیلے رنگ
کی گیس اس جہاز کا ایندھن ہے۔ اگر یہ ضائع
ہو گئی تو جہاز نہیں چلے گا۔ اور اگر یہ ضا
ہو جائے تو پھر اسے بنانے کے لئے بیس سال

کا عرصہ چاہیئے۔" چلوسک نے بتایا۔

"اوہ بیس سال، مگر ہم بیس سال کیا یہاں ریگستان
میں گذاریں گے اور پھر ہم یہ گیس بنائیں گے کیسے۔"
ملوسک اب حقیقت میں بیحد پریشان ہوگیا۔

"ڈیڈی نے لکھا ہے کہ اس پرزے کو جہاز میں
دوبارہ فٹ کر دیا جائے اور جہاز کو بٹن بنا کر
اپنے پاس رکھ لیا جائے۔ بیس سال کے دوران جہاز
کو بڑا نہ کیا جائے تو بیس سال بعد خودبخود اس
ڈبے میں دوبارہ گیس بھر جائے گی جو ایک ہزار
سال تک جہاز کو چلاتی رہے گی۔" چلوسک نے کہا۔

"اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا، بے حد بُرا، کم سے
کم اس صحرا سے تو نکل جاتے۔" ملوسک نے سر
پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"صحرا سے نکلنے تک کی گیس تو موجود ہے۔
ایک جھٹکے میں ہم صحرا سے نکل جائیں گے مگر پھر
ہمیں بیس سال انتظار کرنا پڑے گا۔" چلوسک
نے کہا۔

"کیا ہوا، کچھ مجھے بھی بتلاؤ تم لوگ کیا باتیں
کر رہے ہو اور کیوں پریشان ہو"؟ شہزادہ خوبرو

جو خاموش بیٹھا دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا آخر رہ نہ سکا اور بول پڑا۔

"ہمارا جہاز خراب ہو گیا ہے اب یہ بیس سال تک ٹھیک نہ ہو سکے گا۔" چلوسک نے مختصر سا جواب دیا۔

"اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔" شہزادہ خوبرو بھی افسوس کرنے لگا۔

ملوسک تو اتنا گھبرایا کہ رونے لگا۔

"ارے ارے روتے کیوں ہو، کیا ہوا، بیس سال گذرتے دیر لگتی ہے۔ ہم شہزادہ خوبرو کے ساتھ رہیں گے۔ خوب گھومیں گے پھریں گے۔ پھر جب بیس سال گذر جائیں گے تو جہاز میں بیٹھ کر کسی اور دنیا میں چلے جائیں گے۔" چلوسک نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور ملوسک خاموش ہو کر آنسو پونچھنے لگا۔

چلوسک نے جلدی سے وہ ڈبہ دوبارہ فٹ کیا اور پھر باقی مشینری ٹھیک کرنے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے چلنے کا اعلان کر دیا۔ اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

شہزادہ خوبرو کو بھی انہوں نے شیشے کے ساتھ ایک کرسی پر بِٹھا دیا۔

"تم اس شیشے میں دیکھتے رہو اور جب ہم دیو کے محل کے پاس پہنچ جائیں تو ہمیں بتا دینا۔" چلوسک نے کہا اور پھر اس نے جہاز کے اڑنے والا بٹن دبا دیا۔

جہاز ایک زور دار جھٹکا کھاکر ریت سے باہر نکلا اور آسمان پر بلند ہوتا چلا گیا۔

چلوسک جہاز کو زیادہ بلندی پر نہ لے گیا اور تھوڑی بلندی پر لے جاکر اس نے سیدھی پرواز شروع کر دی۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں تھوڑی سی بچی ہوئی گیس بلندی پر جانے میں ہی نہ ختم ہو جائے اور پھر وہ دوبارہ صحرا میں آ گریں۔

شہزادہ خوبرو شیشے سے باہر کے مناظر دیکھ رہا تھا حیرت اور تعجب سے اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

چلوسک جہاز کو خاص تیز رفتاری سے سیدھا اڑاتا چلا گیا اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ گذرے ہوں گے کہ انہیں دور سے ویران پہاڑ

نظر آنے لگ گئے۔

"صحرا ختم ہونے والا ہے کمال ہے، حیرت ہے یہ تو واقعی جادو کا انڈا ہے۔" شہزادے نے خوشی سے اچھلتے ہوتے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ صحرا عبور کر کے پہاڑی سلسلہ کے اوپر پرواز کرنے لگے۔ اسی لمحے انہیں چار پہاڑیوں کے دامن میں ایک عظیم الشان محل نظر آگیا۔

"وہ دیکھو وہ زباٹا جادوگر کا محل ہے۔" شہزادہ خوبرو محل کو دیکھتے ہی چیخنے لگا۔

چلوسک نے جہاز کا رخ اس محل کی طرف موڑ دیا۔ مگر ابھی وہ محل سے تھوڑی دور تھے کہ اچانک جہاز کو زور زور کے جھٹکے لگنے لگے۔

"گیس ختم ہو گئی۔" چلوسک نے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے جہاز کو ایک پہاڑی کی چوٹی پر اتار کر بند کر دیا۔

چلوسک نے جہاز کا دروازہ کھولا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

ملوسک بڑی افسردگی سے جہاز کو دیکھتے ہوئے باہر جانے لگا۔

"اپنا پستول تو لے لو کام آئے گا اس کی گیس تو ختم نہیں ہوئی"۔ چلوسک نے کہا۔

"اوہ ہاں میں تو پستول کو بھول ہی گیا تھا"۔ ملوسک نے کہا اور پھر اس نے ایک خانہ کھول کر اس میں سے پستول نکال لیا۔

چلوسک نے بھی اپنا پستول نکالا اور پھر وہ دونوں جہاز پر الوداعی نظریں ڈالتے ہوئے شہزادے سمیت باہر آ گئے۔

باہر آکر چلوسک نے جہاز کا دروازہ بند کیا اور پھر اس کے چھوٹے ہونے والا بٹن دبا دیا۔ جہاز تیزی سے سکڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک چھوٹے سے بٹن جتنا ہوگیا۔ چلوسک نے اسے اٹھاکر جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ بیس سال بعد ہی جہاز کو بڑا کر سکتے تھے۔

"یہ کیا ہوا، جہاز کہاں گیا"؟ شہزادہ پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری جیب میں ہے"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ بٹن نکال کر اُسے دکھایا اور سمجھا دیا کہ اس نے جہاز کو چھوٹا کرلیا ہے۔

"اوہ کمال ہے، میں تو اس جادو پر سخت حیرت زدہ ہوں"۔ شہزادے خوبرو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"وہ دیکھو چلوسک محل کی دیوار سے کون جھانک رہا ہے"۔ اچانک ملوسک نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ارے واقعی یہ تو کوئی دیو لگتا ہے۔ اس کی شکل تو بالکل ویسی ہے جیسی ہم کتابوں کی تصویروں میں دیکھتے تھے"۔ چلوسک بھی حیران ہوکر ادھر دیکھنے لگا۔

"ہاں یہ دیو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ ابھی یہ ہمیں پکڑنے کے لئے آ جائیں گے"۔ شہزادہ خوبرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیام میں سے تلوار کھینچ لی۔

چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ اس محل کا بڑا سا پھاٹک کھلا اور دو لحیم و شحیم اور خوفناک شکلوں والے دیو باہر نکل کر ہوا میں اڑتے ہوئے ان کی طرف آنے لگے۔

"شہزادہ اور ملوسک یہ بات سن لو کہ تم نے فی الحال ان کا مقابلہ نہیں کرنا۔ یہ ظاہر ہے ہمیں پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے جائیں گے۔ وہاں جاکر جو، ہوگا دیکھا جائے گا"۔ چلوسک نے

ان دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور یہ بات دونوں کی سمجھ میں آ گئی۔

اتنی دیر میں دونوں دیو ان کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو"؟ ایک دیو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ زباٹا دیو کا محل نہیں ہے"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ دیوؤں کے سردار زباٹا دیو کا محل ہے"۔ اسی دیو نے جواب دیا۔

"کیا زباٹا دیو محل کے اندر موجود ہے"؟ چلوسک نے دوسرا سوال کیا۔

"نہیں وہ اس وقت کسی کام کی غرض سے دنیا میں گیا ہوا ہے"۔ دیو نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"؟ چلوسک سوال پر سوال کئے جا رہا تھا۔

"میرا نام پالوکا دیو ہے"۔ اس دیو نے جواب دیا۔

"تو سنو پالوکا دیو! ہم بحرظلمات سے آئے ہیں۔ بحرظلمات جانتے ہو"؟ چلوسک نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا"۔ پالوکا دیو نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ویسے اب وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا۔ دراصل جس طرح اطمینان سے چلوسک اس سے بات کر رہا تھا اس سے وہ گھبرا گیا تھا کہ یہ کوئی خاص حیثیت رکھتے ہیں۔

"بحرظلمات تاریکی کے سمندر کو کہتے ہیں۔ جہاں سب دیوتا رہتے ہیں۔ دیوؤں کا دیوتا شوشو دیوتا بھی وہیں رہتا ہے۔ شوشو دیوتا ہی سب دیوؤں کو پیدا کرتا ہے اور وہی سب کو مارتا ہے۔ وہ چاہے تو ایک لمحے میں پوری دنیا کے دیوؤں کا خاتمہ کر دے اور اگر چاہے تو دیوؤں کو اور بھی زیادہ قوت اور طاقت دے دے۔ ہم شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں اور اس نے ایک خاص پیغام دیکر ہمیں زباٹا دیو کے پاس بھیجا ہے"۔ چلوسک نے دیو کے سامنے پوری تقریر کر ڈالی۔

"اوہ پھر تو تم ہمارے معزز مہمان ہوئے۔ آؤ پھر ہمارے ساتھ محل میں چلو۔ زباٹا دیو کل تک آ جائے گا۔ پھر تم اس سے بات کر لینا"۔ دیو نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہم آپ کو اپنی پشت پر اٹھا لیتے ہیں، اس طرح ہم جلدی محل تک پہنچ جائیں گے۔" پالوکا دیو نے کہا۔

"تم نے بالکل صحیح سوچا ہے۔ تم خاصے عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ ہم زباٹا دیو سے تمہاری سفارش کریں گے کہ تمہیں کوئی اچھا سا عہدہ دے۔" چلوسک نے اُسے خوش کرنے کے لئے کہا اور پالوکا دیو نے واقعی خوشی سے دانت نکال دیئے۔ پھر چلوسک ملوسک پالوکا دیو کی پشت پر سوار ہو گئے اور شہزادہ خوبرو دوسرے دیو کی کمر پر بیٹھ گیا اور دونوں دیو ہوا میں اڑنے لگے۔

چلوسک ملوسک کو یہ سفر کچھ عجیب سا لگ رہا تھا اب تک وہ جہاز میں بیٹھ کر خلاؤں میں اور دوسرے سیاروں تک اڑتے رہے تھے اور اب وہ پہلی بار جہاز کی بجائے ایک خوفناک مخلوق دیو کی پشت پر بیٹھے اڑ رہے تھے۔ آج تک وہ تصویروں میں دیوؤں کو دیکھتے رہے تھے اور انہوں نے ایسی تصویریں بھی دیکھی تھیں

اور ایسی کہانیاں بھی پڑھی تھیں جن میں شہزادے دیوؤں کی پشت پر بیٹھے اڑتے ہیں۔ اور آج انہیں خود اس بات کا تجربہ ہو رہا تھا۔

دیو اڑتے ہوئے محل کے اندر پہنچ گئے۔ یہاں آکر انہوں نے ان تینوں کو نیچے اتارا۔ ان کے وہاں پہنچتے ہی بے شمار دیو ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ پالوکا دیو نے وہ تمام باتیں انہیں بتلا دیں جو چلوسک نے کہی تھیں۔

یہ باتیں سنکر باقی دیو بھی ان سے خوفزدہ ہو گئے اور ان سے ادب سے پیش آنے لگے۔

"آؤ شوشو دیوتا کے نمائندو، میں تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا دوں۔" پالوکا دیو نے کہا۔ اور پھر وہ انہیں اپنے ہمراہ لئے ایک کمرے کی طرف چل دیا۔

"سنو پالوکا دیو"! چلتے چلتے اچانک چلوسک نے پالوکا دیو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کیا بات ہے"؟ پالوکا دیو نے مڑ کر پوچھا۔

"تمہارے سردار زباٹا دیو کا یہ محل تو بیحد خوبصورت ہے۔ ہم نے بہت سے خوبصورت محل دیکھے

ہیں مگر یہ محل تو بیحد خوبصورت ہے۔" چلوسک نے محل کی طرف دیکھتے ہوئے تعریفی لہجے میں کہا۔

"ہاں ہمارا سردار بیحد عقلمند ہے۔ اس نے خود اپنی نگرانی میں یہ محل بنوایا ہے۔" پالوکا دیو نے محل کی تعریف سُنکر خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"پھر پالوکا دیو، ہم آرام کرنے کمرے میں بعد میں جائیں گے۔ ہمیں پہلے اس محل کی سیر کراؤ۔" چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔" پالوکا دیو نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر پالوکا دیو انہیں لے کر محل میں گھمانے لگا۔

"سردار زباٹا نے شادی کر لی ہے۔" چلوسک نے چلتے چلتے پوچھا۔

"نہیں ابھی نہیں مگر ایک ماہ بعد سردار ایک آدم زاد لڑکی سے شادی کر لے گا۔" پالوکا دیو نے انہیں بتلایا۔

"آدم زاد لڑکی سے، وہ کیوں"؟ چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بس سردار کی مرضی۔ اُسے وہ لڑکی بیحد پسند آئی تھی اس لئے سردار اُسے اٹھا لایا۔ سردار تو فوراً اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر وہ لڑکی نہیں مانی۔ جس پر سردار نے اُسے ایک ماہ تک سوچنے کی مہلت دی ہے۔ اگر وہ ایک ماہ کے دوران مان گئی تو ٹھیک، ورنہ پھر سردار زبردستی اس سے شادی کر لے گا۔" پالوکا دیو نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا وہ خاص لڑکی ہے"؟ چلوسک نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں وہ ملک بوکان کی شہزادی ہے۔ اس کا نام شہزادی طاہرہ ہے وہ بیحد خوبصورت ہے بیحد خوبصورت۔" پالوکا دیو نے جواب دیا۔

"اچھا پھر تو ہم اُسے ضرور دیکھیں گے۔ یقیناً وہ بے حد خوبصورت ہوگی۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں بیحد خوبصورت، تم دیکھو گے تو ہمارے سردار کی پسند کی داد دو گے۔ آؤ میں تمہیں

اس سے ملا لاؤں۔" پالوکا دیو نے کہا اور پھر وہ انہیں لیکر محل کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔

جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے شہزادہ خوبرو کے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اور اب وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ زباٹا دیو کے آنے سے پہلے ہی وہ کسی طرح شہزادی طاہرہ کو یہاں سے نکال کر لے جائے مگر ساتھ ہی وہ یہ بھی سوچتا کہ زباٹا دیو دوبارہ محل میں آکر شہزادی کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ آخر اس نے چلوسک کی عقلمندی پر فیصلہ چھوڑ دیا کیونکہ اب تک چلوسک نے انتہائی عقلمندی سے محل کے دیوؤں کو بے وقوف بنا لیا تھا۔

آخر چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے کے سامنے جاکر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔

پالوکا دیو نے دروازہ کھولا اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔

شہزادہ خوبرو نے دیکھا کہ سامنے ایک پلنگ پر شہزادی طاہرہ خاموش سر جھکائے بیٹھی تھی۔ دروازہ

کھلنے پر اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور پالوکا دیو کے ساتھ آدم زادوں کو دیکھکر وہ چونک پڑی۔ اسی لمحے اس کی نظریں شہزادہ خوبرو پر پڑیں۔ اور ایسا محسوس ہوا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"خوبرو" اس کے منہ سے نکلا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی شہزادہ خوبرو سے آ کر لپٹ گئی۔

"مجھے یہاں سے لے چلو خوبرو۔ مجھے یہاں سے لے چلو۔" وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

پالوکا دیو پہلے تو چند لمحے حیرت سے کھڑا دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر شہزادی طاہرہ کا بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر شہزادہ خوبرو سے علیحدہ کرنے لگا۔

"خبردار ہٹ جاؤ۔ اسے ہاتھ مت لگاؤ۔" چلوسک نے چیخ کر پالوکا سے کہا۔

پالوکا دیو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔

"سنو پالوکا اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو

خاموشی سے ایک طرف کھڑے ہو جاؤ۔ ہم شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ پھر ہم جائیں اور زباٹا دیو۔ لیکن اگر تم نے ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو نتیجہ تمہاری موت ہو گا۔" چلوسک نے ہاتھ میں پستول لیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تو تم شہزادی طاہرہ کو چھڑانے آئے ہو، اور تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں ابھی تمہاری ہڈیاں چبا جاؤں گا۔" پالوکا دیو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے قریب کھڑے طورسک کو پکڑنے کے لئے جھپٹا مارا۔ مگر چلوسک نے بڑی پھرتی سے پستول کا بٹن دبا دیا۔ اس کے پستول سے ایک سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور جیسے ہی شعاع دیو کے جسم سے ٹکرائی ایک ہلکا سا دھماکا ہوا پالوکا دیو کا جسم ٹکڑوں کی صورت میں پورے کمرے میں بکھر گیا۔ ہر طرف خون اور گوشت کے لوتھڑے نظر آنے لگے۔

"ارے یہ کیا ہوا پالوکا کو کیا ہوا۔" شہزادہ خوبرو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"آؤ یہاں سے نکل چلیں اگر دوسرے دیووں کو پالوکا کے متعلق پتہ چل گیا تو سب مقابلے پر اتر آئیں گے۔" چلوسک نے کہا۔ اور پھر وہ شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

"چلوسک! کاش اس وقت ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم آسانی سے اس محل سے نکل جاتے۔" طورسک نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر اب اس بات کے ذکر کا کیا فائدہ۔ بیس سال بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو ہمیں فوری طور پر محل سے نکلنے کی تدبیر سوچنی چاہیئے۔" چلوسک نے محل کے آخری حصے سے نکل کر وسیع صحن میں آتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ محل سے باہر نکلنے کی کوئی تدبیر سوچتے، اچانک محل میں ہلچل مچ گئی۔ یوں لگتا تھا جیسے اچانک کوئی بڑی شخصیت آ گئی ہو۔

اسی لمحے ایک دیو بھاگتا ہوا ان کی طرف آیا اس نے جب شہزادی طاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھا

تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔

"کیا بات ہے"؟ چلوسک نے دیو سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سردار زباٹا آگئے ہیں اور انہوں نے تمہیں بلایا ہے۔ مگر تم نے اس کو کمرے سے کیوں نکالا ہے اور پالوکا دیو کہاں ہے"۔ دیو نے کہا۔

"پالوکا کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے اور یہ لڑکی ہمیں یہیں گھومتی ہوئی ملی ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"چلو سردار کے پاس، وہی تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا"۔ دیو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"میرے خیال میں ہمیں فوراً کہیں چھپ جانا چاہیئے۔ جہاں یہ دیو ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ زباٹا دیو بڑا ظالم ہے وہ ہمیں دیکھتے ہی کھا جائے گا"۔ شہزادہ خوبرو نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ بیحد ظالم ہے۔ جلدی کرو ہم چھپ جائیں"۔ شہزادی طاہرہ نے بھی خوف سے لرزتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو اور سنو، زباٹا دیو کے سامنے شہزادہ خوبرو کے ساتھ واقفیت کا اظہار نہ کرنا. باقی میں سنبھال لوں گا"۔ چلوسک نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ انہوں نے بیس پچیس دیووں کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کے آگے آگے ایک ظیم وشحیم اور خوفناک شکل والا دیو تھا۔ اس کے سر پر ایک چھوٹا سا تاج بھی موجود تھا۔ اس نے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا ہار پہنا ہوا تھا۔

وہ سب ان سے ذرا فاصلے پر آکر رک گئے. تاج والا دیو بڑے غور سے چلوسک ملوسک اور شہزادہ خوبرو کو دیکھ رہا تھا. پھر شہزادی طاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھ کر اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

"کون ہو تم اور تم نے شہزادی طاہرہ کو اس کے کمرے سے نکالنے کی جرأت کیسے کی"؟ اچانک زباٹا دیو نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم زباٹا دیو ہو"؟ چلوسک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہاں میں تمام دنیا کے دیووں کا سردار زباٹا ہوں۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔" زباٹا دیو نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام چلوسک ہے۔ اس کا نام ملوسک ہے اور یہ شہزادہ خوبرو ہے۔ ہم دیووں کے دیوتا شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں اور بحر ظلمات سے آئے ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"شوشو دیوتا وہ کون ہے"؟ زباٹا دیو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"دیووں کا دیوتا، جس کے ہاتھ میں دیووں کی زندگی اور موت ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"مگر تم نے شہزادی طاہرہ کو کمرے سے باہر کیوں نکالا ہے"؟ زباٹا دیو نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہم شہزادی طاہرہ کو اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ اسے شوشو دیوتا نے اپنے پاس بلایا ہے۔" چلوسک نے کہا۔

"میں کسی شوشو موشو دیوتا کو نہیں جانتا۔ پکڑ لو انہیں اور قید خانے میں ڈال دو۔ میں کل صبح ان کا ناشتہ کروں گا۔" زباٹا دیو نے غصے سے دھاڑتے ہوئے اپنے ساتھی دیووں کو حکم دیا، اور تین چار دیو تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔

"خبردار! کوئی بھی ہماری طرف نہ آئے ورنہ شوشو دیو کی بھیجی ہوئی آگ تمہیں تباہ کر دے گی۔" چلوسک نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

مگر دیو بھلا کہاں رکتے تھے وہ تیزی سے آگے بڑھتے ہی چلے آئے۔

اسی لمحے چلوسک نے ملوسک کو اشارہ کیا اور پھر ان دونوں نے بیک وقت بٹن دبا دیئے ان کے پستولوں سے سرخ شعاعیں نکلیں اور سب سے آگے والے دو دیو ان کی زد میں آ گئے۔ دو دھماکے ہوئے اور ان دونوں دیووں کے جسم ٹکڑوں کی صورت میں فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

اب تو دیووں میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ

پہنچتے ہوئے محل کی طرف بھاگ نکلے۔
زباٹا دیو ایک لمحے کے لئے وہاں رکا اور
پھر وہ بھی بھاگتا چلا گیا۔
"آؤ جلدی کرو ہم محل کے دروازے سے باہر
نکل چلیں" چلوسک نے کہا اور پھر وہ سب تیزی
سے محل کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔

زباٹا دیو پہلے تو خوفزدہ ہوکر اپنے کمرے کی
طرف بھاگتا چلا گیا۔ مگر وہاں پہنچ کر اس کے
ذہن میں ایک خیال آگیا۔ اس نے دیکھا تھا کہ
دونوں آدم زادوں کے ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی
نلکیاں پکڑ رکھی تھیں۔ جن کے متعلق پہلے تو وہ
کچھ نہیں سمجھ سکا تھا مگر پھر اس نے دیکھا
کہ ان میں سے آگ کی لکیریں نکلیں اور دو
دیو مر گئے۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ نلکیاں ان
آدم زادوں سے چھین لی جائیں تو پھر وہ کچھ
نہیں کر سکیں گے۔
اسی لمحے ایک دیو نے بتایا کہ آدم زاد شہزادی
طاہرہ کو لئے ہوئے محل کے دروازے کی طرف

بھاگے چلے جا رہے ہیں اور پہرہ دیو آگ کی
لکیر سے خوفزدہ ہو کر چھپ گئے ہیں۔

زباٹا دیو نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ
کیا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف بھاگنے لگا
جدھر محل کا دروازہ تھا۔

جلد ہی اس نے ان سب کو محل کے
دروازے کی طرف جاتے دیکھا۔

محل کا دروازہ بند تھا اور اس پر کُنڈے
کی جگہ لکڑی کا ایک بہت بڑا شہتیر لگا ہوا
تھا۔ زباٹا دیو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ۔ آدم
زاد یہ شہتیر نہیں نکال سکیں گے۔ مگر دوسرے
لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں
سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی نلکی کا
رخ دروازے کی طرف کیا۔ اس کی نلکی میں
سے آگ کی لکیر باہر نکلی اور جیسے ہی وہ
دروازے پر پڑی، ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اور
پورا دروازہ فضا میں یوں بکھر گیا جیسے وہاں
پہلے کبھی دروازہ رہا ہی نہ ہو۔

آدم زاد شہزادی طاہرہ کو ہمراہ لئے دروازے

سے باہر نکل گئے۔

اب تو زباٹا دیو کے ہاتھ پیر پھول گئے۔
غصے کے مارے اس کا دماغ کھولنے لگا۔
اس نے فوراً ایک دیو کو اپنے قریب بلایا اور
اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ دیو بھاگتا
ہوا محل کے اندر چلا گیا۔

زباٹا دیو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔
اس نے دیکھا کہ آدم زاد شہزادی طاہرہ کو ساتھ
لئے پہاڑی سے نیچے اترتے جا رہے تھے۔
اسی لمحے وہی دیو واپس آگیا جس کے کان
میں زباٹا دیو نے سرگوشی کی تھی۔ اس نے ہاتھ
میں ایک بڑا سا جال پکڑا ہوا تھا۔

دروازے پر آکر اس نے جال کو مخصوص انداز
میں حرکت دی اور پھر یہ جال اُس نے
آدم زادوں کی طرف اچھال دیا۔ جال بجلی کی سی
تیزی سے اڑتا ہوا آدم زادوں کی طرف بڑھا جو
دروازے کی طرف پشت کئے پہاڑی سے نیچے
اترتے جا رہے تھے۔

جال کافی بڑا تھا اس لئے جلد ہی وہ ان

آدم زادوں پر جا گرا اور تمام آدم زاد اس کی پیٹ میں آگئے۔

دیو نے جال کے ایک سرے کو جو اس نے ابھی تک اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا تھا، مخصوص انداز میں جھٹکا دیا اور وہ چاروں جال میں پھنس کر گٹھڑی کی صورت میں گر گئے۔

دیو نے جال کو ایک دو مزید جھٹکے دیئے اور جال ان چاروں کے اِرد گِرد اس بُری طرح سے تنگ ہوگیا کہ وہ ہاتھ پیر ہلانے سے بھی مجبور ہو گئے۔

دیو نے جال کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے گھسٹتے ہوئے واپس محل کے دروازے کی طرف آنے لگے۔

جال کھینچنے والا دیو دروازے کے ستون کی آڑ میں تھا اور زباٹا دیو دوسرے ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے دروازے کے قریب آئے۔ اچانک زباٹا دیو ستون

کی آڑ سے نکل کر ان پر جھپٹا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی نلکیوں کو حرکت دیتے، اس نے ان چاروں کو جال سمیت اُٹھاکر اپنے سَر سے بلند کر لیا۔

"ان کے ہاتھوں سے نلکیاں چھین لو۔" زباٹا دیو نے دروازے کی دوسری طرف کھڑے ہوئے دیوؤں کو حکم دیا۔ اور ان دیوؤں نے ایک ہی جھپٹے میں چلوسک بلوسک جو جال میں بُری طرح پھنسے ہوئے تھے کے ہاتھوں سے پستول چھین لئے۔

پستول جیسے ہی ان کے ہاتھوں سے نکلے۔ زباٹا دیو نے انہیں نیچے پھینک دیا اور دیوؤں کے ہاتھوں سے پستول لیکر انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ وہ شائد یہ دیکھ رہا تھا کہ اِس میں وہ آگ کہاں ہے جو اس میں سے نکل کر دیوؤں کو ہلاک کر دیتی ہے۔ مگر اِن چھوٹے سے پستولوں میں سے اُسے آگ بھلا کہاں نظر آتی تھی۔

وہ چند لمحے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں اپنے لبادے کی جیبوں میں

ڈال لیا۔

شہزادی طاہرہ کو جال سے نکال کر اس کے کمرے میں پہنچا دو۔ کمرے کو باہر سے بند کر دو۔ اور ان آدم زادوں کو قید خانے میں ڈال دو۔ میں صبح کو ان کا ناشتہ کروں گا۔" زباٹا دیو نے اپنے ساتھی دیوؤں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور خود وہ اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دیوؤں نے مل کر جال کھول کر اس میں سے شہزادی طاہرہ کو نکال لیا اور پھر ایک دیو اُسے اٹھا کر محل کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔

شہزادی طاہرہ بُری طرح رو رہی تھی کیونکہ اُسے شہزادہ خوبرو اور اس کے ساتھیوں کا انجام نظر آ گیا تھا۔ مگر وہ بے بس تھی۔ کیا کر سکتی تھی۔

باقی دیوؤں نے ان تینوں کو جال سے باہر نکالا اور انہیں پکڑ کر قید خانے کی طرف لے جانے لگے۔

پستول چھن جانے کے بعد چلوسک ملوسک بھی
بے بس ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی
مزاحمت نہ کی اور دیووں نے انہیں ایک بڑے
سے کنوئیں نما قید خانے میں ڈال دیا۔

یہ ایک بہت بڑا کنواں تھا جس کی گہرائی
بہت زیادہ تھی۔ اس کی چھت پر لوہے کا
ایک مضبوط جال بنا ہوا تھا۔
دیووں نے ان تینوں کو اس کنوئیں میں چھوڑ
دیا تھا اور اوپر سے جال رکھ دیا تھا۔ اب وہ
کسی بھی صورت میں کنوئیں سے باہر نہیں نکل
سکتے تھے۔
"اب کیا ہوگا زباٹا دیو تو صبح ہمیں کھا جائے
گا۔" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس کے لہجے سے خوف ٹپک رہا تھا۔
"دراصل ہم سے غلطی ہوگئی۔ ہمیں محل سے
باہر نکلنے سے پہلے زباٹا دیو کا خاتمہ کر دینا

بچا ہیئے تھا پھر اور کوئی دیو ہم پر ہاتھ ڈالنے
کی جرأت نہ کرتا۔" چلوسک نے پریشان لہجے میں
جواب دیا۔

"مجھے افسوس ہے دوستو کہ میری وجہ سے
تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ مجھے تو اپنا انجام
صاف نظر آرہا ہے۔" شہزادہ خوبرو نے دھیمے اور
افسوس سے پُر لہجے میں کہا۔

"مایوس نہیں ہونا چاہیئے شہزادہ خوبرو، تم تو
اکیلے زباٹا دیو کا مقابلہ کرنے آرہے تھے اور
اب تو ہم تین ہیں۔" چلوسک نے اُسے تسلّی
دیتے ہوئے کہا۔

"کاش ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم اس زباٹا
دیو کو اچھی طرح دیکھ لیتے۔" ملوسک کو ابھی تک
جہاز کا افسوس تھا۔

"اب ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح زباٹا
دیو کے قبضہ سے پستول حاصل کئے جائیں۔ ورنہ
ہم ہاتھوں سے تو ان دیوؤں کا مقابلہ نہیں کر
سکتے۔" چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"پستول تو تب حاصل کریں گے جب اس

کنوئیں سے باہر نکلیں گے۔ پہلی بات تو یہ
ہے کہ یہاں سے کیسے نکلیں۔" ملوسک نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔"
شہزادہ خوبرو نے اچانک کہا۔

"وہ کیا" چلوسک ملوسک دونوں نے بیک وقت
پوچھا۔

شہزادہ خوبرو جواب دینے کی بجائے اٹھ کھڑا
ہوا۔ اس نے نیام سے تلوار نکالی اور پھر اپنی
کمر سے بندھا ہوا خنجر بھی باہر نکال لیا۔

اس نے پہلے خنجر کو پوری قوت سے
کنوئیں کی ایک درز میں پیوست کر دیا اور پھر
اچھل کر تلوار کو اس سے ذرا اونچا دیوار میں
پیوست کر دیا۔

پھر اس نے اچھل کر تلوار کو پکڑا اور خنجر
پر پیر رکھ کر اس پر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ
کنوئیں کی سطح سے کافی بلندی پر پہنچ گیا تھا
پھر اس نے تلوار پر اچھی طرح سے ہاتھ جمایا
اور دوسرے ہاتھ سے جھک کر اس نے پیر
کے نیچے سے خنجر نکال لیا۔ اب وہ تلوار کو

ایک ہاتھ سے پکڑے اس کے ساتھ لٹکا ہوا
تھا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ اونچا کیا اور اُسے اپنے
ہاتھ کی بلندی پر پیوست کر دیا۔ اور پھر خنجر
کے ذریعے لٹک کر اس نے تلوار کھینچ کر
اپنے سر سے اونچا کر کے دیوار میں پیوست
کر دی اس طرح وہ باری باری ایک کے سہارے
لٹک کر دوسرے کو دیوار میں اونچائی پر پیوست
کر کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

کئی بار وہ گرتے گرتے بچا مگر اس نے
جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس طرح
آہستہ آہستہ وہ اوپر چڑھتا ہوا آخر کار کنوئیں کے
اوپر موجود لوہے کے جال تک پہنچ گیا۔ اس
نے جال کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ
لیا اور اپنی دونوں ٹانگیں اس کے ایک بڑے
سے سوراخ سے گزار کر اس نے پھرتی سے
ایک قلابازی کھائی اور وہ جال کی دوسری طرف
ہو کر اس کے اوپر لیٹ گیا

جال کے سوراخ انسانی جسم کی نسبت زیادہ
چوڑے تھے۔ شاید دیوؤں نے انہیں اپنی جسامت

کے مطابق بنایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں
بھی یہ تصور نہ ہوگا کہ اتنے گہرے کنوئیں سے
کوئی انسان جال تک پہنچ سکتا ہے۔ یہی وجہ
تھی کہ ان کے پاس کوئی پہرے دار موجود نہ
تھا۔ یہ کنواں چونکہ محل کے بالکل آخری حصّے میں
تھا اس لئے یہاں انہیں کوئی دیو بھی باہر
نکلتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شہزادہ خوبرو نے تلوار اور خنجر نیچے پھینک
دیئے تھے۔ اور اب ملوسک اُسی طرح باری باری
ان دونوں کو درزوں میں پیوست کرتا ہوا اوپر
چڑھتا چلا آرہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ملوسک بھی بخیر و خوبی جال
کے سوراخ میں سے گذر کر اوپر آگیا۔ تلوار اور
خنجر ایک بار پھر نیچے پھینک دیئے گئے اور
اس بار چلوسک ان کی مدد سے اوپر چڑھ آیا۔

جب وہ تینوں کنوئیں سے باہر نکل آئے
تو شہزادہ خوبرو نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈالی
اور خنجر اپنی کمر سے باندھ لیا۔

شہزادے تم واقعی بیحد عقلمند اور بہادر ہو۔

ایسی ترکیب تو شائد قیامت تک ہمارے دماغ میں نہ آتی۔" چلوسک نے شہزادہ خوبرو کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"بس اچانک ہی میرے دماغ میں بات آگئی تھی۔ بہرحال اب ہمیں آگے کے متعلق کچھ سوچنا چاہیے۔" شہزادہ خوبرو نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں رات تک کہیں چھپ کر رہنا چاہیے۔ رات کو جب زباٹا دیو سو جائے اور باقی دیو بھی سو جائیں۔ اس وقت ہم زباٹا دیو کے کمرے میں جاکر پستول حاصل کرلیں۔" چلوسک نے کہا۔

"ہاں شام تو ہو ہی گئی ہے۔ رات ابھی پڑنے ہی والی ہے۔" چلوسک نے بھی رضامند ہوتے ہوتے کہا۔

"میرا خیال ہے اس دوران ہمیں شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈ کر اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زباٹا دیو بچ جاتے اور پھر وہ شہزادی کو نقصان پہنچا دے۔" شہزادہ خوبرو نے کہا۔

"نہیں، ہم زباٹا دیو کو ہلاک کرنے کے بعد آسانی سے شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈ لیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈنے کے دوران ہم دیووں کی نظر میں آ جائیں اور زباٹا دیو ہمارے فوری قتل کا حکم دے دے۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور بات شہزادہ خوبرو کی سمجھ میں آگئی۔

چنانچہ وہ تینوں ایک طرف موجود بڑی بڑی جھاڑیوں کے پیچھے رات پڑنے کے بعد دیووں کے سو جانے کے انتظار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر زباٹا دیو نے ایکبار اپنی جیب سے دونوں پستول نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔ یہ نلکیاں اس کی سمجھ سے بالاتر تھیں۔ ایک بار اس کی انگلی ٹریگر پر پڑی مگر اس نے اُسے دبایا نہیں کیونکہ وہ انہیں دباتے ہوئے ڈرتا تھا۔

کافی دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد جب اُسے کوئی بات سمجھ نہ آئی تو اچانک اُسے ایک بہت بوڑھے اور عقلمند دیو کا خیال آگیا جو یہاں سے تھوڑی دور ایک پہاڑی غار میں رہتا تھا۔ یہ دیو علمِ نجوم کا بھی ماہر تھا اور ہر مشکل کا حل جانتا تھا۔

زباٹا دیو نے سوچا کہ اس نجومی دیو سے ان نلکیوں کا راز پوچھا جائے۔ چنانچہ اس نے نجومی دیو کو اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی۔

دوسرے لمحے ایک دیو کمرے کے اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔

"بابا نجومی دیو کو میرے پاس لے آؤ۔ اور سنو! ان آدم زادوں کو قید کر دیا گیا ہے یا نہیں"۔ زباٹا دیو نے پوچھا۔

"جی ہاں سردار! آدم زادوں کو کنوئیں میں قید کر دیا گیا ہے اور شہزادی طاہرہ کو ایک کمرے میں قید کر کے باہر سے دروازہ بند کردیا گیا ہے اور دو دیو دروازے کے باہر کھڑے پہرہ دے رہے ہیں"۔ آنے والے دیو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، نجومی دیو کو فوراً حاضر کیا جائے میں اس کا انتظار کر رہا ہوں"۔ زباٹا دیو نے کہا اور دربان دیو سَر ہلاکر تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک انتہائی بوڑھا دیو اندر داخل ہوا اس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور اس کی سفید داڑھی اس کے پیروں تک آ رہی تھی۔ پورے جسم اور چہرے پر جھریاں ہی جھریاں تھیں۔

"آؤ نجومی بابا، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا" زباٹا دیو نے کھڑے ہوکر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"آج سردار کو میری کیا ضرورت پڑ گئی"۔ نجومی دیو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

زباٹا دیو نے نجومی دیو کو ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر دونوں پستول اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔

"ان نلکیوں کو دیکھو نجومی بابا اور مجھے بتاؤ یہ کیا ہے۔ ان میں سے آگ کی لکیریں نکلتی ہیں اور دیو کے جسم کے پرزے ہوا میں اڑ جاتے ہیں"۔ زباٹا دیو نے اسے بتایا۔

"کیا مطلب، میں سمجھا نہیں، ان میں تو مجھے کہیں آگ نظر نہیں آرہی"۔ نجومی دیو نے

پستول ہاتھ میں لیکر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تاکہ تم اس کا راز مجھے سمجھاؤ۔ میں نے خود ان میں سے آگ نکلتی دیکھی ہے اور دیوؤں کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ دیو تو ایک طرف محل کا بڑا دروازہ اس آگ کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے"۔ زباٹا دیو نے کہا۔

"مگر یہ آئے کہاں سے ہیں"؟ نجومی دیو نے پوچھا۔

"میں نے انہیں آدم زادوں سے چھینا ہے۔ ان نلکیوں کی مدد سے انہوں نے میرے کئی دیو مار ڈالے ہیں اور محل کا دروازہ توڑ ڈالا ہے"۔ زباٹا دیو نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ بہرحال ویسے تو میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ لیکن اگر تم کہو تو میں نجوم کی مدد سے اس کا پتہ چلاؤں"۔ نجومی بابا نے کہا۔

"ہاں ہاں ضرور، اور ہاں مجھے یاد آیا۔ یہ
بتاؤ بحرظلمات میں کہیں دیوؤں کا دیوتا شوشو
دیوتا بھی ہے۔ میں نے تو کبھی اس کا نام
نہیں سنا۔" زباٹا دیو نے کہا۔

"شوشو دیوتا۔" بوڑھے دیو نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"ہاں وہ آدم زاد جن سے میں نے یہ
نلکیاں چھینی ہیں یہی کہہ رہے تھے کہ وہ
شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں۔" زباٹا دیو نے
اسے بتایا۔

"نہیں میں نے تو کبھی نہیں سنا۔ بہرحال
میں حساب لگاتا ہوں، سب کچھ پتہ چل جائے
گا۔" بوڑھے دیو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
پھر اس نے اپنی بغل میں لٹکا ہوا ایک بڑا
سا تھیلا نکالا اور اس میں سے پتھر کی ایک
سلیٹ نکال کر سامنے رکھی اور تھیلے میں سے
ایک کوئلہ نکال کر اس سلیٹ پر لکیریں ڈالنی
شروع کر دیں۔

کبھی وہ کسی لکیر کو ہاتھ سے مٹا دیتا کبھی

اور بنا دیتا۔

آخر آدھے گھنٹے بعد اس نے سر اٹھایا۔
اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار
نمایاں تھے۔

"سردار! شوشو دیوتا والی بات تو غلط ہے
باقی رہی یہ نلکیاں تو یہ نلکیاں انسانوں کی
بنی ہوئی ہیں اور ان سے تباہی پھیلتی ہے
باقی کوئی بات حساب نہیں بتاتا۔ البتہ ایک بات
اور۔ ان آدم زادوں سے تمہیں شدید خطرہ لاحق
ہے۔ تم ان سے بچ کر رہو۔" بوڑھے نجومی
نے کہا۔

"مجھے ان حقیر آدم زادوں سے کیا خطرہ
ہو سکتا ہے۔ میں صبح ان کو کھا جاؤں گا۔
اس وقت یہ قید میں ہیں۔" زباٹا دیو نے
برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال جو کچھ میرے حساب نے مجھے بتایا
ہے میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ آگے تمہاری
مرضی۔" نجومی دیو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ میں صبح

ان آدم زادوں پر سختی کر کے ان نلکیوں کا راز ان سے ہی پوچھ لونگا۔" زباٹا دیو نے کہا اور نجومی دیو اُسے سلام کر کے خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زباٹا دیو کچھ دیر ان نلکیوں کو اٹھاکر دوبارہ دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں ایک طرف رکھا اور خود پلنگ پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے خراٹوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

رات کافی گذر چکی تھی اور پورے محل پر خاموشی طاری تھی۔ صرف پہرے دار محل کے بڑے دروازے کے آگے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

اس وقت چلوسک ملوسک نے اپنی کاروائی شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر دبے پاؤں محل کی طرف بڑھنے لگے۔

محل میں پہنچ کر وہ مختلف برآمدوں سے گذرتے رہے۔ محل کے اندر کہیں بھی کوئی دیو پہرے پر نظر نہیں آرہا تھا۔ شاید زباٹا دیو نے کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔

مختلف برآمدوں سے گذرنے کے بعد جب وہ
ایک موڑ پر پہنچے تو انہوں نے ایک کمرے کے
دروازے پر دو دیوؤں کو ہاتھ میں بڑی بڑی
تلواریں اٹھائے کھڑا دیکھا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی
کمرہ زباٹا دیو کی خواب گاہ ہوگا۔ مگر اب مسئلہ
یہ تھا کہ ان پہرے داروں کو قتل کئے بغیر
وہ اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اور ان کا
قتل بغیر پستولوں کے بڑا مشکل تھا۔

"کمرے کا ضرور کوئی روشندان ہو گا ہم
کیوں نہ اس روشندان کے ذریعے اندر داخل
ہوں۔ اس طرح ہم پہریداروں کی نظروں میں
آنے سے بچ جائیں گے۔" ملوسک نے کہا اور
اس کی بات پر شہزادہ خوبرو اور چلوسک نے
سر ہلا دیا۔

چنانچہ واپس مڑ گئے اور پھر انہیں جلد
ہی اوپر جانے والی سیڑھیاں نظر آگئیں۔ وہ
سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گئے یہاں
ایک راہداری تھی جس میں کمروں کے روشندان
موجود تھے۔ یہ روشندان بھی انسانوں کے دروازوں

جتنے بڑے بڑے تھے۔ مختلف روشندانوں سے
جھانکتے ہوئے آخرکار وہ اس روشندان تک پہنچ
گئے جو زباٹا دیو کی خوابگاہ میں کھلتا تھا۔

انہوں نے روشندان سے جھانکا تو انہیں
پلنگ پر زباٹا دیو سویا ہوا نظر آگیا۔ ان کے
پستول بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ اب
مسئلہ تھا نیچے اترنے کا۔ روشندان کافی اونچائی
پر تھا اور ان کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہ
تھا جس سے وہ نیچے اتر سکتے۔

چلوسک اور شہزادہ خوبرو ابھی نیچے اترنے کی
ترکیبیں ہی سوچ رہے تھے کہ اچانک ملوسک
نے روشندان میں سے دیو کے بڑے سے
پیٹ پر چھلانگ لگا دی۔

ملوسک ایک دھماکے سے زباٹا دیو کے پیٹ
پر جاگرا اور پھر یوں اچھل کر نیچے فرش پر
آرہا جیسے وہ کسی سپرنگ دار گدّے پر
گرا ہو۔

زباٹا دیو بھی اپنے پیٹ پر ضرب لگنے
سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور پھر جیسے ہی

اس کی نظر فرش پر سے اٹھتے ہوئے ملوسک پر پڑی۔ اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے اس کو پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ مگر ملوسک نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور اس جگہ پہنچ گیا جہاں پستول موجود تھے اس نے جھپٹ کر پستول اٹھالیا۔ مگر اسی لمحے زباٹا دیو نے اپنے لمبے سے ہاتھ سے اس کی گردن پکڑ لی اور اُسے ہوا میں اٹھا لیا۔

"میں ابھی تمہیں کھا جاتا ہوں"۔ زباٹا دیو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ملوسک کو اپنے غار نما منہ میں ڈالنا چاہا۔

ملوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن کسی خوفناک شکنجے میں پھنس گئی ہو۔ زباٹا کے ہاتھ کا دباؤ اتنا تھا کہ اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ایک لمحے بعد اس کا دم نکل جائے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ زباٹا دیو اُسے اپنے منہ میں ڈالتا۔ ملوسک نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ پستول سے سرخ شعاع نکل کر زباٹا دیو کے جسم پر پڑی اور ایک دھماکہ ہوا

اور دوسرے لمحے ملوسک اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا۔

زباٹا دیو کے جسم کے چیتھڑے اُڑ گئے تھے۔ ہر طرف خون ہی خون اور گوشت ہی گوشت پھیل گیا۔ دھماکے کی آواز سُنکر باہر کھڑے پہرے دار دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے۔ مگر اب ملوسک پوری طرح ہوشیار تھا۔ اس لئے وہ دونوں بھی ٹکڑوں کی صورت میں فرش پر بکھر گئے۔

ملوسک نے اپنی بہادری سے زباٹا دیو کا خاتمہ کر دیا تھا۔ اس دوران چلوسک نے پلنگ پر چھلانگ لگا دی اور اس کے پیچھے شہزادہ خوبرو بھی چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔

"تم نے کمال بہادری دکھائی ملوسک، ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طرح بھی زباٹا دیو کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔ چلوسک نے ملوسک کی پشت تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"آؤ اب باہر چلیں اور جو دیو نظر آئے اس کا خاتمہ کر دیں"۔ ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور اس نے دوسرا پستول چلوسک

کے حوالے کر دیا۔ اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر آ گئے اور شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اس دوران انہوں نے ہر اس دیو کا جو ان کے سامنے آیا خاتمہ کر دیا۔

آخرکار وہ اس کمرے تک پہنچ گئے جہاں شہزادی طاہرہ قید تھی۔ چونکہ محل کا یہ حصّہ اصل محل سے بہت دور تھا اس لئے وہاں کے دیوؤں کو مرنے والے پہرے دار دیوؤں کا پتہ ہی نہ چل سکا تھا۔ وہ اسی طرح اطمینان سے کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

چنانچہ اس سے پہلے کہ وہ ہوشیار ہوتے چلوسک ملوسک نے پستولوں کے ٹریگر دبا کر ان کا خاتمہ کر دیا اور دروازہ کھول کر شہزادی طاہرہ کو باہر نکال لیا۔

جب شہزادہ خوبرو نے اسے بتایا کہ زباٹا دیو مر گیا ہے تو خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اب ان سب کا رخ محل کے دروازے کی طرف تھا۔

"چلوسک ملوسک، ایک بات سمجھ میں نہیں آتی

کہ اب ہم اس خوفناک صحرا کو کیسے پار کریں گے جبکہ شہزادی طاہرہ بھی ہمارے ساتھ ہے" شہزادہ خوبرو نے چلتے چلتے کہا۔

"اوہ ہاں اس کا تو ہمیں خیال ہی نہیں آیا" چلوسک نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ایک بار پھر ہم دیو کی کمر پر چڑھ کر سفر کریں۔ اس طرح ہم آسانی سے شہزادہ خوبرو کے محل تک پہنچ جائیں گے" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ایسا کرتے ہیں دو دیوؤں کو ڈرا دھمکا کر راضی کر لیتے ہیں" چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں محل کی طرف مڑ گئے۔ محل کے دیو ان کے خوف سے کمروں میں دبک گئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی چلوسک ملوسک نے ایک کمرے میں جھانکا۔ اس میں چھپے ہوئے دو دیو ڈر گئے کہ وہ انہیں آگ سے مارنے آئے ہیں۔ انہوں نے فوراً آگے بڑھ کر ان کے پیر پکڑ لئے اور اپنی جاں بخشی کے لئے

فریاد کرنے لگے۔

"تمہاری ایک شرط پر جاں بخشی ہو سکتی ہے کہ تم ہمیں اپنی کمر پر بٹھا کر شہزادہ خوبرو کے محل تک پہنچا دو" چلوسک نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"ہمیں منظور ہے، مگر ہمیں مارو مت، ہم تمہارا ہر حکم مانیں گے" دیوؤں نے کہا۔

"نہیں پہلے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہو کہ تم آج کے بعد ہمارے غلام ہو۔ اور مرتے دم تک ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے" اچانک چلوسک نے ایک خیال کرتے ہی کہا۔ اس نے کہانیوں میں پڑھا تھا کہ دیو ایک بار حضرت سلیمان کی قسم کھا لیں تو پھر وہ دھوکا نہیں دے سکتے۔

دیوؤں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے فوراً قسمیں کھا لیں اور پھر چلوسک ملوسک انہیں لیکر باہر آ گئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک دیو کی کمر پر چلوسک ملوسک اور دوسرے دیو کی کمر پر شہزادہ خوبرو

اور شہزادی طاہرہ سوار ہوگئے اور دیو تیزی
سے فضا میں اڑتے ہوئے صحرا کی طرف
بڑھنے لگے۔

شہزادہ خوبرو خوش تھا کہ وہ اپنی منگیتر
کو زباٹا دیو کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب
ہو گیا ہے اور چلوسک ملوسک خوش تھے کہ
انھوں نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے اور ایک
مظلوم کی مدد کی ہے۔

چلوسک سوچ رہا تھا کہ وہ آئندہ بھی ان
غلام دیوؤں سے کام لیتا رہے گا اور بیس
سال کا عرصہ مظلوموں کی مدد کرنے میں گذار
دے گا۔ ادھر دیو تیزی سے شہزادہ خوبرو
کے محل کی طرف اڑتے چلے جا رہے تھے۔

ختم شد

چھن چھنگلو اور چلوسک ملوسک
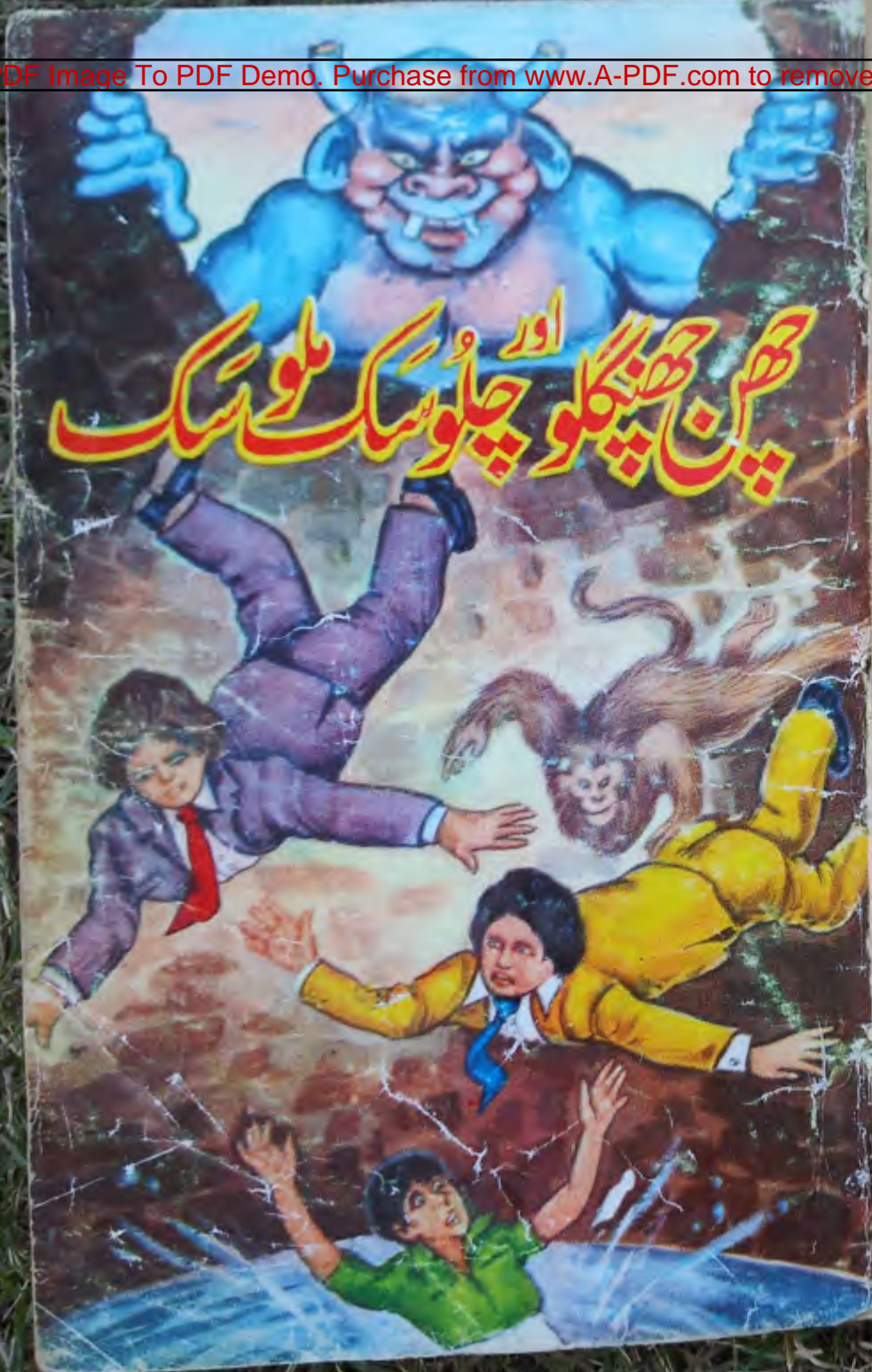
بچوں کیلئے دلچسپ

چھن چھنگلو اور چلوسک ملوسک

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ——— 18/- روپے
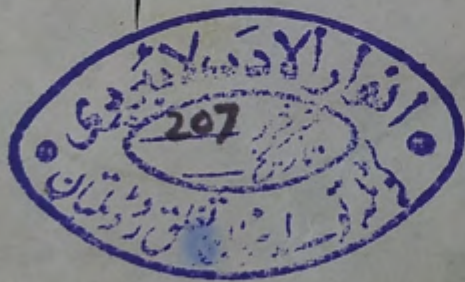
چھن چھنگو اور پنگو مختلف علاقوں اور ملکوں کی سیر کرتے ہوئے ایک روز ایک شہر میں داخل ہوئے تو وہ بُری طرح چونک پڑے کیونکہ تمام شہر کی دکانیں بند تھیں اور شہر کے سب لوگ سیاہ لباس پہنے ہوئے جگہ جگہ سر جھکاتے بیٹھے ہوئے تھے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے پورا شہر سوگ میں ڈوبا ہوا ہو۔

چھن چھنگو ایک بوڑھے آدمی کے پاس پہنچا جو سر جھکاتے خاموش بیٹھا تھا۔

"بڑے میاں! کیا بات ہے اس شہر کے لوگ سوگوار کیوں ہیں؟" چھن چھنگو نے

بوڑھے آدمی سے مخاطب ہوکر پوچھا۔
بوڑھے آدمی نے سر اٹھا کر اُسے
دیکھا اور پھر غم زدہ لہجے میں کہنے لگا۔
"بیٹے تم مجھے اجنبی لگتے ہو تبھی تمہیں
معلوم نہیں کہ ہم پر کیا مصیبت آن
پڑی ہے۔"
"یہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ آخر
کیا بات ہے؟" چھن چھنگلو نے کہا۔
"بیٹے! ہمارے بادشاہ کی اکلوتی بیٹی بیحد
رحمدل بیحد عقلمند اور رعایا پرور ہے۔
ہم سب شہر والے اپنی شہزادی سے بے پناہ
محبت کرتے ہیں۔ گزشتہ ماہ شہزادی گل بانو
اچانک بیمار ہو گئی اس کے ہاتھ پیر
حرکت کرنے بند کر گئے اس کی زبان
خاموش ہو گئی۔ دور دور کے حکیموں نے
اس کا علاج کرنے کی کوشش کی ہے
مگر بے سود، شہزادی ٹھیک نہیں ہو سکی۔
حتیٰ کہ تمام حکیموں نے متفقہ طور پر اس
بات کا اعلان کر دیا ہے کہ شہزادی کی

بیماری ان کی سمجھ سے باہر ہے چنانچہ
بادشاہ نے شاہی نجومیوں کو طلب کیا۔
انہوں نے حساب لگاکر بتایا ہے کہ شہزادی
کو ایک ایسی بیماری ہے جو آج تک
کسی انسان کو نہیں ہوتی اس بیماری
کا علاج ایک پھول ہے جسے بہار پھول
کہتے ہیں۔ یہ بہار پھول دنیا میں
صرف ایک جگہ پیدا ہوتا ہے اور جب
اسے توڑ لیا جاتا ہے تو پھر دنیا میں
کہیں اور پیدا ہو جاتا ہے۔ جس جگہ
بہار پھول ہو اس علاقے میں کبھی خزاں
نہیں آتی وہاں ہمیشہ بہار ہی رہتی ہے۔
پھول توڑنے کے بعد وہاں خزاں آ جاتی
ہے اور اس وقت جس جگہ بہار پھول
موجود ہے وہ جگہ یہاں سے بہت دور
سمندر کے درمیان ایک نامعلوم جزیرہ ہے اور
اس جزیرے پر ایک جادوگر کا قبضہ ہے
وہ کسی کو اس جزیرے میں داخل نہیں
ہونے دیتا اس نے اس جزیرے کے

گرد جادو کا حصار قائم کر رکھا ہے بہت
سے لوگوں نے شہزادی کی خاطر اس کام
کا بیڑہ بھی اٹھایا مگر کئی تو پہنچ
نہ سکے جو پہنچ گئے وہ جادوگر کے ہاتھوں
ہلاک ہوگئے۔" بوڑھے آدمی نے پوری تفصیل
بتلاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا جادوگر کو معلوم ہے کہ اس
پھول سے ایک انسان کی جان بچ سکتی
ہے؟" چھن چھنگو نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اسے اچھی طرح علم ہے۔ اس
کے باوجود وہ پھول نہیں دیتا وہ بے حد
ظالم جادوگر ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔

"یہ تو واقعی ظلم ہے اسے چاہیئے کہ
وہ کسی کی جان بچانے کے لئے خود
ہی پھول دے دے۔" چھن چھنگو نے کہا۔

"ہاں ہونا تو ایسا ہی چاہیئے مگر طاقتور
اور ظالم کے سامنے کس کی مجال ہے۔"
بوڑھے نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"بڑے میاں! مایوسی گناہ ہے۔ انسان کو

مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ میں نے تمام عمر
ظالموں کے خلاف جنگ کی ہے۔ بس اس
جادوگر سے بہار پھول ضرور حاصل کرونگا۔ مجھے
تم بادشاہ سے ملواؤ، میں اس سے معلوم
کروں کہ یہ جزیرہ کہاں ہے۔" چھن چھنگو نے
فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تم تو ابھی بچے ہو، تم جادوگر سے
کیسے لڑ سکتے ہو؟ خوامخواہ اپنی جان ہلاکت
میں نہ ڈالو۔" بوڑھے نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا

"آپ اس بات کو چھوڑیں آپ مجھے بادشاہ
کے پاس لے چلیں۔ بس مجھے اللہ تعالیٰ پر
یقین ہے کہ وہ مجھے ضرور سُرخرو کرے گا۔"
چھن چھنگو نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"چلو تمہاری مرضی، میں نے تو تمہیں سمجھا
دیا ہے۔" بوڑھے نے کہا اور پھر اٹھ کر
کھڑا ہوگیا۔

"میرے پیچھے چلے آؤ۔" بوڑھے نے آگے
بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں لئے
ہوئے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا شاہی محل

کے سامنے پہنچ گیا۔

شاہی محل پر خاموشی طاری تھی وہاں بھی ہر آدمی سوگوار تھا۔ بوڑھا انہیں لئے ہوئے اندر چلا گیا اور پھر اس نے ایک دربان سے مخاطب ہوکر کہا

"یہ اجنبی لڑکا بادشاہ سلامت سے ملنا چاہتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ وہ بہار پھول لے آئے گا۔"

"مگر یہ تو بچہ ہے۔ وہاں تو بڑے بڑے بہادر دم نہیں مار سکے۔" دربان نے حیرت بھرے انداز میں چھن چھنگو کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اس بات کو رہنے دو، بعض اوقات بچے وہ کام کر لیتے ہیں جو بڑوں سے نہیں ہوتا۔ تم بس مجھے بادشاہ سلامت سے ملا دو۔" چھن چھنگو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ تم یہیں ٹھہرو، میں بادشاہ کو تمہاری آمد کی اطلاع دیتا ہوں۔" دربان نے کہا اور پھر وہ انہیں وہیں ٹھہرا

کر بادشاہ کے کمرہ خاص میں چلا گیا۔

بوڑھا آدمی انہیں وہاں پہنچا کر واپس چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دربان باہر نکلا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"اندر چلے جاؤ، اور دیکھو کہ بادشاہ سلامت بیحد غم زدہ ہیں اس لئے کوئی غلط بات نہ کر دینا۔" دربان نے چھن چھنگو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تم بے فکر رہو، مجھے بادشاہ سے ملنے کے آداب آتے ہیں۔" چھن چھنگو نے کہا اور پھر وہ پنگلو کو ہمراہ لئے بادشاہ کے کمرہ خاص میں داخل ہوگیا۔ اس نے دیکھا کہ بادشاہ ایک پلنگ پر بیٹھا ہوا ہے وہ بہت بوڑھا نظر آ رہا تھا اس کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں۔

چھن چھنگو نے اندر جاکر جھک کر سلام کیا۔ پنگلو بھی بادشاہ کے سامنے جھک گیا۔

"آؤ بیٹے۔ یہاں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔" بادشاہ

نے بڑے نرم لہجے میں چھن چھنگو سے
مخاطب ہوکر کہا۔

چھن چھنگو بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک
کرسی پر بیٹھ گیا۔ پپنگو اس کے ساتھ
ہی کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ بڑے غور سے
چھن چھنگو کو دیکھ رہا تھا۔

"بادشاہ سلامت! میرا نام چھن چھنگو ہے اور
یہ میرا دوست پپنگو بندر ہے۔ مجھے شہزادی
گل بانو کی بیماری کا پتہ چلا ہے تو
مجھے بیحد افسوس ہوا اور میں نے فیصلہ
کیا ہے کہ میں شہزادی کو صحت یاب کرنے
والا بہار پھول ضرور حاصل کرونگا۔" چھن چھنگو
نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جذبہ قابلِ قدر ہے بیٹے! مگر یہ
بہت جان جوکھوں کا کام ہے اور تم
ابھی بچے ہو۔ اس لئے میں نہیں چاہتا
کہ اپنی بیٹی کی خاطر میں تمہاری جان
سے کھیلوں"۔ بادشاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"بادشاہ سلامت! آپ میری عمر یا میرے

قد پہ نہ جائیں۔ گو میری عمر تھوڑی
ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ظالموں
سے نمٹنے کے لئے خصوصی صلاحیتیں دی
ہیں اور اب تک میں نے بیشمار ظالموں
کو ٹھکانے لگایا ہے۔ اس لئے آپ بے فکر
رہیں مجھے صرف یہ بتا دیں کہ وہ
جزیرہ کہاں ہے۔" چھن چھنگو نے مؤدبانہ لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس خصوصی صلاحیتیں ہیں۔ بھلا
میں بھی دیکھوں۔" بادشاہ سلامت نے چونکتے
ہوئے کہا۔

"ہاں، میں آپ کے اطمینان کے لئے
آپ کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا ضرور مظاہرہ
کرونگا۔" چھن چھنگو نے کہا اور پھر اس
نے انگلی سے اشارہ کیا تو بادشاہ سلامت
کا پلنگ ہوا میں اٹھتا چلا گیا وہ جیسے
جیسے انگلی کو اوپر کرتا گیا، پلنگ بھی
اونچا ہوتا چلا گیا۔ پھر اس نے انگلی نیچے

کی تو پلنگ بھی نیچے آگیا۔

بادشاہ حیرت زدہ انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا۔ جب پلنگ زمین پر دوبارہ ٹک گیا تو اس نے چھن چھنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مرحبا واقعی اللہ تعالیٰ نے تمہیں صلاحیتیں دی ہیں اور شاباش اس بات پر ہے کہ تم یہ صلاحیتیں ظلم کے خلاف استعمال کر رہے ہو۔ ورنہ ایسی صلاحیتوں کے مالک عموماً ظالم اور بدطینت ہو جاتے ہیں۔" بادشاہ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"بس جناب یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اب تو آپ کا اطمینان ہو گیا ہوگا۔ اب برائے کرم آپ مجھے اس جزیرے کا پتہ بتا دیں اور اس پھول کے متعلق بھی تفصیل سے بتائیں کہ وہ کیا ہے تاکہ میں دھوکہ نہ کھا سکوں۔" چھن چھنگو نے کہا۔

"ہاں اب میرا مکمل اطمینان ہوگیا ہے

اور مجھے اللہ کی رحمت پر یقین ہے کہ تم ضرور اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے۔" بادشاہ نے پہلی بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے تالی بجائی۔

تالی بجتے ہی ایک کنیز اندر داخل ہوئی اور بادشاہ کے سامنے سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

"شاہی نجومی کو فوری طلب کیا جائے۔" بادشاہ نے کنیز کو حکم دیتے ہوئے کہا اور کنیز سلام کر کے تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے جھک کر بادشاہ کو سلام کیا اور پھر سر جھکا کر کھڑا ہوگیا۔

"نجومی بابا! اس لڑکے کو بتاؤ کہ وہ جزیرہ جہاں بہار پھول ہے کہاں ہے۔ اور وہ پھول کیا ہے۔ یہ لڑکا وہ پھول لے آئیگا۔" بادشاہ نے نجومی سے مخاطب ہو کر کہا۔

نجومی نے ایک نظر حیرت سے چھن چھنگو
اور پنگو کو دیکھا اس کا چہرہ بتا رہا
تھا کہ اُسے یقین نہیں آ رہا کہ یہ
لڑکا یہ کام کر سکتا ہے مگر چونکہ وہ
شاہی حکم سے مجبور تھا اس لئے اس
نے چھن چھنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ جزیرہ دنیا کے سب سے بڑے سمندر
کے عین درمیان میں واقع ہے۔ اس کے
اردگرد ایک سو میل تک اور کوئی جزیرہ
نہیں ہے۔ اس جزیرے کے اوپر ہر وقت
نیلے رنگ کا دھواں چھایا رہتا ہے اس
لئے اسے نیلا جزیرہ کہتے ہیں اور نیلے
دھوئیں کی وجہ سے یہ دور سے پہچانا
جا سکتا ہے۔ اس جزیرے پر دنیا کے
سب سے بڑے اور سب سے زیادہ ظالم
جادوگر چوغار جادوگر کی حکومت ہے اور
بہار پھول اسی جزیرے میں موجود ہے۔ بہار
پھول کی نشانی یہ ہے کہ اس کی تین
پتیاں ہیں جو گہرے سبز رنگ کی ہیں اور

ان پتیوں پر سنہرے رنگ کے دھبے ہیں
اس کی ٹہنی کا رنگ سرخ ہے اور اس
کے پتوں کا رنگ نیلا ہے۔" شاہی نجومی
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بس اتنا کافی ہے۔" چھن چھنگو
نے جواب دیا۔

"اب تم جا سکتے ہو۔" بادشاہ نے نجومی
سے مخاطب ہو کر کہا اور نجومی سلام کر کے
واپس چلا گیا۔

"بادشاہ سلامت! کیا آپ مجھے ایک نظر
شہزادی کو دیکھنے دیں گے؟" چھن چھنگو نے
نجومی کے جانے کے بعد بادشاہ سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔" بادشاہ نے کہا اور
پھر وہ پلنگ سے اتر کر کھڑا ہوگیا۔

"آؤ میرے ساتھ۔" بادشاہ نے کہا اور پھر
وہ چھن چھنگو اور پنگو کو ہمراہ لئے کمرے
سے باہر نکل آیا اور مختلف برآمدوں سے
گزر کر وہ ایک اور کمرے میں داخل

ہوئے۔ یہاں ایک خوبصورت سنہرے پلنگ
پر ایک نوجوان لڑکی سیدھی لیٹی ہوئی تھی
یہ شہزادی گل بانو تھی۔

چھن چھنگو شہزادی کو دیکھ کر حیران رہ
گیا اس نے آج تک اتنی خوبصورت لڑکی
نہیں دیکھی تھی۔ شہزادی گل بانو نے نظریں
گھما کر انہیں دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں
حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"بیٹی یہ لڑکا چھن چھنگو پُراسرار صلاحیتوں کا
مالک ہے اور یہ بہار پھول حاصل کرنے
کے لئے جا رہا ہے جس سے تم صحت یاب
ہو جاؤگی"۔ بادشاہ نے شہزادی کے سَر پر
ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

شہزادی خاموش رہی کیونکہ وہ بول نہیں
سکتی تھی البتہ اس کی آنکھوں میں چمک
ابھر آئی تھی۔

"شہزادی بہن! تم بےفکر رہو، اللہ تعالیٰ مجھے
ضرور کامیاب کریگا"۔ چھن چھنگو نے آگے بڑھ
کر کہا اور شہزادی نے سَر ہلا دیا۔

"اچھا بادشاہ سلامت اب مجھے اجازت دیجئے
اور میرے لئے دعا کیجئے"۔ چھن چھنگو نے کہا
اور پھر وہ بادشاہ سے اجازت لیکر اور
شہزادی کو تسلی دے کر کمرے سے باہر
آگیا۔ اب اس کا رخ محل کے بیرونی
دروازے کی طرف تھا۔ محل سے باہر آکر
چھن چھنگو رک گیا اس نے پنگو سے مخاطب
ہوکر کہا۔

"پنگو! میرا خیال ہے کہ ہم پہلے شہر
سے باہر جاکر بندر بابا سے اس سلسلے میں
کوئی ہدایت لے لیں پھر اس جزیرے کی
طرف چلیں"۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے"۔ پنگو نے سر ہلاتے
ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے
شہر سے باہر آگئے۔

شہر سے باہر گھنا جنگل تھا چھن چھنگو
ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور آنکھیں بند
کر کے دل ہی دل میں بندر بابا کو یاد
کرنے لگا۔ جلد ہی بندر بابا کی آواز اس کے

کانوں میں پڑی۔

"چھنگو بیٹے! تمہارا ارادہ بہت مبارک ہے تم اس ظالم جادوگر کا خاتمہ کر کے وہ پھول لے آؤ مگر اس جزیرے میں داخلے کے لئے تمہاری صلاحیتیں کام نہیں آئیں گی جزیرے میں داخلے کے لئے پہلے تمہیں ایک اور پھول حاصل کرنا پڑے گا اسے چاندنی پھول کہتے ہیں اور یہ پھول ملک کے شاہی باغ میں موجود ہے یہ اس ملک کا مقدس پھول کہلاتا ہے اور وہاں کا شہزادہ اسے کسی قیمت پر نہیں دے گا یہ پھول تم نے شہزادے سے حاصل کرنا ہے۔ شرط یہ ہے کہ شہزادہ رضامندی سے یہ پھول دے دے۔ جب تمہارے پاس یہ پھول ہوگا تب تم جزیرے میں داخل ہو سکو گے۔" بندر بابا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بندر بابا! میں پہلے چاندنی پھول حاصل کرتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں شہزادے کو راضی کر لونگا۔" چھن چھنگو نے دل ہی دل

میں کہا۔

"ٹھیک ہے تم ہمت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔" بندر بابا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چھن چھنگو نے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے بندر بابا کی بات پنگو کو بتا دی۔

"چلو اچھا ہوا ہم نے بندر بابا سے بات کر لی ورنہ اگر ہم براہِ راست نیلے جزیرے پر چلے جاتے تو بڑی مشکل پیش آتی۔" پنگو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب ہمیں سب سے پہلے ملک بلوکان جانا چاہیئے تاکہ وہاں کے شہزادے سے چاندنی پھول حاصل کر سکیں۔" چھن چھنگو نے کہا اور پھر اس نے پنگو کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے آنکھیں بند کرنے کے لئے کہا۔

پنگو نے فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں اور آنکھیں بند ہوتے ہی اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ہو۔ چند لمحوں بعد چھن چھنگو نے اُسے

آنکھیں کھولنے کے لئے کہا اور پنگو نے
آنکھیں کھول دیں۔
پنگو نے دیکھا کہ وہ۔۔ ایک قلعہ نما شہر
کے باہر موجود ہیں۔ قلعہ نما شہر کا دروازہ
کھلا ہوا تھا اور آمدورفت جاری تھی۔
"آؤ شہر میں چلیں"۔ چھن چھنگو نے کہا اور
پھر وہ دونوں شہر کے دروازے کی طرف
چل پڑے۔

چلوسک ملوسک کو شہزادہ خوبرو کے ساتھ اس
کے ملک میں آئے ہوئے کئی دن گزر چکے
تھے اور شہزادہ خوبرو نے آتے ہی پورے
ملک میں شہزادی کی رہائی کی خوشی میں
جشن منانے کا اعلان کر دیا تھا۔
چنانچہ چلوسک ملوسک بھی اس خوشی میں شریک
ہوئے اور شہزادہ خوبرو نے انکی خاطر مدارت
کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔
آج جشن کو ختم ہوئے بھی تین دن
گزر چکے تھے اس دوران چلوسک ملوسک نے
پورے شہر کی سیر بھی کرلی تھی اور ایک
بار شہزادہ خوبرو کے ساتھ جنگل میں جاکر

شکار بھی کھیل آئے تھے۔
اس وقت بھی چلوسک ملوسک دونوں ایک کمرے میں اپنے اپنے بستروں پر لیٹے ہوئے تھے۔ وہ ابھی ابھی شہزادہ خوبرو کے ساتھ ایک گانے بجانے کی محفل میں شرکت کرکے واپس آئے تھے اور شہزادہ خوبرو انہیں ان کے کمرے میں چھوڑ کر آرام کرنے کے لئے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔

"چلوسک"۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ملوسک نے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہوں"۔ چلوسک نے جو آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا ہنکارا بھرا۔

"میں تو اب بور ہوگیا ہوں۔ کہاں وہ وقت تھا کہ ہم ایک سے ایک نئے سیاروں اور ستاروں میں گھومتے پھرتے تھے قسم قسم کے عجائبات، عجیب و غریب چیزیں اور مخلوقات دیکھتے تھے اور اب تو جیسے زندگی مفلوج ہوکر رہ گئی ہے"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے مگر کیا کیا جائے

مجبوری ہے۔ چالیس سال سے پہلے ہمارا جہاز ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ یہ چالیس سال تو ہمیں زمین پر گزارنے ہی پڑیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"مگر یہ کیا ضروری ہے کہ ہم چالیس سال شہزادہ خوبرو کے پاس بیٹھے مکھیاں مارتے رہیں"۔ ملوسک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر آخر کیا کریں، کہاں جائیں"۔ چلوسک نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ اٹھ کر بھی بیٹھ گیا۔

"ہمیں دنیا کی سیر کرنی چاہیئے اس طرح یہیں بیٹھے بیٹھے تو ہم چالیس سال نہیں گذار سکتے"۔ ملوسک نے بھی اٹھکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے ملوسک، مگر اب تم جانتے ہو کہ ہمارے پاس صرف پستول ہیں اب دنیا کی سیر کے لئے ہمارے پاس جہاز تو نہیں ہے۔ اب تو ہمیں کسی سواری پر ہی جانا پڑے گا"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو اب میں زیادہ دیر تک یہاں نہیں رہ سکتا۔ ہم کل ہی شہزادہ خوبرو سے اجازت لیکر چل پڑتے ہیں، کسی نئے شہر میں، کسی نئی دنیا میں"۔ ملوسک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے بھی تمہارا فیصلہ منظور ہے صبح شہزادہ خوبرو سے بات کریں گے"۔ چلوسک نے بھی حامی بھرلی اور ملوسک اس کے فیصلے پر خوش ہوگیا۔

صبح جب شہزادے خوبرو نے دربار عام لگا تو چلوسک ملوسک بھی اس کے تخت کے ساتھ ہی کرسیوں پر موجود تھے۔ انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ دربارِ عام کے خاتمے پر وہ شہزادے خوبرو سے جانے کی اجازت مانگیں گے۔

شہزادہ خوبرو نے تخت پر بیٹھتے ہی درباریوں اور ملاقاتیوں کو دربار میں حاضری کی اجازت دے دی اور پھر وزیراعظم باری باری ملاقاتیوں اور فریادیوں کو شہزادے کے سامنے

پیش کرنے لگا اور شہزادہ خوبرو ان کی فریاد اور باتیں سنکر عدل و انصاف سے فیصلہ کرتا رہا۔ جب آخری فریادی بھی چلا گیا تو وزیراعظم نے شہزادے سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"شہزادہ حضور ایک اجنبی لڑکا جس کے ہمراہ ایک بندر ہے آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے"۔

"لڑکا کیا وہ اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی بڑا آدمی نہیں ہے"؟ شہزادے نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں حضور وہ اکیلا ہے اور صرف آپ سے بات کرنے پر بضد ہے"۔ وزیراعظم نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا اُسے پیش کیا جائے۔ دیکھیں وہ کیا کہتا ہے"۔ شہزادے نے کہا اور وزیراعظم نے دربان کو اشارہ کیا۔

چند لمحوں بعد دربار میں چھن چھنگو داخل ہوا۔ اس کے ساتھ پنگو بندر بھی تھا۔

دربار میں موجود ہر شخص حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ چلوسک ملوسک بھی دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

چھن چھنگو نے تخت کے قریب آکر شہزادے کو جھک کر سلام کیا۔

"شہزادے حضور! میرا نام چھن چھنگو ہے اور یہ میرا دوست پنگلو بندر ہے۔" چھن چھنگو نے اپنا اور پنگلو کا تعارف کراتے ہوتے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو لڑکے؟" شہزادے نے بڑے باوقار لہجے میں اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"شہزادہ حضور! میں نے سُنا ہے کہ آپ بے حد رحمدل اور انسان پرور ہیں مظلوم اور مصیبت زدہ کی امداد کرتے ہیں یہ سب کچھ سُن کر میں آپ کے پاس آیا ہوں۔" چھن چھنگو نے کہا۔

"تم نے درست سُنا ہے چھن چھنگو، کیا ہمارے ملک میں تمہیں کسی نے تکلیف پہنچائی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہمیں بتاؤ، ہم اس

ظالم کو سزا دیں گے اور تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔" شہزادے نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"شہزادہ حضور! مجھے ذاتی طور پر تو کسی نے تکلیف نہیں پہنچائی، اور کوئی ایسا کرتا تو مجھ میں اتنی طاقت موجود ہے کہ میں اُسے خود سزا دے دیتا۔ میں تو آپ کے پاس ایک اور کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔" چھن چھنگو نے کہا۔

"لڑکے پھر جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو، اور اس طرح کی بے معنی باتوں سے ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔" شہزادے کو شائد اس کی بات ناگوار گزری تھی۔

"جناب بات یہ ہے کہ یہاں سے سینکڑوں میل دور ایک ملک چوگم ہے۔ اس کی شہزادی گل بانو ایک عجیب و غریب بیماری میں مبتلا ہوگئی ہے اس کا پورا جسم اور زبان مفلوج ہوگئی ہے۔ بیشمار حکیموں نے اس کا علاج کیا مگر اُسے آرام نہیں آیا اور پھر

شاہی نجومی نے حساب لگاکر بتایا ہے کہ
شہزادی کو اس وقت آرام آ سکتا ہے
جب اُسے بہار پھول کھلایا جائے اور بہار پھول
جس جزیرے میں موجود ہے وہاں ایک ظالم
جادوگر رہتا ہے اور اس جادوگر سے مقابلے
کرنے کے بعد وہ بہار پھول حاصل کرنا
پڑے گا مگر اب مشکل یہ ہے کہ اس
جزیرے میں صرف وہی شخص داخل ہو سکتا
ہے جس کے پاس چاندنی پھول ہو اور
چاندنی پھول آپ کے شاہی باغ میں
موجود ہے ۔ میں آپ کے پاس اس لئے
حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے وہ چاندنی پھول
عنایت کر دیں تاکہ میں اس جزیرے
میں داخل ہو کر جادوگر سے مقابلہ کرکے
بہار پھول حاصل کر سکوں ۔" چھن چھنگو نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔ سب درباری حیرت
سے اس کی بات سُن رہے تھے ۔

"جادوگر کا مقابلہ تم کرو گے ؟ کیا تم
ہوش و حواس میں رہ کر یہ بات کر رہے

ہو ؟ میں اس بات کو کیسے تسلیم کرلوں
اور دوسری بات یہ کہ چاندنی پھول ہمارے
ملک کا مقدس پھول ہے ہم کسی حالت
میں بھی یہ پھول نہیں توڑ سکتے ۔" شہزادے
نے جواب دیا ۔

"شہزادہ حضور انسانی جان سے قیمتی اور
مقدس اور کوئی چیز نہیں ہوتی ۔ اگر چاندنی
پھول توڑنے سے کسی انسان کی جان بچ
سکتی ہو تو آپ کو ضرور ایسا کرنا چاہیئے ۔"
چھن چھنگو نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا ۔

"کچھ بھی ہو تمہاری یہ خواہش پوری نہیں
کی جاسکتی ۔ اور یہ بات بھی سُن لو کہ
اس پھول کے گرد ہمیشہ زبردست پہرہ رہتا
ہے اور اس پھول کو توڑنا ہمارے ملک
کے قانون کے تحت سب سے بڑا جرم
ہے ۔ اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت ضرور
کرونگا کہ تم کہیں اس پھول کو خود توڑنے
کا ارادہ نہ کر لینا ورنہ اپنی جان سے
ہاتھ دھو بیٹھو گے ۔" شہزادے خوبرو نے اُسے

سمجھاتے ہوئے کہا۔
"شہزادہ حضور اس بات کو چھوڑیں اگر میں
یہ پھول توڑنے پر آ جاؤں تو دنیا کی
کوئی طاقت مجھے نہیں روک سکتی، مگر میں
ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ میں تو چاہتا ہوں کہ
آپ خود اپنی رضامندی سے یہ پھول میرے
حوالے کر دیں۔" چھن چھنگو نے جواب دیا۔
"دیکھو اجنبی لڑکے تم گستاخی کر رہے
ہو۔ ہم اس لئے تم سے نرم رویّہ اختیار
کئے ہوئے ہیں کہ ایک تو تم بچّے ہو
اور دوسرے اس ملک میں اجنبی ہو، ورنہ
ہمارے سامنے گستاخی کرنے والا زیادہ دیر
تک زندہ نہیں رہ سکتا۔" شہزادے نے
غصیلے لہجے میں کہا۔ غصّے کی شدت سے
اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
"میں نے ایک سچی بات کی ہے اور
میں ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ آپ
اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں اور چاندنی پھول
مجھے دے دیں تاکہ میں اس جادوگر سے مقابلہ

کرکے وہاں سے بہار پھول حاصل کر سکوں"۔
چھن چھنگو نے اپنی بات پر اصرار کرتے
ہوئے کہا۔
"مگر نوجوان اس بات کا کیا ثبوت ہے
کہ تم واقعی جادوگر سے مقابلہ کر سکتے ہو۔
ایسا نہ ہو کہ ہم چاندنی پھول سے بھی
ہاتھ دھو بیٹھیں اور تم بہار پھول بھی
حاصل نہ کر سکو۔" اچانک چلوسک بول پڑا۔
"تمہاری یہ بات اپنی جگہ درست ہے۔
اس سلسلے میں اگر تم میرا امتحان لینا چاہو
تو میں تیار ہوں۔ شرط یہ ہے کہ پہلے
شہزادہ حضور وعدہ کریں کہ اگر میں امتحان
میں کامیاب ہوگیا تو وہ مجھے چاندنی پھول
دے دیں گے۔" چھن چھنگو نے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے ہمیں تمہاری شرط منظور ہے
اگر تم امتحان میں پورے اترے تو شہزادے
سے چاندنی پھول میں تمہیں دلا دونگا اور
نہ صرف چاندنی پھول دلا دونگا بلکہ اس جادوگر
کے خاتمے کے لئے تمہارے ساتھ بھی چلونگا۔"

چلوسک نے شہزادے کے بولنے سے پہلے
ہی حامی بھرلی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو چلوسک، چاندنی پھول
ہمارا مقدس پھول ہے وہ ہم اسے کیسے
دے سکتے ہیں"۔ شہزادے نے حیرت بھرے
انداز میں چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تم دیکھو تو سہی، میں نے تو صرف
دلچسپی کی خاطر ایسا کہہ دیا ہے۔ یہ لڑ
بھلا کہاں امتحان میں پورا اتر سکتا ہے"
چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم اس کا امتحان کیسے لوگے"۔ شہزا
نے کہا۔

"میں ابھی اس کے سامنے امتحان کی د
شرطیں ظاہر کرتا ہوں اگر یہ دونوں شرط
پوری کر لے تو اسے امتحان میں کامیا
قرار دے دیا جائے گا ورنہ نہیں"۔ چلوسک
نے کہا۔

"چلوسک تم کیا شرطیں لگانے والے ہو
مجھے بھی تو بتاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم

کوئی آسان سی شرطیں بتا دو اور یہ انہیں
پورا کر لے"۔ شہزادے نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

"تم بے فکر رہو۔ یہ کیا اس کا باپ بھی
وہ شرطیں پوری نہیں کر سکتا"۔ چلوسک نے
مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سامنے کھڑے
ہوئے چھن چھنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"سنو چھن چھنگو! تم نے دو شرطیں پوری
کرنی ہوں گی اگر تم نے دونوں شرطیں پوری
کر لیں تو تم امتحان میں کامیاب قرار دے
دیئے جاؤ گے اور تمہیں چاندنی پھول مل
جائے گا اور اگر تم نے دونوں شرطیں پوری
نہ کیں یا ان میں سے ایک شرط پوری
کرلی اور دوسری نہ کر سکے تب بھی تم
امتحان میں ناکام قرار دیئے جاؤگے اور پھر
تمہارا فیصلہ شہزادہ کرے گا وہ چاہے تمہیں
قتل کرا دے چاہے قید کر دے"۔ چلوسک
نے کہا۔

"مجھے منظور ہے، تم شرطیں بتاؤ"۔ چھن چھنگو
نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"تو سنو، پہلی شرط یہ ہے کہ تم اپنی
زبان کی نوک اپنے ناک سے لگا کر
دکھاؤ"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا اور
اس کی شرط سُنکر پورا دربار قہقہے لگانے
لگا۔ شہزادہ بھی یہ شرط سُنکر بے اختیار
ہنس پڑا کیونکہ شرط دلچسپ ہونے کے ساتھ
ساتھ ناممکن بھی تھی۔ کسی انسان کی زبان
اتنی لمبی نہیں ہوتی کہ وہ اسے اپنی
ناک سے ٹکرا سکے۔

"دوسری شرط کیا ہے"؟ چھن چھنگو نے بڑی
سنجیدگی سے کہا۔

"تم پہلے یہ شرط پوری کرو پھر دوسری
بھی بتا دونگا"۔ چلوسک نے بڑے طنزیہ لہجے
میں کہا۔

"یہ کونسی مشکل بات ہے"۔ چھن چھنگو نے
کہا اور پھر دل ہی دل میں بندربابا کو
یاد کرنے لگا اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ
اگر وہ خود کوشش کرے گا تو زبان کی
نوک ناک سے نہیں لگ سکے گی۔ اس

لئے وہ اس سلسلے میں بندربابا سے مدد
حاصل کرنا چاہتا تھا۔

بندربابا کی آواز فوراً ہی اس کے کان
میں آئی۔

"چھن چھنگو بیٹے! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بڑی
صلاحیتیں دی ہیں۔ تم اللہ کو یاد کرکے
زبان باہر نکالو پھر دیکھو کیا ہوتا ہے"۔

چھن چھنگو نے یہ سُنکر مسکراتے ہوئے
زبان باہر نکالی اور پھر پورا دربار یہ دیکھ
کر حیرت سے دنگ رہ گیا کہ اس کی
زبان ربڑ کی طرح کھینچتی چلی گئی اور اس
کی نوک نہ صرف ناک سے جا ٹکرائی بلکہ
بڑھتی ہوئی ناک کی جڑ تک یعنی دونوں
آنکھوں کے درمیان تک چلی گئی۔

"حیرت انگیز ناممکن"۔ چلوسک یہ دیکھکر حیرت سے
دنگ رہ گیا۔

"اب دوسری شرط بتاؤ"۔ چھن چھنگو نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"یہ تو مجھے کوئی انسان نہیں لگتا۔ انسانوں

کی زبان اتنی لمبی نہیں ہوتی"۔ چلوسک نے
حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"بہرحال وہ شرط جیت چکا ہے"۔ شہزادے
نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"دوسری شرط بتاؤ مجھے چاندنی پھول حاصل
کرنے کی جلدی ہے"۔ چھن چھنگو نے اصرار کرتے
ہوئے کہا۔

"دوسری شرط میں بتاتا ہوں"۔ چلوسک کے
بولنے سے پہلے ملوسک بول پڑا۔

"تم بتادو"۔ چھن چھنگو اس سے مخاطب ہوگیا

"ٹھہرو ملوسک تم ابھی بچے ہو۔ دوسری شرط
پر ہی اب ہمارے مقدس پھول کا انحصار
ہے اس لئے دوسری شرط سوچ سمجھ کر
بتائی جائے گی"۔ شہزادے نے اُسے روکتے
ہوئے کہا۔

"نہیں میں ایسی شرط بتاؤنگا کہ نہ صرف
لطف آ جائے گا بلکہ مجھے یقین ہے
یہ کبھی اسے پورا نہ کر سکے گا"۔ ملوسک
نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ کیا شرط ہے پہلے ہمیں بتاؤ"۔ چلوسک
نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں، پہلی شرط تم نے اپنی مرضی سے
بتائی تھی اس لئے دوسری شرط میں اپنی
مرضی سے بتاؤنگا"۔ ملوسک نے کہا۔

پھر شہزادے اور چلوسک کے سمجھانے کے
باوجود ملوسک اپنی بات پر اڑا رہا۔ اور
آخرکار انہیں اس کی بات ماننا پڑی۔

"سنو چھن چھنگو! دوسری شرط یہ ہے کہ
شہر کے باہر جنگل ہے اس کے ایک سرے
سے تم اور تمہارا بندر داخل ہو اور دوسرے
سرے سے ہم دونوں بھائی داخل ہوں اور
ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں
جو پارٹی دوسری پارٹی کو پکڑ لے وہ جیت
جائے گی"۔ ملوسک نے شرط پیش کرتے
ہوئے کہا۔

"مجھے منظور ہے"۔ چھن چھنگو نے مسکراتے ہوئے
کہا کیونکہ اُسے اپنی صلاحیتوں کے بارے میں
علم تھا۔

"مگر یہ کیا شرط ہوئی۔ اس بات کا
کیسے فیصلہ ہوگا کہ کس پارٹی نے کس
کو پکڑا ہے؟" شہزادے نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔
"فیصلہ کیسے نہیں ہوگا ہم اسے پکڑنے
کے لئے ہر حربہ استعمال کریں گے اور یہ
ہمیں گرفتار کرنے کے لئے۔ جو پارٹی دوسری
پارٹی کو باندھ لے۔ بے بس کر دے یا
بے ہوش کرلے وہ جیت جائے گی۔" چلوسک
نے جواب دیا۔
"ایسی بات ہے تو پھر یہ شرط مجھے
اس صورت میں منظور ہے کہ تمہارے ساتھ
میں خود بھی شامل ہونگا۔" شہزادے نے اپنی
بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے یہ بھی منظور ہے۔" چھن چھنگو نے
مطمئن لہجے میں کہا۔
اور پھر اس شرط کے متعلق فیصلہ ہوگیا کہ
کل صبح دونوں پارٹیاں جنگل میں داخل ہونگیں
اس دوران شہزادے نے چھن چھنگو اور پنگو کو

شاہی مہمان خانے میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور
دربارِ عام برخاست کرکے چلوسک ملوسک اور
شہزادہ اپنے خاص کمرے میں آگیا۔
"شرط لگاتے وقت تمہارے ذہن میں کیا
منصوبہ تھا؟" چلوسک نے ملوسک سے پوچھا۔
"کوئی منصوبہ نہیں، بس دلچسپی کی خاطر
میں نے یہ شرط لگائی ہے۔ میں تو یکسانیت
سے بور ہوگیا تھا۔" ملوسک نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔
"تم فکر نہ کرو، میں نے شکار کھیلنے میں
بڑی مہارت حاصل کی ہوئی ہے بڑے بڑے
استادوں نے مجھے تربیت دی ہے میں کمند
پھینک کر انہیں ایک لمحے میں گرفتار کر لونگا۔"
شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جلدی نہ کرنا، ذرا تھوڑی سی تفریح ہو
جاتے پھر دیکھا جائے گا۔" چلوسک نے کہا۔
"ٹھیک ہے جیسے تم کہو۔ بہرحال یہ بات
یاد رکھنا کہ میں مقدس پھول اسے نہیں
دے سکتا۔ اس لئے گرفتاری اسی کی ہونی

چاہیے ہماری نہیں۔" شہزادے نے کہا اور ان
دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر
شہزادے سے اجازت لے کر چلوسک ملوسک اپنے
کمرے میں چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد شہزادے نے زور
سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے ایک کنیز اندر داخل
ہوئی اور سر جھکا کر کھڑی ہوگئی۔

"میرشکار کو بلاؤ فوراً۔" شہزادے نے حکم
دیتے ہوئے کہا اور کنیز تیزی سے مڑ کر
باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں ایک قوی ہیکل
اور لمبا تڑنگا شخص اندر داخل ہوا۔ اس
کا چہرہ لومڑی کی طرح تھا اور آنکھیں چیتے
کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ کمرے میں
داخل ہوکر ادب سے کھڑا ہوگیا۔

یہ میرشکار تھا۔ جنگل کا انچارج بھی یہی
تھا اور شہزادے کے شکار کھیلنے کا بندوبست
بھی یہی کرتا تھا۔ یہ لومڑی کی طرح چالاک
اور چیتے کی طرح بہادر تھا اور جنگل کا

ایک ایک کونا اس کا دیکھا بھالا ہوا تھا

"میرشکار! آج دربار میں تم نے اس اجنبی
لڑکے چھن چھنگو سے ہماری شرط سنی ہوگی۔"
شہزادے نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جی ہاں شہزادہ عالم۔" میرشکار نے مؤدبانہ لہجے
میں جواب دیا۔

"تو سنو! تم نے خفیہ طور پر اپنے آدمی
جنگل میں چھپا دینے ہیں۔ اگر کوئی ایسا موقع
آ جائے کہ ہم شرط ہارنے لگیں تو تمہارے
آدمیوں کا کام یہ ہوگا کہ اس اجنبی لڑکے
کو ہلاک کر دیں۔" شہزادے نے حکم دیتے
ہوئے کہا۔

"بہت بہتر شہزادہ حضور! آپ کے حکم کی
تعمیل ہوگی۔" میرشکار نے جواب دیا۔

"مگر سنو! ہمارے دوستوں چلوسک ملوسک کو
اس کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ اُسے اس
طرح سے ہلاک کیا جاتے جیسے حادثہ ہوگیا
ہو۔" شہزادے نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شہزادہ عالم، آپ قطعاً

رہیں۔ آپ کے حکم کی پوری پوری تعمیل
ہو گی۔" لومڑی نما میرشکار نے بدستور مودبانہ لہجے
میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔" شہزادے
نے کہا۔

میرشکار سلام کرکے اُلٹے پاؤں چلتا ہوا
کمرے سے باہر نکل گیا۔

اب شہزادہ مطمئن تھا۔ اُسے پہلے تو
یقین تھا کہ چلوسک ملوسک اور وہ مکر
اس اجنبی لڑکے کو شکست دے دیں گے
مگر اس کے ساتھ ساتھ اُسے یہ خدشہ تھا
کہ کہیں اجنبی لڑکا شرط جیت ہی نہ لے
اور پھر اُسے مجبوراً چاندنی پھول دینا پڑے
جبکہ چاندنی پھول وہ کسی حالت میں بھی اجنبی
لڑکے کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے
اس نے میرشکار کو اس قسم کا حکم دیا تھا
اُسے میرشکار کی صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا اس
لئے اب وہ مطمئن ہوکر بستر پر لیٹ گیا تھا۔

دوسرے روز سورج طلوع ہونے سے
پہلے شہزادہ چلوسک ملوسک کو ہمراہ لئے محل
سے باہر آگیا۔ چھن چھنگو کو بھی بلوا لیا گیا
اور شہزادے نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا
کہ اُسے جنگل کے شمالی سرے پر چھوڑ
دیں۔ یہ بات طے ہوئی کہ شہزادہ اور
چلوسک ملوسک جنگل کے جنوبی سرے سے جنگل
میں داخل ہوں اور چھن چھنگو اور اس کا
بندر شمالی سرے سے۔

چنانچہ چھن چھنگو جنگل کے شمالی سرے کی
طرف چل پڑا اور شہزادہ اور چلوسک ملوسک
جنوبی سرے کی طرف۔

چھن چھنگو سپاہیوں کے ساتھ انتہائی مطمئن
انداز میں چلا جا رہا تھا۔ سپاہیوں کے دستے
کا انچارج جو ایک نوجوان تھا چھن چھنگو سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

"اجنبی لڑکے تم موت کی طرف جا رہے
ہو۔ جنگل بے حد خوفناک ہے اس میں بے شمار
درندے موجود ہیں"۔

"تمہاری ہمدردی کا شکریہ دوست۔ بہرحال
مجھے پرواہ نہیں ہے"۔ چھن چھنگو نے مسکراتے
ہوتے کہا۔

"دیکھو لڑکے! تم مجھے بے حد ضدّی اور
پاگل لگ رہے ہو۔ تمہارے پاس ہتھیار نام
کی کوئی چیز نہیں ہے تم آخر کس طرح
شرط جیتو گے"۔ انچارج نے قدرے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"تم اس بات کی فکر نہ کرو بہرحال میں
شرط جیت جاؤنگا"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔
اب وہ اُسے کیا بتاتا کہ اس کے پاس
کیسی کیسی صلاحیتیں موجود ہیں۔

"سنو لڑکے! مجھے چونکہ تم پر رحم آ رہا
ہے اس لئے میں تمہیں ایک راز کی
بات بتاتا ہوں۔ شہزادے نے اپنے میرشکار
کو تمہارے ہلاک کرنے کا حکم دے دیا
ہے اور میرشکار تمہیں کسی نہ کسی طریقے
سے ضرور ہلاک کر دیگا اس لئے بہتر یہی
ہے کہ تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ"۔
انچارج نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے
ہوئے کہا۔

"کوئی پرواہ نہیں۔ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ
کے ہاتھ میں ہے۔ اگر میری موت آچکی ہے
تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی
اور اگر میری زندگی ہے تو پھر کوئی مجھے
مار نہیں سکتا"۔ چھن چھنگو نے بڑی لاپرواہی
سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی پاگل ہو۔ خیر اب تمہاری قسمت،
میں نے تو کوشش کی ہے کہ تمہاری جان
بچ جاتے"۔ انچارج نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"تمہاری ہمدردی کا شکریہ" چھن چھنگو نے
جواب دیا۔

اسی دوران وہ جنگل کے سرے پر پہنچ
گیا۔ جنگل واقعی بے حد گھنا اور خوفناک تھا
مگر ظاہر ہے کہ چھن چھنگو کو کیا پرواہ ہو
سکتی تھی۔ وہ اطمینان سے پنگو کو ساتھ
لئے جنگل کے اندر داخل ہوگیا۔

جنگل کے کافی اندر آنے کے بعد چھن چھنگو
نے اپنی آنکھیں بند کیں اور شہزادہ اور
چلوسک ملوسک کو دیکھنے لگا کہ وہ کہاں
موجود ہیں اور کیا کر رہے ہیں مگر دوسرے
لمحے اس نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں
کیونکہ اُسے کچھ بھی نظر نہیں آیا تھا۔

"یہ کیا ہوگیا مجھے وہ لوگ کیوں نظر
نہیں آ رہے؟" چھن چھنگو نے حیرت زدہ لہجے
میں بڑبڑاتے ہوتے کہا اور اس نے ایکبار
پھر کوشش کی مگر بے سود۔ اب تو وہ گھبرا
گیا۔ اس نے دل ہی دل میں بندر بابا کو
یاد کیا۔

"بندر بابا میری صلاحیتوں کو کیا ہوگیا ہے؟"
دوسرے لمحے اس کے کان میں بندر بابا
کی آواز آئی۔

"چھن چھنگو بیٹے! چونکہ تم نے شرط لگاتے
وقت شہزادے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی
صلاحیتوں کے متعلق کچھ نہیں بتایا اور انہیں
دھوکے میں رکھکر شرط جیتنی چاہی ہے اس
لئے اللہ تعالیٰ نے بطور سزا جنگل کے اندر
تمہاری صلاحیتیں ختم کر دی ہیں۔ اب تمہاری
صلاحیتیں اس وقت واپس آئیں گی جب تم
شہزادے اور اس کے ساتھیوں کو قید کر کے
جنگل سے باہر نکلوگے۔ اس وقت تک تم
ایک عام انسان ہو۔"

"مگر بندر بابا ان صلاحیتوں کے بغیر میں انہیں
کیسے قید کر سکتا ہوں وہ تو مجھے مار
ڈالیں گے۔" چھن چھنگو نے بُری طرح گھبراتے
ہوئے کہا۔

"بیٹے! انسان کو ہمت نہیں ہارنا چاہیئے۔ مشکل
سے مشکل وقت میں

بھروسہ کرکے ہمت اور عقل سے کام لے تو ایسے ایسے کام ہو سکتے ہیں جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں۔ اس لئے تم ہمت نہ ہارو اور عقل سے کام لو۔ انشاءاللہ جیت تمہاری ہوگی" بندر بابا نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مگر بندر بابا! میں اکیلا ہوں۔ جنگل میں خوفناک درندے ہیں اور میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔" چھن چھنگو نے کہا۔ مگر بندر بابا کی طرف سے اب کوئی آواز سنائی نہ دی۔

چھن چھنگو سمجھ گیا کہ اب جب تک اس کی صلاحیتیں واپس نہیں آئیں گی بندر بابا کی آواز بھی سنائی نہ دے گی۔

وہ بے حد گھبرایا ہوا تھا۔ اس نے جب پنگو کو تمام باتیں بتائیں تو پنگو بھی پہلے تو گھبرا گیا مگر پھر اس نے کہا۔

"چھن چھنگو گھبراتے کیوں ہو۔ کوئی نہ کوئی ترکیب لڑاؤ جس سے ہم یہ شرط جیت جائیں" اس کی بات سُنکر چھن چھنگو کو بھی غیرت آئی کہ ایک جانور تو حوصلے کی بات کر رہا

ہے اور وہ انسان ہوکر ہمت ہار رہا ہے چنانچہ اس نے تمام خیالات کو ذہن سے نکال کر چلوسک ملوسک اور شہزادے کو پکڑنے کی ترکیب سوچنی شروع کر دی۔

سوچتے سوچتے اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے ان کو پکڑنے کے لئے وہی طریقہ استعمال کرنے کا فیصلہ کیا جو ہاتھیوں کو پکڑنے کے کام آتا ہے چنانچہ اس نے پنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"پنگو تم جنگل میں گھوم کر کوئی گہرا گڑھا دیکھو جس میں انہیں گرایا جاسکے۔ میں اس دوران کسی درخت پر چڑھکر بیٹھ جاتا ہوں تاکہ جنگلی جانور مجھ پر حملہ نہ کر سکیں"۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری ترکیب سمجھ گیا ہوں۔ میں ابھی ایسا گڑھا ڈھونڈتا ہوں"۔ پنگو نے کہا اور پھر وہ چھلانگیں مارتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

چھن چھنگو تیزی سے ایک قریبی درخت پر چڑھ گیا اور اس کے بڑے بڑے پتوں کے

درمیان چھپ کر بیٹھ گیا۔

ابھی اُسے وہاں بیٹھے چند ہی لمحے گذرے ہوں گے کہ اچانک ایک باریک سی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔

"چھن چھنگو تم نیک مقصد کے لئے سب کچھ کر رہے ہو اس لئے ہم تمہاری مدد کریں گے۔"

چھن چھنگو نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا مگر اُسے بولنے والا کہیں نظر نہ آیا۔ پہلے تو اس نے سمجھا کہ یہ آواز اس کا وہم ہے مگر دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چونک پڑا جب اس نے درخت کے ایک پتے سے ایک چھوٹے سے بونے کو کود کر شاخ پر آتے دیکھا۔ یہ سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بونا تھا جس نے سر پر سبز رنگ کی ایک قیف نما ٹوپی پہنی ہوئی تھی ایسی ٹوپی جیسی سرکس کے مسخرے پہنتے ہیں۔

"مجھ سے ملو چھن چھنگو! میں بونوں کا شہزادہ ہوں اور تمہیں اپنے جنگل میں خوش آمدید کہتا

ہوں"۔ بونے شہزادے نے پھدک کر آگے آتے ہوئے باقاعدہ چھن چھنگو سے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"اوہ بہت بہت شکریہ بونے شہزادے! مجھے تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے"۔ چھن چھنگو نے مسکراتے ہوئے بونے شہزادے سے ہاتھ ملاتے ہوئے جواب دیا۔

"چھن چھنگو مجھے معلوم ہے کہ جنگل میں آنے سے تمہاری صلاحیتیں ختم ہوگئی ہیں اور دوسری طرف شہزادے نے تمہاری موت کا مکمل بندوبست کر رکھا ہے۔ جنگل میں اس کے میر شکار نے جگہ جگہ اپنے آدمی چھپا رکھے ہیں جو شہزادے کے اشارے پر تمہیں زہریلے تیروں سے چھید سکتے ہیں۔ کوئی درخت گرا کر تمہیں ہلاک کر سکتے ہیں یا پھر کوئی پالتو چیتا تم پر چھوڑا جا سکتا ہے۔" بونے شہزادے نے کہا۔

"اوہ مگر شہزادے اور میرے درمیان تو صرف ایک دوسرے کو پکڑنے کی شرط لگی تھی۔ پھر

وہ مجھے کیوں ہلاک کریگا۔" چھن چھنگو نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم شہزادے کو نہیں جانتے چھن چھنگو، وہ کسی قیمت پر بھی چاندنی پھول تمہیں نہیں دینا چاہتا۔" بونے شہزادے نے کہا۔

"کیا چلوسک ملوسک بھی اس سازش میں شریک ہیں؟" چھن چھنگو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں، انہیں شہزادے کی سکیم کا علم نہیں ہے۔ وہ صرف تفریح کی خاطر یہ مقابلہ کر رہے ہیں۔" بونے شہزادے نے جواب دیا۔

"مگر تمہیں اتنی تفصیل سے یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟" چھن چھنگو نے حیرت زدہ ہوتے ہوتے پوچھا۔

"چھن چھنگو! جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں کچھ طاقتیں دے رکھی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی چند صلاحیتیں دی ہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کا مجھے پہلے ہی پتہ چل جاتا ہے

میں نے یہیں جنگل میں بیٹھ کر تمہارے تمام کارنامے دیکھے ہیں۔ مثلاً تمہارا اور جاگوزنہ جن کا مقابلہ[1]، اور یقین جانو مجھے تمہارے کارناموں پر فخر ہے۔ میں خود بھی چاہتا تھا کہ تمہارے کارناموں میں شریک ہو جاؤں اور اب اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دے دیا ہے۔ آج کے بعد اگر تم چاہو تو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگا۔ اور برائی اور ظلم کے خلاف تمہارے ساتھ ملکر کام کرونگا۔" بونے شہزادے نے تفصیل بتلاتے ہوتے کہا۔

"اوہ مجھے بیحد خوشی ہوگی میرے دوست۔ اگر تمہاری صلاحیتیں ظلم کے خلاف کام آئیں تو اس سے اور زیادہ اچھی بات کیا ہو سکتی ہے۔" چھن چھنگو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے آج سے ہم دونوں اکٹھے رہیں گے۔ ہاتھ ملاؤ اور دوستی پکی۔" بونے شہزادے نے خوشی سے اچھلتے ہوتے کہا اور پھر چھن چھنگو نے مسکراتے ہوتے اس سے ایک بار پھر مصافحہ کیا۔

[1] اس کے لئے پڑھیے چھن چھنگو سیریز کا پانچواں ناول "چھن چھنگو اور جاگو [illegible]

"اب سنو! تم نے چلوسک ملوسک اور شہزادے کو پکڑنے کے لئے جو ترکیب سوچی ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ شہزادہ اس جنگل میں شکار کھیلتا رہتا ہے اور اُسے یہاں کے ہر گڑھے کے متعلق اچھی طرح علم ہے اس لئے وہ اس داؤ میں کبھی نہیں آئے گا۔" بونے شہزادے نے کہا۔

"اوہ تمہاری بات بالکل درست ہے مجھے اس بات کا خیال تک نہیں آیا۔ مگر اب تم کوئی ترکیب بتاؤ۔" چھن چھنگو نے شرمندہ ہوتے ہوتے کہا۔

"اس کے لئے میرے ذہن میں ایک اچھوتی ترکیب ہے۔ ایسی ترکیب کہ تم سنو گے تو خوشی سے اچھل پڑو گے۔" بونے شہزادے نے جواب دیا۔

"اچھا، کیا ترکیب ہے"؟ چھن چھنگو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

اور پھر بونے شہزادے نے چھن چھنگو کے کان

میں سرگوشی کی اور چھن چھنگو کے چہرے پر اس کی بات سُنکر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کیسی ترکیب ہے"۔ بونے شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھی ترکیب ہے، بہت ہی اچھی"۔ چھن چھنگو نے خوشی سے چہکتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تو پھر چلو اس پر عمل کریں"۔ بونے شہزادے نے کہا اور پھر چھن چھنگو نے بونے شہزادے کو اٹھاکر اپنی جیب میں ڈال لیا اور پھر اچھل کر درخت سے نیچے اتر آیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کے قدم زمین پر لگے اسی لمحے اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے منہ سے بےاختیار چیخ نکل گئی۔ دوسرے لمحے وہ منہ کے بل زمین پر جاگرا۔

چلوسک، ملوسک اور شہزادہ گھوڑوں پر سوار جنگل کے جنوبی سرے سے جنگل کے اندر داخل ہوگئے۔ جنگل خاصا گھنا اور خوفناک تھا

"یہ تو خاصا خوفناک جنگل ہے" چلوسک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلوسک یہ میرا پسندیدہ جنگل ہے۔ یہاں درندوں اور وحشی جانوروں کی کثرت ہے" شہزادے نے یوں فخریہ لہجے میں کہا جیسے جنگل میں درندے اس نے چھوڑ رکھے ہیں۔

"اب اس چھن چھنگلو کے بارے میں کیا پروگرام ہے اس جنگل میں تو اُسے ڈھونڈنا مشکل ہو جائے گا"۔ چلوسک نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو، میں نے سب پروگرام بنا لیا ہے۔ میرے آدمی جنگل میں موجود ہیں جو اس کے متعلق لمحہ لمحہ کی خبریں مجھے پہنچاتے رہیں گے اس طرح ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے"۔ شہزادے نے جواب دیا۔

"بہت خوب"۔ چلوسک نے تعریفی لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے ایک درخت کی آڑ سے ایک آدمی نکلا اور شہزادے کے سامنے جھک گیا

"کیا خبر ہے"؟ شہزادے نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"شہزادہ حضور! وہ لڑکا جنگل میں داخل ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر وہ ایک جگہ کھڑا رہا ہے۔ پھر اس نے اپنے ساتھی بندر کو جنگل میں دوڑا دیا ہے اور وہ خود ایک اونچے درخت پر چڑھ کر چھپ گیا ہے"۔ اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اُسے وہیں روکو جب تک ہم

پہنچ نہ جائیں"۔ شہزادے نے جواب دیا
وہ آدمی سلام کرکے تیزی سے مڑا اور
میں غائب ہوگیا۔

"آؤ چلیں"۔ شہزادے نے گھوڑے کو
لگاتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے
اپنے گھوڑے آگے بڑھا دیئے۔

"مگر اس طرح ہمیں کیا لطف آئے گا۔
تو آسانی سے اس لڑکے کو پکڑ لیں گے
ملوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟" شہزادے نے حیرت
لہجے میں پوچھا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم اُسے خود ڈھونڈ
اور اُسے خود اپنی کوشش سے پکڑیں مگر
نے اپنے آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر
مزہ کرکرا کر دیا ہے۔

"ہاں شہزادے! ملوسک ٹھیک کہہ رہا
اس طرح سارا لطف غارت ہوگیا ہے"۔ چلوسک
نے بھی اپنے بھائی کی تائید کی۔

"تو ٹھیک ہے دوستو جس طرح تم کہو،

اپنے آدمیوں کو منع کر دیتا ہوں کہ وہ
مجھے اطلاع نہ دیں"۔ شہزادے نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک"۔ چلوسک نے خوش ہوتے ہوئے
کہا۔

اور پھر شہزادے نے اپنا دایاں ہاتھ سر
سے بلند کر دیا۔ دوسرے لمحے ایک درخت
کی آڑ سے ایک نوجوان نکلا اور شہزادے کے
سامنے آکر جھک گیا۔

"سنو! اب تم میں سے کسی نے مجھے
آکر اطلاع نہیں دینی۔ سمجھے۔ سب کو بتادو"
شہزادے نے اس نوجوان سے مخاطب ہوکر کہا

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور"۔
نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور
پھر سلام کرکے واپس دوڑتا ہوا جنگل میں
غائب ہوگیا۔

"اب ٹھیک ہے دوستو"۔ شہزادے نے مسکراتے
ہوئے چلوسک ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں اب ٹھیک ہے۔ آؤ اب اُسے ڈھونڈیں"۔

چلوسک ملوسک نے بیک آواز ہوکر جواب دیا۔
اور ان تینوں نے گھوڑے آگے بڑھا دیئے۔
جنگل گو خاصا گھنا تھا مگر چونکہ شہزادہ
یہاں شکار کھیلتا رہتا تھا اس لئے اس نے
گھوڑوں کے لئے خصوصی راستے تیار کروائے تھے۔
اس وقت بھی وہ ایسے ہی راستے پر گھوڑے
دوڑاتے جا رہے تھے کہ اچانک دور سے
الو کی کریہہ آواز سنائی دی۔ یہ آواز شمال
کی طرف سے آئی تھی۔

شہزادے نے اچانک گھوڑے کا رخ شمال
کی طرف موڑ دیا اور چلوسک ملوسک نے
اس کی پیروی کی۔

ابھی وہ اس راستے پر تھوڑی ہی دور
گئے ہوں گے کہ اچانک ایک گیدڑ کے
چیخنے کی آواز سنائی دی اور شہزادے نے
ایک بار پھر راستہ بدل لیا۔

"یہ کیا چکر ہے جب بھی کسی جانور کی
آواز سنائی دیتی ہے تم راستہ بدل لیتے
ہو"؟ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے شہزادے

سے کہا۔

"نہیں، ایسی کوئی بات نہیں، بس اتفاقاً
ہی ایسا ہوگیا ہوگا"۔ شہزادے نے قدرے جھینپتے
ہوئے جواب دیا۔

ابھی ان کے گھوڑے تھوڑی ہی دور
گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں قریب ہی
ایک شیر کی دھاڑ سنائی دی۔ شہزادے کا گھوڑا
چونکہ آگے تھا اس لئے اس سے پہلے کہ
وہ سنبھلتے، قریب ہی ایک جھاڑی سے شیر
نے شہزادے پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اس سے
پہلے کہ شیر شہزادے کے قریب پہنچتا، چلوسک
کے ریوالور سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور
دوسرے لمحے شیر کا جسم فضا میں ہی ٹکڑے
ٹکڑے ہوکر بکھر گیا۔

شیر کے اچانک حملے سے شہزادے کا گھوڑا
بھڑک گیا تھا اور شہزادہ اس کی پشت سے
اچھل کر دور ایک جھاڑی میں جا گرا تھا۔
شیر کے مرتے ہی شہزادہ اچھل کر کھڑا
ہوگیا اور اس نے تحسین آمیز نظروں سے

چلوسک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"اگر تم اس کو نہ مارتے تو شائد آج
میری موت ہی آگئی تھی"۔
پھر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب
دیتا، ایک آدمی تیزی سے بھاگتا ہوا شہزادے
کے قریب آیا اور کہنے لگا۔
"شہزادہ حضور! ہم سے غفلت ہوگئی۔ یہ
شیر ہمیں نظر ہی نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالےٰ
نے آپ کو بچا لیا ہے"۔
"ٹھیک ہے تم جاؤ"۔ شہزادے
نے کہا اور وہ آدمی سلام کرکے واپس
مڑ گیا۔
شہزادے کا گھوڑا چونکہ بھڑک کر بھاگ گیا
تھا اس لئے چلوسک ملوسک بھی گھوڑوں
سے نیچے اترے اور پھر وہ تینوں پیدل
چلنے لگے۔ ان کا رخ شمال کی طرف تھا۔
ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھے تھے
کہ اچانک شمال مشرق کی طرف سے ایک لگڑبھگڑ

کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور شہزادے
نے اپنا رخ شمال مشرق کی طرف کرلیا۔
مگر جیسے ہی شہزادہ ادھر کو گھوما، اچانک
ایک درخت پر سے ایک سیاہ ریچھ کی
چیخ سنائی دی اور ان تینوں نے بیک وقت
چونک کر اوپر دیکھا تو ایک قوی ہیکل ریچھ
جو درخت پر چڑھا بیٹھا تھا ان پر چھلانگ
لگانے کے لئے تیار تھا۔
شہزادے نے پھرتی سے نیام سے تلوار
نکال لی اور ان دونوں کو ایک طرف ہٹنے
کا اشارہ کیا۔
چلوسک نے ریچھ پر سرخ شعاع والا پستول
چلانے کا ارادہ کیا مگر اسی لمحے ریچھ نے
شہزادے پر چھلانگ لگا دی اور چلوسک ملوسک
پھرتی سے ایک طرف ہٹ گئے۔ شہزادے کے
چہرے پر چونکہ اطمینان تھا اس لئے انہوں
نے سوچا کہ شہزادہ خود ہی ریچھ سے
نپٹ لے گا۔
شہزادے نے تلوار بازی کا شاندار مظاہرہ شروع

کر دیا۔ مگر ریچھ بھی بیحد خوفناک اور طا
تھا۔ وہ نہ صرف شہزادے کی تلوار کے
سے بچ گیا بلکہ اس نے اچانک ایسا ز
حملہ کیا کہ شہزادے کو دور تک رگیدتا چلا
اب چلوسک ملوسک بھی اس پر فائر نہیں
سکتے تھے کیونکہ اس سے شہزادے کے
کا بھی خطرہ تھا۔

اُدھر شہزادے نے نیچے گرتے ہی
سے قلابازی کھائی اور تلوار کا بھرپور وار
پر کیا یہ وار اتنا خوفناک تھا کہ ریچھ
کھاکر خوفناک آوازیں نکالتا ہوا پلٹا اور
درخت کی طرف بھاگا جس کی دوسری طر
چلوسک ملوسک کھڑے تھے۔

ملوسک نے جب ریچھ کو اپنی طرف آ
دیکھا تو اس نے پھرتی سے پستول کا ٹریگر
دبا دیا۔ ملوسک کے پستول سے سرخ رنگ
شعاع نکلی اور درخت کے تنے کے قریب
موجود ریچھ پر پڑی اور ایک دھماکے کے سا
ریچھ کے ٹکڑے اڑ گئے مگر اس کے سا

ہی شعاع اس جگہ سے درخت کے موٹے تنے
پر پڑی اور درخت ایک زبردست کڑاکے کے
ساتھ اس طرف گرا جدھر شہزادہ موجود تھا پھر
اس سے پہلے کہ شہزادہ ایک طرف ہٹتا درخت
عین شہزادے پر آگرا اور شہزادے کے منہ
سے ایک چیخ سی نکل گئی۔

"ارے شہزادہ درخت کے نیچے آگیا" چلوسک
ملوسک نے چیخ کر کہا اور پھر وہ دیوانہ وار
شہزادے کی طرف بڑھے۔ اُسی لمحے اِردگرد سے
بیسیوں آدمی تیزی سے لپکے اور پھر ان
سب نے درخت کو ہٹاکر نیچے سے شہزادے
کو نکالنے کی کوشش شروع کر دی۔

چلوسک ملوسک کے لئے چونکہ یہ حادثہ بالکل
غیر متوقع تھا اس لئے وہ بھی بدحواس ہوگئے
اور اسی بدحواسی میں انہوں نے پستول جیبوں میں
ڈالنے کی بجائے وہیں زمین پر ہی رکھ دیئے اور
دوسرے آدمیوں کے ساتھ مل کر درخت ہٹانے
میں مصروف ہوگئے

تھوڑی دیر بعد شہزادے کو درخت کے

نیچے سے نکال لیا گیا۔ وہ خاصا زخمی
تھا اور بے ہوش تھا۔ اس کے زخموں
خون تیزی سے نکل رہا تھا۔

"اسے فوراً محل میں لے چلو، یہ سخت
ہے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور پھر
آدمی شہزادے کو اٹھاکر جنگل کے کنارے
طرف بھاگنے لگے۔ چند لمحوں بعد چلوسک
وہاں اکیلے رہ گئے۔

"بہت بُرا ہوا، شہزادہ کافی زخمی
ہوتا ہے"۔ چلوسک نے مڑ کر اس طرف
ہوتے کہا جہاں اس نے پستول رکھا تھا۔
وہاں پستول کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"ارے میرا پستول"؟ چلوسک نے چونک کر کہا
اور پھر ادھر بھاگا جدھر اس نے پستول رکھا

"ارے میرا پستول کہاں گیا۔ میں نے
تو یہیں رکھا تھا"۔ ملوسک بھی چیخا۔

اور پھر انہوں نے اردگرد کی زمین
چپہ چپہ چھان مارا مگر وہاں پستول ہوتے
ملتے۔

پنگو بندر چھن چھنگو سے علیحدہ ہوکر جنگل
میں بھاگتا چلاگیا۔ وہ ایسا گڑھا ڈھونڈ رہا تھا
جہاں چلوسک ملوسک اور شہزادے کو گرایا
جاسکے مگر ایسا گڑھا اُسے کہیں نظر نہیں
آرہا تھا۔ ویسے جنگل میں گھومتے ہوئے اس
نے یہ دیکھ لیا تھا کہ شہزادے کے آدمی
جنگل کے چپے چپے میں چھُپے ہوتے ہیں
اور جنگل بھی خاصا خطرناک تھا۔

چونکہ دن کا وقت تھا اس لئے زیادہ تر
جنگلی درندے اپنی اپنی پناہ گاہوں میں چھُپے
ہوئے تھے مگر اس کے باوجود کافی تعداد میں
جنگلی درندے گھومتے ہوتے اُسے نظر آتے تھے۔

گڑھے کی تلاش میں گھومتے گھومتے پنگو
اس جگہ پہنچ گیا جہاں شہزادہ اور چلوسک ملوسک
گھوڑوں پر سوار آگے بڑھے چلے جا رہے تھے
پنگو ان کے قریب رہ کر درختوں پر سفر
کرتا رہا۔ وہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں
سننا چاہتا تھا۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ
شہزادے پر ایک شیر نے اچانک حملہ کر دیا
اور پھر پنگو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا
کہ چلوسک کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک
چھوٹے سے آلے سے سرخ رنگ کی شعاع
نکلی اور شیر کے فضا میں ٹکڑے ہو گئے۔

پنگو یہ آلہ دیکھ کر بے حد حیران ہوا۔
اس نے سوچا کہ یہ تو بڑے کام کی چیز
ہے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح
یہ آلہ ان میں سے کسی کے ہاتھ سے
جھپٹ لے تاکہ چھن چھنگو بھی اسے استعمال کر کے
ظالموں کا مقابلہ کر سکے۔

اب وہ اسی تاڑ میں ان کے ساتھ ساتھ

سفر کر رہا تھا۔ اب وہ تینوں گھوڑوں سے
اتر کر پیدل چل رہے تھے اور پھر جلد ہی
وہ موقع آ گیا۔

ایک ریچھ نے شہزادے پر حملہ کیا اور
پھر اس کے سامنے ہی درخت شہزادے پر
گرا اور چلوسک ملوسک اپنے ہاتھوں میں پکڑے
ہوئے پستولوں کو زمین پر رکھکر درخت ہٹانے
میں مصروف ہو گئے۔

پنگو نے سوچا کہ یہ موقع بیحد اچھا ہے
چنانچہ وہ درخت سے اترا اور پھر دبے
قدموں پستولوں کی طرف بڑھا چونکہ سب لوگ
درخت ہٹانے میں بُری طرح مصروف تھے اس
لئے کسی کی نظر بھی پنگو پر نہ پڑی۔

پنگو نے بڑے اطمینان سے دونوں پستول
اٹھائے اور بھاگتا ہوا قریبی درخت پر چڑھتا چلا گیا
خوشی سے اس کا دل بلّیوں اچھل رہا تھا۔
وہ سوچ رہا تھا کہ کیا ہوا اگر چھن چھنگو
کی صلاحیتیں ختم ہو گئیں یہ دونوں چیزیں اُسے
بے حد فائدہ دیں گی۔

مگر جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں وہ چھن چھنگو کو چھوڑ کر آیا تھا تو وہ ٹھٹھک کر رہ گیا۔ اس کا دل دھک سے رہ گیا اس نے سوچا بھی نہ تھا کہ چھن چھنگو کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

جیسے ہی چھن چھنگو نے درخت سے چھلانگ لگائی اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ دوسرے لمحے وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا۔

زمین پر گرتے ہی اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے جان نکل گئی ہو۔ وہ حرکت کرنے سے بالکل معذور ہوگیا تھا۔ وہ اسی طرح بے حس و حرکت منہ کے بل زمین پر گرا رہا۔

ایک لمبا سا تیر اس کی گردن کی پشت میں ترازو ہوگیا تھا۔

بونا شہزادہ نیچے گرتے ہی تیزی سے اس

کی جیب سے باہر نکلا مگر اس سے پہلے کہ
وہ اس کے جسم پر چڑھ کر تیر تک پہنچ
قریبی درخت سے ایک آدمی چھن چھنگو کی طرف
لپکا اور اس نے پھرتی سے چھن چھنگو کی گردن
سے تیر کھینچ لیا اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی
ہوئی ایک بوٹی کو اس زخم پر اچھی طرح
دیا جہاں تیر لگا تھا۔ اس بوٹی کے لگتے ہی
زخم فوری طور پر مندمل ہوگیا۔ اب یوں
محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں کبھی زخم ہوا ہی
نہ ہو۔ اس کے بعد وہ آدمی واپس پلٹا اور
تیزی سے جنگل میں غائب ہوگیا۔

"یہ مجھے کیا ہوا ہے بونے شہزادے، میں
تو بالکل حرکت نہیں کرسکتا"۔ چھن چھنگو نے بونے
شہزادے سے مخاطب ہوکر کہا۔

"چھن چھنگو! شہزادے کے شکاریوں نے تمہارے
جسم میں ایک بوٹی کا زہر تیر کی نوک پر
لگا کر داخل کر دیا ہے۔ اس بوٹی سے تم
دس بارہ گھنٹوں تک بالکل حرکت نہ کر سکوگے"۔
بونے شہزادے نے چھن چھنگو کو بتایا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ شہزادہ بے ایمانی
کر رہا ہے۔ وہ اس طرح مجھے بے بس کر کے
قابو کرنا چاہتا ہے"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"نہیں، شہزادے نے ایسا کرنے کا حکم
نہیں دیا۔ شہزادہ تو زخمی ہوکر اپنے محل میں
چلا گیا ہے۔ یہ کام شہزادے کے میر شکار
نے اپنی مرضی سے کیا ہے"۔ بونے شہزادے
نے کہا۔

"اس کا کوئی علاج کرو بونے شہزادے، اس
طرح تو میں بے بس ہوکر ان کے قابو چڑھ
جاؤں گا"۔ چھن چھنگو نے بونے شہزادے سے کہا۔

"چھن چھنگو! مجھے افسوس ہے کہ اس بوٹی
کا کوئی علاج نہیں ہے۔ دس بارہ گھنٹوں
کے بعد تم خود بخود ٹھیک ہو جاؤ گے مگر اس
سے پہلے کچھ نہیں ہوسکتا"۔ بونے شہزادے
نے کہا۔

"اچھا مجھے سیدھا تو کردو۔ اس طرح تو
میں کچھ دیکھ بھی نہیں سکتا"۔ چھن چھنگو نے
ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے

وہ کبھی بھی اتنا بے بس نہیں ہوا تھا۔ مگر
بونا شہزادہ اتنا چھوٹا تھا کہ وہ اس کا
بازو تک نہ ہلا سکا۔

اُسی لمحے پنگو بندر وہاں پہنچا تھا اور
اس نے جب چھن چھنگو کو یوں منہ کے بل
زمین پر گرا ہوا دیکھا تو اس کا دل دھک
سے رہ گیا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ
چھن چھنگو کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے چنانچہ
اس نے درخت سے چھلانگ لگائی اور دوڑتا
ہوا چھن چھنگو کے پاس پہنچا۔

"چھن چھنگو کیا ہوا، خیریت تو ہے، تم اس
طرح کیوں پڑے ہوتے ہو"؟ پنگو نے چھن چھنگو
سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں میرے دوست! شہزادے کے آدمیوں
نے بے ایمانی کی ہے"۔ چھن چھنگو نے قدرے
مایوس لہجے میں کہا اور پھر اس نے پوری
تفصیل سے سب بات پنگو کو بتائی۔ اور اس
کے ساتھ ہی اس نے بونے شہزادے کا تعارف
بھی پنگو سے کرا دیا۔

پنگو نے چھن چھنگو کو اب تک شہزادے
چلوسک ملوسک کے متعلق تمام تفصیل بتائی اور
اور چھن چھنگو کو وہ پستول بھی دکھائے جو
وہ ان سے اڑا کر لایا تھا۔

"یہ کام تم نے غلط کیا ہے، اس طرح
میں سمجھتا ہوں کہ تم نے چوری کی ہے اگر
تم ان کے ہاتھوں سے جھپٹ لیتے تب
ٹھیک تھا"۔ چھن چھنگو نے قدرے غصیلے لہجے
میں کہا۔

"مگر چھن چھنگو! یہ سوچو کہ اگر وہ یہ
چیز تم پر استعمال کر دیتے تو تمہارے جسم
کے ٹکڑے اُڑ جاتے"۔ پنگو نے بُرا سا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"موت زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
اس کے بارے میں انسان کو فکر نہیں کرنا
چاہیئے۔ بہرحال یہ چیزیں تم انہیں واپس کردو"۔
چھن چھنگو نے اُسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا کام ہے چھن چھنگو! میں انہیں اڑا
کر لایا ہوں۔ میں خود ہی سوچوں گا کہ انہیں

واپس کروں یا نہ کروں"۔ پنگو نے بھی غصیلے
لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ چھن چھنگو کچھ
کہتا بونا شہزادہ بول پڑا۔

"چھن چھنگو! چلوسک ملوسک یہاں پہنچنے والے
ہیں، ہوشیار ہو جاؤ"۔

"کیا ہوشیار ہو جاؤں۔ میں تو اب بے بس
پڑا ہوا ہوں"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا اس کا
لہجہ بھی بے بسی سے پُر تھا۔

"بہت ظلم ہوا۔ ہمارے پستول ہی تو ہمارا
کل سرمایہ تھے۔ ان پستولوں کے بغیر تو ہم
کچھ بھی نہیں کر سکتے"۔ ملوسک نے انتہائی مایوسی
کے عالم میں کہا۔

"آخر ہمارے پستول گئے کہاں، کون لے گیا
انہیں"۔ چلوسک نے بھی حیرت اور پریشانی سے
پُر لہجے میں کہا۔

اسی لمحے ایک درخت کی آڑ سے نکل
کر ایک نوجوان ان کی طرف بڑھا۔

"چلوسک ملوسک! تم دونوں کے پستول ایک
بندر اٹھا کر لے گیا ہے اور یہ بندر وہی معلوم
ہوتا ہے جو اس لڑکے چھن چھنگو کے ہمراہ تھا"۔

نوجوان نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"اوہ یہ تو بہت بُرا ہوا۔ اس بندر کو ان پستولوں کی اہمیت کا کیا پتہ، وہ تو انہیں ضائع کر دیگا" چلوسک نے مزید پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں، وہ بندر یقیناً تمہارے پستول اس چھن چھنگو کو جاکر دیگا اور ہم آسانی سے اس سے یہ پستول حاصل کر سکتے ہیں"۔ نوجوان نے چلوسک ملوسک کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلوسک! اس لڑکے کو ان پستولوں کے متعلق کوئی علم نہیں۔ یقیناً اس کے لئے وہ بےکار ہونگے۔ ہم اگر اُسے قابو کرلیں تو وہ پستول حاصل کر سکتے ہیں"۔ ملوسک نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے چلو، ہمیں فوراً اُس کے پاس پہنچنا چاہیئے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر وہ اس وقت ہے کہاں، اس بارے میں تو ہمیں علم ہی نہیں"۔ ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو اس کے پاس لے چلتا ہوں"۔ اس نوجوان نے کہا۔

"ٹھیک ہے، اگر تمہیں معلوم ہے تو چلو"۔ چلوسک نے کہا۔ اُسے مقابلہ وغیرہ بھول گیا تھا اب تو انہیں اپنے پستولوں کی فکر تھی۔ جس کے بغیر وہ اپنے آپ کو بالکل ہی بےبس اور ناکارہ سمجھ رہے تھے۔ اپنے جہاز کو وہ ابھی کھول نہیں سکتے تھے اس لئے ان کا واحد سہارا یہی پستول ہی تھے

نوجوان ان دونوں کو ہمراہ لئے ہوئے درختوں کے درمیان میں سے گزرتا چلا گیا اور پھر تقریباً آدھ گھنٹہ چلنے کے بعد نوجوان اچانک رک گیا۔

"اب آپ آگے جایئے۔ وہ لڑکا چھن چھنگو ایک درخت کے نیچے پڑا ہوا نظر آ جائیگا"۔ نوجوان نے ان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مگر وہ بندر" چلوسک نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ بھی کہیں آس پاس ہی ہوگا آپ فکر

نہ کریں ہم یہیں موجود ہیں۔ بندر ہمارے ہاتھ
سے بچ کر نہیں جاسکتا۔ اگر آپ اس سے
اپنے پستول حاصل نہ کر سکے تو ہم اس بندر
کو ہلاک کرکے بھی آپ کے پستول حاصل کر
لیں گے۔ مگر چونکہ شہزادہ حضور کا حکم ہے
کہ جب تک آپ حکم نہ دیں ہم مداخلت نہ
کریں اس لئے ہم خاموش ہیں۔ بہرحال جب
پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو ہمیں مداخلت
کرنی ہی پڑے گی۔" نوجوان نے انہیں تسلی
دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا
ہوا جنگل میں غائب ہوگیا۔

چلوسک ملوسک اس کے غائب ہوتے ہی
آگے بڑھے اور پھر انہیں دور ایک درخت کے
نیچے منہ کے بل چھن چھنگو لیٹا ہوا نظر آگیا۔
بندر دونوں ہاتھوں میں پستول لئے اس کے
قریب کھڑا تھا۔

"یہ نیچے کیوں پڑا ہوا ہے"؟ ملوسک نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"معلوم نہیں، مجھے تو فکر پستولوں کی
ہے۔"

ملوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے
چھن چھنگو کے قریب پہنچ گئے۔
انہیں قریب آتا دیکھ کر پنگلو بندر پستولوں
سمیت تیزی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔
"ہمیں ہمارے پستول واپس کر دو چھن چھنگو!
تمہارے بندر نے ہمارے دونوں پستول چوری
کر لئے ہیں اور یہ اصول کے خلاف ہے۔" چلوسک
نے چھن چھنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"اور جو کچھ میرے ساتھ ہوا ہے، کیا یہ
اصول ہے۔ کیا یہی بات شرط میں طے ہوئی
تھی؟" چھن چھنگو نے پشت کے بل لیٹے لیٹے
تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب؟ ہم نے کیا بے اصولی کی ہے"؟
چلوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ بے اصولی نہیں تو اور کیا ہے کہ
شہزادے کے شکاریوں نے تیر کی نوک پر زہر
لگا کر میری پشت میں داخل کیا اور پھر ایک
بوٹی لگاکر زخم مندمل کردیا اور اس زہر کی
وجہ سے میں مفلوج ہوکر رہ گیا ہوں کیا مقابلہ

اسی طرح ہوتا ہے۔" چھن چھنگو نے پہلے سے
زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ انتہائی گھٹیا
حرکت ہے۔ بہرحال ہم نے شہزادے کو یہ مشورہ
ہرگز نہیں دیا تھا۔" ملوسک نے افسوس کا اظہار
کرتے ہوئے کہا۔
"میں ہرگز نہیں جانتا کہ تم نے مشورہ دیا
تھا یا نہیں۔ بہرحال اب میں مفلوج پڑا ہوں
تم میرے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتے ہو
مجھے ہلاک کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، قید کرنا
چاہو تو کر سکتے ہو۔" چھن چھنگو نے جواب دیا۔
"نہیں یہ غلط ہے اگر تمہیں بے بس کیا
گیا ہے تو پھر ہم بھی اس مقابلے سے
دستبردار ہوتے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا اور
پھر ملوسک نے بھی اس کی تائید کر دی۔
"مگر اب اس چاندنی پھول کا کیا ہوگا!
کیا شہزادہ یہ پھول دینے کی اجازت دیدے
گا؟" چھن چھنگو نے کہا۔
"ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جب

مقابلہ ہی نہیں ہوا تو یہ شرط بھی پوری نہیں
ہوتی اور جب تک شرط پوری نہ ہو ہم
شہزادے کو مجبور نہیں کر سکتے۔" چلوسک نے
جواب دیا۔
"ٹھیک ہے، میں شہزادے سے ایک بار
پھر بات کرونگا۔ پھر اس کے جواب کے بعد
میں سوچوں گا کہ کیا کیا جائے۔" چھن چھنگو
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"ہمارے پستول تو اپنے بندر سے واپس
کراؤ۔" چلوسک نے کہا۔
"ہاں! میں نے پہلے ہی پنگلو سے کہا
تھا کہ وہ تمہارے پستول واپس کر دے کیونکہ
یہ چھڑی بنتی ہے۔ اگر وہ تمہارے ہاتھوں
سے جھپٹ لیتا تب دوسری بات تھی۔" چھن چھنگو
نے جواب دیا۔
"شکریہ! تم واقعی بااصول آدمی ہو۔ ہمارے
دل میں تمہاری قدر اور بڑھ گئی ہے۔" چلوسک
نے کہا۔
"تم ایسا کرو، مجھے سیدھا کر دو تاکہ میں پنگلو

اسی طرح ہوتا ہے"۔ چھن چھنگو نے پہلے
زیادہ تلخ لہجے میں جواب دیا۔
"اوہ اگر ایسا ہوا ہے تو یہ انتہائی
حرکت ہے۔ بہرحال ہم نے شہزادے کو یہ
ہرگز نہیں دیا تھا"۔ ملوسک نے افسوس کا
کرتے ہوئے کہا۔
"میں ہرگز نہیں جانتا کہ تم نے مشورہ
تھا یا نہیں۔ بہرحال اب میں مفلوج پڑا ہوں
تم میرے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتے ہو
مجھے ہلاک کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، قید کرنا
چاہو تو کر سکتے ہو"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔
"نہیں یہ غلط ہے اگر تمہیں بےبس کیا
گیا ہے تو پھر ہم بھی اس مقابلے سے
دستبردار ہوتے ہیں"۔ چلوسک نے جواب دیا اور
پھر ملوسک نے بھی اس کی تائید کر دی۔
"مگر اب اس چاندنی پھول کا کیا ہوگا!
کیا شہزادہ یہ پھول دینے کی اجازت دیدے
گا؟" چھن چھنگو نے کہا۔
"ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جب

مقابلہ ہی نہیں ہوا تو یہ شرط بھی پوری نہیں
ہوتی اور جب تک شرط پوری نہ ہو ہم
شہزادے کو مجبور نہیں کر سکتے"۔ چلوسک نے
جواب دیا۔
"ٹھیک ہے، میں شہزادے سے ایک بار
پھر بات کرونگا۔ پھر اس کے جواب کے بعد
میں سوچوں گا کہ کیا کیا جائے"۔ چھن چھنگو
نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"ہمارے پستول تو اپنے بندر سے واپس
کراؤ"۔ چلوسک نے کہا۔
"ہاں! میں نے پہلے ہی پنگو سے کہا
تھا کہ وہ تمہارے پستول واپس کر دے کیونکہ
یہ چوری بنتی ہے۔ اگر وہ تمہارے ہاتھوں
سے جھپٹ لیتا تب دوسری بات تھی"۔ چھن چھنگو
نے جواب دیا۔
"شکریہ! تم واقعی بااصول آدمی ہو۔ ہمارے
دل میں تمہاری قدر اور بڑھ گئی ہے"۔ چلوسک
نے کہا۔
"تم ایسا کرو، مجھے سیدھا کردو تاکہ میں پنگو

سے کہہ سکوں"۔ چھن چھنگو نے کہا اور پھر ان
دونوں نے اسے اٹھاکر سیدھا کر دیا۔

"پنگو! درخت سے نیچے اترو اور یہ پستول
ان کو واپس کردو، مقابلہ ختم ہو گیا ہے"۔
چھن چھنگو نے پنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

اس کی بات سُنکر پنگو درخت سے نیچے
اترا اور پھر اس نے دونوں پستول ان کی
طرف پھینک دیئے۔

چلوسک ملوسک نے بڑی بے صبری سے
دونوں پستول جھپٹ لئے اور پھر وہ انہیں
غور سے دیکھنے لگے کہ کہیں وہ خراب نہ
ہوگئے ہوں۔ مگر یہ دیکھ کر ان دونوں نے
اطمینان کا سانس لیا کہ پستول صیحح تھے۔
اُسی لمحے اِردگرد کے درختوں سے کافی تعداد
میں لوگ نکل کر وہاں آگئے۔ ان میں سے
ایک لمبا تڑنگا آدمی آگے بڑھا اور چلوسک ملوسک
سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔

"کیا مقابلہ ختم ہوگیا ہے"؟

"ہاں! ختم ہوگیا ہے۔ تم لوگوں نے زیادتی

کی ہے کہ اسے مفلوج کردیا ہے۔ اس
طرح مقابلہ ہوتا ہے۔ اسے ٹھیک کرو"۔ چلوسک
نے تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ دس بارہ گھنٹوں سے پہلے ٹھیک نہیں
ہو سکے گا۔ ہم نے تو حفظِ ماتقدم کے
طور پر ایسا کیا تھا"۔ اس لمبے تڑنگے آدمی
نے قدرے شرمندہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، ہم شہزادے سے بات کریں گے
فی الحال اسے اٹھاکر محل میں لے چلو"۔ چلوسک
نے اُسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

چلوسک کے کہنے پر ایک آدمی نے آگے
بڑھکر چھن چھنگو کو اٹھاکر پشت پر لادا اور پھر
یہ قافلہ جنگل سے باہر کی طرف چلنے لگا۔ پنگو
ان کے ساتھ ساتھ دوڑتا چلا جارہا تھا۔

بونا شہزادہ چلوسک ملوسک کے آنے پر ہی
دوبارہ چھن چھنگو کی جیب میں گھس گیا تھا۔
چنانچہ چھن چھنگو کے ساتھ ہی بونا شہزادہ بھی
ہمراہ جارہا تھا۔

شہزادے کی مرہم پٹی کر دی گئی تھی۔ شکر تھا کہ اُسے شدید چوٹیں نہیں آئی تھیں مگر اس کے باوجود اُسے کافی عرصہ تک آرام کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔

اس وقت بھی وہ اپنے کمرہ خاص میں بستر پر لیٹا ہوا تھا اس کے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں اور تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔

اُسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک کنیز اندر داخل ہوکر شہزادے کے سامنے رکوع کے بل جھک گئی۔

"کیا بات ہے"؟ شہزادے نے کنیز سے

مخاطب ہوکر کہا۔

"شہزادہ حضور! میرشکار نے اطلاع دی ہے کہ چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو نے اپنا مقابلہ ختم کر دیا ہے اور آپس میں صلح کرلی ہے"۔ کنیز نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیا چلوسک ملوسک میرے ساتھ غداری کر سکتے ہیں۔ کہاں ہے میرشکار، اُسے میرے سامنے پیش کرو"۔ شہزادے نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور"۔ کنیز نے کہا اور پھر مڑکر تیزی سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار اندر آنے والا خود میرشکار تھا۔ وہ شہزادے کے سامنے پہنچ کر رکوع کے بل جھکتا چلا گیا۔

"میرشکار! یہ ہم کیا سُن رہے ہیں؟ کیا واقعی چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو نے صلح کرلی ہے؟ ہمیں تفصیل بتاؤ"۔ شہزادے نے تشویش سے

پُر لہجے میں میر شکار سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جی شہزادہ حضور! آپ نے صحیح سنا

فی الحال ان دونوں نے مقابلہ ختم کر دیا

اور آپس میں صلح کر لی ہے اب وہ

محل کی طرف آرہے ہیں"۔ میر شکار نے مؤد

لہجے میں جواب دیا۔

"یہ سب کچھ کیسے ہوا؟ میرے دوست

دشمن کے ساتھ کیسے صلح کر سکتے ہیں

پوری تفصیل بتاؤ"۔ شہزادے نے غصیلے لہجے

میں کہا۔

"شہزادہ حضور! آپ کے زخمی ہو جانے پر

چلوسک ملوسک نے اپنے دونوں پستول ایک

طرف رکھے اور ہم سب کے ساتھ ملکر اس

درخت کو ہٹانے میں مصروف ہوگئے اسی وقت

چھپن چھنگو کے ساتھی بندر نے وہ دونوں پستول

اچک لیے اور انہیں لیکر چھپن چھنگو کی طرف

دوڑ گیا۔ اُدھر آپکے زخمی ہوتے ہی میں نے

اس خیال سے کہ کہیں چلوسک ملوسک چھپن چھنگو

سے مقابلہ نہ ہار جائیں۔ جسم کو مفلوج کر دینے

والا زہر ایک تیر کے ذریعے چھپن چھنگو کے جسم

میں داخل کرکے اُسے مفلوج کردیا تاکہ چلوسک

ملوسک آسانی سے اُسے قابو کرسکیں مگر چلوسک

ملوسک تو اپنے پستولوں کو غائب دیکھکر حواس

ہی کھو بیٹھے۔ جس پر میرے ایک آدمی نے

انہیں بندر کے متعلق بتایا اور پھر اس کی

رہنمائی میں وہ دونوں چھپن چھنگو کے پاس پہنچ

گئے اس وقت چھپن چھنگو مفلوج حالت میں

پڑا ہوا تھا مگر چلوسک ملوسک نے اُسے قابو

میں کرنے کی بجائے پستول لینے کے لئے اس

سے صلح کرلی اور اب وہ اُسے اٹھاکر ساتھ

لے آرہے ہیں"۔ میر شکار نے تفصیلات بتاتے

ہوئے کہا۔

"وہ لڑکا ابھی تک مفلوج ہے"۔ شہزادے نے

کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! وہ ابھی آٹھ دس گھنٹوں تک اسی

حالت میں رہے گا"۔ میر شکار نے جواب دیا۔

"بہت خوب، پھر ٹھیک ہے۔ میں محل

میں آتے ہی اُسے قتل کرا دونگا تاکہ نہ رہے

بالنس نہ بجے بالنسری۔ تم باہر جاؤ اور جلادوں
کو میرے پاس بھیج دو۔" شہزادے نے مسکراتے
ہوئے کہا اور میرشکار سلام کرکے واپس مڑا
اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر
چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد چار قوی ہیکل حبشی ہاتھوں
میں ننگی تلواریں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"میرے کمرے میں چھپ جاؤ ابھی
میرے دوست چلوسک ملوسک ایک لڑکے اور
بندر کے ساتھ یہاں آئیں گے وہ لڑکا مفلوج
ہوگا۔ پھر جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے
اس لڑکے اور بندر کی گردنیں تن سے جدا
کر دینی ہیں"۔ شہزادے نے انہیں حکم دیتے
ہوئے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور"۔ حبشیوں
نے کہا اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے پردوں
کی آڑ میں چھپ گئے۔

کافی دیر انتظار کے بعد ایک کنیز دوبارہ کمرے
میں داخل ہوئی۔

"شہزادہ حضور! آپ کے دوست چلوسک ملوسک
ایک لڑکے اور بندر کے ساتھ حاضر ہونا چاہتے
ہیں"۔ کنیز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں احترام سے لایا جائے"۔ شہزادے نے
کہا اور کنیز سلام کرکے کمرے سے باہر چلی گئی

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور چلوسک ملوسک
اندر داخل ہوتے۔ ایک سپاہی نے چھن چھنگو کو
کاندھے پر لادا ہوا تھا اور پنگو بندر ویسے
ان کے ہمراہ تھا۔

چلوسک ملوسک اندر داخل ہوتے ہی سیدھے
شہزادے کی طرف دوڑے جبکہ سپاہی نے چھن چھنگو
کو فرش پر لٹا دیا اور خود خاموشی سے
باہر چلا گیا۔ پنگو بندر خاموشی سے چھن چھنگو
کے پاس کھڑا ہوگیا۔

"میرے دوست شہزادے خوبرو کیا حال ہے
تمہارا"؟ چلوسک نے شہزادے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں
میں لیتے ہوتے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"بس زندہ ہوں، شکر ہے کوئی زیادہ زخم
نہیں آئے مگر حکیموں نے کہا ہے کہ مجھے

طویل عرصے تک آرام کرنا چاہیئے۔" شہزادے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے خدا کا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچا لیا
ورنہ جس وقت ہم نے تمہیں درخت کے
سے نکالا تھا اس وقت تمہاری حالت بہت
خراب تھی۔" ملوسک نے بھی محبت بھرے
میں شہزادے سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! پہلے پہل تو شاہی حکیم بھی گھبرا گئے
تھے مگر خیر اللہ تعالےٰ نے بڑی مہربانی کی
تم لوگ سناؤ کیا تم مقابلہ جیت گئے۔" شہزادے
نے ایک نظر فرش پر پڑے ہوئے
پر ڈالتے ہوئے ان دونوں سے پوچھا۔

"خاک جیت گئے۔ تمہارے آدمیوں نے مقابلے
کا تمام مزہ کرکرا کردیا۔ مقابلے اس طرح
ہوتے ہیں۔ یہ تو صریحاً بے ایمانی ہے کہ
ایک فریق کو بے بس کردیا جائے اس لئے
ہم نے مقابلہ فی الحال ملتوی کردیا ہے اور
ہمیں تمہاری بھی فکر تھی۔" چلوسک ملوسک نے
بیک وقت بولتے ہوئے کہا۔

"بہرحال کچھ بھی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ
تم مقابلہ جیت گئے۔ کیونکہ تم اسے بے بس
کرکے یہاں اٹھاکر لائے ہو۔" شہزادے نے سنجیدہ
ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں شہزادے! ایسی بات نہیں، ہم بہادر
ہیں اور بہادر مقابلے کے وقت اس طرح کے
ہتھیاروں کا سہارا نہیں لیا کرتے۔" چلوسک نے
جواب دیا۔

"مگر میں اس لڑکے کو اب زندہ نہیں
چھوڑ سکتا۔ یہ ہمارا مقدس پھول حاصل کرنا چاہتا
تھا اور ایسا ارادہ کرنا بھی ہمارے ملک میں
جرم ہے اور اس جرم کی سزا موت ہے اس
مقابلے کے وقت بھی میں صرف تمہاری ضد کی وجہ سے
خاموش ہوگیا تھا ورنہ میں اس بھرے دربار
میں اسے قتل کرا دیتا۔ اب تم نے اپنی
ضد پوری کرلی ہے اس لئے میں اسے موت
کی سزا دیتا ہوں۔" شہزادے نے تلخ لہجے میں
کہا اور پھر اس نے لیٹے ہی لیٹے زور سے
تالی بجائی۔ دوسرے لمحے پردوں کے پیچھے سے

چاروں جلاد ننگی تلواریں اٹھائے باہر نکل آئے
"اس فرش پر پڑے ہوئے لڑکے کو قتل کر
شہزادے نے چیخ کر کہا اور چاروں حبشی تیز
سے چھن چھنگو کی طرف لپکے۔
"ٹھہرو" چلوسک نے چیخ کر حبشیوں سے کہا
مگر حبشی تو شہزادے کا حکم سُن چکے تھے
وہ شہزادے کے علاوہ بھلا کس کی بات مانتے
تھے اس لئے چند ہی قدم اٹھاکر فرش پر
پڑے ہوئے چھن چھنگو کے قریب پہنچ گئے اور
پھر بیک وقت ان چاروں نے اپنی تلواریں
فضا میں بلند کیں۔
"شہزادے انہیں روکو" چلوسک نے چیخ کر کہا
اور اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔
مگر شہزادہ خاموش رہا اور اسی لمحے جلادوں
نے تلواروں کو بجلی کی سی تیزی سے چھن چھنگو
کی طرف جھکایا۔
ادھر ملوسک نے پستول کا ٹریگر دبا دیا
اس کے پستول سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی
اور دوسرے لمحے ایک زبردست دھماکہ ہوا اور

چاروں حبشیوں کے جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوکر فرش
پر بکھر گئے۔
"یہ کیا کیا تم نے ملوسک! میں یہ گستاخی
برداشت نہیں کر سکتا" شہزادے نے اپنے
حبشیوں کی موت پر غصے سے چیختے ہوئے
کہا۔
"اور میں بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ
بغیر مقابلے کے تم ایک بے گناہ کو قتل کرادو
اگر تمہیں اس کے مارنے کا اتنا ہی شوق
ہے تو باقاعدہ مقابلے میں اس کا خاتمہ
کرو" چلوسک نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔
"مگر میں تو زخمی ہوں، مقابلہ کیسے کر
سکتا ہوں۔ تم کرلو اس کے ساتھ مقابلہ، مگر
شرط یہ ہے کہ اسے ہر قیمت پر مارنا
ہے" شہزادے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ہم اس بات کے لئے تیار ہیں
اگر تم اسے ختم کرنا ہی چاہتے ہو تو پھر
تمہارے دوست ہونے کی وجہ سے ہم بھی
تمہارے ساتھ ہیں مگر شرط یہ کہ اسے بھی

مقابلہ کرنے کی پوری آزادی ہوگی۔" چلوسک
نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے، اسے ٹھیک ہونے دو۔
اس کے بعد کل صبح اسے محل سے باہر
نکال دیا جائے گا اور تم بھی محل سے
باہر چلے جانا پھر اس کی لاش لیکر ہی
میرے پاس آنا۔" شہزادے نے رضامند ہوتے
ہوتے کہا۔

"ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔ کیوں چھن چھنگو
کیا تمہیں یہ مقابلہ منظور ہے تمہیں کھلی آزادی
ہوگی کہ تمہارا اگر داؤ چلے تو تم بھی
ہمیں ختم کر سکتے ہو۔" چلوسک نے چھن چھنگو
سے مخاطب ہوکر کہا۔

"میں اس قسم کے مقابلے کے حق میں
نہیں ہوں۔ میں تو ایک نیک مقصد کے لئے
یہ پھول حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اگر شہزادہ
اس کی اجازت دے دے تو زیادہ بہتر
ہے۔" چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"میں ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دے

سکتا اور اگر ملوسک میرے جلادوں کا خاتمہ
کر دیتا تو اب تک تمہارا قصہ ہی پاک
ہو چکا ہوتا۔" شہزادے نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ملوسک نے جلدی کی ہے ورنہ تمہارے جلادوں
کا تب بھی یہی حشر ہوتا۔" چھن چھنگو نے
جواب دیا۔

"اس کی انہی باتوں پر مجھے غصہ آتا
ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ چھوٹا
سا لڑکا ہے اور مجھے کس دھڑلے سے چیلنج
کر رہا ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ اسے ہر قیمت
پر ختم ہونا پڑے گا۔ میں اس کی گستاخیاں
زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتا۔" شہزادے
نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"زیادہ غصہ مت کرو شہزادے! بس کہہ
دیا کہ یہ ختم ہو جائے گا لیکن اس طرح
نہیں جس طرح تم چاہتے ہو۔ اسے بھی وار
کرنے کی پوری آزادی ہوگی" چلوسک نے شہزادے
سے مخاطب ہوکر کہا اور پھر وہ دوبارہ چھن چھنگو

سے مخاطب ہوکر کہنے لگا۔
"بولو چھن چھنگو! کیا یہ مقابلہ تمہیں منظور ہے؟
اور یہ بھی سُن لو کہ اگر تم نے مقابلہ
منظور نہ کیا تو پھر ہمارا کوئی واسطہ نہ ہوگا۔
پھر شہزادہ جانے اور تم جانو۔" چلوسک نے چھن چھنگو
کو دھمکاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو چلوسک ملوسک! تم مجھے دھمکیاں مت
دو۔ میں کسی مقابلے سے نہیں ڈرتا۔ میں تو
صرف یہ چاہتا ہوں کہ مجھے تمہارے خون سے
ہاتھ نہ رنگنے پڑیں۔ ویسے اگر تمہاری یہی
خواہش ہے تو مجھے یہ مقابلہ منظور ہے۔
میں پوری کوشش کرونگا کہ تم دونوں کے
سر شہزادے کے سامنے لا ڈالوں مگر اس کے
ساتھ میری یہ شرط ہوگی کہ اگر میں نے
ایسا کر لیا تو شہزادے کو چاندنی پھول اپنی
خوشی سے میرے حوالے کرنا پڑے گا پھر اس
سلسلے میں کوئی بہانہ یا مکاری نہیں چلے گی۔"
چھن چھنگو نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیوں شہزادے! کیا تم اس بات کا وعدہ

کرتے ہو کہ اگر یہ ہمیں ختم کرنے میں
کامیاب ہو جائے تو تم اسے چاندنی پھول دے
دوگے؟" چلوسک نے مڑ کر شہزادے کو آنکھ
مارتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ
تھی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کے پستول
سے نکلنے والی شعاع چھن چھنگو کے چیتھڑے اُڑا
دے گی۔

مگر شہزادہ بےحد سنجیدہ تھا اُسے یہ خیال
آگیا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ چلوسک ملوسک چھن چھنگو
کے ساتھ سازش کرلیں اور اس طرح وہ پھنس
جائے۔ چنانچہ اس نے چلوسک ملوسک سے مخاطب
ہوکر کہا۔

"چلوسک ملوسک! میں اس صورت میں وعدہ
کرسکتا ہوں جب تم اپنی مقدس کتاب کی قسم
کھاکر کہو کہ تم اپنی طرف سے چھن چھنگو کو ختم
کرنے کی پوری سنجیدگی سے کوشش کروگے۔"

"ہم اپنی مقدس کتاب کی قسم کھاکر کہتے
ہیں کہ ہم چھن چھنگو کو مقابلے میں ختم کرنے
کی پوری پوری کوشش کریں گے۔" چلوسک ملوسک

نے بیک وقت قسم کھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب مجھے اطمینان ہوگیا ہے اب میں چھن چھنگو سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ مقابلے میں چلوسک ملوسک کا خاتمہ کر دے تو میں بخوشی چاندنی پھول اس کے حوالے کر دونگا۔" شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے تم پر اعتبار ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد ان دونوں کو موت کی وادی میں پہنچا دوں۔" چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"یہ تمہارا خام خیال ہے دوست! تمہاری موت اب یقینی ہو گئی ہے تمہارے پاس کل صبح تک کا وقت ہے۔ اگر تمہیں اپنی جان کی سلامتی منظور ہو تو صبح مقابلے سے دستبردار ہو جانا اور اس ملک سے باہر چلے جانا۔" چلوسک نے چھن چھنگو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"جو اللہ کو منظور ہوگا وہی ہوگا دوستو! بہرحال مجھے تمہاری موت پر ہمیشہ افسوس رہے گا کیونکہ تم بہادر ہو اور میں بہادروں کی قدر کرتا

ہوں۔ شہزادہ خوامخواہ ضد میں آکر تمہیں گنوا رہا ہے،" چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"اچھا بس اب باقی باتیں ختم کرو۔" شہزادے نے کہا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔

تالی بجتے ہی ایک دربان اندر داخل ہوا۔

"اس لڑکے کو اٹھاکر مہمان خانے میں لے جاؤ اور اس کے ساتھی بندر کو بھی ہمراہ لے جاؤ۔ جب یہ ٹھیک ہو جاتے تو اسے کسی چیز کی کمی نہ ہونے دو۔ صبح ہوتے ہی ان دونوں کو محل سے باہر بھیج دینا۔" شہزادے نے حکم دیا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور!" دربان نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھک کر چھن چھنگو کو کندھے پر اٹھایا اور اسے لئے ہوتے کمرے سے باہر چلا گیا۔ پنگو بھی اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

ان کے جانے کے بعد شہزادے نے چلوسک ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"دوستو! خوامخواہ کی مصیبت مول لے لی۔ اس

کا خاتمہ ہو جانے دینا تھا بہرحال ایسا کرنا
کہ تم سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی محل
کے دروازے پر کھڑے ہو جانا۔ پھر جیسے
ہی یہ لڑکا چھن چھنگلو محل سے باہر آئے
اس کا خاتمہ کر دینا"۔

"ایسا ہی ہوگا شہزادے! تم فکر نہ کرو"۔
ملوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا شہزادے! اب تم آرام کرو۔ کل ہی
اب اس لڑکے کے خاتمہ کے بعد باتیں ہونگی"۔
چلوسک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر شہزادے نے
انھیں جانے کی اجازت دے دی اور وہ دونوں
شہزادے کے کمرے سے نکل کر اپنے خاص کمرے
کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ مطمئن تھے کہ صبح ہوتے
ہی اس لڑکے کا خاتمہ ہو جائیگا ویسے ان کے
ذہن میں یہ تصور تک نہ تھا کہ ہو سکتا
ہے کہ صبح کا سورج ان کی موت کا پیغام
لیکر طلوع ہو۔ انہیں ابھی تک چھن چھنگلو کی
صلاحیتوں کا علم ہی نہ تھا ورنہ وہ یقیناً
اتنے مطمئن ہرگز نہ ہوتے۔

مہمان خانے میں چھن چھنگلو کو پہنچانے کے
بعد دربان واپس چلا گیا۔

"اب کیا ہوگا چھن چھنگلو! اگر تم اسی طرح
بےبس رہے تو یہ خوفناک پستول تمہارا خاتمہ
کر دیگا"۔ پینگلو نے دروازہ بند ہوتے ہی
چھن چھنگلو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بےفکر رہو، اللہ تعالےٰ کو جو منظور ہوگا
وہی ہوگا"۔ چھن چھنگلو نے جواب دیا۔

اُسی لمحے بونا شہزادہ بھی جیب سے باہر
نکل آیا۔

"ہاں بھئی بونے شہزادے! اب تم کیا کہتے
ہو"؟ چھن چھنگلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا بتاؤں میری تو عقل ہی ضبط ہو کر رہ گئی ہے۔ بڑے خوفناک پستول ہیں یہ، تم نے دیکھا ہے کہ سرخ شعاع کے نکلتے ہی ان چاروں حبشیوں کا کیا حشر ہوا ہے۔" بونے شہزادے نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"مگر وہ تمہاری صلاحیتیں کیا ہوئیں ان کو عمل میں لے آؤ۔" چھن چھنگو نے کہا۔

"ارے ہاں! مجھے تو خیال ہی نہیں آیا۔ میں تو یہ دیکھ سکتا ہوں کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ مجھے فوراً یہ دیکھنا چاہیئے کہ مقابلے کا کیا نتیجہ نکلے گا۔" بونے شہزادے نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحوں بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے چہرے پر عجیب تاثرات تھے۔

"کیا ہوا، کیا دیکھا تم نے"؟ چھن چھنگو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"کیا بتاؤں، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ جیسے ہی میں نے آنکھیں بند کیں، مجھے یوں

محسوس ہوا جیسے ہر طرف دھماکے ہو رہے ہوں۔ سرخ شعاعیں نکل رہی ہوں، پھر میں نے چلوسک ملوسک کو ہوا میں الٹا لٹکا ہوا دیکھا۔ پھر ایک عجیب منظر نظر آیا کہ ایک بہت بڑا اور گہرا کنواں ہے اور میں نے دیکھا کہ تم وہ دونوں بھائی چلوسک ملوسک اور پنگلو اس کنوئیں میں گر رہے ہیں اور کنوئیں کے منہ پر ایک ہیبت ناک دیو کھڑا ہے جس کے سر پر سینگ ہیں جو درمیان سے کٹے ہوتے ہیں۔ بس اس کے علاوہ مجھے اور کچھ نظر نہیں آیا۔" بونے شہزادے نے بتایا۔

"کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آئندہ کیا ہوگا۔" چھن چھنگو نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"چھن چھنگو! تم نے بتایا تھا کہ تمہاری صلاحیتیں صرف جنگل میں ختم ہو گئی تھیں مگر اب تو ہم جنگل میں موجود نہیں ہیں پھر تمہاری صلاحیتیں کیوں واپس نہیں آئیں۔" پنگلو نے اچانک چھن چھنگو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ واقعی مجھے بھی اس بات کا خیال
ہی نہیں آیا۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ بندربابا
سے بات کروں"۔ چھن چھنگو نے کہا اور پھر
اس نے آنکھیں بند کرکے دل ہی دل میں
بندربابا کو یاد کیا۔

"بندربابا بندربابا! کیا تم میری بات سُن
رہے ہو"؟ چھن چھنگو نے دل میں کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر
مسرت کی سرخی چھا گئی جب اُسے بندربابا
کی آواز سنائی دی۔

"ہاں بیٹے! میں تمہاری بات سُن رہا
ہوں"۔

"بندربابا! میری صلاحیتیں واپس کیوں نہیں
آئیں"؟ چھن چھنگو نے پوچھا۔

"بیٹے تم نے فخر و غرور کیا تھا۔ اس
لئے اللہ تعالےٰ نے تمہاری صلاحیتیں چھین لی
تھیں۔ مگر ایسا صرف اس وقت ہوا تھا
جب تم جنگل میں تھے۔ اب تم جنگل سے
باہر آگئے ہو۔ مگر اس کے باوجود تم نے

ں مقدس پھول کو حاصل کرنے
رد بےگناہ انسانوں کے خون سے ن چھنگو کو
اعلان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کو واپس آگئی
نہیں ہے۔ اس لئے جنگل سے اور پھر اچھل
ے باوجود تمہاری صلاحیتیں واپس
گئیں"۔ بندربابا نے جواب دیا۔ نے مجھ
"مگر بندربابا! میں نے تو مجبوراً صلاحیتیں
ہے۔ مجھے اس پر مجبور کر دیا گیا تھا و
یں تو خود نہیں چاہتا کہ ایسا ہو"۔ چھن چھنگو
نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو بیٹے! تمہیں یہ صلاحیتیں ظالموں کا
مقابلہ کرنے کے لئے دی گئی ہیں۔ اس لئے
نہیں دی گئیں کہ تم انہیں بےگناہ انسانوں
کے خلاف استعمال میں لے آؤ۔ اب بھی وقت
ہے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ اپنی صلاحیتوں سے
ان دونوں کو ختم نہیں کرو گے تو میں
اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تمہاری صلاحیتیں
واپس عنایت کر دے"۔ بندربابا نے کہا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں بندربابا کہ میں ان

" اوہ واقعی، ت سے نہیں. مارونگا صرف اپنا
ہی نہیں آ گا۔" چھن چھنگو نے فوراً ہی وعدہ
سے بات کر
اس نے آنکھیں نگلو! کوشش کرکے ان دونوں
بندربابا کو یاد کیا۔ کیونکہ تم ان کے تعاون
" بندربابا ذریعے سے بہار پھول حاصل نہیں
رہے ہے۔" بندربابا نے جواب دیا۔
" یہ تو آپ کی بات درست ہے بندربابا!
مگر مسئلہ تو چاندنی پھول کا بنا ہوا ہے۔
اگر اس کے حاصل کرنے میں شہزادے کی
رضامندی کی شرط نہ ہوتی تو یہ سب بکھیڑا
ہی پیدا نہ ہوتا۔ اب میں مجبور ہوں کیونکہ
شہزادہ کسی بھی حالت میں چاندنی پھول دینے
کی حامی ہی نہیں بھرتا۔" چھن چھنگو نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔
" ہمت نہ ہارو بیٹے! سب ٹھیک ہو
جائیگا۔ تمہاری نیت نیک ہے اس لئے اللہ تعالیٰ
ضرور تمہاری امداد کرے گا اچھا خداحافظ۔ اپنا
وعدہ یاد رکھنا۔" بندربابا نے کہا اور پھر ان

آواز بند ہوگئی۔
اس کے ساتھ ہی اچانک چھن چھنگو کو
وس ہوا کہ اس کی صلاحیتیں واپس آگئی
ں۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور پھر اچھل
ر بیٹھ گیا۔
"خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ
مہربانی کی ہے اور مجھے میری صلاحیتیں
پس کر دی ہیں۔" چھن چھنگو نے مسرت
رے لہجے میں کہا۔
پنگلو یہ سن کر خوشی سے ناچنے لگا۔
"اب پتہ چلے گا کہ ان دونوں کو کہ
نا جیتتا ہے۔" پنگلو نے خوشی سے اچھلتے
ئے کہا۔
"ہاں! دیکھو کیا ہوتا ہے۔ بہرحال اب
ب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بے فکر
رہو۔" چھن چھنگو نے کہا۔ اور پھر چونکہ وہ
بے حد تھکا ہوا تھا اس لئے وہ آنکھیں بند
ر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔
اور پھر چھن چھنگو کو سوتا دیکھ کر پنگلو

بھی خاموش ہوگیا۔

بونا شہزادہ تو پہلے ہی خاموش تھا۔ اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد وہ تینوں نیند کی وادی میں پہنچ گئے اور کمرہ چھن چھنگو کے خراٹوں سے گونجنے لگا۔

چلوسک ملوسک شہزادے کے کمرے سے نکل کر اپنے کمرے میں پہنچے تو بستر پر بیٹھتے ہی ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"چلوسک! یہ سب کچھ مجھے کچھ اچھا نہیں لگ رہا۔ ہم نے خوامخواہ اس بے چارے لڑکے کو ختم کرنے کی قسم کھالی"۔

"ہاں! وہ بے چارہ مفت میں مارا جائے گا مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ ایک تو ہم قسم کھا بیٹھے ہیں دوسری بات یہ کہ اگر ہم ایسا نہ کرتے تو شہزادہ اُسے ویسے ہی قتل کرا دیتا۔ اس طرح کم سے کم اس لڑکے کو مقابلہ کرنے کا موقعہ تو مل ہی جائے گا"۔ چلوسک

نے جواب دیا۔

"ایک خیال میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ جس کام کو ہم بہت آسان سمجھے ہوئے ہیں ہوسکتا ہے وہ اتنا آسان ثابت نہ ہو" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ اس میں مشکل کونسی بات ہے؟ بس ایک فائر ہوگا اور معاملہ ختم" چلوسک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلوسک! شائد ایسا نہ ہو۔ میری چھٹی حس بتا رہی ہے کہ کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور۔ مجھے وہ لڑکا اتنا سادہ لوح نظر نہیں آتا جتنا وہ اپنے آپ کو ظاہر کر رہا ہے" ملوسک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آخر اس خیال کی کوئی نہ کوئی وجہ تو ضرور ہوگی" چلوسک نے پوچھا۔

"بس وجہ تو کوئی نہیں، یونہی میرا خیال ہے" ملوسک کچھ تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔

"تمہارا خیال غلط ہے۔ اگر یہ لڑکا کسی کام کا ہوتا تو جنگل میں یوں بے بس نہ [illegible]

جاتا" چلوسک نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! تمہاری بات بھی اپنی جگہ درست ہے۔ بہرحال جس اطمینان سے وہ بات کرتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور ہے جو ہمارے لئے خطرے کا باعث ہوگی" ملوسک نے جواب دیا۔

"ارے چھوڑو اس خیال کو، جو ہوگا صبح دیکھا جائے گا" چلوسک نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

پھر ملوسک بھی خاموش ہوکر اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک الجھن کے آثار تھے۔

چند لمحوں بعد چلوسک اچانک اٹھ بیٹھا۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر پستول نکالا اور پھر اسے سرہانے کے نیچے رکھتے ہوئے ملوسک سے مخاطب ہوا۔

"ملوسک ملوسک"

"کیا بات ہے"؟ ملوسک نے کاہلی سے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اپنا پستول جیب سے نکال کر سرہانے کے نیچے رکھ لو"۔ چلوسک نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ کیوں"؟ ملوسک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس لئے کہ کہیں اس لڑکے کا ساتھی بندر رات کو ہمارے پستول نہ لے اڑے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم بے بسی کی موت مارے جائیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ تمہاری بات درست ہے مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا"۔ ملوسک نے کہا اور پھر اس نے بھی جیب سے پستول نکالا اور اسے اپنے سرہانے کے نیچے رکھتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں۔

پھر جب ان دونوں کی آنکھ کھلی تو دروازے پر دستک دی جا رہی تھی۔ چلوسک نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

دروازے پر ایک دربان موجود تھا۔

"شہزادہ حضور کا حکم ہے کہ آپ دونوں کو صبح ہونے سے پیشتر محل کے دروازے پر پہنچا دیا جاتے کیونکہ مہمان خانے میں موجود لڑکا صبح ہوتے ہی باہر پہنچا دیا جائیگا"۔ دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ، اچھا ٹھیک ہے۔ ہم چند لمحوں میں بیدار ہو جاتے ہیں"۔ چلوسک نے کہا۔ ملوسک بھی اٹھ بیٹھا تھا۔

ان دونوں نے تیزی سے کپڑے تبدیل کئے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے اور پھر اپنے پستول سنبھالتے ہوئے وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔ دربان کی راہنمائی میں وہ مختلف راہداریوں سے گزر کر محل کے بڑے دروازے پر پہنچ گئے۔

دربان نے دروازہ کھولا اور پھر ان دونوں کو باہر نکال دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ دوبارہ بند ہوگیا۔

"ہمیں سامنے موجود درختوں کے پیچھے چھپ جانا

چاہیئے۔ پھر جیسے ہی وہ لڑکا باہر نکلے۔ ہم
فوراً ہی اس پر فائر کر دیں تاکہ جتنا جلد
یہ معاملہ نپٹ سکے نپٹ جاتے"۔ چلوسک نے
کہا اور ملوسک نے تائید میں سَر ہلا دیا۔ اور
پھر وہ دونوں درختوں کی آڑ میں چُھپ گئے
انہوں نے پستول نکال کر ہاتھوں میں لے لئے
اب وہ چھن چھنگو پر فائر کرنے کے لئے بالکل
تیار تھے۔

چھن چھنگو اطمینان سے سویا ہوا تھا کہ
دروازے پر زور سے دستک ہوئی اور پھر ایک
دربان اندر داخل ہوا۔
" اٹھو لڑکے! شہزادہ حضور کا حکم ہے کہ
تمہیں محل سے باہر پہنچا دیا جائے"۔ دربان نے
قدرے سخت لہجے میں کہا۔
" اچھا! کیا صبح ہوگئی ہے"؟ چھن چھنگو نے
اُٹھتے ہوئے کہا۔
" ہاں! ہونے والی ہے، چلو تیار ہو جاؤ"۔
دربان نے جواب دیا۔
" چلو میں تیار ہوں"۔ چھن چھنگو نے کہا اور
پھر بستر سے نیچے اتر آیا۔ بونا شہزادہ پہلے ہی

اس کی جیب میں موجود تھا۔ پنگو بھی اس کے ہمراہ چل پڑا۔

"چھن چھنگو! میں دیکھ رہا ہوں کہ چلوسک ملوسک محل کے دروازے کے باہر درختوں کی آڑ میں موجود ہیں اور تم پر محل سے باہر نکلتے ہی اپنے پستولوں سے حملہ کر دیں گے"۔ بونے شہزادے نے جیب کے اندر سے ہی چھن چھنگو کو خبردار کرتے ہوئے کہا۔

"اس اطلاع کا بے حد شکریہ! تمہاری صلاحیتیں واقعی بڑے کام کی ہیں۔ ورنہ ہوسکتا تھا کہ میں بے خبری میں ہی مارا جاتا"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"کیا بات ہوئی"؟ پنگو نے پوچھا اور چھن چھنگو نے بونے شہزادے کی اطلاع اسے بھی بتادی۔

"تو ٹھیک ہے چھن چھنگو! تم دروازے پر پہنچو، میں الگ ہوکر جاؤنگا۔ کم سے کم ان میں سے ایک کا پستول تو میں چھین ہی لونگا۔ دوسرے کو تم سنبھال لینا"۔ پنگو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چھن چھنگو اُسے روکتا وہ

چھلانگیں لگاتا ہوا ایک راہداری میں غائب ہوگیا۔ چھن چھنگو دربان کے ساتھ چلتا ہوا محل کے بڑے دروازے پر پہنچ گیا۔

دربان کے اشارے پر دروازے پر موجود سپاہیوں نے پھاٹک کھول دیا اور دربان نے چھن چھنگو کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ چھن چھنگو خاموشی سے چلتا ہوا پھاٹک سے باہر آگیا۔

دروازے سے باہر آتے ہی اس نے دیکھا کہ ایک درخت پر سے پنگو اچانک نیچے جھپٹا اور دوسرے لمحے اس نے چلوسک کے ہاتھ سے پستول جھپٹا اور بھاگ کھڑا ہوا۔

"ارے میرا پستول"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور پھر وہ بے اختیار دیوانہ وار پنگو کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا۔

ملوسک جو چھن چھنگو کو دیکھکر اس پر فائر کرنے ہی والا تھا کہ چلوسک کی آواز سُن کر بے اختیار اچھل پڑا اور اُسی لمحے اس کی انگلی ٹریگر پر دب گئی۔ پستول سے سُرخ رنگ کی شعاع نکلی مگر ہاتھ بہکنے کی وجہ سے

نشانہ بھی بہک گیا اور سرخ شعاع چھن چھنگو
پر پڑنے کی بجائے محل کے پھاٹک پر پڑی
اور ایک زبردست دھماکے سے پھاٹک ریزہ ریزہ
ہوکر ہوا میں بکھر گیا۔ اور پھاٹک پر موجود
سپاہیوں کی چیخوں سے فضا گونج اٹھی۔

چھن چھنگو نے مسکراتے ہوئے اپنی انگلی ملوسک
کی طرف اٹھائی اور دوسرے لمحے وہ درخت
جس کی آڑ میں ملوسک چھپا ہوا تھا اچانک
غائب ہوگیا اور ملوسک ہاتھ میں پستول لئے
اس کے سامنے کھڑا رہ گیا۔ وہ حیرت سے
بُت بنا ہوا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ
رہا تھا کہ آخر درخت کہاں غائب ہوگیا۔

اُسی لمحے پنگو نے اس پر ایک طرف سے
چھلانگ لگائی مگر ملوسک اپنی جگہ سے ہٹ گیا
اور پنگو اس کے ہاتھ سے پستول چھیننے
میں کامیاب نہ ہوسکا۔

اس حملے سے ملوسک ہوش میں آگیا اس
نے پھرتی سے اپنا پستول سیدھا کیا اور پھر
اس سے پہلے کہ چھن چھنگو سنبھلتا ملوسک نے

فائر کر دیا۔

اس بار سرخ شعاع سیدھی چھن چھنگو پر
پڑی۔

چھن چھنگو نے چھلانگ لگاکر ایک طرف ہٹنا
چاہا مگر سرخ شعاع نے اُسے گھیر ہی لیا۔
اور پھر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور ہر طرف
آگ کے شعلے اور دھواں سا چھا گیا۔

"وہ مارا"۔ ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے
کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، پنگو
نے ایک بار پھر اس پر چھلانگ لگائی۔ اور
اس بار وہ ملوسک کے ہاتھوں سے پستول
چھیننے میں کامیاب ہو ہی گیا مگر جیسے ہی
وہ دونوں پستول لے کر بھاگا، چلوسک نے جو
اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا اچانک اس پر
چھلانگ لگائی اور پھر پنگو نے اس کے ہاتھوں
سے بچنے کی کوشش کی مگر چلوسک نے اُسے
جھپٹ ہی لیا۔ اور پھر اس نے دونوں
پستول اس کے ہاتھوں سے چھین کر ملوسک کی
طرف پھینکے۔ اور پنگو کو اپنے گھٹنوں کے

نیچے دباکر ہلاک کرنے کی کوشش کرنے لگا۔
ادھر جب چھن چھنگو کے گرد دھواں چھٹا تو ملوسک یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چھن چھنگو اسی طرح صحیح سلامت کھڑا ہوا ہے۔ اس کو آنچ تک نہیں آئی تھی۔
ملوسک نے دوسری بار اس پر فائر کرنا چاہا مگر اسی لمحے چھن چھنگو نے انگلی اٹھائی اور اس کے ساتھ ہی ملوسک کے ہاتھوں سے نہ صرف پستول نکلتے چلے گئے بلکہ وہ خود بھی فضا میں اٹھتا چلا گیا۔
فضا میں اٹھتے ہی اس کے جسم نے ایک قلابازی کھائی اور اب وہ فضا میں الٹا لٹکا ہوا تھا اور نہ صرف ملوسک کا یہ حال ہوا بلکہ چلوسک جو پنگو کا گلا دبانے میں مصروف تھا اس کا بھی یہی حشر ہوا اور وہ بھی بےبسی سے ہاتھ پیر مارتا ہوا فضا میں الٹا لٹکنے لگا۔
اپنے سینے سے چلوسک کا دباؤ ہٹتے ہی پنگو تیزی سے اچھلا اور اس نے زمین پر

پڑے ہوئے دونوں پستول اٹھاتے اور انہیں لے کر چھن چھنگو کی طرف بڑھ گیا۔
محل کا پھاٹک اڑنے اور ان دونوں کے درمیان ہونے والے مقابلے کی خبر شہزادے تک پہنچ گئی تھی اس لئے شہزادہ اپنے حفاظتی دستے سمیت محل کے اڑتے ہوئے دروازے پر پہنچ گیا تھا وہ بھی بڑی حیرت بھری نظروں سے یہ نظارہ دیکھ رہا تھا جیسے ہی اس نے چلوسک ملوسک کو بےبس دیکھا، اس نے اپنے محافظ دستے کو اشارہ کیا اور محافظ دستے نے اچانک چھن چھنگو پر تیروں کی بارش کر دی۔
مگر چھن چھنگو بھی ہوشیار تھا اس نے تیزی سے مڑ کر اپنے ہاتھ کو فضا میں دائرے کی صورت میں حرکت دی اور محافظ دستے کی کمانوں سے نکلے ہوئے تیر پلٹ کر ان کی طرف بڑھنے لگے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے شہزادے کا محافظ دستہ اپنے ہی تیر کھاکر زمین پر آ گرا۔ ان کے منہ سے

نکلنے والی چیخوں سے پوری فضا گونج اٹھی۔
شہزادے نے یہ صورت حال دیکھکر واپس
محل میں بھاگنے کی کوشش کی مگر چھن چھنگو
کی انگلی کے اشارے نے اُسے پتنگ کی
طرح فضا میں اٹھالیا اور پھر وہ بھی اڑتا
ہوا چلوسک ملوسک کے ساتھ آکر الٹا لٹک
گیا۔ چلوسک ملوسک اور شہزادے تینوں کی
خوف اور حیرت کے مارے بُری حالت تھی۔
چھن چھنگو نے دونوں پستول سنبھالے اور پھر
دو قدم آگے بڑھکر وہ ان کے قریب آکر
رک گیا۔ اس نے دونوں پستولوں کا رخ
ان تینوں کی طرف کیا اور ٹریگروں پر اس
کی انگلیاں جم گئیں۔
"ٹھہرو ٹھہرو! نہیں مت مارو! میں بخوشی
تمہیں چاندنی پھول لے جانے کی اجازت دیتا
ہوں"۔ شہزادے نے چیختے ہوئے کہا۔
اور اس کی بات سنکر چھن چھنگو کے
چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔
چلوسک ملوسک دونوں خاموش تھے انہیں یہ

بات سمجھ میں ہی نہ آرہی تھی کہ آخر
ان کے ساتھ ہوا کیا ہے۔
"تم دونوں کیا کہتے ہو"؟ چھن چھنگو نے چلوسک
ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ بے بس ہیں تم جو
چاہو کر سکتے ہو"۔ چلوسک نے جواب دیا۔
"ملوسک نے تو مجھے مارنے کی کوئی کسر
نہ چھوڑی تھی۔ یہ تو میں تھا جو اس کے
پستول سے نکلی ہوئی سرخ شعاع سے بچ
نکلا ورنہ تو اب تک میرے جسم کے ہزاروں
ٹکڑے ہو چکے ہوتے"۔ چھن چھنگو نے قدرے تلخ
لہجے میں کہا۔
"اور مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ تم
کیسے بچ نکلے۔ یہ شعاع تو پہاڑ پر پڑے
تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیتی ہے۔ پھر یہ
تم پر بے اثر کیوں ہوئی"؟ ملوسک نے الجھے
ہوئے لہجے میں کہا۔
"جو شخص کسی نیک مقصد کے لئے کام
کر رہا ہو، اس کی مدد اللہ تعالٰے خود کرتا

ہے اور یہ بات تو تم بھی جانتے ہوگے
کہ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے"۔ چھن چھنگو
نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ اب ہمیں یقین ہوگیا
ہے کہ واقعی اللہ تعالےٰ تمہاری امداد کر رہا
ہے۔ تم یقیناً کسی نیک مقصد کے لئے خلوص
کے ساتھ کام کر رہے ہو۔ ہم تم سے
شرمندہ ہیں کہ ہم نے تمہاری راہ میں
رکاوٹ پیدا کی۔ بہرحال اب ہم شکست کھا
چکے ہیں تم جو سلوک ہمارے ساتھ چاہو کر
سکتے ہو"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"تم دلیر ہو اور بہادر بھی۔ جس طرح تم
نے شہزادے کے کمرے میں مجھے جلادوں سے
بچایا تھا اس سے تمہاری نیک فطرت کا
مجھے اندازہ ہوگیا ہے۔ میں تمہیں معاف کرتا
ہوں اور اس کے ساتھ ہی دعوت بھی
دیتا ہوں کہ اگر تم چاہو تو اس نیک
مقصد میں میرے ہمراہ کام کرو۔ مجھے تمہاری
طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا کر خوشی ہو رہی

ہے"۔ چھن چھنگو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہم بخوشی تیار ہیں"۔ چلوسک ملوسک نے
یک وقت جواب دیا۔
اور پھر چھن چھنگو نے ایک بار پھر انگلی
ے اشارہ کیا اور وہ تینوں سیدھے ہوکر
زین پر کھڑے ہوگئے۔ چھن چھنگو نے ان دونوں
کے پستول انہیں لوٹاتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ انہیں صرف
ظالموں کے خلاف ہی استعمال کروگے"۔
"شکریہ! ہم یقیناً ایسا ہی کریں گے"۔ ان
دونوں نے پستول سنبھالے اور پھر آگے بڑھکر
بڑے خلوص سے چھن چھنگو سے مصافحہ کیا۔
شہزادہ انہیں اپنے ساتھ لے کر واپس
محل میں آگیا۔
"شہزادہ حضور! اب آپ چاندنی پھول کی
اجازت دے چکے ہو اس لئے ہمیں فوراً یہ
پھول لیکر اس جادوگر کے جزیرے کی طرف
چلنا چاہیئے۔ بیچاری شہزادی گل بانو کا ایک ایک
لمحہ عذاب میں گزر رہا ہوگا اور اس جھگڑے

ہیں پہلے ہی کافی وقت گذر چکا ہے" چھن چھنگو
نے شہزادے سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! تم جاکر وہ پھول توڑ لو میری طرف
سے اجازت ہے۔ اگر تم اجازت دو تو
میں بھی تمہارے ہمراہ چلوں"۔ شہزادے نے کہا۔

"نہیں شہزادے! تمہاری اس ملک میں زیادہ
ضرورت ہے۔ ہم واپسی میں تمہیں ضرور ملیں
گے"۔ چھن چھنگو نے کہا اور پھر وہ سب
اُٹھ کر شاہی باغ میں آتے اور چھن چھنگو
نے آگے بڑھ کر چاندنی پھول توڑ لیا۔

"چھن چھنگو! دو دیو ہمارے غلام ہیں اگر تم
کہو تو ہم انہیں بلاکر ان سے جزیرے کے متعلق
پوچھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے متعلق
تفصیلات جانتے ہوں"۔ چلوسک نے اچانک کچھ
سوچتے ہوئے کہا۔

"دیو تمہارے غلام ہیں۔ انہیں تم نے
کیسے غلام بنا لیا"، چھن چھنگو نے حیرت بھرے
لہجے میں پوچھا۔

"شہزادہ خوبرو کی منگیتر کو زباٹا دیو اٹھاکر

ے۔ اس کے لئے چلوسک ملوسک سیریز کا دلچسپ ناول "چلوسک ملوسک اور زباٹا دیو" پڑ

لے گیا تھا۔ ہم نے مقابلہ کرکے اس کا
خاتمہ کر دیا اور اس کے دو دیووں کو غلام
بنا لیا"۔

"خوب بہت خوب! پھر تو تم بھی میرے
ہی ساتھی ہو۔ بہرحال ان سے پوچھ لو۔
ہوسکتا ہے کوئی اہم معلومات مل جائیں" چھن چھنگو
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور چلوسک نے دل ہی دل میں ان
دونوں دیووں کو یاد کیا۔ چند لمحوں بعد ایک
زوردار گونج کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں
دیو فضا میں اڑتے ہوئے آتے اور ان
کے سامنے اتر کر کھڑے ہوگئے۔

"حکم کریں آقا"۔ دونوں دیوؤں نے مودبانہ
لہجے میں کہا۔

"سنو! کیا تم نیلے جزیرے کے متعلق کچھ
جانتے ہو جس میں بہار پھول موجود ہے
اور اس جزیرے پر ایک ظالم جادوگر کا قبضہ
ہے"۔ چھن چھنگو نے ان دونوں دیوؤں سے
مخاطب ہوکر پوچھا۔

"ہاں جناب! ہم نیلے جزیرے کو جانتے ہیں وہاں کابوس جادوگر کا قبضہ ہے کابوس جادوگر کا گہرا دوست ٹوٹامو دیو ہمارا دوست ہے اگر آپ کہیں تو ہم آپ کو ٹوٹامو دیو کے پاس لے چلتے ہیں وہ یقیناً آپ کی مدد کرے گا۔" ان میں سے ایک دیو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ ٹوٹامو دیو ہماری اس جادوگر کے خلاف مدد کرے گا جب کہ وہ اس کا دوست بھی ہے؟" چلوسک نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"یقیناً جناب! وہ جادوگر کی نسبت ہمارا زیادہ اچھا دوست ہے وہ اس جادوگر کی تمام کمزوریاں جانتا ہے۔" دیو نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے۔ چلو ٹوٹامو دیو سے مل لیتے ہیں۔ ہماری مدد نہیں کرے گا تو خود ہی نقصان اٹھائے گا۔ ہمارا کیا بگاڑے گا۔" چھن چھنگو نے لاپرواہی سے کہا۔

"ٹوٹامو دیو یہاں سے تھوڑی دور ایک

پہاڑی پر رہتا ہے۔ آپ ہماری پشت پر سوار ہو جائیں ہم ابھی آپ کو اس تک پہنچا دیتے ہیں۔" دیو نے جواب دیا۔

اور پھر ایک دیو کی کمر پر چھن چھنگو اور پنگو سوار ہو گئے جبکہ دوسرے دیو کی پشت پر چلوسک ملوسک سوار ہوگئے اور دیو انہیں لئے ہوئے تیزی سے فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔

دیوؤں کی پشت پر سوار ہوکر وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے ایک ویران پہاڑی سلسلہ نظر آنے لگا۔ دیو کافی تیز رفتاری سے اڑے چلے جا رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ دونوں دیو ایک پہاڑی کی چوٹی پر اتر گئے اس پہاڑی کے دامن میں ایک کافی بڑا محل نظر آرہا تھا جس کے گرد خوفناک دیو پہرہ دے رہے تھے۔

چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو ان دیوؤں کے ہمراہ محل کے پھاٹک پر پہنچ گئے۔

"ٹوٹامو دیو کو اطلاع دو کہ اس کے

دوست کاٹو اور ماٹو دیو آئے ہیں" ان دونوں دیوؤں نے دربان دیوؤں سے مخاطب ہوکر کہا۔ اور پھر ان میں سے ایک دیو محل کے اندر چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد محل کا پھاٹک کھل گیا اور چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو نے دیکھا کہ ایک خوفناک شکل والا دیو ان کے سامنے کھڑا تھا اس کے سر پر سینگ تو موجود تھے مگر وہ درمیان سے کٹے ہوئے تھے اور اس کے دو باہر نکلے ہوئے دانتوں نے اس کی شکل اور بھی زیادہ ہیبت ناک بنا دی تھی۔

"اوہ میرے دوست کاٹو ماٹو آئے ہیں۔ خوش آمدید۔ یہ آدم زاد کون ہیں"؟ اس خوفناک دیو نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"ٹوٹامو دیو! یہ دونوں ہمارے آقا ہیں اور یہ ان کا دوست ہے ہم نیلے جزیرے کے متعلق تم سے بات کرنے آئے ہیں۔"

کاٹو دیو نے چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نیلا جزیرہ، کابوس جادوگر کا جزیرہ، کیوں کیا ہوگیا اس جزیرے پر"؟ ٹوٹامو دیو نے چونک کر پوچھا۔

"ہمارے آقا وہاں جانا چاہتے ہیں"۔ ماٹو دیو نے جواب دیا۔

"اچھا اچھا، آؤ اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔ ٹوٹامو دیو نے کہا اور پھر وہ انہیں ہمراہ لئے ہوئے محل میں آگیا۔

یہ بہت بڑا اور خاصا خوبصورت محل تھا۔ ٹوٹامو دیو ان کو ہمراہ لیکر ایک بڑے کمرے میں آگیا۔ یہاں بڑی بڑی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ایک طرف بچھے ہوئے تخت پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ہاں تو دوستو! اب بتاؤ کہ نیلے جزیرے پر تم لوگ کیوں جانا چاہتے ہو"؟۔

"ہم وہاں سے بہار پھول حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ میری بہن بیمار ہے اور شاہی

نجومیوں نے بتایا ہے کہ اس کا علاج صرف بہار پھول سے ہی ہو سکتا ہے"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔

"بہت خوب! مگر کابوس جادوگر تو بے حد ظالم ہے اور وہ کسی بھی صورت میں بہار پھول دینے پر تیار نہیں ہوگا کیونکہ بہار پھول کی وجہ سے ہی اس کے جزیرے پر ہمیشہ بہار رہتی ہے"۔ ٹوٹامو دیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس بات کا ہمیں بھی علم ہے۔ ہم اس سے خود ہی نپٹ لیں گے۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تم ہمیں اس جزیرے کے متعلق تمام تفصیلات بتا دو"۔ چھن چھنگو نے کہا۔

"ہاں یہ میں کرسکتا ہوں کیونکہ میں بے شمار دفعہ کابوس جادوگر کے پاس جاکر اس جزیرے میں مہمان رہا ہوں۔ اس جزیرے کے گرد نیلے رنگ کے جادو کا حصار قائم ہے۔ اس لئے کوئی دیو، انسان، جن اور پری وغیرہ کابوس جادوگر کی اجازت کے بغیر اس جزیرے میں داخل

نہیں ہوسکتا۔ اس میں بغیر اجازت داخلے کی
صرف ایک صورت ہے کہ جس شخص کے پاس
چاندنی پھول ہوگا اُسے جادو کا حصار نہیں
روک سکے گا مگر اس شخص کے جزیرے
پر قدم رکھتے ہی اس پر جادو کے تیروں
کی بارش ہو جائے گی اور وہ کسی بھی
صورت میں ان تیروں سے نہیں بچ سکتا ان
تیروں کی یہ خصوصیت ہے کہ جس کو تیر
لگ جائے اس کا جسم اور ذہن بالکل مفلوج
ہو جاتا ہے اس کے بعد وہاں قدم قدم پر
جادو کے پتلے موجود ہیں جو بہترین لڑاکے ہیں
اور بجلی کی سی تیزی سے حملہ کرکے آنے
والے کا سر اس کے تن سے جدا کر دیتے
ہیں پھر اگر کوئی ان سے بچ بھی جائے تو
پھر وہ کابوس جادوگر کے محل میں داخل نہیں
ہوسکتا اس محل کے گرد بھی جادو کے دو
حصار ہیں اور یہ حصار ایسے ہیں کہ چاندنی
پھول کے باوجود انہیں پار نہیں کیا جاسکتا۔
اسی محل کے اندر وہ بہار پھول موجود ہے۔

ہیں کے گرد کابوس جادوگر کے جادو کے سانپ
دو دیتے ہیں جن کی پھنکار سے آدمی پانی
ی جاتا ہے"۔ ٹوٹامو دیو نے تفصیل بتاتے
رتے کہا۔
"اس محل میں داخلے کی کوئی ایسی صورت
ہیں ہے کہ کابوس جادوگر کو بھی اس کا
م نہ ہوسکے"۔ اچانک ملوسک نے پوچھ لیا۔
"تم میرے بہترین دوستوں کاٹو اور ماٹو دیو
ے ساتھ آئے۔ ہو اس لئے میں تمہیں بتا
یا ہوں کہ ایک راستہ ایسا ہے اور تمہیں
یرت ہوگی کہ یہ راستہ میرے محل سے جاتا
ہے۔ یہ راستہ کابوس جادوگر کی اجازت سے
یں نے بنایا ہے تاکہ جب بھی میں اس
ے پاس جانا چاہوں آسانی سے جا سکوں اور
جھے کابوس سے اجازت اور حصاروں سے نہ
گزرنا پڑے"۔ ٹوٹامو دیو نے جواب دیا۔
"اوہ! اگر ایسا ہے تو پھر میرے دوست
تم میرے آقاؤں کو ضرور اس راستے سے محل
یں پہنچا دو۔ آگے ان کی قسمت"۔ کاٹو دیو

نے ٹوٹامو دیو کی منت کرتے ہوئے کہا۔
"چلو ٹھیک ہے۔ میں ایسا کر دیتا ہوں مگر میں ایک بار پھر کہوں گا کہ تم اس ارادے سے باز آجاؤ۔ کابوس بیحد ظالم اور طاقتور جادوگر ہے وہ تمہیں ہر قیمت پر ہلاک کر دیگا۔" ٹوٹامو دیو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
"کوئی بات نہیں۔ تم ہمیں محل تک پہنچا دو آگے ہم جانیں اور ہمارا کام۔" چھن چھنگو نے کہا۔ اس نے سوچا تھا کہ اگر خفیہ راستے سے محل میں پہنچ جائیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ایک تو چاندنی پھول صرف اس کے پاس تھا اس طرح وہ اکیلا ہی جزیرے میں داخل ہوسکے گا۔ پنگو بندر اور چلوسک ملوسک اس کے ہمراہ نہ جا سکیں گے پھر تیروں، پتلوں سے لڑائی اور پھر محل میں داخل ہونے کے لئے حصاروں کو توڑنے میں کافی وقت ضائع ہوگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ خفیہ راستے سے براہِ راست محل

میں پہنچ جائیں بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔
"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ آؤ میرے ساتھ۔ گو کابوس جادوگر بعد میں مجھ سے ناراض ضرور ہوگا مگر میں اس سے بہانہ کر دوں گا کہ میں باہر گیا ہوا تھا۔ میری عدم موجودگی میں تم لوگ زبردستی داخل ہوگئے تھے۔" ٹوٹامو جادوگر نے اٹھتے ہوتے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے کمرے سے باہر آگیا۔
"اچھا ہمیں اجازت ہے آقا! ہم واپس جائیں کیونکہ ہمیں پرستان میں انتہائی ضروری کام ہے۔" کمرے سے باہر آتے ہی کاٹو اور ماٹو دیو نے چلوسک ملوسک سے مخاطب ہوکر پوچھا۔
"ہاں! اب تم جاسکتے ہو، تمہارا شکریہ!" چلوسک ملوسک نے انہیں اجازت دیتے ہوتے کہا اور وہ دونوں ٹوٹامو دیو سے ہاتھ ملاکر محل کے پھاٹک کی طرف چل دیئے۔

ٹوٹامو دیو ان کو ہمراہ لیکر مختلف راہداریوں
سے گزرتا ہوا ایک اونچے سے ٹیلے کے قریب
پہنچ گیا۔

"آپ اس ٹیلے پر چڑھ جائیں۔ میں سرنگ
کا راستہ کھولتا ہوں"۔ ٹوٹامو دیو نے کہا اور
چلوسک ملوسک، چھن چھنگو اور پنگو بندر اس ٹیلے
پر چڑھکر کھڑے ہوگئے۔

"چھن چھنگو! مجھے اس دیو کی نیت میں
فرق نظر آتا ہے۔ ہوشیار رہو"۔ جیب میں موجود
بونے شہزادے نے اچانک چھن چھنگو سے مخاطب
ہوکر کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ چھن چھنگو کچھ کرتا
ٹوٹامو دیو نے اچانک زور سے زمین پر پیر
مارا اور دوسرے لمحے جس جگہ وہ سب کھڑے
تھے وہ جگہ اچانک اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔
اب وہاں ایک غار سی بن گئی تھی وہ سب
اس غار میں گرتے چلے گئے۔

یہ ایک اندھا کنواں تھا وہ سب سر کے
بل اس میں گرتے چلے گئے۔ کنوئیں کی تہہ

میں نیلے رنگ کا پانی موجود تھا سب سے
پہلے چھن چھنگو[لے] پانی میں گرا اور اس کے ہوش
اڑ گئے کیونکہ پانی میں گرتے ہی اُسے یوں
محسوس ہوا جیسے اس کے تمام جسم میں آگ
لگ گئی ہو۔ اس کے جسم پر آبلے پڑ گئے
تھے۔ پھر چلوسک ملوسک اور پنگو بھی پانی میں
آ گرے اور اُسی لمحے انہوں نے ٹوٹامو دیو
کی شکل دیکھی جو کنوئیں کے کناروں پر ہاتھ
جمائے انہیں دیکھ رہا تھا اس کے چہرے پر
پُراسرار مسکراہٹ دوڑ رہی تھی وہ بےحد خوش
نظر آ رہا تھا

"یہ کنواں زہریلا ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد
تمہارے جسم پانی میں بدل جائیں گے۔ تم کیا
سمجھتے تھے کہ میں تمہیں اپنے پیارے دوست
کابوس کے محل میں پہنچا دونگا۔ یہ تمہاری
بھول ہے اب سزا بھگتو"۔ ٹوٹامو جادوگر نے
قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

پانی میں گرتے ہی چلوسک ملوسک کو بھی
یہی محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں آگ

لے۔ اس دلچسپ ترین سچویشن کے لئے سرورق دیکھئے [illegible]

بھڑک اٹھی ہو۔

ٹوٹامو دیو کی اس دھوکہ بازی پر انہیں سخت غصہ آیا اور پھر ملوسک نے سنبھلتے ہی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے پستول اس کے ہاتھ میں تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ ٹوٹامودیو کنوئیں کے منہ سے ہٹتا، ملوسک نے اس کا نشانہ باندھکر فائر کردیا۔

پستول سے سُرخ رنگ کی شعاع نکلی اور دوسرے لمحے ایک زبردست دھماکہ ہوا اور ٹوٹامو دیو کی زبردست چیخ سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ ٹوٹامو دیو کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی۔

ادھر چھن چھنگو نے دل ہی دل میں بندر بابا کو یاد کیا۔ اور پھر بندر بابا کی آواز سنائی دی۔

"چھنگو بیٹے! جیب سے چاندنی پھول نکال کر اس کی پتیاں خود اور اپنے دوستو کو کھلادو زہر کا اثر دور ہو جائیگا۔ جلدی کرو۔"

چھن چھنگو نے ان کی بات سنتے ہی فوراً ہی جیب سے چاندنی پھول نکالا اور پھر اس

پھرتی سے اس کی ایک پتی نوچ کر منہ ڈال لی۔ پتی چباتے ہی اُسے محسوس جیسے اس کے جسم میں بھڑکتی ہوئی آگ ڈی پڑگئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے چلوسک ملوسک کی طرف بڑھا دیں اور چبانے کے لئے کہا۔ اس نے ایک پتی کو بھی کھلا دی اور پھر ایک پتی جیب موجود سنہری بونے کو بھی دی۔ مگر سنہری نے کھانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس زہر نے کوئی اثر نہیں کیا تھا۔

پتیاں چباتے ہی ان سب کی حالت ٹھیک ی۔ پھر چھن چھنگو نے چلوسک ملوسک سے کہا وہ اس کے ہاتھ پکڑ لیں۔ اور پھر اس خود چھنگو کا ہاتھ پکڑ لیا۔

چلوسک ملوسک نے جب اس کے ہاتھ پکڑے اس نے انہیں آنکھیں بند کرنے کے لئے آنکھیں بند کرتے ہی انہیں یوں محسوس ہوا وہ فضا میں تیر رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد جب اس نے آنکھیں کھولنے

کے لئے کہا تو چلوسک ملوسک یہ دیکھکر حیران
رہ گئے کہ وہ سب کنوئیں سے باہر کھڑے
تھے جہاں ٹوٹامو دیو کی لاش زمین پر پڑی
ہوئی تھی اور اس کے قریب ہی محل کے
تمام دیو سر جھکائے کھڑے تھے جیسے اپنے سردار
کی موت پر افسوس کر رہے ہوں۔

ان سب کو باہر نکلتے دیکھ کر وہ سب
ان کی طرف لپکے مگر چلوسک ملوسک نے بجلی
کی سی تیزی سے پستول نکالے اور پھر ان
کے پستولوں سے نکلنے والی شعاعوں نے بے شمار
دیوؤں کے چیتھڑے اڑا دیئے۔ بچے کچھے دیوؤں
نے بھاگ کر محل کے اندر چھپ کر اپنی جانیں
بچائیں۔

چھن چھنگو نے بھاگتے ہوتے ایک دیو کی
طرف انگلی کا اشارہ کیا اور اس دیو کے پیر
زمین سے اٹھ گئے اور وہ پتنگ کی طرح
اڑتا ہوا چھن چھنگو کے قدموں میں آگرا۔ ملوسک
نے اس پر فائر کرنا چاہا مگر چھن چھنگو نے
اُسے روک دیا۔

دیو موت کے خوف سے بُری طرح لرز
رہا تھا۔

"مجھے معاف کردو! میں بے گناہ ہوں" دیو نے
خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔ اُسے اپنے ساتھیوں
کا حشر نظر آرہا تھا۔

"تمہیں ایک شرط پر معاف کیا جاسکتا ہے
کہ تم ہمیں اس خفیہ راستے کا پتہ بتادو جس
سے ٹوٹامو دیو نیلے جزیرے میں جاتا ہے" چھن چھنگو
نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ" دیو نے
لرزتے ہوئے کہا۔

"نہیں! پہلے حضرت سلیمانؑ کی قسم کھاؤ
کہ تم ہمارے ساتھ دھوکہ نہیں کروگے" چھن چھنگو
نے کہا اور دیو نے قسم کھا لی۔

"ہاں اب چلو" چھن چھنگو نے کہا اور دیو
انہیں لیکر محل کی پچھلی طرف بڑھنے لگا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوگیا کہ واقعی ایسا راستہ
موجود ہے؟" چلوسک نے حیرت بھرے لہجے
میں پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے۔ جب ٹوٹامو دیو اس کے متعلق بتا رہا تھا تو اس کی نیت صاف تھی مگر بعد میں کاٹو اور ماٹو دیو کے جاتے ہی اس کی نیت بدل گئی تھی"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا۔

وہ دیو انہیں لیکر ایک کمرے میں آگیا اس نے کمرے کی ایک دیوار پر زور سے ہاتھ مارا۔ اس کے ہاتھ مارتے ہی دیوار اپنی جگہ سے ہٹتی چلی گئی اب وہاں ایک تاریک سرنگ صاف نظر آرہی تھی۔

"یہ سرنگ سیدھی کابوس جادوگر کے جزیرے میں جاکر نکلتی ہے۔" دیو نے کہا اور وہ سب اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس سرنگ میں داخل ہوگئے۔

کابوس جادوگر اپنے محل کے کمرۂ خاص میں بڑی آن بان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ بےشمار خوبصورت عورتیں اس کے تخت کے گرد موجود تھیں۔ ان میں سے کچھ ناچ رہی تھیں اور کچھ گانے میں مصروف تھیں۔

ابھی یہ جشن جاری تھا کہ اچانک کابوس جادوگر کے تخت کا پایہ پھٹا اور ایک پنجہ باہر نکل آیا۔

پنجے کے نکلتے ہی جشن رک گیا۔ کابوس جادوگر بھی چونک پڑا۔

اس پنجے کی ہر انگلی انسانی منہ کی طرح تھی پھر پنجے کی تمام انگلیوں سے آواز

سنائی دی۔

"سردار! تین آدم زاد ایک بندر اور ایک سنہری بونا ٹوٹامو دیو کو قتل کرکے اس کے محل سے آنے والی سرنگ سے ہوتے ہوئے محل میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ بہار پھول حاصل کرنے کی غرض سے آرہے ہیں"۔ یہ اطلاع دیکر پنجہ دوبارہ تخت کے پائے میں غائب ہوگیا۔

"ان کی یہ جرأت کہ وہ میرے محل میں داخل ہوں۔ میں انہیں ان کی اس جرأت کی عبرتناک سزا دونگا"۔ کابوس جادوگر غصے سے چیختا ہوا کھڑا ہوگیا اور پھر وہ تقریباً بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں آگیا۔

"یہاں پہنچ کر اس نے دونوں ہاتھ فضا میں لہرائے۔ اس کے ہاتھ فضا میں لہراتے ہی وہ نظروں سے غائب ہوگیا۔

"ابھی اُسے غائب ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک کمرے کی شمالی دیوار اپنی جگہ سے ہٹی اور پھر وہاں سے چلوسک ملوسک

چھن چھنگو اور پنگو باہر آگئے۔ انہوں نے حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھا۔

"ہم شائد محل میں پہنچ گئے ہیں"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں! اب چلو کابوس جادوگر کو ڈھونڈیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے بےخبری کے عالم میں قابو کر لوں"۔ چھن چھنگو نے کہا۔

"چھن چھنگو! کابوس جادوگر اسی کمرے میں موجود ہے۔ ہوشیار رہو"۔ سنہری بونے نے کہا۔

اور اسی لمحے ان سب پر ایک جال آگرا۔ اور وہ جال میں لپٹ کر زمین پر گر گئے انہوں نے جال سے نکلنے کی کوشش کی مگر جال کے حلقے لمحہ بہ لمحہ تنگ ہوتے چلے گئے۔ اور پھر کابوس جادوگر کے خوفناک قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر وہ ظاہر ہوگیا۔

"ہوں! تم حقیر آدم زاد مجھے قابو کرو گے"۔ کابوس جادوگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

چلوسک ملوسک نے اس کی شکل دیکھتے ہی اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اور پھر ان دونوں

کے پستول بیک وقت باہر آگئے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کابوس جادوگر سنبھلتا دونوں کے پستولوں سے سرخ شعاعیں نکل کر کابوس جادوگر پر پڑیں اور دو زبردست دھماکے ہوئے اور ہر طرف دھواں چھاگیا۔

" وہ مارا، بڑا جادوگر بنا پھرتا تھا"۔ چلوسک ملوسک نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے ان کے چہرے لٹک گئے جب انہوں نے دھواں چھٹنے پر کابوس جادوگر کو صحیح سلامت کھڑا دیکھا۔

" تمہارے یہ کھلونے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے آدم زادو! میں تمہیں اس حرکت کی عبرتناک سزا دونگا"۔ کابوس جادوگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔

اس کے تالی بجاتے ہی کمرے میں چھوٹے چھوٹے بونے ظاہر ہوگئے جن کے ہاتھوں میں بھالے پکڑے ہوئے تھے۔

" بھالے مار مار کر ان کا قیمہ بنادو"۔ کابوس جادوگر نے چیخ کر بونوں کو حکم دیا اور بیشمار

بونے بھالے سنبھالے ان پر پل پڑے۔

مگر اس سے پہلے اُن کے بھالے ان کے جسموں میں گھستے، چھن چھنگو نے انگلی کو حرکت دی اور وہ سب بونے پشت کے بل زمین پر گر گئے۔ پھر دوسرا لمحہ کابوس جادوگر کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا جب اس نے دیکھا کہ بونے زمین سے اٹھتے ہی ایک دوسرے سے الجھ پڑے اور انہوں نے آپس میں ہی ایک دوسرے کو بھالے مارنے شروع کر دیئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ختم ہوگئے۔

" ہوں، تو تم بھی جادوگر ہو۔ ٹھیک ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ تم کیا کرتے ہو"۔ کابوس جادوگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھالیے۔

انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان سب کا دم گھٹتا چلا جارہا ہو۔ ان سب نے اپنے سر جھٹک کر ہوش درست کرنے چاہیے

مگر بے سود ۔ چند ہی لمحوں بعد وہ سب بے ہوش ہو چکے تھے ۔

”ہا ، ہا ، ہا ! اب میں جادوگر دیوتا پر تم سب کی بھینٹ چڑھاؤں گا“ ۔ کابوس جادوگر نے انہیں بے ہوش دیکھ کر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جھک کر جال سمیت انہیں اٹھایا اور انہیں لیکر کمرے سے باہر آگیا مگر جلدی میں وہ یہ نہ دیکھ سکا کہ چھن چھنگلو کی جیب سے سنہری بونا خاموشی سے کھسکا اور پھر جال کے تنگ سوراخ سے باہر نکل کر نیچے فرش پر آگیا ۔

کابوس جادوگر تو انہیں اٹھائے باہر نکل گیا جب کہ کمرے میں سنہری بونا کھڑا رہ گیا ۔ کابوس جادوگر کے باہر نکلتے ہی سنہری بونا بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر آ گیا ۔

سنہری بونے نے اپنی صلاحیتوں سے یہ دیکھ لیا تھا کہ کابوس جادوگر کی جان محل کے تہہ خانے میں موجود ایک طوطے میں ہے جب تک اس طوطے کو ہلاک نہ کیا جائے کابوس جادوگر ہلاک نہ ہوسکے گا ۔ اس لئے وہ اس کی تلاش میں چل پڑا ۔

چونکہ وہ بہت چھوٹا سا تھا اس لئے محل کے دربان اُسے نہ دیکھ سکے اور وہ انتہائی تیزی سے محل کے آخری کونے کی طرف بھاگتا چلا گیا ۔ اُسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس تہہ خانے کا راستہ محل کے آخری کونے میں موجود کمرے سے جاتا ہے ۔

جب سنہری بونا اس کمرے کے پاس
پہنچا تو اس نے دروازے پر ایک سرخ
رنگ کے بُت کو کھڑے دیکھا۔ بُت کی اکلوتی
آنکھ زندہ انسانوں کی طرح گردش کر رہی
تھی۔ سنہری بونا سمجھ گیا کہ یہ بُت اس
کمرے کا رکھوالا ہے اور اس سے نپٹے
بغیر وہ تہہ خانے میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ابھی
بُت کی نظر اس پر نہ پڑی تھی کیونکہ
بونا ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔
بونے نے کچھ سوچتے ہوئے اپنے سر سے
مسخروں جیسی ٹوپی اتاری اور اسے کمرے کے
دروازے کی طرف اچھال دیا۔

ٹوپی ہوا میں اڑتی ہوئی جیسے ہی کمرے
کے دروازے کی طرف بڑھی، بُت کی نظر ٹوپی
پر پڑی، اس کی آنکھ سے ایک شعاع نکلی
اور اس کے ساتھ ہی ٹوپی میں آگ
لگ گئی اور وہ چند لمحوں میں ہی غائب
ہو گئی۔

اب تو سنہری بونا گھبرا گیا کیونکہ وہ سمجھتا

کہ جیسے ہی وہ ستون کی آڑ سے نکلے
اس کا بھی یہی حشر ہوگا اس لئے وہ
بُت سے نمٹنے کے لئے کوئی ترکیب سوچنے
۔ سوچتے سوچتے اس کے چھوٹے سے دماغ
ایک ترکیب آ ہی گئی۔

وہ ستون کی آڑ میں ہوتا ہوا پیچھے
تا چلا گیا اور پھر مڑ کر اس کمرے کی پشت
طرف آ گیا۔ اس نے کمرے کے قریب ہی
بڑا سا درخت دیکھا تھا جس کی ٹہنیاں
کمرے کی چھت پر جھکی ہوئی تھیں۔ سنہری
تیزی سے اس درخت پر چڑھا اور پھر
نیوں سے ہوتا ہوا کمرے کی چھت پر آ گیا
ے معلوم تھا کہ بُت صرف دروازے کی حفاظت
پر مامور ہے اگر وہ کسی طرح چھت میں
وراخ کر کے کمرے کے اندر داخل ہو جائے
ر بُت اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مگر
اب مسئلہ تھا کہ وہ چھت میں سوراخ کیسے
رے جبکہ چھت انتہائی مضبوط معلوم ہو رہی تھی
بہرحال اب چونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں

تھا اس لئے اس نے چھت پر بیٹھ کر اس
کی مضبوطی کا اندازہ لگانا شروع کر دیا اور
ساتھ ہی ساتھ وہ اس کو توڑنے کی ترکیب
بھی سوچ رہا تھا۔ اور پھر یہ اس کی خوش قسمتی
تھی کہ جلد ہی ایک ترکیب اس کی سمجھ میں
آگئی۔

اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا خنجر
نکالا اور پھر اس سے ایک اینٹ کو اکھاڑنے
کی کوشش کرنے لگا۔ اور دل ہی دل میں
اپنے بونوں کو یاد کرنے لگا۔

پلک جھپکنے میں چھت پر بے شمار بونے نظر
آنے لگے جن کے ہاتھوں میں چھوٹے چھوٹے
تیز دھار کے خنجر موجود تھے اور پھر انہوں
نے اپنے شہزادے کو اینٹ اکھاڑتے دیکھ کر
ہی سمجھ لیا کہ وہ اس چھت کو توڑنا چاہتا
ہے۔ چنانچہ وہ سب اپنے خنجروں سے چھت
پر پل پڑے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بونوں
نے ایک جگہ سے دو چار اینٹیں اکھاڑ ڈالیں۔
"بس ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"۔ بونے

شہزادے نے کہا اور بونے غائب ہوگئے۔
بونے شہزادے کے لئے اندر داخل ہونے
کے لئے اتنا سوراخ ہی کافی تھا۔ چنانچہ اس
نے اپنے جسم کو سکیڑا اور پھر سوراخ میں
سے نیچے کمرے میں چھلانگ لگا دی۔

چلوسک ملوسک اور چھن چھنگو کی جب آنکھ
کھلی تو انہوں نے اپنے آپ کو جال میں
لپٹے ہوئے چھت سے لٹکتے دیکھا ان کے نیچے
آگ کا بہت بڑا الاؤ جل رہا تھا اور آگ
کے قریب ہی ایک ہیبتناک بُت موجود تھا۔
ان سے چند قدم ہٹ کر کابوس جادوگر کھڑا تھا
"میں تم سب کو جادوگر دیوتا کی بھینٹ چڑھا
دونگا۔ میری انگلی کے ایک اشارے سے تم
جال سمیت اس بھڑکتی آگ میں گر جاؤگے اور
پھر تمہاری راکھ بھی اس آگ سے علیحدہ نہ
کی جا سکے گی"۔ کابوس جادوگر نے ان سے
مخاطب ہوکر کہا اور پھر اس نے جادوگر دیوتا

بھینٹ چڑھانے کے لئے مقدس منتر پڑھنے
شروع کر دیئے۔
چھن چھنگو حیران تھا کہ اس کی کوئی صلاحیت
بھی کابوس جادوگر پر اثر نہیں کر رہی تھی اس
لئے اس نے دل ہی دل میں بندر بابا کو
یاد کیا۔
"بندر بابا! میری راہنمائی کرو۔ میری کوئی صلاحیت
کابوس جادوگر پر اثر نہیں کر رہی"۔ چھن چھنگو
نے دل میں کہا۔
"چھنگو بیٹے! یہ جال سؤر کے بالوں سے بنا
ہوا ہے اور جب تک یہ تمہارے جسم سے
لگا رہے گا تمہاری صلاحیتیں کام نہیں کریں
گی سب سے پہلے اس جال سے نکلنے کی
کوشش کرو۔ پنگو سے کہو کہ وہ اس جال
کو اپنے دانتوں سے کاٹنا شروع کر دے صرف
وہی اس جال کو کاٹ سکتا ہے کیونکہ وہ
جانور ہے۔ جال سے باہر نکلتے ہی تمہاری صلاحیتیں
کام کریں گی"۔ بندر بابا کی آواز سنائی دی۔
اور چھن چھنگو نے آنکھیں کھول دیں۔ اس

نے پنگو سے مخاطب ہوکر اُسے حکم دیا کہ
وہ اپنے دانتوں سے جس قدر جلد ہوسکے جال
کو کاٹ دے کیونکہ صرف وہی جال کو کاٹ
سکتا تھا۔

کابوس جادوگر آنکھیں بند کئے اپنے مقدس منتر
پڑھنے میں مصروف تھا۔ منتر پڑھتے پڑھتے اچانک
وہ بُری طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے
چہرے پر وحشت کے آثار اُبھر آئے۔ اس
کے ساتھ ہی کمرے میں ایک زبردست گونج پیدا
ہوئی اور پھر ایک بھاری آواز کمرے میں گونجی۔
یہ آواز جادوگر دیوتا کے منہ سے نکل رہی تھی۔

"کابوس جادوگر! فوراً طوطے والے کمرے میں
پہنچو۔ سنہری بونا اس کمرے میں داخل ہوگیا ہے۔"

"اوہ! میں اس سنہری بونے کو تو بھول ہی
گیا تھا۔" کابوس جادوگر نے کہا اور پھر اس
نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور
دوسرے لمحے وہ غائب ہوگیا۔

ادھر پنگو نے تیزی سے جال کی رسیاں
کاٹنی شروع کر دیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے

اتنی رسیاں کاٹ ڈالیں کہ جال میں ایک بڑا
سا سوراخ ہوگیا۔ پھر اس سوراخ میں سے سب
سے پہلے چھن چھنگو نے باہر چھلانگ لگادی۔ اس
کے بعد چلوسک ملوسک اور پھر پنگو بھی باہر
نکل آیا۔

"ہمیں فوراً اس کمرے میں پہنچنا چاہیئے جہاں
کابوس جادوگر گیا ہے۔ سنہری بونا وہاں اکیلا ہوگا۔"
چھن چھنگو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے پھرتی سے چلوسک ملوسک کے ہاتھ پکڑے
پنگو نے اس کی لات پکڑ لی۔
چھن چھنگو نے انہیں آنکھیں بند کرنے کے
لئے کہا اور دوسرے لمحے ان کے جسم فضا
میں بلند ہوگئے۔

سنہری بونے کے پیر جیسے ہی کمرے کے فرش سے ٹکرائے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں چھت سے ایک سنہری زنجیر کے ساتھ کافی بلندی پر ایک سنہرے رنگ کا پنجرہ لٹک رہا تھا جس میں ایک نیلے رنگ کا طوطا موجود تھا۔

طوطا اُسے دیکھکر پنجرے میں وحشت زدہ انداز میں پھڑکنے لگا۔

اب سنہری بونے کے لئے یہ مسئہ تھا کہ وہ اس پنجرے تک کیسے پہنچے۔ اس نے اچھل کر پنجرے کو پکڑنے کی کوشش کی مگر بے سُود.

جرہ اس کی زیادہ سے زیادہ چھلانگ سے بھی زیادہ اونچا تھا۔

یں ابھی سنہری بونا پنجرے تک پہنچنے کی کوئی یب سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ ب دھماکے سے کھلا اور کابوس جادوگر اندر ل ہوا۔ اس کا چہرہ غصّے کی شدت سے یاہ پڑگیا تھا۔

"ٹھہرو سنہری بونے! میں ابھی تمہارے ٹکڑے زاتا ہوں"۔ کابوس جادوگر نے غصے سے چیختے رتے کہا اور پھر اس نے لپک کر بونے پکڑنا چاہا مگر بونا اس سے کہیں زیادہ یست و چالاک نکلا۔ وہ تیزی سے بھاگا اور ابوس کے ہاتھ کی پہنچ سے دور نکل گیا۔

"ہوں! تو یہ بات ہے"۔ کابوس جادوگر چیخا ور پھر اس نے منہ میں ایک منتر پڑھا اور سنہری بونے کی طرف اپنی انگلیاں جھٹکیں۔ اس کی انگلیوں سے شعلے نکلے مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان شعلوں نے سنہری بونے پر کوئی اثر نہ کیا۔ وہ صحیح سلامت کھڑا تھا۔

”تمہارا جادو مجھ پر اثر نہیں کرسکتا کابوس
جادوگر۔“ سنہری بونے نے چیخ کر کہا۔
اور پھر کابوس جادوگر نے اس پر جادو کے
کئی وار کئے مگر سب خالی گئے۔ اب کابوس
جادوگر کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ
نہ تھا وہ بھاگ کر بونے کو پکڑے اور
اس کی گردن مروڑ دے۔
چنانچہ وہ اس کو پکڑنے کے لئے بھاگا مگر
بونا اس سے زیادہ تیز تھا وہ اسے پورے
کمرے میں دوڑاتا پھرا۔
ابھی ان کی یہ دوڑ جاری تھی کہ اچانک
ے کے ایک کونے میں چلوسک ملوسک اور
چھن چھنگو اور پنگو نمودار ہوگئے جب وہ ظاہر
ہوئے تو کابوس جادوگر کی ان کی طرف پشت
تھی اس لئے وہ انہیں نہ دیکھ سکا۔
”آنکھیں کھولو۔“ چھن چھنگو نے کہا اور چلوسک
ملوسک نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آواز
سُن کر کابوس جادوگر چونک کر مڑا اور انہیں
وہاں دیکھ کر حیرت سے بُت بن گیا وہ تصوّر

بھی نہ کرسکتا تھا کہ وہ جال سے آزاد ہوکر
وہاں پہنچ سکتے ہیں۔
”چھن چھنگو! اس طوطے میں اس جادوگر کی
جان ہے۔ طوطے کو ہلاک کردو۔“ سنہری بونے
نے اپنی پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا
اور اس کی آواز سب نے سُن لی۔
اور پھر چھن چھنگو نے اپنی انگلی اٹھائی اسی
لمحے کابوس جادوگر بھی ہوش میں آگیا۔ اس
نے بھی زور سے اپنا پیر زمین پر مارا اور
ان سب کے اردگرد آگ کے خوفناک شعلے
بلند ہو گئے۔ انہوں نے بھاگنے کی کوشش کی
مگر انہیں یوں محسوس ہوا جیسے زمین نے
ان کے پیر جکڑ لئے ہوں۔
آگ کے شعلے بلند ہوتے چلے گئے مگر اس
سے پہلے کہ آگ انہیں گھیرتی ملوسک نے انتہائی
پھرتی سے جیب سے پستول نکالا اور پھر
اس نے طوطے کا نشانہ باندھ کر اس کا ٹریگر
دبا دیا۔ اس کے پستول سے سرخ شعاع نکل
کر پنجرے پر پڑی اور ایک زبردست دھماکے

کے ساتھ پنجرے اور اس میں موجود طوطے
کے ہزاروں ٹکڑے ہوگئے اور اس کے ساتھ
ہی کابوس جادوگر کے منہ سے بھی ایک بھیانک
چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے فرش پر گرا ۔
اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوگیا ۔

جادوگر کے مرتے ہی ان سب کے جسموں
کو گھیرے ہوئے آگ بھی بجھ گئی اور وہ
کمرہ بھی غائب ہوگیا ۔ ہر طرف دھواں ہی دھواں
چھا گیا ۔

چند لمحوں بعد جب دھواں چھٹا تو انہوں
نے دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت جزیرے میں موجود
ہیں ۔ جادوگر کا محل اور جادو کے حصار سب
غائب تھے ۔

وہ سب خوشی کے مارے ایک دوسرے سے
لپٹ گئے ۔ پھر چھن چھنگو نے بہار پھول کی
تلاش شروع کر دی ۔ جلد ہی وہ بہار پھول
تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا ۔ شاہی نجومی نے اُسے
پھول کے متعلق تفصیل سے بتایا تھا اس لئے
وہ اُسے پہچان گیا تھا ۔ اس نے جھپٹ کر

وہ پھول توڑ لیا ۔ اس پھول کے ٹوٹتے ہی
پورے جزیرے کے پھول مرجھاگئے اور ہر طرف
خزاں سی چھاگئی ۔

"اب ہمیں جلد از جلد بیمار شہزادی تک
پہنچنا چاہیئے"، چھن چھنگو نے کہا اور پھر اس
نے سنہری بونے کو اٹھاکر جیب میں ڈالا اور
چلوسک ملوسک کے ہاتھ پکڑے ۔ پنگو نے اس
کی لات پکڑی اور پھر اس کے کہنے پر انہوں
نے آنکھیں بند کرلیں ۔

چند لمحوں بعد جب اس نے انہیں آنکھیں
کھولنے کے لئے کہا تو وہ یہ دیکھ کر حیران
رہ گئے کہ وہ ایک بہت بڑے محل کے دروازے
پر موجود تھے ۔

دروازے پر موجود دربان چھن چھنگو کو پہچان
گئے ۔ چنانچہ بادشاہ کو اطلاع دی گئی ۔ بادشاہ ان
کے استقبال کے لئے ننگے پیر ہی دوڑتا آیا ۔

"کیا تم وہ پھول لے آئے"؟ بادشاہ نے پوچھا

"ہاں بادشاہ سلامت ! اب انشاءاللہ میری شہزادی
بہن صحت یاب ہو جائے گی"، چھن چھنگو نے

جواب دیا۔ اور پھر بادشاہ کے ہمراہ وہ سب
تیزی سے شہزادی کے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔
شہزادی گل بانو اُسی طرح پلنگ پر لیٹی ہوئی
تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے
چھن چھنگو نے جلدی سے بہار پھول شہزادی
کی ناک سے لگایا۔

بہار پھول جیسے ہی شہزادی کی ناک سے
لگا۔ شہزادی کو زبردست چھینک آئی اور دوسرے
لمحے وہ اٹھکر بیٹھ گئی۔

"میں ٹھیک ہوگئی! اباجان میں ٹھیک ہوگئی ہوں"۔
شہزادی بول پڑی اور بادشاہ نے آگے بڑھ کر
اسے گلے سے لگالیا اس کی آنکھوں سے خوشی
کے آنسو بہہ رہے تھے۔

شہزادی گل بانو نے چھن چھنگو کا شکریہ ادا کیا۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔ میری زندگی کا تو
مقصد ہی یہی ہے"۔ چھن چھنگو نے جواب دیا اور
پھر اس نے اپنے دوستوں چلوسک ملوسک کا
تعارف کرایا۔

سنہری بونا بھی چھن چھنگو کی جیب سے باہر

اور اس نے بھی شہزادی کو صحت یابی
مبارک دی۔

شہزادی اتنے خوبصورت اور چھوٹے سے بونے
دیکھ کر بے حد خوش ہوئی۔

بادشاہ نے شہزادی کی صحت یابی پر جشن
منانے کا حکم دیا اور تمام شہر خوشیوں میں
ڈوب گیا۔

چلوسک ملوسک، چھن چھنگو، پنگو اور سنہری بونا
سب خوش تھے کہ انہوں نے ایک مظلوم کی
مدد کی ہے۔

ایک ہفتے تک جشن منایا جاتا رہا اور اس
جشن میں ان سب نے شرکت کی۔ شہزادی
اور بادشاہ نے جشن کے بعد ان سب سے
درخواست کی کہ وہ ان کے پاس ہی رہیں مگر
چھن چھنگو نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ وہ
کہیں مستقل طور پر نہیں رہ سکتا۔ ہوسکتا ہے
کہ کسی اور مظلوم کو اس کی ضرورت ہو۔ البتہ
چلوسک ملوسک وہیں رہ پڑے کیونکہ انہیں تو
بہرحال وقت گزارنا تھا۔ جب تک ان کا جہاز

نہ ٹھیک ہو جائے ۔ اور انہیں اس ملک کے
رسم و رواج بیحد پسند آئے تھے اس لئے
انہوں نے سوچا کہ وہ یہاں کچھ مدت رہ کر
یہاں کی سیر کریں گے اور پھر واپس شہزا
خوبرو کے پاس چلے جائیں گے ۔

پھر ایک روز چھن چھنگلو پنگلو اور سنہری بو
کو ہمراہ لیکر بادشاہ سے اجازت لیکر چل پڑا ۔
ان سب نے بھیگی آنکھوں سے اُسے الودا
کیا کیونکہ وہ ایک نیک مقصد کے لئے جا ر
تھا اور وہ اس مقصد میں رکاوٹ نبنا نہیں
چاہتے تھے اور مقصد ظاہر تھا مظلوموں کی
کرنا اور ظالموں سے لڑنا ۔

ختم شد

چلوسک ملوسک کا انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ کارنامہ

چلوسک ملوسک اور سمندری دیو

مصنف ——— مظہر کلیم ایم اے

- سمندری دیوؤں کے سردار بوگاسا نے ایک خوبصورت لڑکی کو اغوا کرالیا۔
- چلوسک ملوسک اس لڑکی کو چھڑانے کے لئے بوگاسا کے جزیرے پر پہنچ گئے۔
- چلوسک ملوسک کی لانچ پر دیوؤں نے پتھروں کی بارش کر دی۔
- ڈمبالو ایک حیرت انگیز انسان جس کا باپ دیو اور ماں آدم زاد تھی۔
- ڈمبالو نے چلوسک ملوسک کو بے بس کر کے قید کر لیا۔
- پھر بوگاسا دیو نے ڈمبالو کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ کیوں؟
- چلوسک ملوسک ڈمبالو کو بچانے کے لئے سمندری دیوؤں سے ٹکرا گئے۔
- چلوسک ملوسک اور سمندری دیوؤں کے درمیان خوفناک جنگ۔
- کیا چلوسک ملوسک اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے یا......؟

انتہائی حیرت انگیز ——— اور ——— دلچسپ ——— ناول۔

شائع ہو گیا ہے ★ آج ہی طلب فرمائیں ★ قیمت ۵/ روپے

یوسف برادرز پبلشرز، بک سیلرز پاک گیٹ ملتان،

ہرکولیس اور خونی گھوڑے

مصنف: **اطہر قریشی**

یونان کے ایک انتہائی دلیر اور طاقتور انسان "ہرکولیس" کی بہادری اور جرأت مندی کی کبھی نہ بھولنے والی انوکھی داستان۔

خونی گھوڑے" جو دیکھنے میں انتہائی خوبصورت تھے لیکن ان کی پیشانی پر سینگ تھے خونی گھوڑے" جو ہوا سے تیز بھاگتے تھے، اور ان کی خوراک انسانی گوشت تھا۔

شہزادی جولین" یہ عجیب و غریب گھوڑے حاصل کرنا چاہتی تھی۔ ہرکولیس اس کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

خونی گھوڑوں کا مالک "ڈی اومڈس" ایک سنگدل اور ظالم بادشاہ تھا وہ اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے ان گھوڑوں کے سامنے ڈال دیتا تھا۔

ہرکولیس کا جنگلی بھینسے آدم خوروں اور کئی خوفناک بلاؤں سے زبردست مقابلہ

ہرکولیس کو خونی گھوڑوں کے سامنے دھکیل دیا گیا۔ کیا ہرکولیس نے خونی گھوڑوں کو ختم کر دیا یا گھوڑوں نے ہرکولیس کی جان لے لی۔

کیا شہزادی جولین کی گھوڑے حاصل کرنے کی خواہش پوری ہوئی؟

دل دہلا دینے والے انوکھے، حیرت انگیز اور دلچسپ واقعات سے بھرپور ناول "ہرکولیس اور خونی گھوڑے" آج ہی طلب کریں۔

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان ۵
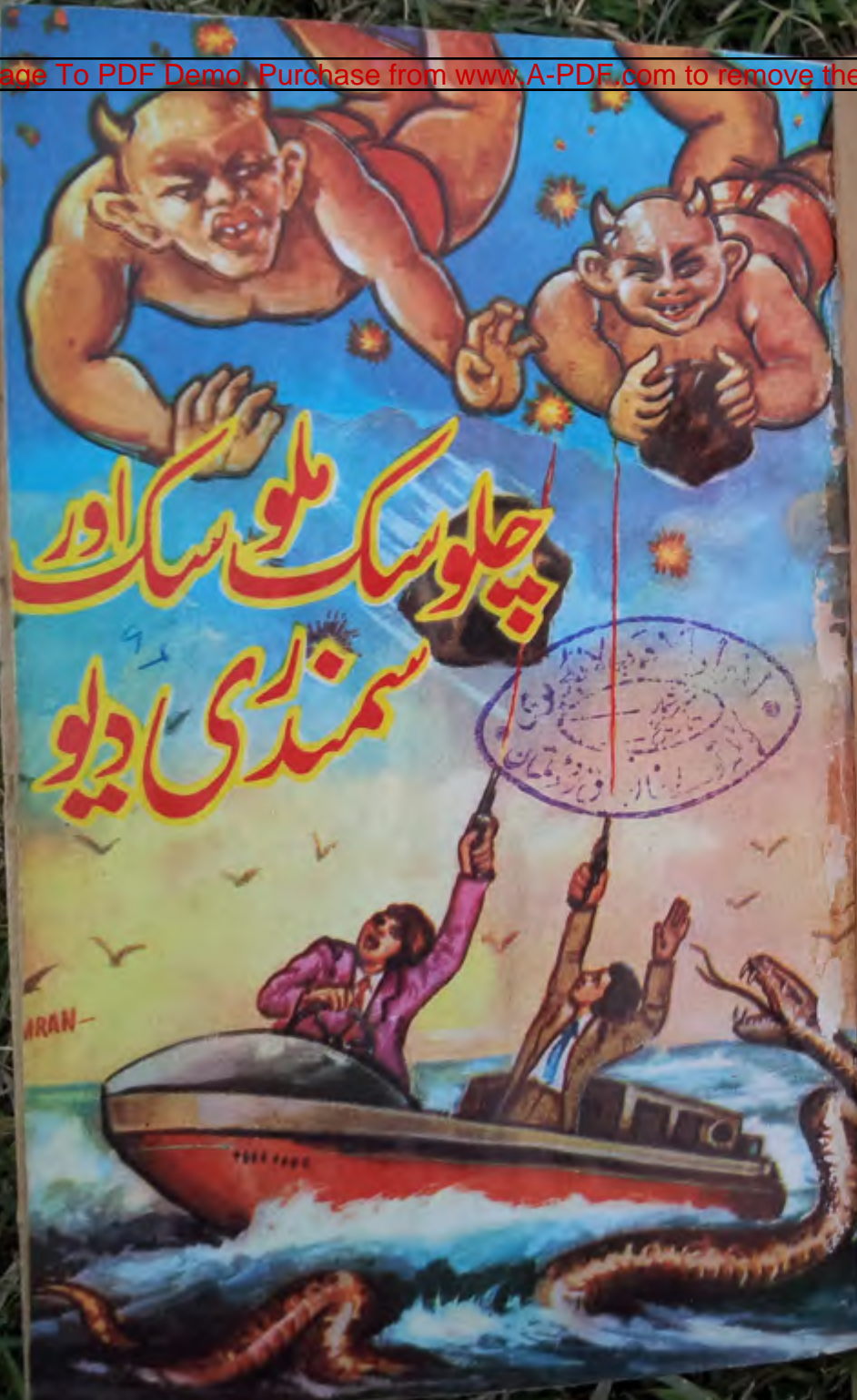
چلوسک ملوسک اور
سمندری دیو

چلوسک ملوسک کا انتہائی حیرت انگیز اور دلچسپ سفر

چلوسک ملوسک اور سمندری دیو

منظہر کلیم ایم، اے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— ۶/ روپے
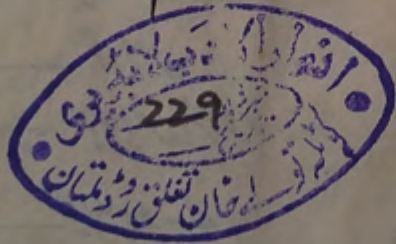
چلوسک ملوسک کو شہزادی گل بانو کے محل میں رہتے ہوئے کافی دن گذر گئے تھے اور شہزادی گل بانو نے ان دونوں کو اپنے ملک کی خوب سیر کرائی تھی۔ چھن چھنگو اور پنگو کافی دن ہوئے جا چکے تھے مگر اب بھی ان دونوں کو کبھی کبھی وہ یاد آ جاتے تھے اور وہ سوچتے کہ کاش وہ بھی ان کے ساتھ کسی نئی مہم پر جاتے مگر چھن چھنگو کے ساتھ مل کر بہار پھول حاصل کرنے میں وہ اتنے تھک گئے تھے کہ اس وقت ان کا ذہن بھی آرام کرنے پر آمادہ تھا۔

شہزادی گل بانو نے ان دونوں کی خوب خدمت کی تھی اور وہ بھی اُسے اپنی سگی بہن کی طرح چاہتے تھے۔ شہزادی گل بانو کے والد بادشاہ سلامت بھی ان دونوں

کی بےحد قدر کرتے تھے کیونکہ شہزادی کی صحت یابی میں
ان کی کوششوں کا بھی دخل تھا۔ بادشاہ سلامت نے ان
دونوں کی اتنی عزت افزائی کی تھی کہ وہ دربارِعام میں
بادشاہ کے دائیں بائیں بیٹھتے تھے۔ ان دونوں کو بادشاہ
کے دربارِعام کا منظر بےحد پسند تھا اس لئے وہ دونوں
روزانہ دربارِعام میں باقاعدگی سے جاتے۔

آج بھی دربارِعام لگا ہوا تھا۔ درمیان میں انتہائی
خوبصورت تخت پر بادشاہ سلامت بیٹھے ہوئے تھے اور
اس کے دائیں بائیں زرنگار کرسیوں پر چلوسک طوسک براجمان
تھے۔ چلوسک کے ساتھ والی کرسی پر شہزادی گل بانو بیٹھی
تھی۔ فریادی دور دور سے آکر دربار عام میں اپنی فریادیں
پیش کرتے اور بادشاہ سلامت انتہائی عدل و انصاف کے
ساتھ فیصلے کر رہے تھے کہ سپاہیوں نے ایک بڑھیا کو
بادشاہ کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا۔

بڑھیا کافی سے زیادہ ضعیف العمر تھی اس کی کمر
نصف سے زیادہ جھکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں
ایک موٹی سی لاٹھی تھی جس کے سہارے وہ کھڑی تھی

"کیا بات ہے بوڑھی اماں! تمہیں کس بدبخت نے
تکلیف پہنچائی ہے"؟ بادشاہ نے بڑھیا کی حالت سے متاثر

ہوتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بادشاہ سلامت! میرے ساتھ ظلم ہوا ہے اور چونکہ
میں آپ کی رعایا ہوں اس لئے میں اپنی فریاد آپ
کے پاس لے آئی ہوں"۔ بڑھیا نے بے اختیار روتے ہوئے کہا۔

"کس نے ظلم کیا ہے تمہارے ساتھ؟ ہمیں بتاؤ، ہم
اُسے زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔ بادشاہ نے اور زیادہ متاثر
ہوتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ سلامت! میں شہر کے شمالی حصے میں سمندر
کے کنارے رہتی ہوں۔ میرا شوہر ایک ماہی گیر تھا جو
سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہوگیا تھا۔ میری ایک ہی بیٹی
تھی شانو۔ جو میرے لئے سمندر سے مچھلیاں پکڑتی اور اس
سے ہم زندگی گزار رہے تھے۔ دو تین دن ہوئے، میری
بیٹی سمندر کے کنارے مچھلیاں پکڑ رہی تھی کہ اچانک
سمندر میں زبردست طوفان آگیا۔ اتنی اونچی اونچی لہریں
پیدا ہوئیں کہ الامان۔ میری بیٹی بڑی مشکل سے جان بچا
کر جھونپڑی کی طرف بھاگی۔ سمندری طوفان کی ہیبت ناک
آوازیں سُن کر میں بھی جھونپڑی سے باہر نکلی تاکہ اپنی
بیٹی کا پتہ کروں۔ اور بادشاہ سلامت! میں نے دیکھا کہ
میری بیٹی بڑی تیزی سے جھونپڑی کی طرف بھاگی آ رہی

تھی۔ میں قدرے مطمئن ہوگئی مگر دوسرے لمحے مجھ پر
صدمے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔“ بڑھیا نے یہاں تک تفصیل
بتائی اور پھر وہ بری طرح رونے لگی۔ روتے روتے ا
کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

”صبر کرو بوڑھی اماں! کیا تمہاری بیٹی کو سمندری لہ
نے اپنی گرفت میں لے لیا؟ مگر اب سوائے صبر کے او
کیا ہوسکتا ہے“۔ بادشاہ نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہوتا بادشاہ سلامت! تو پھر مجھے بھی صبر
آجاتا مگر“۔ بڑھیا پھر بے اختیار رونے لگی۔

”مگر کیا“؟ بادشاہ نے اپنا اندازہ غلط ہونے پر چونک
کر پوچھا۔

”آپ یقین کریں بادشاہ سلامت! میں نے سمندر میں
سے ایک بہت بڑے اور ہیبت ناک دیو کو باہر نکلتے
دیکھا۔ اس دیو نے کنارے پر قدم رکھا اور پھر وہ تیزی
سے میری بیٹی کی طرف لپکا۔ میری بیٹی اس خوفناک
دیو سے بے خبر جھونپڑی کی طرف بھاگتی آرہی تھی کہ
چند ہی قدموں پر دیو نے اسے دبوچ لیا اور میری
بیٹی اور میری چیخوں سے ارد گرد کا علاقہ گونج اٹھا
میں بوڑھی ہونے کے باوجود اپنی بیٹی کو بچانے کے

لئے آگے بڑھی مگر وہ دیو میری تڑپتی اور روتی ہوئی
بیٹی کو اٹھاکر آناً فاناً سمندر میں کود گیا اور چند لمحوں
بعد سمندر پُرسکون ہوگیا۔ میری بیٹی غائب ہو چکی تھی۔ میں
صدمے سے بیہوش ہوگئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں
روتی پیٹتی آپ کے پاس فریاد لے کر چل پڑی۔ بادشاہ
سلامت! خدا کے لئے میری مدد کیجئے اور میری بیٹی
مجھے واپس دلا دیجئے“۔ بڑھیا یہ کہہ کر اور زیادہ زور
سے رونے لگی۔

بادشاہ اور پورا دربار بڑھیا کی بات سُنکر حیرت سے
بُت بنا بیٹھا رہا۔ کسی کو بڑھیا کی بات کا یقین نہیں
آرہا تھا۔ مگر بڑھیا جس انداز میں رو رہی تھی اس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی بات سچ ہے۔

”بوڑھی اماں! انتہائی حیرت انگیز کہانی سنائی ہے تم نے،
ہمیں یقین نہیں آرہا۔ بھلا سمندر میں سے دیو کا نکلنا
اور تمہاری بیٹی کو اٹھاکر سمندر میں کود جانا۔ ہمیں تو
سمجھ نہیں آتی کہ ہم کیا سمجھیں“۔ بادشاہ سلامت نے الجھے
ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”بادشاہ سلامت! میں سچ کہہ رہی ہوں۔ اگر آپ کو
یقین نہ آئے تو آپ میرے علاقے کے ماہی گیروں کو

بلاکر تصدیق کر لیں۔ کتنی لوگوں نے یہ منظر دیکھا ہے"۔
بڑھیا نے کہا۔

"اچھا بوڑھی اماں! اگر یہ بات سچ بھی ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔ سمندری دیو سے تمہاری بیٹی کیسے واپس دلائیں۔ ہمارا زور اپنی رعایا پر تو چل سکتا ہے۔ سمندر میں رہنے والے دیوؤں پر نہیں چلتا"۔ بادشاہ سلامت نے جواب دیا۔

"میں تو آپ کے پاس فریاد لیکر آئی ہوں۔ اب میرے ساتھ انصاف آپ نے کرنا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں رعایا کی جان و مال اور عزت کے محافظ۔ یہ جان و مال لوٹنے والے چاہے آدمی ہوں یا دیو، مجھے اس سے کوئی غرض نہیں"۔ بڑھیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

بڑھیا کی باتیں سُنکر بادشاہ اور بھی زیادہ اُلجھ گیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار اُبھر آئے اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ بڑھیا کو کس طرح مطمئن کرے۔ اوّل تو بادشاہ کو بڑھیا کی کہانی پر یقین نہیں آرہا تھا اور اگر وہ یقین کر بھی لیتا تو پھر وہ سمندری دیو کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا، اچانک چلوسک بول پڑا۔

"بادشاہ سلامت! ہو سکتا ہے بڑھیا سچ کہہ رہی ہو۔ شہزادی گل بانو کے لئے پھول حاصل کرتے ہوئے ہمارا بھی دیوؤں سے مقابلہ[1] ہوا تھا۔ دیو واقعی اس دنیا میں موجود ہیں اور وہ اکثر ایسی حرکتیں کرتے رہتے ہیں"۔

"ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ اس دنیا میں دیو موجود ہیں مگر تم بتاؤ کہ ہم ایسی صورت میں بڑھیا کی کیا مدد کرسکتے ہیں"۔ بادشاہ نے جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مظلوم بڑھیا کی مدد کریں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دونوں بھائی اس سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں ہم کوشش کریں گے کہ بڑھیا کی بیٹی کو اس دیو کے چنگل سے چھڑا لائیں"۔ چلوسک نے ملوسک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ملوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

"مگر تم دونوں سمندری دیو کو کیسے تلاش کروگے"؟ بادشاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ یہ ہمارا کام ہے۔

---

[1] اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھیئے "چھن چھنگو اور چلوسک ملوسک"

صرف آپ کی اجازت چاہیئے"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہم بھلا تمہیں کیسے روک سکتے ہیں۔ یہ ایک نیک کام ہے اگر تم کر سکتے ہو تو ضرور کرو مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ تم بڑھیا کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈالو"۔ بادشاہ نے کہا۔
"بادشاہ سلامت! گستاخی معاف، بیٹی چاہے آپ کی ہو یا بڑھیا کی۔ ہمارے لئے دونوں برابر ہیں جس طرح آپ کو اپنی بیٹی کے بارے میں صدمہ تھا یہی کیفیت اس بڑھیا کی بھی ہوگی اور اگر ہم آپ کی بیٹی کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال سکتے ہیں تو بڑھیا کی بیٹی کے لئے بھی ایسا کرسکتے ہیں"۔ چلوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"اوہ! واقعی تم سچ کہتے ہو۔ ہم شرمندہ ہیں تم ضرور کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے"۔ بادشاہ نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔
"ٹھیک ہے، ہم آج سے ہی کوشش کرتے ہیں آپ ہمارے لئے دعا کریں"۔ چلوسک نے کہا۔
"تم اس کام کو کس طرح شروع کروگے"؟ بادشاہ
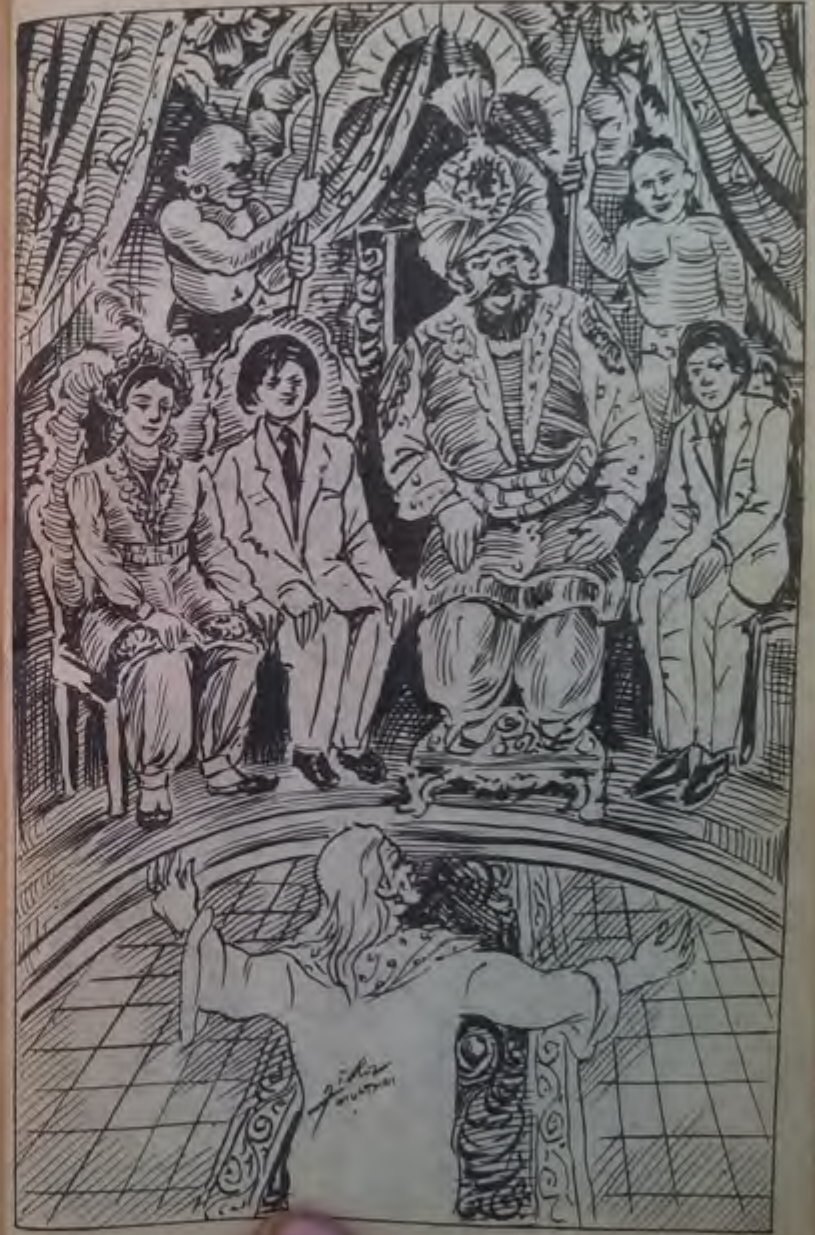
نے پوچھا۔

"ہم ابھی اس بڑھیا کے ساتھ اُس جگہ جائیں گے جہاں اس کی بیٹی گم ہوئی تھی اور پھر وہاں سے آگے کیا ہوگا۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"۔ بادشاہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑھیا کو بتایا کہ چلوسک ملوسک اس کی مدد کے لئے تیار ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری بیٹی کو سمندری دیو کے پنجے سے چھڑا لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بڑھیا نے یہ سُنکر اطمینان کے انداز میں سر ہلایا اور پھر چلوسک ملوسک کی کامیابی کے لئے دعائیں کرنے لگی۔

بادشاہ سلامت نے بڑھیا کو بیشمار انعام و کرام دیا تاکہ وہ اپنی بقایا زندگی اطمینان اور سکون سے گذار سکے۔ بڑھیا بادشاہ کو دعائیں دیتی ہوئی چلوسک ملوسک کے ہمراہ دربار سے چلی گئی اور بادشاہ نے دربار ختم کردیا اور شہزادی گل بانو کے ہمراہ اپنے خاص کمرے کی طرف چل دیا۔ وہ چلوسک ملوسک کے لئے پریشان

تھا مگر شہزادی نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ابا حضور! آپ فکر نہ کریں۔ میرے بھائی بہت بہادر ہیں۔ وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے"۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو"۔ بادشاہ نے جواب دیا اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

"گل بانو! ہمیں یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں تم بھی ان دونوں کے ساتھ جانے کی ضد نہ کرو اور ہم حیران بھی ہیں کہ تم نے ایسا کیوں نہ کیا"۔

"میں ضرور جاتی ابا حضور! لیکن آپ کو معلوم ہے کہ مجھے بچپن سے ہی سمندر سے بے حد ڈر لگتا ہے اور چونکہ یہاں معاملہ سمندر کا تھا اس لئے میں خاموش رہی"۔ شہزادی نے جواب دیا۔

"ہوں، تو یہ بات تھی۔ بہرحال اگر تم کہتی بھی تو تب بھی ہم تمہیں اجازت نہ دیتے کیونکہ ہم تمہیں اپنی آنکھوں سے دور نہیں کرسکتے"۔ بادشاہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور شہزادی بے اختیار مسکرا پڑی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ ضد کرلیتی تو بادشاہ کو بہرحال اجازت دینی ہی پڑتی۔

چلوسک ملوسک بڑھیا کے ہمراہ اس جگہ پہنچے جہاں دیو نے سمندر سے نکل کر اس کی بیٹی کو پکڑا تھا۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر انہیں سمندر میں نہ ہی کوئی جزیرہ نظر آیا اور نہ ہی کوئی ایسی مشکوک چیز۔ ہر طرف سمندر کا پانی ہی نظر آرہا تھا جو بے حد پُرسکون تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے غلام دیوؤں کو بلاکر ان سے پوچھنا چاہیئے"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں! میں نے بھی یہی سوچا ہے مگر بڑھیا کے سامنے ہمیں انہیں نہیں بلانا چاہیئے۔ ہم کہیں دُور چلے جاتے ہیں وہاں انہیں بلائیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیا اور ملوسک نے تائید میں سر ہلا دیا۔

چنانچہ انہوں نے بڑھیا کو اس کی جھونپڑی میں پہنچا دیا اور خود سمندر کے کنارے چلتے ہوئے دور تک نکل گئے۔ ایک ویران جگہ پر جاکر وہ رُک گئے اور چلوسک نے دل ہی دل میں اپنے غلام دیوؤں کو یاد کیا۔ دوسرے لمحے دونوں دیو ان کے سامنے کھڑے تھے۔

"حکم آقا"۔ دونوں دیوؤں نے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکتے ہوئے کہا۔

"سنو! تمہارے دوست ٹوٹاموٹے[1] دیو نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا تھا۔ کیا تمہارے دوست ایسے ہی ہوتے ہیں"؟ اچانک ملوسک بول پڑا۔

"ہمیں معلوم ہوگیا تھا میرے آقا! اس کی نیت میں ہمارے جانے کے بعد ہی فتور پیدا ہوگیا تھا اور یہ اچھا بھی ہوا کہ اُسنے اس کی سزا بھی مل گئی"۔ ایک دیو نے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔

"اچھا چھوڑو اسے۔ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم تم سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس سمندر میں کونسا دیو رہتا ہے"؟ چلوسک نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

---

[1]: اس کیلئے دلچسپ اور حیرت انگیز ناول پڑھیئے۔ "چمن چھنگو اور چلوسک ملوسک"۔

"اس سمندر میں، ہم سمجھے نہیں آقا۔ ہمیں تفصیل بتایئے"۔ دیوؤں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور چلوسک نے بڑھیا کی بیٹی کے ساتھ ہونے والے حادثے کے متعلق تفصیل سے بتا دیا۔

"اوہ! اب ہمیں یاد آگیا ہے۔ یہ کام سمندری دیو بوساگا کا ہے۔ بڑھیا کی بیٹی یقیناً بیحد خوبصورت ہوگی اور بوساگا دیو کی نظر اس پر پڑگئی ہوگی اس لئے اس نے اُسے اٹھا لیا۔ اب وہ اس کے محل میں ہوگی"۔ ایک دیو نے جواب دیا۔

"وہ محل کہاں ہے"؟ چلوسک نے پوچھا۔

"وہ محل سمندر کے عین درمیان میں ایک جزیرے پر بنا ہوا ہے اور اس جزیرے پر بوساگا دیو رہتا ہے۔ وہ سمندری دیوؤں کا سردار ہے۔ اس کے محل میں بیشمار خوبصورت لڑکیاں ہیں۔ اُسے اس بات کا جنون ہے کہ اس کے محل میں دنیا میں موجود انتہائی خوبصورت لڑکیاں موجود رہیں"۔ دوسرے دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ان لڑکیوں کا کیا کرتا ہے"؟ ملوسک نے انتہائی معصومیت سے پوچھا۔

"وہ انہیں خادماؤں کے طور پر رکھتا ہے اور جب وہ بوڑھی ہوجاتی ہیں تو انہیں ہلاک کردیا جاتا ہے"۔ دیو نے جواب دیا۔

"بوساگا کا محل یہاں سے کتنی دور ہے"۔ چلوسک نے سوال کیا۔

"اس کا محل یہاں سے بہت دور ہے اتنی دور کہ اگر آپ کسی کشتی پر سفر کرکے وہاں پہنچنے کی کوشش کریں تب بھی آپ کو ایک مہینہ لگ جائے گا"۔ دیوؤں نے جواب دیا۔

"مگر ہمیں کشتی پر جانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم ہمیں وہاں تک پہنچا دو"۔ ملوسک نے کہا۔

"میرے آقا! اس سلسلے میں ہم مجبور ہیں ہم زمین کے دیو ہیں اور سمندر پر ہم صرف اس صورت میں اڑ سکتے ہیں جبکہ بوساگا دیو ہمیں اجازت دے اور ظاہر ہے کہ بوساگا سے جب ہم اجازت طلب کریں گے تو اُسے آپ کے متعلق علم ہو جائیگا"۔ دیوؤں نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب، کیا زمینی دیو اور سمندری دیو علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں"؟ ملوسک نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں میرے آقا! دیووں کی دو قومیں ہیں۔ ایک قوم مستقل سمندر میں رہتی ہے وہ زمین پر صرف اسی صورت میں اڑسکتے ہیں یا آسکتے ہیں جب وہ پرستان کے شہنشاہ سے اجازت لیں اور دوسری قوم ہم زمینی دیووں کی ہے۔ ہم سمندر پر اُسی صورت میں اڑسکتے ہیں جبکہ سمندری دیووں کے سردار بوساگا دیو سے اجازت لیں"۔ دیووں نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔ مگر ہم پھر اس جزیرے تک کیسے پہنچیں گے"؟ چلوسک نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"آقا! ہم آپ کی اتنی مدد کرسکتے ہیں کہ آپ کو ایسی کشتی لادیں جو انتہائی تیزرفتاری سے چلتی ہے اور جس کے لئے ہوا کے موافق ہونے یا نہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں"۔ ایک دیو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ایسی کشتی کہاں سے ملے گی"؟ چلوسک نے چونک کر پوچھا۔

"آقا! ہم نے دنیا کے دوسرے کنارے پر ایسی

کشتیاں سمندر میں چلتی دیکھی ہیں بلکہ بڑے بڑے جہاز بھی چلتے ہیں۔ سڑکوں پر بھی ڈبے تیزرفتاری سے بھاگتے ہیں اور ہوا میں بھی وہ ڈبے تیرتے ہیں۔ دنیا کے دوسرے کنارے کے لوگ بڑی بڑی عجیب و غریب چیزیں بناتے رہتے ہیں"۔ دیووں نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

اور وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے وہ سمجھ گئے تھے کہ دیو ترقی یافتہ دنیا کی بات کر رہے ہیں۔ ایسی دنیا کی جس سے ان کا تعلق بھی رہا ہے۔ وہ طیاروں اور کاروں کو ڈبے کہہ رہے تھے۔

"یہ یقیناً کسی لانچ کی بات کر رہے ہیں"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں! بالکل ایسی کشتی لانچ ہی ہو سکتی ہے"۔ ملوسک نے بھی تائید میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے، ہمیں وہ کشتی لادو۔ مگر یہ دیکھ لینا کہ کشتی میں وہ ڈرم ضرور موجود ہوں جس میں تیل ہوتا ہے اور جس تیل سے یہ کشتی چلتی ہے"۔ چلوسک نے کہا۔ کیونکہ اُسے خیال آگیا

تھا کہ کہیں وہ ایسی لانچ نہ اڑا لائیں جس میں پٹرول ہی نہ ہو اور وہ ان کے لئے بیکار ثابت ہو۔

"اوہ میرے آقا! ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ وہ ڈرم میں موجود تیل اس کشتی کے سوراخ میں ڈال رہے ہوتے ہیں۔ مگر آپ کو کیسے معلوم ہوا"۔ دیوؤں نے اس بار حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہمیں کیا معلوم ہے اور کیا نہیں معلوم، تم اس بات کو چھوڑ دو۔ ہمیں جلدی وہ کشتی مہیا کردو جس میں تیل والا ڈرم موجود ہو۔ اور سنو! اس میں کوئی آدمی نہیں ہونا چاہیئے"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر میرے آقا! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی"۔ دیوؤں نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ غائب ہوگئے۔

"واقعی اس صورت میں ہمیں کوئی جدید ترین لانچ مل جائے تو ہمارا کام بیحد آسان ہوجائے گا"۔ چلوسک نے دیوؤں کے جاتے ہی کہا۔

"کاش ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تب ہم اس

سمندری دیو کو دیکھتے کہ وہ کتنے پانی میں ہے"۔ ملوسک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! تم صحیح کہہ رہے ہو۔ بہرحال کبھی نہ کبھی تو جہاز درست ہو ہی جائے گا"۔ چلوسک نے بھی ایک ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

انہیں وہاں بیٹھے تقریباً آدھا گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک دونوں دیو نمودار ہوئے۔ ان دونوں نے ایک کافی بڑی لانچ کو ہاتھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔

"ہم اسے لے آئے ہیں آقا"۔ دیوؤں نے کہا

"اسے سمندر میں رکھ دو"۔ چلوسک نے کہا۔

"نہیں میرے آقا! ہم سمندر میں نہیں جاسکتے۔ ایسا کریں کہ ہم یہ کشتی یہیں کنارے پر رکھ دیتے ہیں۔ آپ اس پر سوار ہو جائیں تو ہم اسے یہیں سے سمندر میں دھکیل دیں گے"۔ دیوؤں نے تجویز بتائی اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دونوں دیوؤں نے لانچ وہیں زمین پر رکھ دی اور وہ دونوں لانچ میں سوار ہوگئے۔ دیوؤں نے ایک زور دار جھٹکا دیا اور لانچ تیزی سے گھسٹتی ہوئی سمندر میں گھستی چلی گئی۔

"اچھا آقا اب ہمیں اجازت"۔ دیوؤں نے کنارے سے آواز لگاکر کہا۔

"ہاں! اب تم دونوں جاؤ۔ تمہارے تعاون کا شکریہ" چلوسک نے جواب دیا اور دونوں دیو غائب ہو گئے۔

چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ لانچ کافی بڑی تھی۔ اس میں دو آرام دہ کیبن بھی موجود تھے اور اس کی مشینری بھی خاص جدید تھی۔ اس کے ساتھ انہیں یہ دیکھ کر اطمینان ہوگیا کہ لانچ میں پٹرول پوری طرح بھرا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پٹرول کا ایک بڑا ڈرم بھی موجود تھا۔

ان دونوں نے کیبنوں کو چیک کیا تو انہیں ایک کیبن میں جدید ترین پستول، ریوالور اور حتیٰ کہ ایک مشین گن بھی نظر آگئی۔

"اوہ! میرا خیال ہے کہ یہ لانچ سمگلروں کی ہوگی تبھی انہوں نے اس میں اسلحہ رکھا ہوا ہے"۔ چلوسک نے کہا اور ملوسک، نے تائید میں سر ہلا دیا۔

لانچ کا اچھی طرح سے جائزہ لینے کے بعد چلوسک نے اس کا انجن چلا دیا مگر دوسرے لمحے

اس نے فوراً ہی انجن بند کر دیا۔ اس کے چہرے
پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"کیوں کیا ہوا"؟ ملوسک نے چونک کر پوچھا۔

"ہم نے بوساگا کے جزیرے کا محل وقوع تو پوچھا ہی
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم سمندر میں بھٹکتے پھریں اور
کسی اور جزیرے میں پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے سمندر میں
صرف ایک ہی جزیرہ تو نہیں ہوتا"۔ چلوسک نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! اس بات کا تو ہمیں خیال ہی
نہیں آیا"۔ ملوسک نے کہا۔

پھر چلوسک نے لانچ کو وہیں لنگرانداز کیا اور
خود پانی میں کود کر تیرتے ہوئے۔ واپس کنارے پر
آگئے۔

یہاں آکر انہوں نے پھر دل ہی دل میں غلام
دیوؤں کو یاد کیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں
دیو نمودار ہو گئے۔

"حکم آقا"۔ دونوں دیوؤں نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں بوساگا دیو کے جزیرے کا محل وقوع بتاؤ اس
کی کوئی خاص نشانی بتاؤ تاکہ ہم سمندر میں موجود دوسرے

جزیروں میں سے اُسے پہچان لیں"۔ چلوسک نے کہا

"ہاں میرے آقا! اس جزیرے کی ایک نشانی تو
یہ ہے کہ اس کے آس پاس دور دور تک اور
کوئی جزیرہ نہیں ہے۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ
اس جزیرے کے درخت علیحدہ قسم کے ہیں۔ اس
جزیرے کے درختوں پر کوئی پتا نہیں لگتا وہ سب
پتوں سے خالی ہوتے ہیں بالکل خالی"۔ ایک دیو نے
جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ یہ نشانی کافی ہے۔ اب ہم
اُسے آسانی سے پہچان لیں گے"۔ چلوسک نے مطمئن
لہجے میں جواب دیا۔

"آقا! ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ بوساگا دیو بے حد
ظالم اور سفاک دیو ہے اور بےشمار سمندری دیو اس کی
رعایا ہیں جو اس کے حکم پر آپ کا ایک لمحہ میں
خاتمہ کر سکتے ہیں اور بفرضِ محال اگر آپ اس کے
دیوؤں سے بچ کر جزیرے میں پہنچ بھی جائیں تب
بھی آپ کا کامیاب ہونا انتہائی مشکل ہے۔ بوساگا دیو
کا خادمِ خاص ڈمبالو حیرت انگیز قوتوں کا مالک ہے
وہ آپ کو یقیناً ختم کر دیگا"۔ ایک دیو نے کہا۔

"بوساگا کا خادمِ خاص ڈمبالو، کیا وہ کوئی دیو ہے" ملوسک نے حیرت انگیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں میرے آقا! ڈمبالو دیو نہیں ہے وہ انسان ہے مگر دیوؤں سے زیادہ طاقتور، دیوؤں سے زیادہ خوفناک، اس کی شکل بھی بیحد بھیانک ہے۔ بس یُوں سمجھ لیجئے کہ وہ دیونما انسان ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ بیحد ذہین بھی ہے اور بیحد عیّار بھی۔ اس کا باپ ایک دیو تھا اور اس کی ماں آدم زاد عورت"۔ دیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہم نے انسانوں اور پریوں کی شادی کے متعلق تو سنا ہے مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی دیو نے کسی آدم زاد عورت سے شادی کرلی ہو"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں! میرے آقا! آپ نے درست سُنا ہے۔ دیوؤں کے دیوتا نے اس سلسلے میں منع کر رکھا ہے اس لئے عام طور پر دیو آدم زاد عورتوں سے شادی نہیں کرتے۔ مگر جو ایسا کرنا چاہے اُسے انتہائی کڑی شرطوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایسی شرطیں جو بظاہر ناممکن ہیں مگر ڈمبالو کے باپ نے جو ایک بے حد طاقتور دیو تھا

ڈمبالو کی ماں کی خاطر یہ کڑی شرطیں پوری کرلیں اور دیوتا نے ان کی شادی کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ڈمبالو اسی شادی کا نتیجہ ہے مگر ڈمبالو کی ماں ڈمبالو کی پیدائش کے وقت ہی مرگئی تھی اور ڈمبالو کے باپ نے اپنی بیوی کے مرنے کے صدمے میں خودکشی کرلی تھی۔ چنانچہ بوساگا دیو نے ڈمبالو کو اپنے پاس رکھ لیا اور تب سے وہ اسی کے پاس رہتا ہے اور اب وہ اس کا خادمِ خاص ہے"۔ دیو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! حیرت انگیز بات ہے۔ کیا اس سے پہلے یا بعد میں بھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی دیو اور آدم زاد عورت کی شادی ہوئی ہو"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میرے آقا! جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے یہ پہلی اور آخری مثال ہے۔ وہ شرطیں ہی اتنی کڑی ہیں کہ کوئی دیو انہیں پورا کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا۔ نجانے ڈمبالو کے باپ نے یہ شرطیں کیسے پوری کرلیں"۔ دیوؤں نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ ڈمبالو

سے بھی ہم نپٹ لیں گے۔ اب تم جاؤ۔" چلوسک نے کہا اور دیو انہیں سلام کرکے غائب ہوگئے۔

دیوؤں کے جانے کے بعد وہ دونوں لانچ میں سوار ہوگئے اور چلوسک نے لانچ سٹارٹ کی اور پھر اس کی رفتار تیز کرتا چلاگیا۔

لانچ انتہائی تیزرفتاری سے پانی کا سینہ چیرتی ہوئی سمندر میں بڑھتی چلی گئی۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں ایک کافی بڑا تخت بچھا ہوا تھا۔ تخت انتہائی قیمتی موتیوں سے بنا ہوا تھا۔ کمرے کی دیواروں پر بھی جگہ جگہ قیمتی موتی لگے ہوئے تھے۔ تخت پر ایک ہیبت ناک شکل والا دیو بیٹھا ہوا تھا۔ تخت کے سامنے ایک انتہائی لحیم شحیم دیونما انسان ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا۔ اس نے صرف زیرجامہ پہنا ہوا تھا۔ اس کا جسم بے حد طاقتور تھا اس کی شکل انتہائی عجیب وغریب تھی وہ سر سے بالکل گنجا تھا اس کے علاوہ اس کے پورے سر پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے سر پر موجود کھال ڈھیلی ہو۔ کیونکہ جیسے ہی وہ دانت

بھینچتا یا زور لگاتا تو اس کے سر کی کھال سمٹ جاتی اور کبھی وہ بالکل سپاٹ ہو جاتی۔ اس کے کان کافی بڑے بڑے تھے اور کانوں کا نچلا حصّہ انسانوں کی طرح گول ہونے کی بجائے نوکیلا تھا اس کی آنکھیں بھی بڑی بڑی اور قدرے نوکیلی تھیں اس کی ناک طوطے کی طرح آگے سے مڑی ہوئی تھی اور خاصی لمبی تھی اس کی ٹھوڑی اور گردن کا نچلا حصّہ بھی کافی بڑا اور پھولا ہوا تھا ٹھوڑی اتنی بڑی اور پھیلی ہوئی تھی کہ گردن نظر ہی نہ آتی تھی۔ داڑھی مونچھ نام کی کوئی چیز نہیں تھی بلکہ داڑھی مونچھ تو ایک طرف رہی اس کے پورے جسم پر سر سمیت کہیں ایک بال بھی نہ تھا۔ یہ ڈمبالو تھا بوساگا کا خادمِ خاص۔ جس کا باپ دیو تھا اور ماں آدم زاد۔

"ڈمبالو! کیا وہ حسین لڑکی محل میں آگئی ہے؟" بوساگا نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں سردار! میں نے ایک دیو بھیج کر اُسے اٹھوا لیا تھا وہ اس وقت محل میں موجود ہے۔ کیا اُسے حاضر کیا جائے"؟ ڈمبالو نے بڑے مؤدبانہ لہجے

میں پوچھا۔

"ہاں ڈمبالو! اُسے پیش کرو۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ میں آدم زاد عورتوں کو کس روپ میں دیکھنا پسند کرتا ہوں"۔ بوساگا نے بڑے بڑے دانت نکال کر کریہہ ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں سردار! ڈمبالو اچھی طرح جانتا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی مگر وہ لڑکی جب سے آئی ہے مسلسل رو رہی ہے۔ کسی طرح چپ ہی نہیں ہوتی"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں، مجھے بے بسی سے روتی ہوئی لڑکیاں اور بھی زیادہ اچھی لگتی ہیں۔ میں اسے خود چپ کرا لونگا۔ تم اُسے پیش کرو"۔ بوساگا نے اطمینان سے پُر لہجے میں جواب دیا۔

"بہتر سردار"! ڈمبالو نے جواب دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے اس کمرے سے باہر نکل گیا۔

بوساگا نے ہنستے ہوئے اپنے قریب پڑے ہوئے بڑے سے جگ کو جس میں شراب بھری ہوئی تھی اٹھا کر اپنے منہ سے لگا لیا۔

تھوڑی دیر بعد بوساگا کو کمرے کے دروازے کے

باہر انسانی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ یہ کسی عورت کی آواز تھی جو بُری طرح رو اور چیخ رہی تھی بوساگا سمجھ گیا کہ ڈمبالو اس لڑکی لے آرہا ہے اور پھر چند لمحوں بعد ڈمبالو اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑھیا کی بیٹی شانو کو یوں اپنے طاقتور ہاتھوں میں دبوچا ہوا تھا جیسے کوئی باز چڑیا کو دبوچتا ہے۔ شانو بُری طرح رو رہی تھی اور مچل رہی تھی مگر ڈمبالو کی گرفت بے حد مضبوط تھی اس کے علاوہ شانو کے جسم پر ایک کپڑا بھی نہ تھا

ڈمبالو نے اُسے بوساگا کے تخت کے سامنے بچھے ہوئے قالین پر پٹخ دیا اور شانو نیچے گرتے ہی بُری طرح سمٹ گئی۔ اُسے اپنے ننگے پن پر بے حد شرم آرہی تھی۔ روتے روتے اس کی آنکھیں خون کبوتر کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔

"لڑکی کھڑی ہو جاؤ"۔ بوساگا نے انتہائی گرجدار آواز میں اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں نہیں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو۔ مجھے لباس لادو۔ ورنہ میں شرم سے مر جاؤں گی"۔ شانو

نے بُری طرح چیختے ہوتے کہا۔

"ڈمبالو"۔ بوساگا نے ڈمبالو سے مخاطب ہوکر سخت لہجے میں کہا۔

اور ڈمبالو نے آگے بڑھکر نیچے بیٹھی ہوئی شانو کے لمبے لمبے بال مٹھی میں جکڑے اور ایک جھٹکے سے اُسے اوپر اٹھالیا۔

شانو چیختی ہوتی کھڑی ہوگئی مگر اب بھی اس نے اپنا جسم سمیٹا ہوا تھا۔

"سیدھی کھڑی ہو جاؤ"۔ ڈمبالو نے اُسے ہلکا سا تھپڑ مارتے ہوئے خوفناک لہجے میں کہا گو ڈمبالو نے اپنی طرف سے ہلکا سا تھپڑ مارا تھا مگر شانو جیسی نرم و نازک لڑکی کے لئے اتنا ہی بہت تھا اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس کے منہ سے خون جاری ہوگیا اور خوف کی شدت میں وہ اپنا ننگا پن بھی بھول گئی اور سیدھی کھڑی ہوگئی البتہ اس کی آنکھوں سے اب بھی آنسو جاری تھے۔

"لڑکی! اب سب کچھ بھول جاؤ۔ یہاں سے تم واپس نہیں جاسکتی۔ اگر تم میرا حکم مانوگی تو عیش کروگی ورنہ تم جانتی ہوکہ ہم کتنے طاقتور ہیں۔ ہم

چاہیں تو تمہاری بوٹی بوٹی کرکے چیل کوّوں کو
کھلا دیں اور اگر تم نے ہمارا کہا نہ مانا تو....."
بوساگا نے انتہائی خوفناک لہجے میں کہا۔ مگر اس
سے پہلے کہ وہ فقرہ پورا کرتا، ایک دیو تیزی سے
کمرے میں داخل ہوا۔

"سردار سردار"! دیو نے جھکتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے"؟ بوساگا نے چونک کر پوچھا۔

"سردار! ایک کشتی ہمارے جزیرے کی طرف آ رہی
ہے۔ اس میں دو لڑکے سوار ہیں۔ وہ ابھی جزیرے
سے کافی دور ہے مگر اس کا رخ ہمارے جزیرے
کی طرف ہی ہے"۔ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"اوہ! کون بدبخت ہیں وہ، جنہوں نے ہمارے
جزیرے کی طرف آنے کی جرأت کی ہے انہیں پتھر
مار مار کر ڈبو دو"۔ بوساگا نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر سردار! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی"۔ آنے
والے دیو نے جواب دیا اور سلام کرکے تیزی سے
واپس مڑ گیا۔

"ڈمبالو! فی الحال اس لڑکی کو لے جاؤ اور اسے

سمجھاؤ کہ ہمارا حکم ماننے سے وہ فائدے میں رہے
گی۔ کشتی کی اطلاع نے ہماری طبیعت مکدر کر
دی ہے۔ اور تم بھی جاکر دیکھو کہ اس کشتی کو
ڈبو دیا گیا ہے یا نہیں"۔ بوساگا نے کہا۔

"بہتر سردار"! ڈمبالو نے کہا اور شانو کو دبوچے
کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بوساگا نے ایک بار پھر شراب سے بھرے ہوئے
جگ کو اٹھا کر منہ سے لگالیا۔

چلوسک ملوسک کو سمندر میں سفر کرتے ہوئے
تین روز گزر چکے تھے۔ اس دوران وہ مسلسل سفر
کرتے رہے تھے۔ جب چلوسک سوتا تو ملوسک لانچ
چلاتا اور جب ملوسک سوتا تو چلوسک لانچ چلاتا۔
ابھی انہیں سمندر میں سفر کرتے ہوئے تیسرا روز تھا
کہ اچانک وہ ایک سمندری طوفان میں پھنس گئے۔
طوفان بےحد شدید تھا۔ اتنا شدید کہ ان کی لانچ
کسی تنکے کی طرح ڈولنے لگی۔ چلوسک ملوسک نے
سنبھلنے کی بےحد کوشش کی مگر توازن برقرار رکھنا
بڑا مشکل ثابت ہوا۔ وہ بار بار لہرا کر نیچے گرتے
اور پھر اٹھکر لانچ کا اسٹیئرنگ سنبھال لیتے۔ کیونکہ
لانچ کا توازن برقرار رکھنے کے لئے اسٹیئرنگ کا سنبھالنا

ضروری تھا۔
پھر ایک بار جیسے ہی وہ دونوں گرے ان
دونوں کی جیبوں سے پستول نکل کر لانچ میں گر
پڑے اور اسی لمحے ان کی لانچ بُری طرح ڈولی اور
بالکل ایک طرف جھک گئی۔ وہ دونوں تو لانچ کے
سٹیئرنگ سے چمٹ گئے مگر انہوں نے دیکھا کہ
ان دونوں کے پستول کھسکتے ہوئے لانچ کے کنارے
پر پہنچ گئے تھے اور لانچ کا وہی کنارہ سمندر کی
سطح کے قریب تھا۔
"ہمارے پستول، وہ سمندر میں گر پڑیں گے"۔ ان
دونوں نے وحشت بھرے لہجے میں چیختے ہوئے کہا
اور اسی لمحے لانچ ایک بارپھر ڈولی اور اس بار
لانچ کا دوسرا کنارہ نیچے ہوگیا اور ان کے پستول
پھر تیزی سے کھسکتے ہوئے ان کے پیروں کے
قریب آگئے۔
"ملوسک! دونوں پستول[1] اٹھاکر اندر کیبن میں رکھ
آؤ۔ کہیں یہ سمندر میں نہ جاگریں"۔ چلوسک نے چیخ
کر کہا اور ملوسک نے جھپٹ کر دونوں پستول اٹھائے
اور پھر ڈگمگاتا ہوا تیزی سے اس کیبن میں گھستا چلا

[1] پستول انہیں کیسے ملے؟ اس کے لئے پڑھیئے "چلوسک ملوسک سبز تارے میں"

گیا جس میں اسلحہ موجود تھا۔ چونکہ یہ اسلحہ ایک
بڑے سے صندوق میں رکھا ہوا تھا جو لانچ کے
فرش کے ساتھ میخوں سے جڑا ہوا تھا اس لئے
ملوسک نے سوچا کہ پستول اس صندوق میں محفوظ
رہیں گے۔ چنانچہ اس نے صندوق کا ڈھکنا کھولا اور
پستول اس میں رکھ کر ڈھکنا مضبوطی سے بند کر
دیا۔ اب وہ مطمئن تھا چنانچہ وہ پھر باہر آگیا اور
لانچ کا توازن سنبھالنے میں چلوسک کی مدد کرنے لگا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد طوفان کی شدت ختم ہوگئی
اور آہستہ آہستہ سمندر پُرسکون ہوتا چلا گیا۔

"خدا کی پناہ، کتنا خوفناک طوفان تھا۔ اللہ تعالیٰ
نے مہربانی کر دی کہ لانچ بچ گئی"۔ ملوسک نے
کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی بڑا خوفناک طوفان تھا"۔ چلوسک نے
کہا اور پھر لانچ میں موجود دُوربین اٹھا کر دیکھنے
لگا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔

"جزیرہ، مجھے دور ایک جزیرہ نظر آرہا ہے"۔
چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"دکھانا مجھے"۔ ملوسک نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا

اور چلوسک نے دُوربین اس کے حوالے کر دی۔
اور لانچ کا رخ اس جزیرے کی طرف موڑ دیا۔

"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ کافی بڑا ہے یہ"۔ ملوسک
نے دُوربین میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کیا، یہ تو دیو لگ رہے ہیں"۔ اچانک
چلوسک نے چیختے ہوئے کہا اور ملوسک نے بوکھلا
کر دُوربین اپنی آنکھوں سے ہٹائی اور دائیں طرف
دیکھنے لگا جدھر چلوسک دیکھ رہا تھا اور پھر اس
نے دیکھا کہ واقعی دو بڑے بڑے دیو ہاتھوں میں
بڑے بڑے پتھر اٹھائے آسمان پر اڑتے ہوئے تیزی
سے ان کی لانچ کی طرف بڑھے چلے آرہے تھے۔

"چلوسک! جلدی سے پستول لے آؤ۔ یہ دیو پتھر
مار کر لانچ کو ڈبونا چاہتے ہیں۔ جلدی کرو"۔ چلوسک
نے چیخ کر ملوسک سے کہا۔ اور ملوسک بھاگتا ہوا
کیبن کی طرف بڑھا۔

چند لمحوں بعد ملوسک دو پستول اٹھائے باہر آیا
اور اس نے ایک پستول چلوسک کے ہاتھ میں پکڑا
دیا۔ اس وقت دونوں دیو ان کی لانچ کے اوپر
پہنچ گئے تھے۔

"فائر کرو فائر، وہ پتھر پھینکنے والے ہیں" چلوسک
نے چیخ کر کہا اور اس نے لانچ کی رفتار یکدم
تیز کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی
ملوسک کے ساتھ پستول کا رخ ان دیووں کی
طرف کرکے ٹریگر دبا دیا۔

جیسے ہی ان دونوں نے پستولوں کے ٹریگر دبائے
دو زبردست دھماکے ہوتے اور ان کے پستولوں سے
شعاعوں کی بجائے گولیاں نکل کر اوپر دیووں کی
طرف بڑھیں۔

"ارے یہ کیا، یہ تو ہمارے پستول نہیں ہیں"۔
دونوں کے حلق سے بے اختیار آواز نکلی۔

"مارو مارو فائر کرو۔ اب اپنے پستول اٹھانے
کا وقت نہیں ہے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور
پھر انہوں نے مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیئے
ان کے پستولوں سے گولیاں نکلتی رہیں دھماکے ہوتے
رہے مگر ایک بھی گولی دیووں کو نہ لگی۔

دیو ہاتھوں میں بڑے بڑے پتھر اٹھائے مسلسل
ان کی لانچ پر پرواز کرتے رہے۔ پھر اچانک ایک
دیو کے ہاتھ میں تھاما ہوا چٹان نما پتھر اس کے

ہاتھوں سے نکل کر سیدھا لانچ کی طرف آیا۔
چلوسک ملوسک دونوں سمجھ گئے تھے کہ اگر
ایک بھی پتھر ان کی لانچ پر گر پڑا تو ان کی
لانچ کے پرخچے اڑ جائیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی دیو
نے پتھر پھینکا چلوسک نے لانچ کی رفتار کو یکدم
تیز کرتے ہوتے انتہائی پھرتی سے اس کا رخ
بدل دیا اور لانچ اس پتھر کی زد سے بال بال
بچ گئی اور یہ بھی قدرت کی طرف سے ایک
امداد ہی تھی کہ دیو کے پتھر پھینکنے سے چلوسک
نے لانچ موڑی اور اگر چلوسک لانچ نہ موڑتا تو سمندر
میں سے ابھرے ہوتے خوفناک اژدہے نے یقیناً
چلوسک کو ڈس لینا تھا۔ پتھر تیر کی طرح ایک دھماکے
سے اژدہے کے سر پر لگا اور سمندر میں غائب
ہوگیا۔

ابھی چلوسک نے بڑی مشکل سے لانچ کو سنبھالا
تھا کہ دوسرے دیو نے نشانہ تاک کر پتھر لانچ پر
پھینک دیا۔

چلوسک نے اس کے پتھر گراتے ہی لانچ کا
ایک بٹن دبایا اور لانچ بجائے آگے بڑھنے کے

یکدم ایک جھٹکا کھاکر پیچھے کی طرف ہٹی اور یہی
ان کے لئے بہتر ہوا کیونکہ دیو نے پتھر عین اس
جگہ پر پھینکا تھا جہاں اسٹیرنگ تھا اور اگر چلوسک
لانچ کو آگے کی طرف بڑھاتا تو یقیناً پتھر کیبنوں
کے اوپر پڑتا اور یقیناً لانچ تباہ ہو جاتی۔ چونکہ
اسٹیرنگ کے بعد لانچ کا صرف منہ آگے تھا اس
لئے جب لانچ تیزی سے پیچھے ہٹی تو پتھر لانچ
پر پڑنے کی بجائے اس کے آگے گرا اور لانچ
بچ جانے کے باوجود بھی پتھر سے پیدا ہونے والی
لہروں کی زد میں آکر لٹو کی طرح گھوم گئی۔ اور
چلوسک ملوسک دونوں نے اسٹیرنگ سے چمٹ کر بڑی
مشکل سے لانچ کا توازن برقرار رکھا۔

جیسے ہی لانچ سیدھی ہوئی۔ دونوں دیو جو لانچ
کے اوپر اڑ رہے تھے، بجلی کی سی تیزی سے
لانچ پر جھپٹے۔ اپنے نشانے خطا ہوجانے پر وہ
بے حد غصے میں تھے۔ مگر اب چلوسک ملوسک ان
کی زد میں کیسے آتے تھے۔

چلوسک نے انتہائی تیزی سے لانچ کا رخ
اس طرح موڑا کہ وہ دونوں دیو لانچ پر آنے کی

بجائے سیدھے سمندر میں جاگرے۔ مگر وہ چونکہ سمندری
دیو تھے اس لئے سمندر میں گرتے ہی انہوں نے
قلابازی کھائی اور پھر وہ تیر کی طرح پانی پر
تیرتے ہوئے لانچ کی طرف بڑھے۔ ان کا خیال
تھا کہ وہ لانچ کو ہاتھوں سے پکڑ کر الٹ دیں
گے اور ہونا بھی ایسے ہی تھا مگر چلوسک نے
انتہائی پھرتی سے لانچ کا سٹیرنگ کاٹا اور وہ لانچ
کو ان کی زد سے بچا کر لے جانے میں کامیاب
ہوگیا مگر وہ دونوں دیو بھی بے حد پھرتیلے تھے انہوں
نے بھی انتہائی تیزی سے رخ بدلا اور پھر لانچ
کی طرف چھلانگ لگا دی۔

اب اس بات کا موقعہ نہ تھا کہ چلوسک لانچ
کو بچاتا اس لئے اس نے دوسرا داؤ کھیلا اور
لانچ کی رفتار انتہائی تیز کرکے اُسے سیدھا دیوؤں
کی طرف لے جاتا گیا۔ لانچ رائفل سے نکلنے والی
گولی کی طرح ان دونوں دیوؤں کی طرف بڑھی اور
پھر ایک دیو نے تو غوطہ مارکر اپنی جان بچالی
مگر دوسرا دیو بروقت غوطہ نہ لگا سکا اور
لانچ انتہائی تیز رفتاری سے تیرتی ہوئی پوری

قوت سے دیو کے سینے سے ٹکرائی اور دیو کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکلی اور وہ لانچ کے ساتھ ہی پانی میں دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ لانچ کے تیز کناروں نے دیو کا سینہ پھاڑ دیا تھا اور پھر جب چلوسک نے لانچ کا رخ موڑا تو دیو کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی دور نکلتی چلی گئی۔ اس جگہ کا پانی دیو کے خون سے سرخ ہوگیا تھا۔

دوسرا دیو جس نے پانی میں غوطہ مار کر اپنی جان بچائی تھی۔ کافی دور جاکر پانی میں سے سر نکالا اور چلوسک نے ایک بار پھر اس کی طرف لانچ کو موڑ دیا۔ مگر وہ پھر غوطہ لگا گیا۔ شائد وہ لانچ سے خوفزدہ ہوچکا تھا۔

اسی دوران ملوسک بھاگتا ہوا کیبن میں گیا اور اس نے صندوق کھول کر اپنے پستول ڈھونڈنے شروع کر دیئے۔ طوفان کے ہچکولوں کی وجہ سے ان کے پستول باقی پستولوں میں مل گئے تھے اور پہلے جلدی میں ملوسک دوسرے پستول اٹھا کر لے گیا تھا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد اُسے اپنے پستول مل گئے اور وہ انہیں لے کر کیبن سے باہر آگیا۔

دوسرے دیو اور لانچ کے درمیان ابھی تک آنکھ مچولی جاری تھی۔

ملوسک نے لانچ کا کنارہ ایک ہاتھ سے پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے پستول سمندر کی طرف تان کر دیو کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔

پھر جیسے ہی دیو نے دوبارہ پانی سے سر باہر نکالا۔ ملوسک نے پھرتی سے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے پستول سے سرخ شعاع نکلی اور ایک زبردست دھماکے سے دیو کی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہوگئی اور سمندر کا پانی اس کے خون سے سُرخ ہوگیا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی لاش پانی پر تیرنے لگی۔ بے سر کی لاش۔

"اوہ! اللہ نے بچالیا، بڑا خوفناک حملہ کیا تھا انہوں نے"۔ چلوسک نے اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب اس بات کا تو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ جزیرہ بوساگا کا ہے"۔ ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ دیو کبھی بھی ہم پر حملہ نہ کرتے"۔ چلوسک نے کہا۔

"مگر چلوسک! یہ تو ابتدائی حملہ تھا ظاہر ہے جزیرے پر تو بیشمار دیو ہوں گے۔ ہم کس طرح جزیرے پر پہنچیں گے؟" ملوسک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اللہ مالک ہے"۔ چلوسک نے لاپرواہی سے کہا اور پھر لانچ کا رخ تیزی سے جزیرے کی طرف موڑ دیا۔ لانچ خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جزیرہ اب بڑا نظر آنے لگ گیا تھا اور انہوں نے دیکھا کہ واقعی جزیرے پر موجود درخت پتوں سے بالکل خالی تھے۔

پھر جیسے ہی ان کی لانچ جزیرے کے قریب پہنچی۔ انہوں نے دیکھا کہ بیشمار دیو ہاتھوں میں بڑے بڑے نیزے پکڑے دیوار کی صورت میں ساحل پر کھڑے ہوئے تھے۔

چلوسک نے دور سے ہی لانچ کا رخ جزیرے کی دوسری سمت موڑ دیا۔ مگر ادھر بھی دیو موجود تھے۔ پھر ان کی لانچ نے پورے جزیرے کا چکر کاٹ لیا مگر ہر طرف انہیں دیو قطار در قطار کھڑے نظر آتے۔

"اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ پستول استعمال کئے جائیں"۔ چلوسک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لانچ کی رفتار تیز کی اور ان کی لانچ خاصی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھنے لگی۔

دیو بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ جیسے انہیں پرواہ ہی نہ ہو۔

"فائر"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ملوسک نے جو اپنے پستول کا رخ پہلے ہی دیوؤں کی طرف کئے ہوئے تھا ٹریگر دبا دیا۔

چلوسک نے بھی اسٹیرنگ کو ایک ہاتھ سے سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے فائر کھول دیا۔ وہ دونوں پستولوں کو دائیں بائیں حرکت دے رہے تھے اور انہوں نے ٹریگر مسلسل دبا رکھے تھے۔

پھر ساحل پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ پستولوں سے نکلنے والی شعاعوں سے زبردست دھماکے پیدا ہوتے اور دیوؤں کے جسموں کے ٹکڑے اڑ کر فضا میں بکھرنے لگے۔

چند دیوؤں نے انہیں نیزے مارنے کی کوشش

کی مگر بے سود۔ چلوسک علوسک کے پستولوں نے چند ہی لمحوں میں میدان صاف کر دیا اور اُسی لمحے لانچ کنارے سے جا لگی۔

چلوسک نے انتہائی پھرتی سے لنگر پھینکا اور پھر وہ دونوں چھلانگیں مار کر جزیرے پر چڑھ گئے۔ وہ انتہائی چوکنے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہے تھے اور ممکنہ حملے سے بچنے کی خاطر ان دونوں نے اپنے آپ کو درختوں کے تنوں کی آڑ میں چھپایا ہوا تھا مگر جزیرے پر ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ کہیں کوئی حرکت نظر نہیں آ رہی تھی۔

"آگے بڑھو، ہم کب تک یہاں چھپے رہیں گے"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے جزیرے کے اندر بڑھتے چلے گئے۔

ڈمبالو کو جب اطلاع ملی کہ وہ دونوں دیو
جو لانچ پر پتھر پھینکنے گئے تھے ہلاک ہو گئے
ہیں تو ایک لمحے کے لئے وہ حیرت زدہ رہ گیا۔
کیونکہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ
کوئی آدم زاد دیوؤں کو ہلاک کر دے۔

”وہ اب جزیرے کی طرف بڑھے چلے آرہے ہیں“۔
ایک دیو نے آکر ڈمبالو کو اطلاع دی۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں زندہ گرفتار کیا جائے میں دیکھنا
چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے دیوؤں کو کس
طرح ہلاک کیا ہے“۔ ڈمبالو نے حکم دیا اور دیو تیزی
سے باہر چلا گیا۔

ڈمبالو غصے سے پیچ وتاب کھاتا ہوا اپنے کمرے

میں ٹہلنے لگا۔ اور ابھی اُسے وہاں ٹہلتے ہوئے
تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک کان پھاڑ دھماکوں
کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دیوؤں
کی چیخوں نے پورے جزیرے کو لرزا دیا۔

ڈمبالو بھاگتا ہوا اپنے محل سے باہر نکل آیا
اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
سمندر کی طرف سے سرخ شعاعیں آئیں اور زبردست
دھماکوں کے ساتھ دیوؤں کے جسموں کے پرخچے اڑ
جاتے۔ باقی دیو خوفزدہ ہوکر جزیرے کے اندر کی طرف
بھاگتے چلے گئے۔

”حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز“۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر مڑ کر تیزی سے بوساگا کے محل کی
طرف بھاگتا چلا گیا۔ محل کے دروازے پر ہی اس
کا ٹکراؤ بوساگا سے ہوگیا جو وحشت کے عالم میں
باہر بھاگا چلا آرہا تھا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے ڈمبالو۔ یہ دھماکے اور دیوؤں
کی چیخیں، یہ سب کیا ہے“؟ بوساگا نے چیختے
ہوئے کہا۔

”میں اسی کے متعلق آپ کو بتانے آرہا تھا“۔ ڈمبالو

نے جواب دیا اور پھر اس نے بوساگا کو پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کافی خطرناک لوگ ہیں یہ"۔ بوساگا نے پریشان کُن لہجے میں کہا۔

"جی ہاں، میں اسی لئے انہیں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں کہ اس راز کے بارے میں معلوم کر سکوں کہ انہوں نے کس طرح ہمارے اتنے دیووں کو ہلاک کر دیا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"مگر ڈمبالو! ایسا نہ ہو کہ تم انہیں زندہ پکڑنے کے چکر میں ہی رہو اور وہ ہمارے جزیرے کو ہی تباہ کردیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان کا خاتمہ کردو"۔ بوساگا نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں سردار! وہ اب مزید نقصان نہیں پہنچا سکیں گے"۔ ڈمبالو نے اطمینان سے پُر لہجے میں کہا۔

"اچھا تو ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی"۔ بوساگا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور واپس محل میں چلا گیا۔

بوساگا کی اجازت ملتے ہی ڈمبالو تیزی سے بھاگتا

ہوا اس طرف بڑھا جدھر دھماکے ہوئے تھے۔ تھوڑی دور جاکر ڈمبالو ایکدم کسی خیال سے ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے خیال آیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کا اچانک ان آدم زادوں سے سامنا ہو جاتے اور وہ اُسے بھی دوسرے دیووں کی طرح پُراسرار انداز میں ہلاک کر دیں۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آخر وہ کس طرح دیووں کو ہلاک کرتے ہیں۔

یہ سوچ کر وہ تیزی سے ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ کافی اونچائی پر جاکر اُسے وہ دونوں آدم زاد دور سے جزیرے کی طرف آتے نظر آگئے۔ وہ دونوں درختوں کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دو ننھی ننھی لکڑیاں سی پکڑی ہوئی تھیں۔

اور پھر اُسی لمحے کسی طرف سے تین دیو ان پر جھپٹے۔ مگر ڈمبالو یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ دیووں کو دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی لکڑیاں سیدھی کیں۔ اور پھر ان کی لکڑیوں سے سرخ رنگ کی لہریں سی نکلیں اور تینوں دیووں کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ان کے

ساتھ ساتھ دو درخت بھی نیچے آگرے۔ یہ وہ درخت
تھے جن پر سرخ رنگ کی لہریں پڑی تھیں۔
"ہوں! تو یہ سارا کھیل ان لکڑیوں کا ہے۔" ڈمبالو
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے درخت پر بیٹھا
کچھ سوچتا رہا۔ پھر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔
درخت سے نیچے اتر کر وہ بھی درختوں کی آڑ
لیتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا مگر وہ سیدھا
ان کی طرف نہیں جارہا تھا بلکہ ایک لمبا چکر کاٹ
کر وہ ان کی پشت پر آگیا اور پھر دبے پاؤں
آگے بڑھتا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک دونوں ابھی تک درختوں کی آڑ
لیتے ہوئے آگے بڑھے چلے جارہے تھے اب وہ تقریباً
جزیرے کے درمیان میں پہنچ چکے تھے اور بوساگا کے
محل کے قریب پہنچنے والے تھے۔

ڈمبالو ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ پھر اچانک اسے
موقع مل گیا اور اس نے چھلانگ لگائی اور ملوسک
کو یکدم اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر اٹھا لیا۔
اس نے ملوسک کو پکڑتے ہی بجلی کی سی تیزی سے
اس کے ہاتھ سے وہ لکڑی چھینی۔ اور پھر اس سے

پہلے کہ ملوسک کی چیخ سنکر چلوسک پلٹتا، ڈمبالو
نے ملوسک کو چلوسک پر پھینک دیا اور چلوسک
ملوسک سے ٹکرا کر نیچے گر پڑا اور اس اچانک
جھٹکے کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے پستول نکل
کر دور جا گرا۔ ڈمبالو نے جھپٹ کر وہ پستول بھی
اٹھا لیا۔

اب چلوسک ملوسک نہتے کھڑے تھے۔ ڈمبالو چند
لمحوں تک بغور ان پستولوں کو دیکھتا رہا پھر اس
نے ان دونوں کو ایک ہاتھ میں پکڑا اور ان دونوں
کی طرف بڑھنے لگا۔

چلوسک ملوسک پھرتی سے دائیں بائیں ہٹتے چلے
گئے۔ وہ جسمانی طور پر ڈمبالو کا تو مقابلہ نہیں کر
سکتے تھے۔ البتہ پھرتی اور چالاکی سے وہ شائد اُسے
مار گراتے اور اب ان دونوں کے لئے ایسا کرنا
ضروری ہوگیا تھا کیونکہ ان کے پستول بھی اس کے
قبضے میں تھے۔

ڈمبالو نے آگے بڑھکر ایک ہاتھ سے چلوسک
کو جھپٹنا چاہا۔ مگر چلوسک انتہائی پھرتی سے ایک
طرف ہٹ گیا اور ڈمبالو اپنے ہی زور میں گھومتا

چلا گیا۔

اُسی لمحے ملوسک تیزی سے آگے بڑھ کر ڈمبالو
کی پشت پر آیا اور پھر اس نے ڈمبالو کے ہاتھ
میں پکڑے ہوئے پستول چھیننے چاہے مگر ڈمبالو
بیحد ہوشیار تھا۔ وہ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے
ملوسک اس کی گرفت میں آگیا۔ اس نے بڑی پھرتی
سے ملوسک کو اپنی بغل میں دبا لیا۔ ملوسک بیچارے
کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ڈمبالو کی بغل میں اس
کا دم گھٹتا چلا جارہا تھا۔

چلوسک نے جیسے ہی ملوسک کی چیخ سنی۔ وہ بجلی
کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے اچھل
کر زور سے ڈمبالو کے پیٹ میں ٹکر مارنے کی
کوشش کی۔ مگر کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔
بھلا چلوسک کی ٹکر کا ڈمبالو پر کیا اثر ہونا تھا
ڈمبالو نے زور سے ہاتھ کو حرکت دی اور چلوسک
کے منہ پر زور کا تھپڑ پڑا اور وہ بےچارہ چیخ
مار کر تین چار فٹ دور جا گرا۔

تھپڑ کچھ اس قوت سے پڑا تھا کہ چلوسک بیچارے
کے دماغ پر اندھیرا سا چھاگیا۔ اس نے سر جھٹک

کر اٹھنے کی کوشش کی مگر بےسود۔ دوسرے لمحے
وہ بےہوش ہوکر زمین پر گر گیا تھا۔

ادھر ملوسک بیچارے کا بُرا حال تھا۔ ڈمبالو نے
اسے بھی ایک تھپڑ مارا تو اس کی گردن پر۔ ایک
زور دار جھٹکا لگا اور اس کے دماغ پر بھی اندھیرے
چھاتے چلے گئے۔ وہ بےہوش ہوکر اس کی بغل میں
ہی لٹکتا چلا گیا۔

ڈمبالو نے اُسے بیہوش ہوتے دیکھکر اُسے زمین
پر رکھا اور پھر آگے بڑھ کر چلوسک کو بھی اٹھا
لیا اور پھر اُسے اٹھاکر اس نے اُسے بھی ملوسک
کے قریب لٹا دیا اور پھر ڈمبالو نے مخصوص انداز
میں زور سے نعرہ لگایا۔

ڈمبالو کے نعرہ لگاتے ہی دس بارہ دیو ہاتھوں
میں نیزے پکڑے اس کی طرف بھاگتے چلے آئے۔

"ان دونوں کو اٹھاکر میرے پیچھے آؤ"۔ ڈمبالو نے
فخریہ لہجے میں کہا۔

دو دیوؤں نے چلوسک ملوسک کو اٹھالیا اور ڈمبالو
ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستولوں کو غور سے دیکھتا
ہوا بوساگا کے محل کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ دیکھ رہا

تھا کہ آخر ان عجیب و غریب چیزوں میں کیا
چیز بھری ہوئی ہے جن سے دیو مر جاتے ہیں پھر
اس کی انگلی ایک پستول کے ٹریگر پر جمی اور اس
نے جیسے ہی انگلی کو حرکت دی۔ پستول میں سے
شعاع نکلی اور ایک طرف سے آنے والے ایک دیو پر
پڑی۔ جیسے ہی شعاع دیو پر پڑی ایک دھماکہ ہوا
اور دیو کے جسم کے پرخچے اڑ گئے۔ اور باقی دیو
چیختے ہوئے دور بھاگ گئے۔

ڈمبالو نے سر ہلایا۔ اب وہ ان پستولوں کی تکنیک
سمجھ گیا تھا۔ اس نے تجربے کے طور پر اس
کا رخ ایک درخت کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا
ٹریگر دبتے ہی اس میں سے سرخ شعاع نکل کر
درخت پر پڑی اور درخت ایک دھماکے سے زمین
بوس ہوگیا۔

"حیرت انگیز، انتہائی حیرت انگیز"۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

جلد ہی وہ بوساگا کے محل میں داخل ہو گیا۔
محل میں داخل ہوتے ہی اُسے اطلاع ملی کہ بوساگا
اپنے خاص کمرے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

ڈمبالو سیدھا بوساگا کے کمرے کی طرف بڑھتا
چلا گیا۔

"کیا ہوا ڈمبالو؟ کیا وہ آدم زاد پکڑے گئے"؟ بوساگا
نے اسے دیکھتے ہی چیخ کر پوچھا۔

"ہاں سردار! میں انہیں پکڑ لایا ہوں"۔ ڈمبالو نے
مسکراتے ہوئے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ کہاں ہیں۔ میرے سامنے پیش کرو"۔ بوساگا نے
اطمینان کی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"انہیں اندر لے آؤ"۔ ڈمبالو نے چیخ کر کہا۔ اور
پھر دو دیو کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے بیہوش
چلوسک ملوسک کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ڈمبالو کے
اشارے پر انہوں نے ان دونوں کو بوساگا کے سامنے
زمین پر ڈال دیا۔

"ہوں! یہ ہیں وہ آدم زاد، جنہوں نے میرے بیشمار
دیو مار ڈالے ہیں"۔ بوساگا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں سردار!" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"مگر مجھے یقین نہیں آرہا۔ یہ تو اتنے مختصر ہیں
کہ اگر میں پھونک مار دوں تو یہ اڑتے ہوئے سمندر
پار جا گریں"۔ بوساگا نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر میں خود حیران ہوں۔ میں چاہتا ہوں سردار! آپ انہیں میرے حوالے کر دیں تاکہ میں یہ راز سمجھ سکوں"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے یہ راز ضرور سمجھو اور کل انہیں پھر میرے سامنے پیش کرنا۔ میں ان سے خود بھی بات چیت کرنا چاہتا ہوں"۔ بوساگا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سردار! میں کل نہ صرف انہیں آپ کے حضور پیش کروں گا بلکہ وہ راز بھی اس وقت تک میں معلوم کر لونگا"۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر اس کے اشارے پر دیوؤں نے دوبارہ انہیں اٹھایا اور ڈمبالو کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

ڈمبالو کے ہاتھ میں اب بھی پستول پکڑے ہوئے تھے۔ بوساگا نے انہیں دیکھا ضرور تھا مگر نہ ہی اس کے بارے میں ڈمبالو سے بوساگا نے کچھ پوچھا تھا اور نہ ہی ڈمبالو نے خود بتایا تھا وہ دراصل ان پستولوں کے بارے میں مزید پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایسی حیرت انگیز اور خوفناک چیزیں اس

نے زندگی میں پہلی بار دیکھی تھیں اور اس کا تجسس جاگ اٹھا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا۔ کیونکہ بہرحال اس کی ماں آدم زاد تھی اور تجسس آدم زادوں کی ہی خصوصیت ہوتی ہے۔

چلوسک ملوسک کی جب آنکھ کھلی تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک کافی بڑے کمرے میں پڑا ہوا پایا۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں ہی ہوش میں آتے ہی اٹھکر بیٹھ گئے۔

ان کے سامنے ہی ڈمبالو ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں پستول ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھے۔

"تم ہوش میں آگئے آدم زاد"۔ ڈمبالو نے قدرے خوفناک لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم ہوش میں آگئے ہیں"۔ چلوسک نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم اس جزیرے میں کیوں آئے تھے؟" ڈمبالو کی تیز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"بڑھیا کی بیٹی کو چھڑانے جسے سمندری دیو اٹھا کر لایا تھا"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ! تو تم اس لڑکی کی خاطر آئے ہو۔ کیا وہ لڑکی تمہاری بہن ہے"۔ ڈمبالو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں، ہماری سگی بہن تو نہیں ہے مگر اس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اس لئے ہم اس ظلم کا خاتمہ کرنے آتے ہیں"۔ اس بار ملوسک نے جواب دیا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تم نے ہمارے کتنے دیو مار ڈالے ہیں اور تم جانتے ہو کہ تمہیں اس کی کیا سزا ملے گی"۔ ڈمبالو نے خوفناک لہجے میں کہا۔

"تم زیادہ سے زیادہ ہمیں مار ڈالوگے بس۔ مگر یاد رکھنا کہ ہم آسانی سے مرنے والے نہیں ہیں"۔ چلوسک نے اُسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ابھی تم میں دم خم ہے۔ تم اتنے مختصر ہونے کے باوجود بہادر ہو۔ یہ قابلِ تعریف بات ہے"۔ ڈمبالو نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"تم ڈمبالو تو نہیں ہو"؟ اچانک چلوسک نے پوچھا۔

"ہاں! میرا نام ڈمبالو ہے۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا"؟ ڈمبالو نے چونک کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمہاری ماں آدم زاد تھی"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں یہ درست ہے۔ مگر تمہیں یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں"؟ ڈمبالو نے اور بھی زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ آخر تم لوگ لڑکیوں کو یہاں لاکر کیا کرتے ہو"؟ چلوسک نے پوچھا۔

"ہمارے سردار بوساگا کو شوق ہے کہ دنیا کی حسین لڑکیاں اس کے محل میں موجود رہیں۔ وہ ان کا ناچ دیکھ کر خوش ہوتا ہے"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"بس صرف۔ ناچ دیکھنے کے لئے"؟ ملوسک نے پہلی بار حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! بس ناچ دیکھ لیا۔ خدمت لے لی۔ جس لڑکی کی خاطر تم آئے ہو، اس نے ابھی تک بوساگا

کے سامنے ناچ نہیں کیا۔ آج وہ ناچ کرنے والی ہے۔ کیا تم وہ ناچ دیکھو گے"؟ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم کسی مظلوم لڑکی کو ناچتی نہیں دیکھ سکتے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہم تمہارے دوسرے معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں تم، تمہارا سردار، یہ جزیرہ اور تمام دیو ہلاک کر دیئے جائیں گے"۔ چلوسک نے اُسے دھمکاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہاری طاقت کا تمام راز ان لکڑیوں میں ہے۔ اگر تمہارے پاس کچھ اور ہوتا تو تم اس طرح بے بس نہ ہوتے۔ میں نے تمہیں صرف یہ پوچھنے کے لئے زندہ رکھا ہے کہ تم نے یہ لکڑیاں کہاں سے حاصل کی ہیں اور ان لکڑیوں سے خوفناک لہر کیسے نکلتی ہے"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"تم اس بات کو زندگی بھر نہیں سمجھ سکتے اور تمہیں نہیں معلوم کہ ہمارے پاس اور کیا کیا ہے اس لئے تو ہم تمہیں کہہ رہے ہیں کہ اس لڑکی کو ہمارے ساتھ بھیج دو"۔ چلوسک نے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے"۔ ڈمبالو نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا ایک دیو اندر داخل ہوا۔

"سردار نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے کہ آدم زادوں کو بھی ہمراہ لے آئیں"۔ دیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سردار کیا کر رہے ہیں"؟ ڈمبالو نے کرسی پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سردار نئی لڑکی کا ناچ دیکھنے والے ہیں"۔ دیو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے کہا۔

"آؤ آدم زادو! تم بھی اس لڑکی کا ناچ دیکھ لو جس کی خاطر تم یہاں آئے ہو۔ اس کے بعد ظاہر ہے تم نے مرنا تو ہے ہی"۔ ڈمبالو نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر اٹھایا۔

ڈمبالو انہیں لیکر مختلف کمروں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک لحیم شحیم
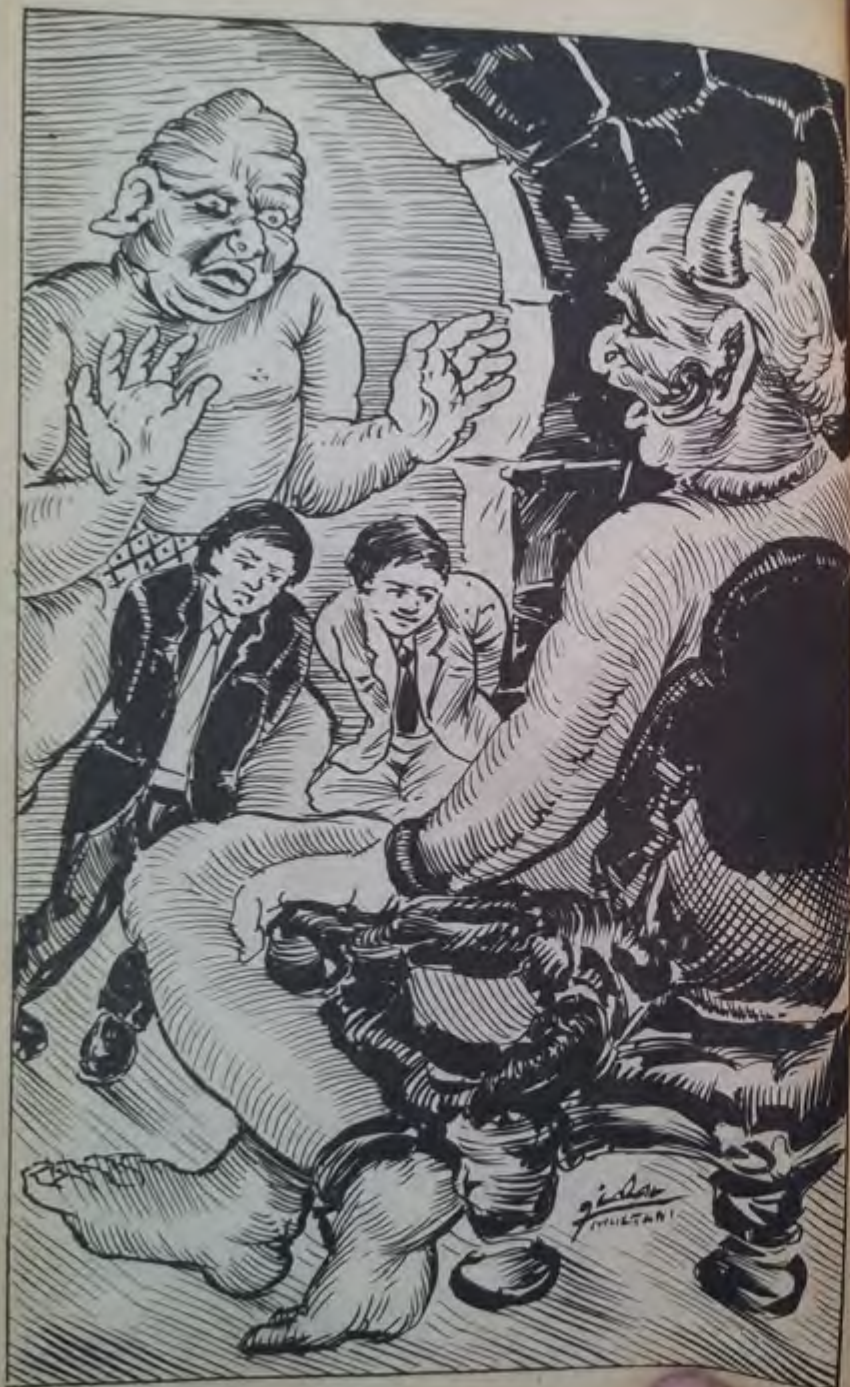
دیو تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈمبالو نے ان دونوں
کو تخت کے سامنے زمین پر پٹخ دیا۔
"سردار! یہ نئی لڑکی کو لینے آئے ہیں"۔ ڈمبالو
نے طنزیہ لہجے میں کہا۔
"اچھا! اس لڑکی کو لینے، جس کا ناچ ہم ابھی
دیکھنے والے ہیں"۔ بوساگا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا
جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دیو، شانو
کو ہمراہ لئے اندر داخل ہوا۔ شانو کی حالت غیر تھی
______ اس کے جسم پر کوڑوں کی
ضربوں کے نشان تھے۔ اور اُسے لے آنے والے
کے ہاتھ میں ایک کوڑا ابھی تک موجود تھا۔ آنے
والے نے شانو کو تخت کے سامنے کھڑا کیا اور
پھر زور سے کوڑا لہراتے ہوئے کہا۔
"ناچو"۔ اس کے ساتھ ہی کوڑا لہراتا ہوا شانو
کے ننگے جسم سے ٹکرایا اور شانو کے حلق سے بے اختیار
چیخ نکل گئی اور وہ بےبسی سے ناچنے کی کوشش
کرنے لگی۔
شانو کو ناچتی دیکھ کر بوساگا کے حلق سے

بے اختیار قہقہہ نکلا اور پھر وہ چلوسک ملوسک سے
مخاطب ہوکر کہنے لگا۔
"دیکھو کیا یہ وہی لڑکی ہے جس کی خاطر تم
آئے ہو۔ کاش تم بھی لڑکیاں ہوتیں تو میں تمہارا
ناچ بھی دیکھتا۔ مجھے ننگی آدم زاد لڑکیوں کا ناچ
دیکھنے کا بےحد شوق ہے"۔
"بوساگا! کیا تم نے ڈمبالو کی ماں کا ننگا ناچ
کبھی دیکھا ہے۔ وہ بھی تو آدم زاد تھی؟" اچانک
چلوسک نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب؟ میری ماں تو مر چکی ہے اور اگر
زندہ بھی ہوتی تب بھی میں اسے کیسے برداشت
کر سکتا تھا کہ وہ ننگی ہوکر ناچے"۔ ڈمبالو نے
اچانک غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"تم جھوٹ بولتے ہو ڈمبالو! تمہاری ماں زندہ
ہے اور بوساگا نے اس کا ننگا ناچ دیکھا ہے"۔
چلوسک نے اُسے اکساتے ہوئے کہا۔
"اگر دیکھ بھی لیا ہو تو کیا ہوا۔ میں سردار ہوں
کس کی جرأت ہے کہ وہ میرے سامنے بول سکے"۔
اچانک بوساگا نے چیخ کر کہا۔ دراصل اُسے ڈمبالو

کی بات بُری لگی تھی۔

"ہاں! واقعی ڈمبالو میں یہ جرات نہیں کیونکہ یہ بے غیرت ہے۔ اپنی ماں کو ننگا نچواتا ہے"۔ چلوسک نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ اگر تم نے دوسرا لفظ منہ سے نکالا تو میں ابھی تمہاری گردن مروڑ دونگا۔ میں بے غیرت نہیں ہوں۔ کس میں یہ جرأت ہے کہ وہ میری ماں کو ننگا کرے۔ چاہے وہ سردار ہی کیوں نہ ہو"۔ ڈمبالو نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے اور چلوسک دل ہی دل میں مسکرا دیا۔ اس کا اندازہ بالکل درست نکلا تھا۔ اس نے یہ باتیں اس لئے کی تھیں کہ اُسے معلوم تھا کہ ڈمبالو میں آدم زاد کا خون شامل ہے اور آدم زادوں کے خون میں غیرت ضرور ہوتی ہے۔ اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ ڈمبالو غیرت کھا گیا تھا۔

"بکواس مت کرو ڈمبالو! اپنی اوقات میں رہو۔ تم میرے خادم ہو"۔ بوساگا نے بھی جواب میں غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں تمہارا خادم ہوں مگر میری ماں"۔ ڈمبالو نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سنو ڈمبالو! تمہاری ماں آدم زاد تھی اس لحاظ سے ہر آدم زاد عورت تمہاری ماں ہے اور دیکھو اس وقت بھی ایک آدم زاد عورت بوساگا کے سامنے ننگی کھڑی ہے۔ کیا یہ تمہاری ماں نہیں ہے؟ کیا وہ اس سے مختلف تھی؟" چلوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہوں، تم واقعی ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہر آدم زاد عورت میری ماں ہے اور اب میں کسی آدم زاد عورت کو سردار کے سامنے ننگا نہیں ناچنے دونگا"۔ ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ڈمبالو تمہاری یہ جرأت"۔ بوساگا نے اس کی بات سُنکر غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں بوساگا! تم ایک دیو ہو۔ مگر میں آدم زاد عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں۔ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔ کبھی نہیں"۔ ڈمبالو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لپک کر شانو کو

اٹھایا اور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"پکڑو، ڈمبالو کو پکڑو۔ اسے قتل کر دو"۔ بوساگا بھی غصے کی شدت سے چیختا ہوا اس کے پیچھے دوڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کمال کر دیا چلوسک، تم نے ڈمبالو اور بوساگا کو آپس میں لڑا دیا"۔ ملوسک نے اس کے باہر جاتے ہی کہا۔

"اس بات کو چھوڑو، میرے ہاتھ کھولو۔ میں نے رسی ڈھیلی کر دی ہے"۔ چلوسک نے گھوم کر اپنے ہاتھ ملوسک کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

ملوسک نے اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کے ہاتھ پکڑے اور پھر ڈھیلی رسی کو کھولنے لگا۔ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد ہی اس کے ہاتھ آزاد ہوگئے اور پھر اس نے پھرتی سے ملوسک کے ہاتھ بھی کھول دیئے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں وہ پستول حاصل کرنے ہیں"۔ چلوسک نے کہا اور وہ دونوں بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

مختلف کمروں سے گزر کر وہ دونوں ایک برآمدے میں پہنچے جہاں انہیں دور شور سا سنائی دیا اور وہ اس شور کی سمت بھاگنے لگے۔

پھر جیسے ہی وہ ایک راہداری کا موڑ مڑے انہوں نے دیکھا کہ بیشمار دیوؤں نے ڈمبالو کو محاصرے میں لے رکھا ہے۔ تمام دیوؤں نے ہاتھوں میں نیزے پکڑے ہوئے تھے۔ شانو بھی ان کے قریب ہی کھڑی تھی اس کا چہرہ انتہائی خوفزدہ تھا۔

"اسے درخت سے باندھ دو اور ان آدم زادوں کو لے آؤ۔ جن کی حمایت میں اس نے میرے سامنے بولنے کی جرأت کی ہے۔ میں ان تینوں کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے کرونگا"۔ بوساگا نے چیخ کر دیوؤں سے کہا اور چند دیو نیزے لہراتے ہوئے اس کمرے کی طرف بھاگے جہاں چلوسک ملوسک پہلے موجود تھے باقی دیوؤں نے بڑی پھرتی سے مضبوط رسّوں کی مدد سے ڈمبالو کو درخت سے باندھ دیا۔ ڈمبالو سینکڑوں نیزوں کی وجہ سے بےبس ہو چکا تھا۔

چلوسک ملوسک نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھاگتے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھے جہاں انہیں ہوش

آیا تھا۔ کمرہ نزدیک ہی تھا۔

کمرے میں داخل ہوکر انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر انہیں ایک میز پر اپنے پستول پڑے نظر آگئے۔ انہوں نے جھپٹ کر پستول اٹھائے اور پھر بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئے۔

دیو انہیں محل میں تلاش کرتے پھر رہے تھے بوساگا کو ان کے فرار کی اطلاع مل گئی تھی اس لئے وہ غصے کی شدت سے چیخ رہا تھا۔

"بھاگو۔ پکڑو۔ جانے نہ پائیں"۔

ادھر چلوسک ملوسک بھاگ کر ایک ستون کی آڑ میں چھپ گئے اور پھر چلوسک نے پستول کا رخ بوساگا کی طرف کیا جو ان کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔ اور ٹریگر دبا دیا۔ اس کے پستول سے شعاع نکل کر بوساگا پر پڑی اور ایک دھماکے کے ساتھ اس کے جسم کے پرخچے اڑگئے۔

ملوسک نے اپنے پستول سے دوسرے دیوؤں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا اور دیوؤں میں بھگدڑ مچ گئی۔ وہ سب جان کے خوف سے جنگل میں بھاگتے چلے گئے۔ وہ خوف کے مارے بُری طرح

چیخ رہے تھے۔

"مجھے کھولو جلدی"۔ ڈمبالو نے چیخ کر کہا اور پھر دیوؤں کے بھاگتے ہی چلوسک ملوسک بھاگ کر اس کے پاس آئے اور چلوسک نے اس کی رسیاں کھول دیں اور ڈمبالو نے آزاد ہوتے ہی ایک دیو کے ہاتھ سے گرا ہوا نیزہ اٹھایا اور جنگل میں بھاگتا چلا گیا۔ چلوسک نے ملوسک کو شانو کے قریب رکنے کا اشارہ کیا اور ڈمبالو کے ساتھ بھاگا۔

پھر ڈمبالو کا نیزہ اور چلوسک کا پستول مسلسل کام کرنے لگے اور ان دونوں نے دیوؤں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ باقی دیو خوفزدہ ہوکر سمندر میں کود گئے۔ جب تمام جزیرہ خالی ہوگیا تو ڈمبالو اور چلوسک واپس آئے۔

"تمہارا بے حد شکریہ دوستو! تم نے میری غیرت جگا دی۔ اب تک مجھے اس بات کا احساس ہی نہیں تھا۔ اب میں تمہارے ساتھ جاؤنگا اور مظلوم آدم زادوں کی مدد کرونگا اور ویسے بھی مجھے تمہاری دنیا دیکھنے کا بے حد شوق ہے"۔ ڈمبالو نے احسان مندانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں تمہاری دوستی قبول ہے۔ تم غیرت مند ہو اور غیرت مند بہادر ہوتے ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

ڈمبالو نے شانو کو لباس پہنایا اور محل میں موجود دوسری آدم زاد عورتوں کو آزاد کرکے وہ سب اس لانچ کی طرف آئے۔ اس بار چلوسک ملوسک کی لانچ عورتوں سے بھری ہوئی تھی اور ڈمبالو بھی ان کے ساتھ تھا۔

"کیا اب تم مجھے ان لکڑیوں کا راز بتاؤ گے"؟ ڈمبالو نے راستے میں پوچھا۔

"اس طرح تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آئے گا۔ ہم تمہیں باقاعدہ سائنس پڑھائیں گے اور پھر تم سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ لکڑیاں نہیں ہیں بلکہ انہیں پستول کہتے ہیں۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ڈمبالو! تم نے ہمارا جہاز نہیں دیکھا۔ اگر تم وہ دیکھ لیتے تو حیرت سے مر جاتے۔" ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جہاز، وہ کیا چیز ہے"؟ ڈمبالو نے معصومیت

سے پوچھا۔ اور اس کی معصومیت پر وہ دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

"سب پتہ لگ جائے گا۔ صبر کرو"۔ دونوں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ویسے تمہارے یہ پستول ہیں عجیب و غریب چیز، اگر یہ نہ ہوتے تو بوساگا کبھی نہ مرتا۔ وہ بے انتہا طاقتور تھا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ہاں! وہ سمندری دیو واقعی بے پناہ طاقتور تھا۔ بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے نہ صرف سمندری دیو کو ہلاک کردیا بلکہ ہمیں ایک دوست بھی مل گیا"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے صرف اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اپنی ماں کو ننگا ناچنے سے بچالیا"۔ ڈمبالو نے قریب بیٹھی شانو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور شانو نے شرم کے مارے سر جھکا دیا۔

ختم شد

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- 5,- روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو آجکل مختلف ملکوں
کی سیر کرتے پھر رہے تھے۔ ڈمبالو کو آدم زادوں
کی دنیا دیکھنے کا بے حد شوق تھا اور جب بھی
اُسے کوئی نئی چیز نظر آتی تو وہ بیحد خوش
ہوتا اور پھر چلوسک ملوسک کی سوالات کر کرکے
جان کھانا شروع کر دیتا۔ چلوسک ملوسک ڈمبالو کو
بہت سمجھاتے مگر اس کے موٹے دماغ میں کوئی
بات سیدھی طرح بیٹھتی ہی نہیں تھی۔
گھومتے پھرتے چلوسک ملوسک اور ڈمبالو ایک
ایسے شہر میں جاپہنچے جہاں کے لوگ بے حد غمزدہ
نظر آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ہر شخص
کسی کی موت کا سوگ منا رہا ہو۔ یہ ایک

www.BooksPK.com

چھوٹا سا قلعہ نما شہر تھا۔ اس کی آبادی بیس پچیس ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ یہاں کے لوگ بہت سادہ اور معصوم تھے۔ چلوسک سے جب ان کے غمزدہ چہرے نہ دیکھے گئے تو اس نے ایک بوڑھے شخص سے پوچھ ہی لیا۔

"بابا! کیا بات ہے۔ سارے شہر کے لوگ کیوں غمزدہ ہیں"؟

"تم پردیسی ہو نوجوان! اس لئے تمہیں نہیں معلوم کہ ہم پر کیا گزری ہے۔ ہم پر تو قیامت ٹوٹ چکی ہے"۔ بوڑھے نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"قیامت ٹوٹ چکی ہے تو اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے اُسے جوڑ لو"۔ ڈمبالو نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سُنکر بوڑھا اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

"کیا قیامت ٹوٹی ہے بڑے میاں! کچھ ہمیں بھی بتاؤ"؟ ملوسک نے پہلی بار زبان کھولی۔

"کیا بتاؤں نوجوانو! میرا دل غم سے پھٹا جا رہا ہے"۔ باتونی بوڑھے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھٹا جا رہا ہے تو ہوا کم کردو"۔ ڈمبالو پھر بول پڑا۔

"ہوا کم کردوں۔ آخر تمہارا کیا مطلب ہے؟ کیا تم پاگل ہو"؟ بوڑھے نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہا؟ مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ تمہاری یہ مجال"۔ ڈمبالو کو بھی غصہ آگیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر بوڑھے کی گردن پکڑلی اور اُسے یوں ہوا میں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

"ارے ارے چھوڑ دو اسے۔ یہ مر جائے گا"۔ چلوسک ملوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے بوڑھے کو چھوڑ دیا۔

بوڑھا زمین پر گر کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ ڈمبالو کی ہلکی سی گرفت سے اس کا دم گھٹ گیا تھا اور آنکھیں باہر ابل آئی تھیں وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔

"ہمیں افسوس ہے بڑے میاں کہ تمہیں تکلیف پہنچی۔ یہ ہمارا ساتھی ذرا موٹے دماغ کا مالک

ہے"۔ چلوسک نے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر پاگل کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا کہ کہیں ڈمبالو پھر نہ بھڑک اٹھے۔

"اس نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ اوہ! بڑی طاقت ہے اس کے پاس"۔ بوڑھے نے گردن مسلتے ہی جواب دیا۔

"تم ہمیں بتاؤ کہ تم لوگوں پر کیا قیامت ٹوٹی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہم لوگ کچھ کرسکیں"۔ ملوسک نے پوچھا۔

"ہمارے بادشاہ کی ایک ہی لڑکی تھی۔ گلاب شہزادی۔ بے حد پیاری، بے حد رحمدل اور بے حد اچھی دو روز پہلے کالے جنگل کے پار رہنے والی جادوگر قوم کے آدمی یہاں آئے۔ ان کے پاس آگ اگلنے والی لکڑیاں تھیں اور وہ لوہے کے بڑے بڑے گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ وہ گلاب شہزادی کو ان کے حوالے کردے جب بادشاہ نہ مانا تو انہوں نے آگ اگلنے والی لکڑیوں سے ہم پر آگ کی بارش کر دی اور گلاب شہزادی کو زبردستی اٹھاکر لے گئے۔ بادشاہ

گلاب شہزادی کے جانے سے بیحد بیمار ہیں اور ہم بھی بیحد غمزدہ ہیں"۔ بوڑھے نے اس بار تمہید باندھنے کی بجائے جلدی جلدی ساری بات کہہ ڈالی۔

"آگ اگلنے والی لکڑیاں اور بڑے بڑے لوہے کے گھوڑے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بوڑھا جن لوگوں کا ذکر کر رہا ہے وہ خاصے ترقی یافتہ ہیں"۔ ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! لگتا تو ایسا ہے۔ آگ اگلنے والی لکڑیاں یقیناً بندوقیں اور پستول ہوں گے اور لوہے کے بڑے بڑے گھوڑے موٹریں اور جیپیں ہوسکتی ہیں"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"بڑے میاں! تم ہمیں اپنے بادشاہ سے ملواؤ ہوسکتا ہے کہ ہم گلاب شہزادی کو واپس لے آئیں"۔ چلوسک نے بوڑھے سے مخاطب ہوکر کہا

"آؤ میرے ساتھ"۔ بوڑھے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ انہیں لے کر شہر کے شمالی کونے کی طرف چل پڑا۔

شہر کے لوگ انہیں بڑی حیرت سے دیکھ

رہے تھے کیونکہ چلوسک ملوسک نے جو لباس
پہن رکھے تھے وہ ان کے لئے عجیب و غریب
تھے۔ مختلف بازاروں سے گزرنے کے بعد وہ
ایک بڑی سی عمارت کے سامنے جاکر رک گئے
یہ شاید شاہی محل تھا کیونکہ اس کے بڑے
دروازے پر بہت سے دربان ہاتھوں میں تلواریں
لئے کھڑے تھے۔

بڈھے نے دربانوں کے قریب جاکر ان سے
کوئی بات کہی تو ایک دربان تیزی سے اندر
چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے آکر
پھاٹک کھول دیا۔

"بادشاہ سلامت اپنے کمرۂ خاص میں ان لوگوں
سے ملیں گے"۔ دربان نے بڈھے سے مخاطب
ہوکر کہا اور بڈھے نے سر ہلاتے ہوئے چلوسک
ملوسک سے آگے بڑھنے کو کہا۔

محل میں داخل ہوکر مختلف کمروں سے گزرنے
کے بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔
جہاں ایک پلنگ پر بوڑھا بادشاہ لیٹا ہوا تھا۔
اور شاہی حکیم اور وزیر اس کے قریب کھڑے تھے

بادشاہ کے چہرے پر غم کے آثار چھائے
ہوئے تھے۔

چلوسک ملوسک نے بادشاہ کو سلام کیا تو
بادشاہ نے انہیں قریب پڑی ہوئی کرسیوں پر
بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟"
بادشاہ نے پوچھا۔

"ہم مسافر ہیں اور گھومتے پھرتے آپ کے
شہر میں آنکلے ہیں۔ ہم نے جب اس شہر
کے ہر آدمی کو غمزدہ دیکھا تو اس بوڑھے سے
پوچھا۔ جس پر بوڑھے نے گلاب شہزادی کے اغوا
کا قصہ سنایا"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا

"ہاں! ہم پر یہ قیامت ٹوٹی ہے ہماری پیاری
بیٹی ان ظالموں نے اغوا کرلی ہے"۔ بادشاہ نے
روتے ہوئے کہا۔

"آپ گھبرائیں نہیں بادشاہ سلامت! ہمیں پوری تفصیل
بتائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ گلاب شہزادی کو
واپس لے آئیں"۔ چلوسک نے بادشاہ کو دلاسہ
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم لوگوں کی مہربانی ہے مگر کالے جنگل
کے پار رہنے والے بیحد ظالم ہیں اور بہت بڑے
جادوگر ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گھوڑے ہیں
اور آگ اگلنے والی لکڑیاں۔ تم ان کا مقابلہ
کیسے کروگے"؟ بادشاہ نے کہا۔

"آپ اس بات کی فکر نہ کریں۔ آپ ہمیں
کالے جنگل کے پار رہنے والوں کے بارے میں
تفصیل سے بتائیں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"کالے جنگل کے پار رہنے والوں کو ہم میں
سے صرف ہمارے وزیر نے دیکھا ہے۔ تم ان
سے تفصیلات پوچھ لو"۔ بادشاہ نے کہا۔ اور پھر
بادشاہ کے اشارے پر قریب کھڑے وزیر نے تفصیلات
بتانی شروع کر دیں۔

وزیر کی باتوں سے چلوسک ملوسک نے اندازہ
لگالیا کہ وہ لوگ ترقی یافتہ ہیں اور ان کے
پاس آتشیں ہتھیار بھی ہیں اور جیپیں، موٹریں بھی
اور وزیر کی باتوں سے یہ اندازہ بھی لگتا تھا
کہ وہ وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے ہیں اور
وہاں سڑکیں بھی ہیں اور شاندار عمارتیں بھی وزیر

کی باتوں سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ وہاں بھی
کسی بادشاہ کی حکومت ہے۔ وہ بادشاہ بذات خود
تو بے حد رحمدل ہے مگر اس کا بیٹا بے حد
ظالم اور عیاش ہے۔

"ہم سمجھ گئے بادشاہ سلامت! گلاب شہزادی
کو اس بادشاہ کے بیٹے نے اغوا کیا ہوگا۔ ورنہ
بادشاہ اگر اچھا نہ ہوتا تو اس کے آدمی کبھی
کے آپ کے اس شہر کو فتح کر چکے ہوتے"۔
چلوسک نے کہا۔

"ہاں! وہاں کا بادشاہ بے حد اچھا ہے۔ وہ
مجھ سے ملا تھا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ
میں بےفکر رہوں وہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے
مگر اس کا ایک بڑا بیٹا بے حد گندہ آدمی ہے
اس کا نام جابر ہے۔ میری بیٹی کو اسی نے
اغوا کیا ہے"۔ بادشاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس گلاب شہزادی کی کوئی تصویر
ہے؟" اچانک ملوسک نے سوال کیا۔

"ہاں! شاہی مصور نے اس کی ایک تصویر
بنائی تھی"۔ بادشاہ نے کہا اور [illegible]

وزیر نے دوسرے کمرے سے شہزادی کی تصویر انہیں لادی۔ شہزادی واقعی بے حد خوبصورت تھی۔

"ٹھیک ہے بادشاہ سلامت! اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم انشاءاللہ جلد ہی گلاب شہزادی کو واپس لے آئیں گے" چلوسک نے کہا اور پھر وہ [illegible] لیکر شاہی محل سے باہر [illegible] گئے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گلاب شہزادی کے شہر سے نکل کر جنگل میں گھس گئے۔ یہ جنگل بے حد گھنا اور تاریک تھا اس لئے ہی اسے کالا جنگل کہتے تھے وہاں جنگلی جانوروں کی بھی بے حد کثرت تھی مگر چلوسک ملوسک کے پستول اور ڈمبالو کی طاقت کے سامنے بھلا بیچارے جنگلی جانور کیا حیثیت رکھتے تھے اس لئے دو دن مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ صحیح سلامت اس جنگل کو پار کر گئے۔

جنگل کی دوسری طرف ایک اونچی پہاڑی تھی جو دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اس پہاڑی کو پار کرنے میں انہیں ایک دن لگ گیا۔ دوسرے

[illegible] جب وہ پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے تو انہیں نیچے ایک جدید ترین شہر نظر آیا۔ میلوں تک خوبصورت عمارتیں پھیلی ہوئی تھیں جن کے درمیان بڑی بڑی سڑکوں پر موٹریں دوڑتی پھر رہی تھیں۔ موٹرسائیکل بھی خاصی تعداد میں نظر آرہے تھے۔ اور لوگ خاصے مہذب تھے۔

"اوہ! یہ تو بڑا عجیب وغریب شہر ہے واقعی یہاں تو لوہے کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں" ڈمبالو حیرت بھری نظروں سے شہر کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"ان لوہے کے گھوڑوں کو موٹریں کہا جاتا ہے اور وہ جو دو پہیوں والی گاڑیاں ہیں انہیں موٹرسائیکل کہا جاتا ہے" ملوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کہا جاتا ہوگا۔ مگر یہ دوڑتی کیسے ہیں"؟ ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ پٹرول سے دوڑتی ہیں" چلوسک نے کہا۔

"پٹرول! وہ کیا ہوتا ہے؟ کیا کسی جادو کا نام ہے؟" ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بس جادو ہی سمجھ لو۔ یہ جادو زمین سے

نکلتا ہے" ملوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر پٹرول نہ کہو۔ زمینی جادو کہو" ڈمبالو نے اس طرح سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے اب اُسے سمجھ آئی ہو۔

"اب یہیں باتیں کرتے رہیں گے یا آگے بھی بڑھیں گے" چلوسک نے کہا۔

"ہاں چلو" ملوسک نے کہا اور پھر وہ پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔

تھوڑی دیر بعد وہ شہر میں پہنچ گئے۔ انہیں دیکھتے ہی بے شمار لوگ ان کے گرد اکٹھے ہوگئے وہ چلوسک ملوسک کی بجائے ڈمبالو کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں سے حیرت امنڈی پڑ رہی تھی۔ اس جیسا دیونما انسان انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور پھر ڈمبالو کی شکل بھی عجیب و غریب تھی اور پھر اچانک ایک جیپ ان کے قریب آکر رکی اور ایک ایسا آدمی نیچے اتر آیا جس نے وردی پہن رکھی تھی۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی۔

"کیا بات ہے کون ہیں یہ لوگ"؟ اس نے

قریب آتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔
اس آدمی کو دیکھتے ہی چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کے گرد موجود بھیڑ تیزی سے چھٹتی چلی گئی۔
"ہم سیاح ہیں اور گھومتے پھرتے اس شہر میں آگئے ہیں"۔ چلوسک نے وردی والے سے مخاطب ہوکر کہا۔
"کیا تم کالے جنگل کی طرف سے آئے ہو؟" وردی والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"ہاں! ہم وہیں سے آئے ہیں"۔ اس بار ملوسک نے جواب دیا۔
"ہم گلاب شہزادی کو واپس لینے آئے ہیں۔ سنا تم نے منحوس ٹوپی والے"۔ اچانک ڈمبالو بول پڑا اس کا لہجہ بھی بے حد سخت تھا۔
"گلاب شہزادی! تم کالے جنگل کے اس پار پرانے قلعے میں رہنے والے بادشاہ کے آدمی ہو؟" وردی والے نے چونک کر کہا۔
"نہیں! ہم اس کے آدمی نہیں ہیں۔ مگر یہ بات درست ہے کہ ہم گلاب شہزادی کو لینے آئے ہیں۔ تم ہمیں اپنے شہزادے جابر کے پاس

لے چلو"۔ چلوسک نے بھی اس بار کھل کر بات کی کیونکہ ڈمبالو اصل بات پہلے ہی کہہ چکا تھا۔
"اوہ! تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے ٹھیک ہے۔ شہزادہ جابر تمہیں قتل کرکے بے حد خوش ہوگا"۔ وردی والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ان سے مخاطب ہوکر بولا۔
"آؤ میرے ساتھ"۔
پھر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو جیپ میں سوار ہوگئے اور وردی والے نے جیپ آگے بڑھا دی چلوسک ملوسک تو بڑے اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ وہ جیپ کے متعلق سب کچھ جانتے تھے مگر ڈمبالو بڑی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔
"وہ زمینی جادو کہاں ہے؟ مجھے تو نظر نہیں آرہا"۔ ڈمبالو نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"وہ اس کے اندر چھپا ہوا ہے"۔ چلوسک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"کونسا زمینی جادو؟ تم کیا کہہ رہے ہو"؟ وردی والے نے چونک کر پوچھا۔

نہ تم چپ ... کرو۔ ہماری باتوں میں دخل مت دو"۔ چلوسک نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"اگر تم نے شہزادے جابر کا نام نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا زیادہ پسند کرتا"۔ وردی والے نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ارے بینگن کی اولاد! زیادہ بکواس مت کرو ورنہ ایک ہی جھٹکے سے گردن توڑ دونگا"۔ ڈمبالو اپنا غصہ ضبط نہ کرسکا اور بول ہی پڑا۔
"ڈمبالو خاموش ہو جاؤ۔ پہلے شہزادہ جابر سے مل لینے دو۔ اچھا ہوا کہ یہ ہمیں وہیں لے جارہا ہے ورنہ نجانے اسے ڈھونڈنے میں کتنا وقت لگتا"۔ چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہوکر سخت لہجے میں کہا اور ڈمبالو برا سا منہ بناکر خاموش ہوگیا۔
جیپ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت کے سامنے جاکر رک گئی۔ عمارت کے دروازوں اور اس کے ارد گرد فوجی وردیوں میں ملبوس سپاہی ہاتھوں میں پستول

لئے پہرہ دے رہے تھے اور عمارت کے صدر دروازے سے ہٹ کر کافی تعداد میں فوجی جیپیں بھی موجود تھیں۔
وردی والے نے جیپ سے اتر کر دربانوں سے کچھ کہا اور دربانوں نے سر ہلاتے ہوئے پھاٹک کھول دیا۔ وردی والا جیپ اندر لے گیا۔ اندر بھی کافی چوڑی اور طویل سڑک تھی جس کے آخر میں اصل عمارت تھی۔ یہاں بھی ہر طرف فوجی پہرہ دے رہے تھے۔
عمارت کے قریب پہنچ کر وردی والے نے جیپ روک دی اور پھر انہیں نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ نیچے اتر آئے تو اس نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"تم یہیں ٹھہرو، میں شہزادہ جابر سے مل آؤں۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو پھر یہ سپاہی تمہیں بھون کر رکھ دیں گے سمجھے"۔
"تم بے فکر رہو، شہزادہ جابر سے ملنے سے پہلے ہم کچھ نہیں کریں گے"۔ چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور وردی والا سر ہلاتا ہوا عمارت

www.BooksPK.com

اندر داخل ہوگیا۔

چلوسک ملوسک نے وردی والے کے اندر جانے کے بعد گہری نظروں سے عمارت کا جائزہ لینا شروع کردیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کر محل کے حفاظتی انتظامات بہت سخت رکھے گئے ہیں تھوڑی دیر بعد وردی والا تیز تیز قدم واپس آگیا۔

"آؤ میرے ساتھ! شہزادہ جابر تم سے ملنے پر رضامند ہوگیا ہے"۔ وردی والے نے کہا اور پھر وہ انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرکے واپس پلٹ پڑا۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جو خوبصورت فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ زمین پر قالین بچھے ہوئے تھے۔ کمرے کے ایک کونے میں ایک بہت بڑی کرسی پر ایک بھدی شکل والا نوجوان اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور ان کے کونے بچھو کے ڈنک کی طرح اوپر کو اٹھے ہوئے تھے جن کی وجہ سے اس کی شکل اور بھی زیادہ کریہہ ہوگئی تھی۔

سامنے قالین پر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی بیٹھی رو رہی تھی۔ اس نے سرخ رنگ کی قمیض اور پیلے رنگ کی شلوار پہنی ہوئی تھی۔ گلے میں قیمتی ہار موجود تھے اور ہاتھوں میں بھی سونے کی

چوڑیاں تھیں۔ اس کے لمبے سیاہ بال کھلے ہوئے تھے اور اس پر پھولوں کا ہار پٹا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی نے شہزادے جابر کے سامنے پیش کرنے کے لئے اُسے یہ خوبصورت لباس اور قیمتی زیور پہنائے تھے۔ لڑکی کے چہرے پر غم کے آثار چھائے ہوئے تھے اور رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجی ہوئی لگ رہی تھیں۔

"گلاب شہزادی! اب تم اپنے ماں باپ اور اپنے شہر کو بھول جاؤ۔ اب تم میرے پاس رہوگی۔ میری کنیز بن کر"۔ مونچھوں والے نوجوان نے گلاب شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں نہیں! مجھ پر رحم کرو۔ مجھے میرے شہر بھجوادو"۔ گلاب شہزادی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہیں واپس بھجوانا ہی ہوتا تو میں تمہیں وہاں سے اٹھا کیوں لاتا۔ میں نے تمہیں پہلی بار جنگل میں شکار کھیلتے ہوئے دیکھا تھا جب تم اپنے شہر سے نکل کر اپنی سہیلیوں کے ساتھ سیر میں مصروف تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ میں تمہارے

پاس پہنچتا تم واپس چلی گئی۔ میں نے اس وقت فیصلہ کرلیا تھا کہ تمہیں حاصل کرونگا۔ چنانچہ میں نے تمہارا شہر فتح کرنے کے لئے بادشاہ سے بات چیت کی۔ مگر میرا بوڑھا باپ۔ بے حد نرم دل ہے اس نے انکار کردیا اور مجھے بھی تنبیہ کی کہ میں تمہارا خیال چھوڑ دوں مگر میں بھلا کیسے باز آسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت تمہارے شہر پر حملہ کردیا اور تمہیں لے آیا اور اب میرے حکم پر تمہیں یہ قیمتی لباس اور زیورات پہناکر میرے سامنے پیش کیا گیا ہے"۔ مونچھوں والے نے جو شہزادہ جابر تھا بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"نہیں! میں یہاں نہیں رہوں گی۔ میں واپس جاؤں گی"۔ گلاب شہزادی نے روتے ہوئے کہا۔

"سنو! میں تمہیں اب تک نرمی سے سمجھا رہا ہوں۔ اگر تم نہ مانی تو پھر میں زبردستی کرونگا بہرحال تمہیں اب میری کنیز بنکر رہنا پڑے گا"۔ شہزادے جابر نے اس بار سخت لہجے میں جواب دیا۔

شہزادی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ اور زیادہ زور شور سے رونے لگی۔ پھر اس سے پہلے کہ شہزادہ جابر کچھ کہتا دروازہ کھلا اور ایک دربان اندر داخل ہوا۔ اس نے شہزادے کو جھک کر سلام کیا۔

"کیا بات ہے کیوں آئے ہو"؟ شہزادہ جابر نے چونک کر پوچھا۔

"شہزادہ حضور! کوتوال آپ سے ملنا چاہتا ہے"۔ دربان نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"کوتوال! اوہ کہیں بادشاہ سلامت تک اس بات کی خبر تو نہیں پہنچ گئی۔ یہ تو برا ہوا۔ بادشاہ سلامت تو میرے قتل کا حکم صادر کردیں گے"۔ شہزادہ جابر چونک کر کھڑا ہوگیا۔

دربان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بس سر جھکائے کھڑا رہا۔

شہزادہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے دربان سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کوتوال کو ہمارے حضور پیش کیا جائے"۔

دربان یہ سنکر تیزی سے واپس پلٹ گیا اور

شہزادے کی تنگ پیشانی پر فکر کی لکیریں ابھر آئی تھیں۔

چند لمحوں بعد وہی وردی والا اندر داخل ہوا جو چوسک ملوسک اور ڈمبالو کو ہمراہ لایا تھا۔ اندر آکر اس نے بھی دربان کی طرح جھک کر شہزادے کو سلام کیا

"کیا بات ہے کوتوال، تم کیسے آئے ہو"۔ شہزادے نے اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"شہزادہ حضور! سب سے پہلے تو یہ بتادوں کہ مجھے آپ کے اس کارنامے کا علم ہوگیا تھا کہ آپ کالے جنگل کے پار والے شہر کے بادشاہ کی بیٹی کو اٹھا لائے ہیں مگر چونکہ میں آپ کا وفادار ہوں اس لئے میں نے یہ بات بادشاہ تک نہیں پہنچائی"۔ کوتوال نے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم نے اچھا کیا۔ اور اب شائد تم اپنا انعام لینے کے لئے آئے ہو"۔ شہزادے نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے گلے میں پہنا ہوا انتہائی قیمتی ہار اتار کر کوتوال کی طرف

پھینک دیا۔ کوتوال نے ہار جھپٹ لیا اور جھک جھک کر سلام کرنے لگا۔

"تمہیں اور بھی انعام دیا جائیگا اور بادشاہ کے مرنے کے بعد جب میں بادشاہ بنوں گا تو تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو جائیگی"۔ شہزادے نے مونچھ مروڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کی کرم نوازی ہے جناب! میں یہاں صرف انعام لینے ہی نہیں آیا بلکہ ایک ایسے خطرے کو بھی گھیر لایا ہوں جو اگر آزاد رہ جاتا تو یہ خبر ضرور بادشاہ سلامت تک بھی پہنچ جاتی اور پھر آپ جانتے ہیں کہ اس کا کیا نتیجہ نکلتا"۔ کوتوال نے کہا۔

"اوہ خطرہ! کیسا خطرہ"؟ شہزادہ بری طرح چونک پڑا۔

"جناب! کالے جنگل کی طرف سے تین آدمی آج شہر میں داخل ہوئے ہیں ان میں سے دو لڑکے ہیں جنہوں نے مہذب دنیا جیسے لباس پہن رکھے ہیں اور تیسرا دیونما عجیب و غریب شکل والا انسان ہے جس نے صرف سرخ رنگ کا زیر جامہ پہن رکھا ہے۔ وہ گلاب شہزادی کی تلاش میں آئے ہیں۔

اس سے پہلے کہ کسی دوسرے سے وہ بات کرتے، میں انہیں جیپ میں بٹھاکر یہاں لے آیا ہوں تاکہ آپ انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کرکے اس خطرے کو دور کردیں۔ وہ اس وقت محل کے اندر موجود ہیں"۔ کوتوال نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! تم نے واقعی حق نمک ادا کردیا ہے۔ اب تمہارا انعام بڑھ گیا ہے"۔ شہزادے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر گلے میں پہنے ہوئے دو اور قیمتی ہار اتار کر اس کی طرف پھینک دیئے۔

"تمہیں اور بھی انعام ملے گا۔ تم واقعی ہمارے وفادار ہو۔ میں جب بادشاہ بنوں گا تو تمہیں اپنا وزیر بناؤنگا۔ اب تم ان تینوں کو ہمارے حضور پیش کرو۔ ہم دیکھیں کہ وہ کون لوگ ہیں"۔ شہزادے نے کہا اور کوتوال سلام کرکے واپس مڑگیا۔

اس کے کمرے سے جانے کے بعد شہزادہ جابر گلاب شہزادی سے مخاطب ہوکر بولا۔

"دیکھو! تمہارے باپ نے دو لڑکے اور ایک وحشی

تمہیں لانے کے لئے بھیجا ہے۔ اب تم دیکھنا کہ میرے ہاتھوں ان کا کیا حشر ہوتا ہے"!

"خدا کے لئے مجھے واپس جانے دو۔ میں یہاں نہیں رہ سکتی"۔ شہزادی نے ایک بار پھر اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

شہزادے نے جواب دینے کی بجائے زور سے قہقہہ مارا۔ اور پھر زور سے تالی بجائی۔ اور دوسرے لمحے دروازے سے پانچ فوجی اندر داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھوں میں پستول تھے۔ وہ اندر آکر مودبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔

"تم یہیں کمرے میں ٹھہرو۔ ابھی ہمارے تین دشمن یہاں آئیں گے۔ جب ہم تمہیں حکم دیں تو انہیں گولیوں سے چھلنی کر دینا"۔ شہزادے نے انہیں حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی شہزادہ حضور"۔ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ کمرے میں بکھر کر دیواروں کے قریب کھڑے ہوگئے اور انہوں نے پستول اس انداز میں پکڑ لئے کہ اگر انہیں چلانا پڑے تو ایک لمحے کی بھی تاخیر نہ ہو۔

گلاب شہزادی خوفزدہ انداز میں ایک طرف سمٹ گئی۔

شہزادہ جابر کی نظریں دروازے پر لگی ہوئی تھیں تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پھر چلوسک سب سے پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد ملوسک اور آخر میں ڈمبالو اندر داخل ہوا۔ شہزادہ جابر ان تینوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ خاص طور پر ڈمبالو پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں۔

چلوسک نے طائرانہ نظروں سے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر ایک کونے میں بیٹھی ہوئی گلاب شہزادی کو دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس کی تصویر تو وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

"کیا تم ہی گلاب شہزادی ہو"؟ چلوسک نے شہزادے سے مخاطب ہونے کی بجائے شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! میں ہی گلاب شہزادی ہوں"۔ شہزادی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کون ہو تم اور یہاں کیسے آئے ہو"؟ شہزادے

نے خود ہی انہیں مخاطب ہوکر بڑے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا بھائی ملوسک ہے۔ یہ ہمارا ساتھی ڈمبالو ہے۔ تم شاید شہزادہ جابر ہو"۔ چلوسک نے شہزادے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہم یہاں کے ولی عہد اور شہزادہ جابر ہیں کوتوال نے ہمیں بتایا ہے کہ تم گلاب شہزادی کو ہم سے چھیننے آئے ہو"۔ شہزادے نے عادت کے مطابق مونچھ کی نوک کو مروڑتے ہوئے بڑے تکبرانہ انداز میں جواب دیا۔

"تمہارے کوتوال نے تمہیں درست بتایا ہے ہم شہزادی گلاب کو لینے آئے ہیں۔ چلو شہزادی چلیں۔ تمہارا باپ تمہارے غم میں خاصا بیمار ہو چکا ہے"۔ چلوسک نے بڑے لاپرواہانہ انداز میں کہا

"اوہو! خاصے بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو لڑکے، تمہاری موت تمہیں یہاں لے آئی ہے اب تم زندہ اس کمرے سے واپس نہیں جاسکتے"۔ شہزادے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہاری بھول ہے شہزادے! ہم جب کسی بات کا ارادہ کرلیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم ہمارے راستے میں حائل نہ ہو ورنہ ہم تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکتے"۔ چلوسک نے بڑے کرخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان ضرورت سے زیادہ چلتی ہے لڑکے! اب یہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی"۔ شہزادے نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آدمیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور ان سب نے پستول سیدھے کرلئے۔ مگر چلوسک ملوسک بھی پوری طرح ہوشیار اور چوکنے تھے ان دونوں کے ہاتھ جیبوں میں موجود پستولوں پر ہی تھے چنانچہ شہزادے کے فقرہ مکمل ہوتے ہی ان دونوں نے انتہائی تیزی سے پستول نکالے اور پھر اس سے پہلے کہ شہزادے کے ماتحت پستولوں کے ٹریگر دباتے، ان دونوں نے پستولوں کے رخ ان کی طرف کرکے

ٹریگر دبا دیئے اور سرخ رنگ کی شعاعوں نے پستولوں سے باہر نکلتے ہی کمرے میں قیامت برپا کر دی۔ زبردست دھماکے ہوئے اور شہزادے کے تمام ملازموں کے پرخچے اڑ گئے۔

ادھر ڈمبالو نے بڑی پھرتی سے شہزادے جابر کی گردن پکڑلی اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک ملوسک اُسے روکتے۔ اس نے بڑی پھرتی سے شہزادے جابر کی گردن مروڑ دی اور شہزادہ جابر کی چیخ بھی نہ نکل سکی۔

"جلدی کرو ڈمبالو! گلاب شہزادی کو اٹھالو۔ ہمیں ہر قیمت پر اس محل سے باہر نکلنا ہے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے پھرتی سے گلاب شہزادی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔

باہر نکلتے ہی چلوسک ملوسک نے پستولوں کے فائر کئے اور پھر وہ سب برآمدے میں بائیں طرف بھاگنے لگے۔ ڈمبالو لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ان سب سے آگے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ برآمدہ پار کر آئے اور اب

وہ اس محل کے پائیں باغ میں آ گئے تھے۔ یہاں بھی دس بارہ فوجی موجود تھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے، چلوسک ملوسک کے پستولوں نے ان کے پرخچے اڑا دیئے اور وہ دوڑتے ہوئے پائیں باغ کی دیوار کی طرف بڑھے۔ یہ دیوار خاصی اونچی اور مضبوط تھی مگر چلوسک کے پستول سے نکلنے والی سرخ شعاع نے دیوار کے بھی پرخچے اڑا دیئے اور وہ سب باہر نکل آئے مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ دور سے بے شمار جیپیں جن پر مسلح فوجی سوار تھے ان کی طرف تیزی سے بڑھی چلی آ رہی تھیں

اسی لمحے چلوسک کی نظریں دیوار کے قریب موجود دو موٹر سائیکلوں پر پڑیں۔ اس نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"جلدی کرو، موٹر سائیکلیں سنبھال لو۔ ورنہ بے شمار فوجی ہمیں مارنے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ اور پھر اس نے اچھل کر خود ایک موٹر سائیکل سنبھال لی۔ دوسری کو ملوسک نے سنبھالا اور پھر چلوسک کے کہنے پر ڈمبالو نے بڑی پھرتی سے گلاب شہزادی

کو چلوسک کے پیچھے بٹھا دیا اور خود وہ اچھل کر ملوسک کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس وقت تک جیپیں خاصی قریب آ چکی تھیں اور پھر انہوں نے موٹر سائیکل سٹارٹ کئے اور دوسرے لمحے موٹر سائیکل بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

"یہ کیسے چلتا ہے؟ مجھے بھی سمجھاؤ"۔ ڈمبالو نے ملوسک سے پوچھا۔ اور ملوسک نے مختصر لفظوں میں اُسے بتادیا۔

اتنے میں جیپیں جو خاصی تیز رفتاری سے آ رہی تھیں خاصی قریب آ چکی تھیں اور پھر انہوں نے ان پر فائرنگ کھول دی۔ مگر ابھی چونکہ فاصلہ کافی تھا اس لئے کوئی گولی ان تک نہ پہنچ سکی۔ ادھر صورتحال یہ تھی کہ چونکہ چلوسک ملوسک دونوں موٹر سائیکل چلانے میں مصروف تھے اس لئے وہ خود ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے تھے اور صورتحال خاصی خطرناک ہو گئی تھی کیونکہ جیپوں کی رفتار خاصی تیز تھی اور کسی بھی لمحے جیپیں اتنی نزدیک آ سکتی تھیں کہ فوجی انہیں بڑی آسانی سے مار گراتے۔ چنانچہ ملوسک نے دل ہی دل میں

ایک فیصلہ کیا اور پھر اس نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا کہ وہ موٹر سائیکل چلائے۔ اور ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر موٹر سائیکل کا ہینڈل سنبھال لیا۔ ملوسک نے پھرتی سے دونوں ہاتھ ڈمبالو کے جسم سے لپیٹے اور پھر قلابازی کھا کر ڈمبالو کی پشت پر آ گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈمبالو آگے کھسک گیا۔ اب وہ آگے تھا اور ملوسک اس کے پیچھے۔ پہلے پہل تو ڈمبالو کو موٹر سائیکل سنبھالنے میں مشکل پیش آئی مگر ملوسک کے سمجھانے پر وہ سنبھل گیا اور جلد ہی وہ انتہائی مہارت سے موٹر سائیکل چلانے لگا۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے موٹر سائیکل چلانے میں بے حد مسرت حاصل ہو رہی ہے۔

اب جیپیں بھی قریب آ گئی تھیں اور اب ان کے پستولوں سے نکلنے والی گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہی تھیں۔ مگر اب ملوسک کے ہاتھ آزاد تھے۔ اس نے پستول سنبھالا اور پھر اس نے پہلا فائر شگون کے طور پر آسمان کی طرف کیا اور پھر دوسری بار اس کے پستول

سے نکلنے والی شعاع نے ایک جیپ کو دھماکے سے اڑا دیا۔ ڈمبالو نے پورا ایکسیلیٹر دبا دیا تھا اس لئے اب ان کا موٹرسائیکل چلوسک سے قدرے آگے تھا۔ پھر ملوسک نے تاک تاک کر جیپوں کو ختم کرنا شروع کردیا مگر جیپیں کافی تعداد میں تھیں اس لئے وہ مسلسل آگے بڑھی چلی آرہی تھیں۔ مگر اسی دوران ان کی موٹرسائیکل اس پہاڑی کے قریب پہنچ چکی تھی جس کی دوسری طرف کالا جنگل موجود تھا۔ اور پھر چلوسک نے موٹر سائیکل پہاڑی پر چڑھا دی۔ چنانچہ اس کو دیکھکر ڈمبالو نے بھی موٹرسائیکل اوپر چڑھا دی۔ ملوسک ابھی تک فائرنگ کرکے جیپیں تباہ کرتا چلا آرہا تھا۔ ابھی ان کی موٹرسائیکلیں پہاڑی کی چوٹی سے دور ہی تھیں کہ اچانک جیپوں سے فائرنگ رک گئی اور ملوسک نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی سیاہ رنگ کی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے آئی اور پھر وہ پہاڑی کے دامن میں رک گئی اور اس میں سے ایک بوڑھا آدمی جس نے سر پر تاج پہنا ہوا تھا باہر آگیا۔ اس کے ساتھ ہی دو فوجی بھی

باہر آگئے۔ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔
"اجنبی لوگو! رک کر بادشاہ سلامت کی بات سن لو۔ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔
اتنی دیر میں ان کے موٹرسائیکل پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے چنانچہ فوجی کی آواز سنکر چلوسک رک گیا اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔
"سنو اجنبی لوگو! بادشاہ سلامت نے فرمایا ہے کہ انہیں افسوس ہے کہ ان کے ولی عہد اور شہزادہ جابر نے گلاب شہزادی کو اغوا کرنے کا جرم کیا ہے بادشاہ سلامت نے فرمایا ہے کہ وہ اب اپنی سزا کو پہنچ چکا ہے۔ اس لئے انہیں کوئی ملال نہیں اور ان کا فرمان ہے کہ گلاب شہزادی کے باپ کو ان کی طرف سے افسوس کا پیغام پہنچا دیں۔ آئندہ وہ خیال رکھیں گے کہ ایسی کوئی حرکت نہ ہو"۔ فوجی نے چیخ کر کہا۔
"ہم بادشاہ سلامت کے مشکور ہیں۔ وہ واقعی انصاف پسند اور رحمدل ہیں اور ہم گلاب شہزادی کو اس کے شہر میں پہنچاکر واپس آئیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت کا فرمان ہے کہ اجنبی اور بہادر لوگ ضرور آئیں وہ شاہی مہمان ہوں گے"۔ اسی فوجی نے کہا۔
اور پھر بادشاہ سلامت ہاتھ ہلاتے ہوئے واپس کار میں سوار ہوگئے۔
چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گلاب شہزادی کو لیکر جنگل کی طرف بڑھنے لگے۔ گلاب شہزادی بیحد خوش تھی اور باربار ان کا شکریہ ادا کررہی تھی اور پھر دو روز بعد وہ شہزادی کے شہر میں پہنچ گئے بادشاہ نے ان کا شکریہ ادا کیا اور پورے شہر میں جشن کا اعلان کردیا۔ لوگ بھی شہزادی کی آمد پر بے حد خوش ہوئے۔
تین چار روز تک گلاب شہزادی کے مہمان رہ کر چلوسک ملوسک نے ان سے اجازت مانگی اور پھر تمام شہر کے لوگ گلاب شہزادی اور بادشاہ سمیت انہیں شہر کے دروازے پر الوداع کہنے کے لئے آئے۔
چلوسک ملوسک خوش تھے کہ انہوں نے ایک مظلوم کی مدد کی ہے اور ڈمبالو اس لئے خوش

تھا کہ اب وہ نئے شہر میں جاکر خوب اچھی طرح موٹرسائیکل چلائے گا۔ اُسے یہ سواری بے حد پسند آئی تھی۔
"ملوسک! اس بار مجھے وہ زمینی جادو ضرور دکھانا یہ تو بہت ہی اچھا جادو ہے"۔ ڈمبالو نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔
"ہاں ہاں ضرور!" ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا اور چلوسک بھی ہنس پڑا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ جب ڈمبالو کو پٹرول دکھاکر کہا جائے گا کہ یہ زمینی جادو ہے تو ڈمبالو ان سے ضرور لڑے گا کہ وہ اس کے ساتھ مذاق کررہے ہیں۔

ختم شد

ناشران ------- اشرف قریشی
----------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/12 روپے

چلوسک ملوسک اور دیوزاد ڈمبالو کو جب شہزادی گل بانو کے ملک میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گزر گیا تو ایک روز چلوسک ملوسک نے وہاں سے جانے اور کسی اور ملک کی سیر کرنے کا پروگرام بنایا۔ دیوزاد ڈمبالو آدم زادوں کی دنیا میں آکر بیحد خوش ہوا تھا۔ چلوسک ملوسک نے اس دوران اُسے پڑھانے کی بیحد کوشش کی مگر ڈمبالو کچھ ایسا احمق واقع ہوا تھا کہ اس کے ذہن میں کوئی بات ٹھہرتی ہی نہ تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک ڈمبالو کی ایک عادت سے بے حد تنگ تھے کہ وہ لباس بالکل نہ پہنتا تھا جب بھی چلوسک ملوسک ڈمبالو کو لباس پہناتے وہ

اسے پھاڑ کر پھینک دیتا۔ آخر تھک ہار کر وہ خاموش ہوگئے۔

بوساگا جزیرے میں تو ڈمبالو کا ذہن خوب چلتا تھا مگر وہاں سے نکلنے کے بعد یوں لگتا تھا جیسے اس کی کھوپڑی میں عقل نام کی کوئی چیز ہی نہ ہو۔ البتہ وہ الٹی سیدھی حرکتیں کرکے اور سیرسپاٹے میں بہت خوش رہتا۔

جب چلوسک ملوسک نے کسی اور ملک کی سیر کرنے کا پروگرام بنایا تو ڈمبالو بے حد خوش ہوا۔ اُسے نئی دنیا دیکھنے کا بے حد شوق تھا۔ چلوسک ملوسک کو علم تھا کہ شہزادی گل بانو اور بادشاہ انہیں جانے کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے انہوں نے چپکے سے وہاں سے جانے کا پروگرام بنایا اور پھر ایک اندھیری رات کو وہ اپنے کمروں سے نکلے اور دربانوں کی نظروں سے چھپتے چھپاتے محل کی دیوار پھاند کر باہر نکل آتے۔ یہاں انہوں نے تین گھوڑے چھپاکر باندھے ہوئے تھے۔ چنانچہ انہوں نے گھوڑوں کو کھولا اور پھر چلوسک ملوسک گھوڑوں پر سوار ہوگئے۔

"کیا مجھے بھی اس کمزور سے جانور پر بیٹھنا پڑے گا؟" دیوزاد ڈمبالو نے حقارت بھری نظروں سے تیسرے گھوڑے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے ڈمبالو! جلدی سے گھوڑے پر بیٹھ جاؤ ہمیں فوراً یہاں سے چل دینا چاہیئے۔ اگر بادشاہ کو ہمارے اس طرح جانے کی اطلاع ہوگئی تو پھر ہم نہیں جاسکیں گے۔" چلوسک نے تیز لہجے میں ڈمبالو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مگر یہ کمزور سا جانور میرا بوجھ نہیں سہار سکے گا۔ میں تمہارے ساتھ پیدل جاؤنگا۔" ڈمبالو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے کیا دماغ خراب ہوگیا ہے؟ تمہارے جیسا ہاتھی بھلا گھوڑے کی رفتار کا مقابلہ کرسکتا ہے گھوڑا کافی طاقتور ہے تم بیٹھو تو سہی۔" چلوسک نے جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اچھا! تم کہتے ہو تو بیٹھ جاتا ہوں۔" ڈمبالو نے کہا اور پھر اچھل کر گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگیا مگر جیسے ہی اس کا بوجھ گھوڑے پر پڑا۔ گھوڑے کے منہ سے غرغراہٹ کی آواز

نکلی اور پھر وہ دھپ سے زمین پر گرکر تڑپنے لگا۔ ڈمبالو کے وزن سے اس کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔

"ارے مروا دیا۔ واقعی تمہارا وزن بے تحاشا ہے تمہارے لئے تو کوئی کرین ہونی چاہیئے۔" ملوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرین، وہ کیا ہوتی ہے؟" ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لئے یہ لفظ نیا تھا۔

"تمہاری ہی طرح کی ایک بلا ہوتی ہے مگر اب کیا کریں۔ مجھے تو سارا پروگرام ہی خراب ہوتا نظر آرہا ہے۔" چلوسک نے پریشان لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا اچانک انہیں دور سے سپاہیوں کا شور سنائی دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارے فرار ہونے کی اطلاع بادشاہ کو مل گئی ہے۔ بھاگو جلدی کرو۔" چلوسک نے بے اختیار ہوکر کہا۔ اور پھر اس نے بے خیالی میں گھوڑے کو ایڑ لگا دی اور گھوڑا سرپٹ دوڑنے لگا۔ چلوسک کے گھوڑے کو

بھاگتا دیکھ کر ملوسک کا گھوڑا بھی بھاگ پڑا اور ڈمبالو وہیں آنکھیں پھاڑے کھڑا انہیں دیکھتا رہا۔

جب ان دونوں کے گھوڑے ڈمبالو کی نظروں سے غائب ہوگئے تو اچانک اُسے غصہ آگیا کہ وہ دونوں اسے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔

"میں دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔" ڈمبالو نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی ان کے پیچھے بھاگنے لگا۔ اس کمرے سے جہاں وہ موجود تھا جیسے ہی اس نے قدم باہر رکھا اس نے اپنی رفتار تیز کردی تاکہ جلد وہ ان کے پاس پہنچ جائے۔ اور پھر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جیسے ہی اس نے اپنی رفتار تیز کی، اس کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور دوسرے لمحے اس کے پیر زمین سے اکھڑ گئے اور وہ ہوا میں بلند ہوتا چلاگیا۔ اب وہ باقاعدہ اڑ رہا تھا مگر اس کی یہ اڑان مختصر ہی رہی۔ چار پانچ فلانگ

کی یہ اڑان مختصر ہی رہی ۔ چار پانچ فرلانگ

کے بعد اس کے قدم دوبارہ زمین سے لگ گئے مگر جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے اسے دوبارہ جھٹکا لگا اور وہ ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوگیا۔ اس بلا اس نے محل کے قریب کا فاصلہ طے کرلیا ۔ اُسے آج تک اس طرح دوڑنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ وہ بوگاسا کے جزیرے میں ہی پلا بڑھا تھا اور اس چھوٹے سے جزیرے میں اسے کبھی بھاگنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے اُسے اپنی اس حیرت انگیز خصوصیت کا اس سے پہلے کبھی علم ہی نہ تھا اب وہ اپنے آپ میں یہ حیرت انگیز خصوصیت دیکھ کر بے حد خوش ہوا۔ ہر بار جب اس کے قدم زمین سے لگتے۔ وہ پہلے سے زیادہ فاصلہ اڑ کر طے کرلیتا ۔ اس طرح تھوڑی ہی دیر میں وہ شہر سے باہر آگیا ۔ اور پھر چاندنی میں اُسے دور چلوسک ملوسک کے گھوڑے سرپٹ بھاگتے ہوئے دکھائی دیتے اور اس بار اس کے قدم جب زمین پر لگے تو اس نے اپنے

جسم کو دانستہ زور سے جھٹکا دیا اور پھر وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا چلوسک ملوسک کے اوپر سے گذرتا چلاگیا۔ اور ان کے گھوڑوں سے آگے جاکر اس کے قدم زمین سے لگے اور وہ ایک بار پھر ہوا میں اڑنے لگا۔ اب وہ آگے تھا اور چلوسک ملوسک گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے تھے۔

یوں تو گھوڑے بے حد تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے مگر ڈمبالو اور ان کے درمیان فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جارہا تھا۔

"ارے یہ تو اپنا ڈمبالو ہے۔ مگر یہ تو اڑ رہا ہے"۔ جیسے ہی ڈمبالو اڑتا ہوا ان کے اوپر سے گذرا ، ملوسک نے حیرت زدہ لہجے میں چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ہاں! واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ اور آخر کیوں نہ ہو۔ وہ ایک دیو کا بیٹا ہے اور دیو فضا میں اڑتے ہیں اور چونکہ اس کی ماں آدم زاد تھی اس لئے یہ مسلسل نہیں اڑسکتا بلکہ لمبی لمبی چھلانگیں لگا رہا ہے"۔ چلوسک نے جواب

دیا۔

"چلو اچھا ہوا، ورنہ میرا تو یہی خیال تھا کہ اب ڈمبالو سے کبھی ملاقات نہ ہوگی"۔ ملوسک نے خوش ہوتے ہوتے کہا۔

"ہاں! واقعی ہم سے غلطی ہوئی تھی کہ ہم اسے یوں چھوڑ کر بھاگ آئے تھے۔ یقیناً وہ ہم سے ناراض ہوگا"۔ چلوسک نے بھی تاسف آمیز لہجے میں کہا۔

"بہرحال اب تو وہ نہ صرف آگیا ہے بلکہ ہم سے بھی آگے ہے"۔ ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی طرح وہ تمام رات گھوڑے بھگاتے رہے اور ڈمبالو مسلسل ان کے آگے آگے لمبی لمبی چھلانگیں مارتا ہوا بڑھتا رہا۔

انہوں نے جان بوجھ کر کوئی مخصوص راستہ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ شہر سے باہر نکل کر گھوڑوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا تھا اس لئے انہیں قطعاً معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جارہے ہیں اور اس وقت کس جگہ ہیں۔ گھوڑے

بے حد طاقتور اور جرّی تھے کہ تمام رات مسلسل بھاگنے کے باوجود ان کی رفتار ابھی تک کم نہیں ہوئی تھی مگر جیسے ہی صبح ہوئی گھوڑوں کی رفتار آہستہ ہوگئی وہ پسینے میں ڈوبے ہوئے تھے اور مسلسل بھاگنے کی وجہ سے مسلسل ہانپ رہے تھے۔ ان کے نتھنوں سے گرم پھنکاریں نکل رہی تھیں۔ پھر سورج جب ذرا سی بلندی پر آیا تو دونوں گھوڑے اچانک زمین پر گرگئے اور ان کے اچانک گرنے کی وجہ سے چلوسک ملوسک اچھل کر زمین پر آرہے مگر چونکہ گھوڑوں کی رفتار خاصی آہستہ ہوگئی تھی اس لئے انہیں زیادہ چوٹیں نہ آئیں اور وہ گرتے ہی پھرتی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں گھوڑے زمین پر گرتے ہی چند لمحوں کے لئے تڑپے اور پھر ان کا جسم ساکت ہوگیا۔ وہ ختم ہوچکے تھے۔

"اوہ! گھوڑے تو مرگئے"۔ چلوسک ملوسک نے تاسف آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! مسلسل دوڑنے کی وجہ سے آخر یہی ہونا تھا"۔ چلوسک نے کہا اور وہ دونوں ڈمبالو

جا رہے ہیں اور اس وقت تک تھک چکے ہیں۔ گھوڑے

ہوا تھا۔" چلوسک نے کہا اور وہ دونوں ڈمبالو

کی طرف دیکھنے لگے جو ان سے کافی دور چھلانگیں لگاتا ہوا ابھی تک آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب وہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر ان کی طرف دیکھا اور پھر شاید اُسے احساس ہوگیا کہ چلوسک ملوسک کے گھوڑے مر چکے ہیں چنانچہ اس نے پھرتی سے اپنے جسم کو موڑا اور پھر پہاڑی کی چوٹی سے چھلانگ لگا دی اور پھر وہ کسی پرندے کی طرح فضا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے کے ساتھ ان کے قریب آگرا۔ مگر جیسے ہی اس کے قدم زمین سے لگے، وہ بے اختیار آگے دوڑتا چلا گیا اس طرح وہ گرنے سے بچ گیا۔ چند قدم دوڑ کر وہ رک گیا اور پھر مڑکر ان کے قریب آگیا۔

"کیوں دوستو! کیسا رہا؟ تم تو مجھے چھوڑ کر آگئے تھے"۔ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اس لئے کہ ہمیں معلوم تھا کہ تم خودبخود ہمارے پاس پہنچ جاؤگے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اچھا! تمہیں معلوم تھا۔ مگر کیسے؟ مجھے تو خود معلوم نہیں تھا کہ میں اس طرح اُڑ سکتا ہوں"۔ ڈمبالو کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تمہیں معلوم نہیں تھا مگر ہمیں معلوم تھا۔ اس لئے ہم مطمئن تھے"۔ ملوسک نے کہا۔

"کمال ہے! تمہیں پہلے ہی ہر چیز معلوم ہو جاتی ہے۔ اچھا خیر! مگر ان گھوڑوں کو کیا ہوا۔ کیا تمہارا وزن بھی میرے جتنا ہوگیا ہے؟" ڈمبالو نے گھوڑوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! بلکہ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے مر گئے ہیں"۔ چلوسک نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پھر اب کیا ارادہ ہے؟" ڈمبالو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ارادہ نیک ہے۔ فی الحال تو میں آرام کروں گا گھوڑے بیچارے شریف تھے کہ مر گئے مگر ہم کچھ زیادہ ہی ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں کہ اتنا تھک جانے کے باوجود ابھی تک زندہ ہیں"۔ ملوسک

نے کہا اور پھر وہ چند قدم آگے بڑھ کر ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"ہاں! میں بھی بُری طرح تھک گیا ہوں اس لئے فی الحال آرام ہی ٹھیک ہے"۔ چلوسک نے بھی ملوسک کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا! تم آرام کرو، میں ذرا گھوم پھر کر اِدھر اُدھر کی سیر کرتا ہوں"۔ ڈمبالو نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا اور پھر وہ چھلانگیں لگاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

چلوسک ملوسک چونکہ بےحد تھکے ہوئے تھے اس لئے زمین پر بیٹھتے ہی انہیں نیند آگئی اور چند لمحوں بعد ان کے خراٹوں کی آواز دور دور تک گونجنے لگی۔

ڈمبالو تیزی سے چھلانگیں لگاتا ہوا ان پہاڑیوں سے کافی دور نکل آیا۔ پھر جیسے ہی اس نے ایک پہاڑی پار کی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ سامنے دو پہاڑیوں کے درمیان ایک انتہائی خوبصورت باغ تھا۔ اتنا خوبصورت کہ ڈمبالو کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا۔ اس باغ کے درمیان میں سفید رنگ کا ایک انتہائی خوبصورت اور عظیم الشان محل موجود تھا۔

"کمال ہے اتنا خوبصورت محل یہاں ویرانے میں کیا کر رہا ہے"؟ ڈمبالو نے حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

وہ اب بھی آنکھیں پھاڑے محل کو یوں

دیکھ رہا تھا جیسے اس نے زندگی میں پہلی بار کوئی محل دیکھا ہو۔

"کیوں نہ اس محل کو اکھاڑ کر چلوسک ملوسک کے پاس لے چلوں۔ جب وہ جاگیں گے تو محل دیکھ کر کتنے خوش ہوں گے۔" اچانک ڈمبالو کے ذہن میں خیال ابھرا اور پھر اس نے فوراً ہی فیصلہ کرلیا کہ بس وہ اس محل کو اٹھا کر تحفے کے طور پر چلوسک ملوسک کو پیش کریگا۔

یہ فیصلہ کرکے وہ تیزی سے چلتا ہوا اس محل کی طرف بڑھا۔ محل میں زندگی کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہاں کوئی نہ بستا ہو اور محل ویران پڑا ہو۔

محل کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ ڈمبالو نے پہلے تو محل کے چاروں طرف گھوم پھر کر دیکھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہاں سے زور لگاکر محل کو اکھاڑے۔ مگر اُسے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آرہی تھی جہاں سے وہ محل کو پکڑ کر اکھاڑے۔

"کمال ہے محل بنانے والوں نے کوئی ایسی جگہ نہیں بنائی جہاں سے محل کو اکھاڑا جاسکتا ہو۔ اب

بھلا میرے بازو اتنے لمبے تو نہیں ہیں کہ پورے محل کے گرد انہیں لپیٹ کر اسے اکھاڑ لوں۔" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اُسے محل بنانے والوں کی حماقت پر بُری طرح غصہ آرہا تھا۔

"اتنا خوبصورت محل بنانے والے اتنے احمق تو نہیں ہوسکتے۔ ہوسکتا ہے کہ محل کے اندر انہوں نے کوئی ایسی جگہ بنائی ہو۔" ڈمبالو نے سوچا اور پھر اس بات کا یقین آگیا کہ ضرور محل کے اندر ایسی جگہ موجود ہوگی۔ چنانچہ وہ تیزی سے محل کے بڑے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

محل کا بڑا سا پھاٹک اندر سے بند تھا۔ ڈمبالو نے پھاٹک کو دونوں ہاتھوں سے دبایا مگر پھاٹک نہ کھلا۔

"ہوں! انہوں نے جان بُوجھ کر یہ پھاٹک بند کیا ہے تاکہ میں اندر نہ جاسکوں اور محل کو نہ اکھاڑ سکوں۔" ڈمبالو نے کہا اور پھر وہ چند قدم پیچھے ہٹتا چلاگیا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور اس نے پوری قوت سے

پھاٹک کو ٹکر ماری۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور مضبوط پھاٹک اکھڑ کر اندر جاگرا۔

"بس ایک ہی ٹکر میں کام ہوگیا۔ بڑا کمزور سا پھاٹک تھا۔" ڈمبالو نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ محل کے اندر داخل ہوگیا۔

جیسے ہی ڈمبالو نے محل کے اندر قدم رکھا ایک زبردست دھماکہ ہوا اور ہر طرف نیلے رنگ کا دھواں سا چھاگیا۔ دھواں اتنا گاڑھا تھا کہ پورا محل اس دھوئیں میں چھپ گیا۔

"ارے یہ کیا ہوا؟ یہ دھواں کہاں سے آگیا۔" ڈمبالو نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر دھوئیں میں بھلا اُسے کیا نظر آتا۔

"ضرور اس محل کا بادشاہ حقہ پی رہا ہوگا۔ تبھی اتنا دھواں اکٹھا ہوگیا ہے۔" ڈمبالو کو اچانک خیال آگیا۔ کیونکہ اس نے شہزادی گل بانو کے باپ بادشاہ کو حقہ پی کر دھواں اگلتے ہوتے دیکھا تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس نے چیخ کر کہا۔

"حقہ پینا بند کردو۔ دھواں زیادہ ہوگیا ہے۔

مجھے کچھ نظر نہیں آرہا۔"

ڈمبالو کی آواز کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ اچانک دھواں غائب ہونے لگ گیا اور جب آہستہ آہستہ دھواں بالکل غائب ہوگیا تو ڈمبالو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ محل جہاں پہلے کوئی آدم زاد موجود نہ تھا۔ خوبصورت عورتوں اور لمبے تڑنگے دربان نما مردوں سے بھرا ہوا تھا باغ میں فوارے چل رہے تھے۔ ہر طرف بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔ محل میں خوب چہل پہل تھی۔

"ارے یہ لوگ کہاں سے آگئے؟ کیا حقے کے دھوئیں سے نکلے ہیں؟" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتا اچانک محل کے سامنے والے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک انتہائی خوبصورت لڑکی جس نے سر پر سونے کا تاج پہنا ہوا تھا۔ ہاتھوں پر پھولوں کا ہار اٹھائے باہر نکلی اور پھر تیزی سے ڈمبالو کی طرف بڑھنے لگی۔ اُسے دیکھتے ہی محل میں موجود تمام دربان اور کنیزیں مئودب ہوکر کھڑی ہوگئیں۔ تاج والی لڑکی تیزی سے چلتی ہوئی ڈمبالو کے پاس پہنچی۔

اور پھر اس کے سامنے کھڑی ہوکر کہنے لگی۔
"خوش آمدید، خوش آمدید! تم نے ہمیں ایک ظالم جادوگر سے نجات دلادی ہے۔ اپنا سر نیچے جھکاؤ میں تمہیں ہار پہناؤں"۔ لڑکی کی آواز بے حد دلکش تھی۔

"سر نیچے جھکاؤں، کیوں جھکاؤں؛ میں تو اپنا سر نہیں جھکاتا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ میں اپنا سر جھکاؤں۔ اور اگر فرض کیا میں سر جھکا بھی لوں تو پھر تم کہوگی اٹھاؤ۔ نہیں یہ ناممکن ہے کسی اور کو بیوقوف بناؤ"۔ ڈمبالو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں یہ ہار پہنانا چاہتی ہوں" لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ہار اور مجھے، تمہارا دماغ خراب ہے۔ بھلا ڈمبالو بھی ہار سکتا ہے۔ ڈمبالو کبھی نہیں ہارسکتا۔ میں تو یہ محل اکھاڑنے آیا ہوں۔ تم مجھے ہار پہنا رہی ہو۔ نہیں، میں نہیں ہارسکتا۔ میں کوئی احمق ہوں کہ خوامخواہ ہار جاؤں"۔ ڈمبالو نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا اور لڑکی سمجھ گئی کہ وہ عقل سے

بالکل ہی پیدل ہے۔
"یہ ہار خوشی کا ہے۔ اس بات کی خوشی کا کہ تم نے ہمارے محل کو ایک ظالم جادوگر کے قبضے سے نجات دلائی ہے اور اگر تم نہیں پہننا چاہتے تو نہ پہنو۔ آؤ میرے ساتھ۔ تم ہمارے مہمان ہو۔ ہم تمہاری خدمت کریں گے۔ تمہیں خوش کردیں گے۔ تمہیں اتنا انعام دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤگے"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"انعام! نہیں نہیں مجھے کوئی انعام نہیں چاہیئے مجھے تو یہ محل چاہیئے۔ میں یہ محل چلوسک ملو کو پیش کرنا چاہتا ہوں"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔
"چلوسک ملوسک، وہ کون ہیں؟" لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"میرے دوست ہیں۔ بڑے ہی اچھے دوست ہیں خود گھوڑوں پر سوار ہوکر آگئے اور مجھے وہیں چھوڑ آئے۔ اس لئے میں اتنے اچھے دوستوں کو محل تحفے کے طور پر دینا چاہتا ہوں"۔ ڈمبالو نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ اور اس کی بات سُن کر لڑکی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

"خوب۔ بہت خوب! واقعی بہت اچھے دوست ہیں۔ اچھا آؤ! اندر چل کر بیٹھیں۔ میں تمہیں اجازت دے دونگی کہ تم یہ محل اٹھاکر لے جاؤ اور اپنے دوستوں کو دے دو"۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے تب ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے جواب دیا اور اب وہ اس لڑکی کے ساتھ اندر جانے پر رضامند ہوگیا۔
"میرا نام شہزادی گلبدن ہے اور یہ محل میرا ہے۔ آج سے چند سال قبل ایک ظالم جادوگر چرکابا نے مجھے دیکھ لیا تھا اور مجھ سے شادی کرنے کی درخواست کی جسے میں نے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اس نے مجھ سے انتقام لینے کی ٹھانی اور میرے محل پر جادو کردیا اور خود اپنے محل میں چلا گیا۔ اس کے جادو سے محل میں موجود تمام آدم زاد غائب ہوگئے۔ اس نے اس جادو کے ختم ہونے کی یہی شرط بتائی تھی کہ کوئی آدم زاد پھاٹک توڑ کر اندر داخل ہو تو اس کا جادو ختم ہو جائیگا"۔ شہزادی گلبدن نے اس کے

ساتھ چلتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"چلو اچھا ہوا جادوگر کا جادو ختم ہوگیا اور اب وہ صرف "گر" رہ گیا"۔ ڈمبالو نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا اور شہزادی ایک بار پھر کھِل کھِلا کر ہنس پڑی۔
"تم انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز انسان ہو۔ میں نے تم جیسا حیرت انگیز اور طاقتور انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا"۔ شہزادی نے ہنستے ہوئے کہا۔
"یہی بات میں چلوسک ملوسک سے کہتا رہتا ہوں مگر وہ مانتے ہی نہیں۔ وہ مجھے احمق کہتے ہیں۔ کیا میں احمق ہوں"؟ ڈمبالو نے جواب دیا۔
"ارے نہیں! کون کہتا ہے۔ تم تو بیحد عقلمند ہو"۔ شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اب وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔ شہزادی نے ڈمبالو کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود زور سے تالی بجائی۔ اس کے تالی بجاتے ہی ایک کنیز اندر داخل ہوئی۔
"شربت لے آؤ"۔ شہزادی نے تحکمانہ لہجے میں

www.BooksPK.com

کہا اور کنیز خاموشی سے مڑکر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اس کرسی پر بیٹھوں! اس کمزور سی کرسی پر۔ نہیں یہ ٹوٹ جائے گی اور تم جانتی ہو کہ اگر میں نے ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل چلوسک ملوسک کو پیش کیا تو وہ مجھے پھر احمق کہیں گے۔" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ٹوٹتی! بہت مضبوط کرسی ہے یہ۔ تم اطمینان سے بیٹھو۔" شہزادی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تم کہتی ہو تو بیٹھ جاتا ہوں۔" ڈمبالو نے جواب دیا اور پھر آگے بڑھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

مگر وہی ہوا جس کا خدشہ ڈمبالو نے ظاہر کیا تھا۔

شہزادی کو ڈمبالو کے بے پناہ وزن کا اندازہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا ایک زبردست کڑاکے کے ساتھ کرسی ٹوٹ گئی اور ڈمبالو پشت کے بل فرش پر جاگرا۔ اسی لمحے کنیز

ہاتھ میں شربت کا جگ اٹھائے اندر داخل ہوئی اس نے جب ڈمبالو کو اس طرح گرتے دیکھا تو وہ ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"ارے ارے واقعی کرسی ٹوٹ گئی اور تم فرش پر گرگئے۔ مجھے بے حد افسوس ہے۔" شہزادی نے آگے بڑھ کر ڈمبالو کا ہاتھ پکڑ کر اُسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر ظاہر ہے کہ وہ نرم و نازک سی لڑکی ڈمبالو جیسے دیوزاد کو کیسے اٹھا سکتی تھی۔

"مروا دیا تم نے میرا تحفہ خراب کردیا۔ اب میں کیا کروں۔ چلوسک ملوسک ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل تو نہیں لیں گے۔ وہ تو مجھے احمق کہیں گے۔" ڈمبالو نے اٹھنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کرسی ٹوٹنے سے اُسے شدید نقصان پہنچا ہو۔ شہزادی اس دوران کنیز کو آنکھ کا اشارہ کرکے باہر بھیج چکی تھی۔

"افسوس افسوس! اب کیا ہوگا؟ اب میں کیاکروں؟

اب میں چلوسک ملوسک کو کیا جواب دونگا؟ اب تو وہ مجھے یقیناً احمق سمجھ لیں گے۔ کاش میں اس کرسی پر نہ بیٹھتا۔" ڈمبالو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا! کوئی بات نہیں۔ تم اس ٹوٹی ہوئی کرسی کی فکر نہ کرو۔ اس کی جگہ نئی کرسی آجائے گی۔" شہزادی گلبدن نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ارے واقعی اگر ایسا ہو جائے تو یوں سمجھو کہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کردیا اور مجھے چلوسک ملوسک کی نظروں میں احمق بننے سے بچا لیا۔" ڈمبالو نے سیدھے ہوکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس میں احسان کی کوئی بات نہیں۔ احسان تو تم نے ہم پر کیا ہے کہ ہمارے محل پر اس جادوگر کا قبضہ ختم کردیا ہے۔ کاش! مجھے کچھ اور وقت مل جاتا تو میں تمہارے اس احسان کا اچھی طرح بدلہ چکاتی مگر۔" شہزادی نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب؟ کیا تمہارے پاس وقت نہیں ہے؟

تم مجھ سے وقت لے لو۔ میرے پاس بہت سا وقت ہے۔" ڈمبالو نے اُسے رنجیدہ دیکھکر بڑے خلوص سے پیش کش کردی۔

"ہاں! تمہارے پاس یقیناً وقت ہوگا مگر میں اس وقت کا کیا کرونگی۔ میری زندگی اب صرف ایک ہفتے کی باقی رہ گئی ہے اور ایک ہفتے بعد مجھے مرنے سے کوئی نہیں بچاسکتا۔" شہزادی گلبدن نے اسی طرح رنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو ٹپک پڑے تھے۔

www.BooksPK.com

"ارے ارے! تم رو رہی ہو۔ نہیں! تم اچھی لڑکی ہو۔ تم نے مجھے اپنا محل اکھاڑنے کی اجازت دے دی ہے اور اچھی لڑکیاں نہیں روتیں۔" اب ڈمبالو نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! مجھے واقعی رونا نہیں چاہیئے۔ مجھے اپنی زندگی کا یہ ایک ہفتہ ہنسی خوشی گذارنا چاہیئے۔" شہزادی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اور پھر وہ شربت کے بھرے ہوتے اس جگ کی طرف بڑھ گئی جو کنیز رکھ گئی تھی۔ اس نے جگ میں

سے شربت گلاس میں ڈالا اور ڈمبالو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لو یہ شربت پیو۔"

ڈمبالو نے خاموشی سے گلاس لیا اور ایک ہی بار اپنے حلق میں انڈیل لیا۔ پھر گلاس زمین پر رکھتے ہوئے اس نے شہزادی گلبدن سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ تم ایک ہفتے کیوں زندہ رہوگی؟"

"تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں ابھی مرجاؤں۔" شہزادی نے مسکراتے ہوئے کہا وہ بخوبی سمجھ گئی تھی کہ ڈمبالو کیا کہنا چاہتا ہے مگر حماقت کی وجہ سے کچھ اور کہہ گیا ہے۔

"ارے نہیں! میرا مطلب تھا کہ ایک ہفتے بعد کیوں زندہ نہیں رہوگی؟ اگر اس محل کے جانے کی وجہ سے زندہ نہیں رہوگی تو چلو میں یہ محل نہیں اکھاڑتا۔ میں چلوسک ملوسک کو کوئی اور تحفہ دے دونگا۔" ڈمبالو نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ! مگر میری موت محل کی وجہ سے نہیں ہوگی بلکہ اس ظالم جادوگر کی وجہ سے ہوگی۔" شہزادی نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم بار بار اس جادوگر کو ظالم کہہ رہی ہو۔ کیا وہ مجھ سے بھی زیادہ ظالم ہے؟ میں اتنا ظالم ہوں کہ ایک ہی ٹکر میں تمہارے پورے محل کو توڑ سکتا ہوں۔" ڈمبالو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تم ظالم کے معنی غلط سمجھ رہے ہو ظالم کا مطلب طاقتور نہیں ہوتا بلکہ ظالم اُسے کہتے ہیں جو دوسروں کو تنگ کرے۔ اب دیکھو میں نے اس جادوگر کا کیا بگاڑا تھا کہ اس نے مجھے محل میں قید کردیا اور پھر یہ بھی کہہ دیا کہ جب اس محل پر سے اس کا جادو ختم ہو جائے گا تو اس کے ہفتے بعد میں مر جاؤگی۔" شہزادی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیوں مرجاؤگی؟ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی۔ کہیں میں واقعی احمق تو نہیں

ہوں۔" ڈمبالو نے اپنے گنجے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ بات نہیں۔ تم بہت معصوم اور سادہ دل انسان ہو۔ اس جادوگر کا جادو مجھے مار ڈالے گا کیونکہ میں نے اس سے شادی نہیں کی تھی۔" شہزادی گلبدن نے جواب دیا۔

"اوہ تو پھر مرتی کیوں ہو؟ اس سے شادی کرلو کیا خیال ہے؟ اگر کہو تو میں جاکر جادوگر سے کہہ دوں کہ تم اس سے شادی پر تیار ہو۔" ڈمبالو نے اپنے طور پر مسئلے کا بہترین حل تھا۔

"نہیں نہیں! وہ انتہائی بدصورت اور ظالم ہے مجھے مرجانا قبول ہے مگر میں اس سے شادی نہیں کرونگی۔ ہرگز نہیں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" شہزادی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"آخری کیوں؟ اس کے بعد بھی فیصلہ کرلینا تمہیں کون روک سکتا ہے۔ اچھا چلو۔ اگر تم اس سے شادی پر تیار نہیں ہو تو نہ کرو مگر تم مرو نہیں۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔ کیونکہ تم مجھے

اپنا محل دے رہی ہو۔ اور اچھی لڑکیوں کو مرنا نہیں چاہیے۔" ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"مگر مجھے مرنا پڑے گا۔ صرف اسی صورت میں زندہ رہ سکتی ہوں کہ مجھ سے پہلے وہ جادوگر مرجائے۔ اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔" شہزادی نے جواب دیا۔

"ارے ہاں! واقعی یہی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ معاف کرنا شہزادی! میں بالکل احمق نہیں ہوں۔ بس تھوڑا سا ہوں۔ مگر چلوسک ملوسک مجھے بالکل احمق سمجھتے ہیں۔ اچھا خیر! یہ بتاؤ کہ جادوگر کہاں ہے۔ میں ابھی جاکر اس کا گلا گھونٹ دیتا ہوں۔ میرا وعدہ رہا کہ میں اُسے ضرور مار ڈالوں گا۔" ڈمبالو نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ! مگر وہ جادوگر بے حد طاقتور ہے۔ تم طاقتور ضرور ہو مگر تم اس جادوگر کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔" شہزادی گلبدن نے جواب دیا۔

"یہ بات ہے۔ تم مجھے غصہ دلا رہی ہو۔ اب

تو میں ضرور اس جادوگر کا خاتمہ کرونگا چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ کہاں ہے وہ جادوگر؟ نکالو اُسے باہر"۔ ڈمبالو نے غصے کے مارے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ جادوگر اپنے محل میں ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کا محل یہاں سے کافی دور ایک سیاہ رنگ کی پہاڑی کے دوسری طرف ہے مگر اس نے ہر طرف جادوگر کر رکھا ہے کوئی بھی شخص وہاں داخل ہوتا ہے تو اس کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتا ہے"۔ شہزادی گلبدن نے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں۔ میں اس میں داخل ہی نہیں ہونگا بلکہ جادوگر کو باہر بلاکر اس کا گلا گھونٹ دونگا۔ یہ تو ٹھیک ہے"۔ ڈمبالو نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور شہزادی بھلا کیا جواب دیتی مسکرا کر خاموش ہوگئی۔

ڈمبالو چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اور پھر اچانک چونک کر کہنے لگا۔

"ارے مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ چلوسک ملوسک

اب تک جاگ گئے ہونگے اور مجھے تلاش کر رہے ہوں گے"۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا اور نہ ہی یہ بتایا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو اور اتنے عجیب وغریب کیوں ہو؟ اور یہ چلوسک ملوسک کون ہیں؟ کیا یہ بھی تمہاری طرح کے ہیں؟" شہزادی نے اچانک چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام ڈمبالو ہے۔ میں بوسگا کے جزیرے میں رہتا تھا کہ چلوسک ملوسک ایک لڑکی کو ڈھونڈتے وہاں پہنچ گئے اور پھر میں ان کا دوست بن گیا"۔ ڈمبالو نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اب چلوسک ملوسک کہاں ہیں"؟ شہزادی نے پوچھا۔

"یہاں سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے سوتے پڑے ہوں گے۔ میں ابھی جاکر انہیں یہاں لے آتا ہوں۔ پھر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے"۔ ڈمبالو نے کہا اور پھر شہزادی کی بات سُنے بغیر لمبے لمبے قدم اٹھاتا محل سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک کو سوتے ہوئے کافی دیر گذر چکی تھی کیونکہ جب وہ سوتے تھے تو صبح تھی مگر اب جبکہ ان کی آنکھ کھلی تھی تو سورج سر پر آچکا تھا۔ پہلے چلوسک اٹھا تھا اور اس کے تھوڑی دیر بعد ملوسک نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں۔

"ارے ہمیں سوتے ہوئے کافی دیر گذر گئی ہے سورج سر پر آگیا ہے"۔ چلوسک نے حیرت سے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہم تھکے ہوئے بھی بہت تھے"۔ چلوسک نے انگڑائی لیتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ڈمبالو نظر نہیں آرہا۔ کہاں چلاگیا"۔ ملوسک

کو اچانک ڈمبالو کا خیال آگیا۔

"آجائے گا کہیں گھومتا پھر رہا ہوگا"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

اسی لمحے انہیں دور سے ڈمبالو لمبی لمبی چھلانگیں مارتا ہوا آتا نظر آیا۔

"وہ آرہا ہے ڈمبالو"۔ ملوسک نے کہا اور پھر چلوسک بھی اُدھر دیکھنے لگا۔

چند لمحوں میں ہی ڈمبالو ان کے قریب پہنچ گیا۔

"چلوسک ملوسک! کمال ہوگیا۔ اتنا خوبصورت محل میں تمہیں تحفہ میں دے رہا تھا مگر اس کی کرسی ٹوٹ گئی۔ کیا تم ٹوٹی ہوئی کرسی والا محل قبول کر لوگے"؟ ڈمبالو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور وہ دونوں یوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے انہیں ڈمبالو کے پاگل ہوجانے کا یقین ہوگیا ہو۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو ڈمبالو؟ کیسا محل؟ کیا تم پاگل تو نہیں ہوگئے؟" چلوسک نے کہا۔

"ارے پہلے تم مجھے احمق کہتے تھے اب پاگل بھی کہنے لگ گئے ہو۔ اچھے دوست ہو۔ میں شہزادی گلبدن

سے تمہاری شکایت ضرور کرونگا" ڈمبالو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے! ابھی تو معاملہ صرف محل تک تھا اب یہ شہزادی گلبدن کہاں سے آٹپکی؟ مجھے افسوس ہے چلوسک! ہمارا دوست ڈمبالو واقعی پاگل ہوگیا ہے" ملوسک نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب مجھے بھی یقین ہوگیا ہے" مگر کیا کریں ہمارا دوست ہے۔ اس لئے ساتھ تو نبھانا ہی پڑے گا" چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہوں تو تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو۔ میری بات کا یقین نہیں کر رہے۔ یقیناً تم میری اس بات کا بھی یقین نہیں کروگے کہ میں نے شہزادی گلبدن سے وعدہ کیا ہے کہ میں ظالم جادوگر کا گلا گھونٹ دونگا" ڈمبالو نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"لو اب ظالم جادوگر بھی آگیا" چلوسک نے ملوسک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! اب واقعی شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی" ملوسک نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں دکھاتا ہوں اور اب

میں تمہیں محل بھی تحفے کے طور پر نہ دونگا" ڈمبالو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے ڈمبالو نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے چلوسک کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے ملوسک کی۔

"ارے ارے! یہ کیا کررہے ہو"؟ ان دونوں نے تڑپ کر کہا۔

مگر ڈمبالو نے ان دونوں کو یوں اٹھالیا جیسے بچے کھلونے اٹھاتے ہیں اور پھر وہ انہیں لئے ہوئے لمبی لمبی چھلانگیں مارتا واپس اس پہاڑی کی طرف دوڑنے لگا جہاں شہزادی گلبدن کا محل موجود تھا۔

"ارے ہمارا دم گھٹا جارہا ہے۔ چھوڑ دو مجھے" چلوسک نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔ واقعی ڈمبالو کی گرفت اتنی سخت تھی کہ اس کا دم گھٹا جارہا ہے مگر ڈمبالو کو جوش میں اس بات کا خیال ہی نہیں آیا تھا۔ ادھر ملوسک کا بھی بُرا حال تھا اس کے حلق سے تو آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔

پھر ملوسک کا ہاتھ اس کی جیب میں رینگ گیا وہ شائد اپنی گردن چھڑانے کے لئے ڈمبالو پر پستول کا فائر کرکے اس کے خاتمے کا فیصلہ کرچکا تھا۔ مگر

اس سے پہلے کہ اس کا پستول جیب سے باہر آتا۔ ڈمبالو اس پہاڑی پر پہنچ گیا جس کے دامن میں شہزادی گلبدن کا محل تھا۔

"لو اب دیکھو! کیا میں پاگل ہوں؟ وہ دیکھو شہزادی گلبدن کا محل جسے میں اکھاڑ کر تمہیں تحفے کے طور پیش کرنا چاہتا تھا" ڈمبالو نے انہیں زمین پر کھڑا کرکے ان کی گردنوں سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں چند لمحوں تک تو اپنی گردنیں ملتے رہے۔ جب ان کو کچھ ہوش آیا تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ واقعی سامنے ایک سفید رنگ کا خوبصورت محل موجود تھا۔

"ارے واقعی یہ تو بہت خوبصورت محل ہے" ملوسک نے سب سے پہلے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! واقعی ڈمبالو سچ کہہ رہا تھا ہم خوامخواہ ہی اسے پاگل کہہ رہے تھے" چلوسک نے بھی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"چلو شکر ہے اب تو تم نے یقین کرلیا کہ

میں پاگل نہیں ہوں" ڈمبالو نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مگر تم نے تو ہمارا خاتمہ ہی کردیا تھا اتنی زور سے گردنیں دبائی تھیں کہ ہمارا دم گھٹ گیا تھا" چلوسک نے ایک بار پھر اپنی گردن ملتے ہوئے کہا۔

"اوہ! واقعی مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ اچھا آئندہ خیال رکھوں گا اس بار معاف کردو" ڈمبالو نے باقاعدہ ان کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے۔

"ارے بھلا اس میں ہاتھ جوڑنے کی کیا بات ہے۔ ہم نے تمہیں پاگل کہا اور ہمیں اس کی سزا مل گئی مگر یہ بتاؤ کہ یہ محل کس کا ہے"؟ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شہزادی گلبدن کا۔ بڑی اچھی لڑکی ہے مگر وہ ایک ہفتے بعد مرجائے گی" ڈمبالو نے جواب دیا۔

"ہفتے بعد مرجائے گی، کیا مطلب"؟ ڈمبالو کی بات نے دونوں کو چونکا دیا تھا۔ اور پھر ڈمبالو

سے محل میں داخلے سے لیکر واپسی تک کے تمام حالات بتا دیئے۔

"پھر تو وہ واقعی مظلوم ہے ہمیں اس کی مدد کرنی چاہیئے"۔ چلوسک نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ضرور ہمیں ہفتے کے اندر اندر اس جادوگر کا خاتمہ کردینا چاہیئے۔ مگر پہلے ہم شہزادی گلبدن سے تو مل لیں"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں آؤ"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ تینوں اس محل کی طرف چل پڑے۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر سیاہ رنگ کیا گیا تھا اس لئے کمرہ بیحد تاریک تھا البتہ کمرے کی چھت پر ایک روزن تھا جس میں سے روشنی اندر آرہی تھی۔ کمرے کے درمیان میں ایک بہت بڑا اور انتہائی ہیبتناک بت موجود تھا۔ یہ بت بھی سیاہ رنگ کا تھا اور اس کی شکل وصورت تو انسانوں جیسی تھی مگر اس کے منہ سے سرخ رنگ کی تین زبانیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی تھی اور دوسرے ہاتھ میں ایک انسانی کھوپڑی تھی۔ یہ تلوار اور کھوپڑی بھی پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔

اس بت کے سامنے ایک چھوٹے سے قد کا آدمی سر جھکائے ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا اس کے جسم پر سرخ رنگ کا ڈھیلا سا لبادہ تھا۔

"جادوگر دیوتا! میں نے اپنا چلّا پورا کرلیا ہے مجھے بڑے اور طاقتیں بخش دو"۔ چھوٹے قد والے نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں چوکابا جادوگر! تم نے ہماری بیحد خدمت کی ہے اور ہم پر چالیس انسانوں کی بھینٹ چڑھائی ہے۔ ہم تم سے بیحد خوش ہیں۔ مانگو کیا مانگتے ہو"۔ اس بت کے حلق سے خوفناک آواز نکلی اور اس کی تینوں زبانیں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔

"جادوگر دیوتا! مجھے اس دنیا کا سب سے بڑا جادوگر بنادو۔ اتنا بڑا کہ کوئی بھی میرا مقابلہ نہ کرسکے"۔ چوکابا جادوگر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہم نے تمہاری درخواست منظور کرلی ہے مگر ایک شرط ہے۔ جب بھی تم نے کسی انسان پر رحم کھایا تمہاری تمام طاقتیں ختم ہو جائیں گی"۔ خوفناک

دیوتا نے جواب دیا۔

"مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں کسی انسان پر کبھی رحم نہیں کھاؤنگا"۔ چوکابا جادوگر نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے خوفناک بت کا وہ ہاتھ حرکت میں آیا جس میں انسانی کھوپڑی تھی۔ جب کھوپڑی چوکابا جادوگر کے سر پر آگئی تو اس میں سے اچانک خون کے قطرے نکل کر چوکابا جادوگر پر پڑے اور پھر ہاتھ واپس اپنی جگہ پر چلاگیا۔

"جاؤ چوکابا جادوگر۔ آج سے تم دنیا کے سب سے بڑے جادوگر ہو۔ تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا"۔ بت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی زبانیں حرکت کرنے سے رک گئیں۔

"شکریہ میرے آقا"! چوکابا جادوگر نے جواب دیا اور پھر وہ بت کے سامنے سجدے میں گر پڑا۔ چند لمحوں تک سجدہ کرنے کے بعد وہ اٹھا اور مڑکر کمرے سے باہر نکل کر وہ ایک برآمدے میں آیا اور پھر اُسے پار کرکے وہ ایک اور کمرے میں گھس گیا۔ یہ چوکابا جادوگر کا خاص کمرہ

تھا۔ خوشی کے مارے اس کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔

کمرے میں پہنچتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور پھر دوسرے لمحے وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا۔

"میں عظیم جادوگر ہوں۔ دنیا کا سب سے بڑا جادوگر۔ میرا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا۔ عظیم چوکابا جادوگر۔ مگر دوسرے لمحے کمرے میں موجود شیشے کا بنا ہوا بڑا سا گولہ یکدم روشن ہوگیا اور کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

"ارے"۔ چوکابا جادوگر نے یکدم اچھل کر نیچے گرتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی۔

"یہ کیسے ہوگیا۔ شہزادی گلبدن کے محل پر میرا قبضہ کس نے ختم کردیا"؟ چوکابا جادوگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے دونوں ہاتھ گولے پر پھیرے۔ اس کے ہاتھ پھیرتے ہی گولے پر سفید محل کا منظر ابھر آیا۔ اس نے دیکھا کہ محل کے درمیان میں ایک قوی ہیکل دیوزاد انسان کھڑا تھا اور شہزادی اس کے سامنے ہار اٹھائے

کھڑی تھی۔

"یہ کون ہے؟ بہت طاقتور معلوم ہوتا ہے"۔ چوکابا جادوگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر دونوں ہاتھ گولے پر پھیرے اور گولہ تاریک ہوگیا۔

گولے کے تاریک ہوتے ہی چوکابا جادوگر چند لمحے سوچتا رہا کہ وہ ایک بار پھر سفید محل پر جادو کردے مگر پھر اس نے اپنا یہ خیال بدل دیا۔ اس نے سوچا کہ اب وہ عظیم جادوگر ہوگیا ہے۔ اس لئے اسے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے پھر اسے یہ بھی معلوم تھا کہ محل پر قبضہ ختم ہوتے ہی شہزادی گلبدن ایک ہفتے بعد مر جائے گی اس لئے اب بھلا اُسے کیا پرواہ۔ وہ دراصل اپنے عظیم جادوگر ہونے کی خوشی میں زبردست جشن منانا چاہتا تھا۔ اتنا بڑا جشن کہ آج تک کسی جادوگر نے نہ منایا ہو۔

چنانچہ شہزادی کا خیال جھٹک کر وہ جشن کا پروگرام سوچنے لگا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنے جشن میں اپنے تمام دوستوں کو بلائے گا۔ چوکابا جادوگر

کی دوستی انسانوں سے نہیں بلکہ دیوؤں سے تھی وہ خود بھی ان دیوؤں سے ملنے کے لئے پرستان جاتا رہتا تھا اور اس کے دوست دیو بھی اس کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ تقریباً بیس کے قریب دیو اس کے گہرے دوست تھے اس لئے اس نے ان بیس دیوؤں کو جشن میں مدعو کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر اس نے منہ ہی منہ میں ایک منتر پڑھا۔

منتر پڑھتے ہی کمرے کا فرش پھٹا اور ایک چھوٹی سی نیلے رنگ کی چڑیا باہر نکل آئی۔

"حکم میرے آقا"! چڑیا نے کمرے میں اڑتے ہوئے باریک سی آواز میں کہا۔

"نیلی چڑیا! میرے پرستان کے تمام دوستوں کو میرا پیغام دے دو کہ میں پرسوں یہاں ایک زبردست جشن منانے والا ہوں۔ چنانچہ وہ سب اس جشن میں شرکت کرنے ضرور آئیں"۔ جادوگر نے چڑیا کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میرے آقا"۔ چڑیا نے جواب دیا اور پھر اڑتی ہوئی کمرے سے باہر

نکل گئی۔ چڑیا کے جاتے ہی جادوگر نے ایک اور منتر پڑھا۔ دوسرے لمحے کمرے سے باہر پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کافی بڑا مور اچھلتا ہوا کمرے میں آگیا۔

"حکم میرے آقا"۔ مور نے سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

"سنو! میں پرسوں جشن منا رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جشن کے دوران کسی قسم کی مداخلت نہ ہو۔ اس لئے تم تمام موروں کو چوکنا کردو کہ جشن کے روز جو بھی ہماری سرحد میں داخل ہو۔ اسے پنجرے میں بند کرکے رکھ دیا جائے۔ میرے سامنے پیش نہ کیا جائے اور جشن کے بعد ان کو میرے سامنے پیش کیا جائے"۔ جادوگر نے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میرے آقا"۔ مور نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ مور کے جانے کے بعد جادوگر جشن کی تیاریوں میں مصروف ہوگیا۔ وہ اس جشن کو یادگار بنانا چاہتا تھا۔

نے جواب دیا اور پھر اڑتی ہوئی کمرے سے باہر

بنانا چاہتا تھا۔

جیسے ہی چلوسک ملوسک اور ڈمبالو محل میں داخل ہوئے۔ شہزادی گلبدن نے باہر آکر ان کا استقبال کیا اور تعارف کے فرائض ظاہر ہے ڈمبالو نے ادا کرنے تھے۔ چنانچہ اس نے شہزادی گلبدن کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ملوسک! یہ شہزادی گلبدن ہے۔ جو بڑی نیک لڑکی ہے اس نے مجھے محل اکھاڑنے کی اجازت دے دی ہے اور میں اسے منع کرتا رہا مگر یہ مجھ سے کرسی تڑوا بیٹھی اور ہاں یہ ایک ہفتے بعد مر جائے گی مگر جادوگر سے شادی نہیں کرے گی۔ کیوں شہزادی! میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"؟ ڈمبالو نے بڑے سادہ سے لہجے

میں شہزادی کا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ٹھیک ہے اس ظالم اور بدصورت جادوگر سے شادی کرنے سے مَر جانا زیادہ بہتر ہے"۔ شہزادی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تمہیں مرنے پر ہی ضد ہے تو تمہاری مرضی۔ بہرحال یہ میرے دوست ہیں۔ اس بڑے کا نام چلوسک اور چھوٹے کا ملوسک ہے یہ دونوں مجھے احمق کہتے ہیں۔ شہزادی! تم ہی بتاؤ، میں احمق ہوں"۔ ڈمبالو نے بڑے معصوم سے لہجے میں شہزادی سے مخاطب ہوکر کہا اور شہزادی کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک بھی ہنس پڑے۔

"شہزادی گلبدن! اس کا تعارف میں کرادوں۔ یہ ہمارا معصوم سا دوست ڈمبالو ہے جس کی کھوپڑی تو بہت بڑی ہے مگر اس میں——"ملوسک نے ہنستے ہوئے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور چلوسک اور شہزادی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"تم نے اپنا فقرہ مکمل نہیں کیا۔ میری کھوپڑی میں کیا ہے"؟ ڈمبالو نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"کچھ ہو تو فقرہ مکمل کروں"۔ ملوسک نے کہا۔

اور پھر ان کے قہقہوں سے ماحول گونج اٹھا

"آپ سب بے حد دلچسپ اور شریف لوگ ہیں۔ آیئے اندر چل کر بیٹھیں"۔ شہزادی اپنی موت بھول کر بیحد خوش نظر آرہی تھی۔

چلوسک ملوسک بڑی حیرت بھری نظروں سے محل کو دیکھ رہے تھے۔ محل واقعی بیحد خوبصورت تھا۔ ایسا خوبصورت محل تو شہزادی گل بانو کا بھی نہیں تھا اور نہ ہی شہزادی خوبرو کا۔

"آپ کا محل بے حد خوبصورت ہے۔ بہت ہی خوبصورت"۔ چلوسک نے کمرے میں جاکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اس بار ڈمبالو نے کرسی پر بیٹھنے کی حماقت نہیں کی بلکہ وہ بڑے اطمینان سے آلتی پالتی مار کر فرش پر بیٹھ گیا۔

"آپ کی تعریف کا شکریہ! مگر یہ خوبصورتی مجھے راس نہیں آئی"۔ شہزادی کی آنکھوں میں غم کے سائے لہرانے لگے۔

"ہاں شہزادی! ہمیں ڈمبالو نے بتایا تھا کہ کوئی جادوگر آپ کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اب

آپ نے بھی کچھ اشارہ کیا ہے۔ ہمیں سب باتیں تفصیل سے بتائیں۔ ہم اس ظالم جادوگر کا خاتمہ اپنی جان دے کر بھی کرنے سے دریغ نہیں کریں گے"۔ چلوسک نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں سے کافی دور سیاہ پہاڑی کے پیچھے ایک طاقتور اور ظالم جادوگر چوکابا رہتا ہے۔ ایک روز میں اپنی کنیزوں کے ساتھ محل کے باغ میں بیٹھی تھی کہ وہ جادوگر اڑتا ہوا اوپر سے گذرا۔ اس کی نظر جب مجھ پر پڑی تو وہ نیچے اتر آیا اور اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں ڈر کے مارے چیخنے لگی چنانچہ ہمارے دربان وہاں آگئے مگر وہ جادوگر تھا اس نے ہمارے تمام دربانوں کو مجسموں میں تبدیل کردیا۔ شور سنکر میرے والد بادشاہ سلامت جو اس وقت حیات تھے وہاں خود آگئے۔ انہوں نے جب اس جادوگر کو میرا ہاتھ پکڑے دیکھا تو غیرت کے مارے پاگل سے ہوگئے انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور جادوگر پر پل پڑے مگر جادوگر نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور میرے والد کے جسم میں آگ لگ گئی اور

میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جل کر راکھ ہوگئے
میں صدمے سے بیہوش ہوگئی۔ جب مجھے ہوش
آیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ میں
مجسمے میں بدل چکی تھی۔ اسی وقت جادوگر کی
آواز مجھے سنائی دی۔ کہ چونکہ وہ جادوگر دیوتا کے
ایک مقدس مشن پر جارہا ہے اس لئے اُسے قتل
نہیں کرنا چاہیے تھا مگر جلدی میں اس کے
ہاتھوں بادشاہ قتل ہوگیا اس لئے جادوگر دیوتا ناراض
ہوگیا ہے چنانچہ وہ تمہارے ساتھ زبردستی شادی نہ
کرسکا۔ البتہ انتقام کے طور پر اس نے تمہارے
محل پر جادو کردیا ہے۔ تم سب اس وقت تک
مجسموں کی صورت میں رہوگے جب تک کوئی انسان
پھاٹک توڑ کر محل کے اندر داخل نہ ہو جائے۔
ایسی صورت میں محل پر جادو ختم ہو جائے گا
مگر اس جادو کے خاتمے کے ایک ہفتے بعد تم
مرجاؤگی۔ چنانچہ چار سال تک ہم مجسموں کی صورت
میں رہے۔ پھر ڈمبالو نے جادوگر کا جادو ختم کردیا
اور ہم اصل صورت میں آگئے۔ مگر اب اس کے
کہنے کے مطابق ایک ہفتے بعد میں مرجاؤنگی۔ یہ

ہے تمام کہانی"۔ شہزادی نے غمزدہ لہجے میں
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"تم فکر نہ کرو شہزادی! ہم تمہاری بجائے اس
جادوگر کا ہی خاتمہ کردیں گے۔ نجانے اس نے
تم جیسی کتنی لڑکیوں کو اپنے ظلم کا نشانہ بنا
رکھا ہوگا"۔ چلوسک نے مضبوط لہجے میں کہا۔
"نہیں نہیں! تم ابھی کم عمر ہو۔ وہ بے حد ظالم
اور طاقتور جادوگر ہے۔ تم میری خاطر موت کے
منہ میں نہ جاؤ۔ میرے ساتھ جو ہوگا وہ میری
قسمت"۔ شہزادی نے انہیں روکتے ہوئے کہا۔
"نہیں شہزادی! یہ ہمارا فرض ہے اور تم
دیکھوگی کہ ہم اس جادوگر کا کیا حشر کرتے ہیں
ہماری کم عمری پر نہ جاؤ۔ اللہ تعالے کی مدد ہمارے
ساتھ ہے"۔ ملوسک نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گا۔ یہ بات
بھی کرو"۔ ڈمبالو جو اب تک خاموش بیٹھا تھا
اچانک بول پڑا۔
"ہاں تم بھی ہمارے ساتھ ہوگے"۔ ان دونوں
نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈمبالو خوشی سے اچھلنے

لگا۔ پھر شہزادی نے انہیں روکنے کی بیحد کوشش
کی مگر انہوں نے شہزادی کی ایک بات نہ مانی
اور محل سے نکل کر سیاہ پہاڑی کی طرف چل
پڑے۔
"سیاہ پہاڑی تو یہاں سے کافی دور ہوگی اگر
ہم پیدل چلتے رہے تو یقیناً ایک ہفتہ سفر میں
ہی گذر جائے گا اور شہزادی ہلاک ہو جائے گی"۔
چلوسک نے محل سے باہر آتے ہی کہا۔
"اگر کہو تو جس طرح درخت سے اٹھاکر تمہیں
محل تک لے آیا تھا اسی طرح یہاں سے اٹھاکر
سیاہ پہاڑی تک لے چلوں"۔ ڈمبالو نے مسکراتے ہوئے
کہا۔
"ارے نہیں بابا! پہلے ہی ہم مرتے مرتے بچے
ہیں اس بار تو فاصلہ زیادہ ہے"۔ ملوسک نے فوراً
ہی ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔
"ایسا کرو ڈمبالو کہ ہم دونوں تمہارے کاندھوں پر
سوار ہو جاتے ہیں اور تم حتی الامکان جتنی تیزی
سے ہوسکے ہمیں سیاہ پہاڑی تک پہنچادو"۔ چلوسک
نے تجویز پیش کی اور اس کی اس تجویز پر سب

رضامند ہوگئے۔
چنانچہ وہ دونوں ڈمبالو کے کندھوں پر سوار
ہوگئے اور ڈمبالو نے بھاگ کر لمبی لمبی چھلانگیں
لگانا شروع کر دیں۔ آہستہ آہستہ اس کی چھلانگ
زیادہ سے زیادہ طویل ہوتی چلی گئی۔
ڈمبالو اور چلوسک ملوسک تمام دن سفر کرتے
رہے اور رات کو انہوں نے آرام کیا۔ اس طرح
تیسرے روز صبح کو انہوں نے دور سے سیاہ رنگ
کی پہاڑی کو دیکھ ہی لیا۔
"میرے خیال میں یہی وہ سیاہ رنگ کی پہاڑی
ہے جس کے پیچھے جادوگر کا علاقہ ہے"۔ چلوسک
نے کہا۔
"ہاں! معلوم تو یہی ہوتا ہے"۔ ملوسک نے جواب
دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سیاہ پہاڑی کی چوٹی
پر پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ پہاڑی کے
دامن میں ایک وسیع سبزہ زار تھا جس میں ہر
طرف انتہائی خوبصورت اور بڑے بڑے مور اڑتے
پھر رہے تھے۔ جسامت میں بڑے ہونے کے باوجود
موروں کے اڑنے کی رفتار انتہائی تیز تھی اور پھر

اس وسیع سبزہ زار کے درمیان میں سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنا ہوا ایک عظیم الشان محل تھا۔

"میرے خیال میں یہی جادوگر کا محل ہے"۔ چلوسک نے جو ڈمبالو کے کندھے سے نیچے اتر آیا تھا بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"خیال کیا، یہی محل ہے۔ سیاہ پہاڑی کے پیچھے محل جادوگر کا ہی ہوسکتا ہے مگر یہاں اتنے سارے مور کیوں ہیں؟" ملوسک نے جواب دیا۔

"ہوسکتا ہے یہ بھی جادو کے مور ہوں"۔ چلوسک نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ تین دن گذر چکے ہیں اور شہزادی کی موت میں صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں۔ ہمیں فوراً اپنا کام شروع کر دینا چاہیئے"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"ٹھہرو! شہزادی نے مجھے بتایا۔ تھا کہ جو اس علاقے میں داخل ہوتا ہے جادوگر کے ہاتھوں ہلاک ہوجاتا ہے اس لئے کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں جادوگر کو باہر بُلا لوں اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا جائے کیا خیال ہے؟" ڈمبالو نے کہا۔

"ہاں ضرور۔ جادوگر بیچارہ سیدھا سادہ معصوم سا آدمی ہوگا جو تمہارے بلانے پر باہر آجائے گا اور پھر بڑے اطمینان سے تمہیں اس بات کی اجازت دے دیگا کہ تم اس کا گلا گھونٹ دو"۔ ملوسک نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیا اور ڈمبالو بُرا سا منہ بناکر خاموش ہوگیا۔

چلوسک ملوسک دونوں نے جیبوں سے پستول نکالے اور پھر اللہ کا نام لیکر وہ پہاڑی سے اتر کر وادی میں داخل ہوگئے۔ ڈمبالو البتہ وہیں کھڑا رہا۔ وہ شائد کچھ اور سوچ رہا تھا۔

پہاڑی سے اتر کر جیسے ہی چلوسک ملوسک نے اس سبزہ زار میں قدم رکھا۔ وہ دونوں اچانک حیرت سے اچھل پڑے۔ ان دونوں کے گرد اچانک موٹی موٹی سلاخوں کے پنجرے سے بن گئے اور ان پنجروں کا کوئی دروازہ نہ تھا اور وہ دونوں ہی ان پنجروں میں قید ہوگئے۔

چلوسک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا رخ پنجروں کی سلاخوں کی طرف کیا اور وہ ٹریگر دبانا ہی چاہتا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ کو زبردست

جھٹکا لگا اور اس کے ہاتھ سے پستول نکل کر پنجرے کی درز سے باہر نکل گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا پستول ہوا میں اڑتا ہوا سیاہ محل کی طرف بڑھا چلا جارہا تھا۔ یہی حشر ملوسک کے پستول کے ساتھ ہوا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کے پستول سیاہ محل میں جاکر غائب ہوگئے۔

اب وہ دونوں بے بسی کے عالم میں ان پنجروں میں پھنسے رہ گئے۔ پھر دو مور آگے بڑھے اور انہوں نے پنجروں پر اپنی گردنیں جھکائیں اور پنجروں کے کنڈے خودبخود ان کی گردنوں میں فٹ ہوگئے موروں نے گردنیں اونچی کیں اور اب وہ دونوں پنجروں میں پھنسے ہوئے موروں کی گردنوں سے لٹک رہے تھے۔ موروں نے پنجرے اٹھاکر اڑنا شروع کردیا۔ ان کا رخ سیاہ محل کی طرف تھا۔

چلوسک ملوسک نے مڑکر دیکھا تو ڈمبالو بدستور پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا تھا۔ اتنی دور سے بھی اس کے چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات صاف نظر آرہے تھے۔

مور پنجروں کو لئے ہوئے سیاہ محل میں داخل ہوگئے اور دونوں مور ایک بہت بڑے کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ ان کے رکتے ہی دروازہ خودبخود کھل گیا اور مور کمرے کے اندر داخل ہوگئے۔ انہوں نے کمرے کے ایک کونے میں جاکر پنجرے زمین پر رکھے۔ جیسے ہی پنجرے زمین سے لگے اس کے کنڈے موروں کی گردنوں سے علیٰحدہ ہوگئے اور مور تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے اور ان کے باہر جاتے ہی کمرے کا کھلا دروازہ خودبخود بند ہوگیا۔

چلوسک ملوسک پنجروں میں قید کمرے میں اکیلے رہ گئے۔

"اچھا تماشہ بنا ہمارے ساتھ"۔ چلوسک نے کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ ہمیں یہاں قید کردیا گیا ہے جبکہ میرا خیال تھا کہ ہمیں اس جادوگر کے سامنے لے جایا جائے گا"۔ ملوسک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہوئے کہا۔

"ہمارے پستول بھی چلے گئے۔ اب ہم کیا کریں؟" چلوسک نے پریشان لہجے میں کہا۔

"سوائے صبر کے اور ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟" ملوسک نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو! شاید ڈمباکو کوئی کام دکھائے۔" چلوسک نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"اس بیچارے نے کیا کام دکھانا ہے ابھی وہ پہاڑی پر کھڑا تھا اس لئے بچ گیا۔ جیسے ہی وہ سبزہ زار میں قدم رکھے گا پنجرے میں بند ہوکر یہاں پہنچ جائیگا۔" ملوسک نے مایوسانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال دیکھو کیا ہوتا ہے۔" چلوسک نے جواب دیا اور خاموش ہو رہا۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چلوسک نے کسی خیال کے تحت پنجرے کی سلاخوں پر زور آزمائی کی کوشش کی مگر پنجرے کی سلاخیں اتنی مضبوط تھیں کہ شدید ترین کوشش کے باوجود وہ سلاخ کو ذرا سا بھی خم نہ دے سکا۔ آخر تھک ہار کر خاموش ہوگیا۔

ملوسک پنجرے میں خاموش بیٹھا تھا اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ آخر اس مشکل سے کیسے نکلا جائے۔ وہ سوچتا رہا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا اور وہ چونک کر سیدھا ہوگیا۔

"چلوسک!" اس نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا

"ہوں"۔ چلوسک نے ہنکارا بھرا۔

"اگر ہم پنجروں سے باہر نہیں نکل سکتے تو کیا ہوا۔ ہم اپنی ٹانگیں تو باہر نکال سکتے ہیں ہم پنجروں سمیت کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کریں۔ شاید باہر نکل کر کچھ ہو جائے"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ سلاخوں کے درمیان اتنا فاصلہ ضرور ہے کہ ہم اپنی ٹانگیں باہر نکال سکیں"۔ چلوسک نے کہا اور پھر ان دونوں نے بیک وقت سلاخوں سے ٹانگیں باہر نکالیں اور پھر وہ پنجروں سمیت گھسٹتے گھسٹتے کمرے کے دروازے تک پہنچ گئے۔

کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا اس لئے

کوشش کے باوجود وہ دروازے کو نہ کھول سکے اور خون کے گھونٹ پی کر خاموش ہوگئے۔ ظاہر ہے کہ سوائے خاموشی کے اور وہ کر بھی کیا سکتے تھے۔

جس وقت چلوسک ملوسک پنجروں میں قید ہوئے اس وقت سیاہ محل میں چوکابا جادوگر کے عظیم بن جانے کی خوشی میں جشن برپا تھا۔ جشن میں چوکابا جادوگر کے بارہ دیو بھی شریک تھے۔ وہ سب اس وقت خوبصورت لڑکیوں کا رقص دیکھنے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔

چوکابا جادوگر سونے اور جواہرات سے بنے ہوئے ایک انتہائی خوبصورت تخت پر کسی بادشاہ کی طرح انتہائی شان و شوکت سے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دوست دیو دونوں اطراف میں رکھی ہوئی بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ درمیان میں دس کے قریب انتہائی خوبصورت لڑکیاں ناچ رہی تھیں۔ ہر

کے ساتھ بڑی بڑی میزوں پر شراب کے
بڑے بڑے گھڑے رکھے ہوئے تھے۔ اور دیو
بے تحاشا شراب پینے میں مصروف تھے۔ چوکابا جادوگر
سمیت تمام دیو بدمستی کے عالم میں قہقہے لگا رہے
تھے۔

اسی لمحے ایک مور اڑتا ہوا ہال کے دروازے
پر آیا اور پھر وہ سر جھکا کر ہال میں داخل
ہوگیا۔ مور کے اندر آتے ہی چوکابا جادوگر نے
ہاتھ اٹھاکر رقص رکوا دیا۔

"کیا بات ہے کیوں آئے ہو؟ تم دیکھ نہیں
رہے کہ ہم جشن منا رہے ہیں"۔ چوکابا جادوگر
نے بڑے تلخ لہجے میں مور سے مخاطب ہوکر کہا۔

"سردار! آپ کے لئے ایک اہم خبر ہے۔ ابھی
ابھی دو بچے اور ایک دیوہیکل انسان سیاہ پہاڑی
پر نمودار ہوئے ہیں۔ دونوں بچے تو ہماری سرحد میں
آگئے اور انہیں آپ کے حکم کے مطابق پنجروں
میں بند کرکے زندان میں پہنچا دیا گیا ہے البتہ
وہ دیوہیکل انسان ابھی تک سیاہ پہاڑی پر موجود
ہے"۔ مور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ بہت خوب! بہت اچھی خبر ہے۔ میرے
دوست انسانی گوشت کھاکر جشن میں زیادہ لطف
محسوس کریں گے۔ آؤ دوستو دیکھیں ہمارا شکار کیسا
ہے"۔ چوکابا جادوگر نے مسرت سے تالی بجاتے ہوئے
کہا اور پھر وہ سب اٹھ کر ہال سے باہر
نکل آئے۔ ان کے آگے آگے مور چل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب محل سے باہر نکل
کر سبزہ زار میں آگئے اور پھر انہیں دور سے
سیاہ پہاڑی پر کھڑا ہوا ڈمبالو نظر آگیا۔ وہ
بھی بڑے [illegible] سیاہ پہاڑی پر کھڑا تھا۔

"بہت موٹا تازہ شکار ہے یہ تو"۔ تمام دیو
ڈمبالو کو دیکھکر خوشی سے اچھل پڑے۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے اسے شکار کرلیا جائے
بعد میں ان قیدی بچوں کو بھی کھا لیا جائے
گا"۔ چوکابا جادوگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

"ہاں! یہ ٹھیک ہے"۔ تمام دیوؤں نے چوکابا
جادوگر کی تجویز کی تائید کی۔

"تو دوستو! پھر آگے بڑھو اور خود ہی اسے
پکڑ کر شکار کرلو۔ میں نے تمہاری سہولت کے

لئے سبزہ زار سے اپنا جادو ہٹا لیا ہے۔ اب
اگر یہ سبزہ زار میں آ بھی گیا تو پنجرے میں
قید نہیں ہوگا"۔ چوکابا جادوگر نے کہا۔

"بہت خوب! پھر تو اور بھی اچھا ہے"۔ سب
دیوؤں نے بدمستی کے عالم میں اچھلتے ہوئے کہا
اور پھر وہ سب تیزی سے سیاہ پہاڑی کی
طرف بڑھنے لگے۔ چوکابا جادوگر وہیں کھڑا رہا۔ وہ اس
دلچسپ منظر سے محظوظ ہونا چاہتا تھا۔ اور اسے
خوشی اس بات کی ہورہی تھی کہ جشن میں
ان آدم زادوں کی آمد سے لطف دوبالا ہوگیا ہے
اور اس کے مہمان خوب خوش ہوں گے۔

جب بارہ دیو اکٹھے ہوکر سیاہ پہاڑی کی
طرف بڑھے تو چوکابا جادوگر نے دیکھا کہ سیاہ
پہاڑی پر کھڑا دیوہیکل انسان تیزی سے نیچے
اترنے لگا۔

"لو شکار خود ہی آرہا ہے"۔ چوکابا جادوگر نے
چیخ کر اپنے دوستوں سے کہا۔ اور دوستوں نے
مسکرا کر اس کی طرف ہاتھ ہلائے۔ جیسے انہیں بھی
اس بات پر خوشی ہوئی ہو کہ زیادہ جدوجہد نہیں کرنی پڑیگی۔

ڈمبالو سیاہ پہاڑی پر کھڑا چلوسک ملوسک کو
دیکھتا رہا۔ وہ پہاڑی پر اس لئے کھڑا تھا کہ
اس کی ناک میں وہاں دیوؤں کی موجودگی کی بو
آرہی تھی۔ اس کا باپ بھی چونکہ دیو تھا اس لئے
یہ بُو صرف وہی سونگھ رہا تھا اور اس کی چھٹی
حس اسے بتا رہی تھی کہ چلوسک ملوسک جیسے
ہی سبزہ زار میں داخل ہوں گے مصیبت میں پھنس
جائیں گے۔ اس لئے وہ وہیں کھڑا رہا کہ ایسا
نہ ہو کہ وہ تینوں بیک وقت پھنس جائیں اس
نے یہ سوچا تھا کہ اگر وہ دونوں پھنس گئے تو
وہ انہیں بچانے کی کوشش کریگا۔

اور پھر اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ اس

www.BooksPK.com

نے دیکھا کہ جیسے ہی چلوسک ملوسک نے سبزہ زار میں قدم رکھا۔ ان کے گرد پنجرے بن گئے اور اسی لمحے ان کے پستول ان کے ہاتھوں سے نکل کر سیاہ محل کی طرف اڑ کر جاتے دیکھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے دو موروں نے پنجرے اپنی گردنوں میں لٹکائے اور خاصی تیز رفتاری سے اڑتے ہوئے سیاہ محل میں چلے گئے۔

"ہوں! اس کا مطلب ہے کہ یہ مور جادو کے ہیں۔ پہلے ان موروں کو ختم کرنا چاہیئے پھر آگے بڑھنا چاہیئے"۔ ڈمبالو نے سوچا اور ابھی وہ موروں کے خاتمے کی ترکیبیں سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے سیاہ محل میں سے بارہ دیووں اور ایک چھوٹے قد کے انسان کو باہر نکلتے دیکھا اس چھوٹے قد والے نے بڑا شاہانہ لباس پہن رکھا تھا۔

"ارے یہ میرے بھائی کہاں سے آگئے؟ اب ٹھیک ہے۔ میں ان سے کہہ کر اس جادوگر کا خاتمہ کر دونگا"۔ ڈمبالو نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے کہا۔

چونکہ وہ خود دیو کا بیٹا تھا اس لئے اس

نے دیووں کو اپنے بھائی ہی سمجھا تھا۔ چنانچہ جب دیو اس کی طرف بڑھے تو وہ ان سے ملنے کے لئے خود بھی پہاڑی سے نیچے اترنے لگا۔ چند لمحوں میں ڈمبالو اور بارہ دیو آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"آؤ میرے بھائیو! تم پرستان چھوڑ کر یہاں کیسے آگئے"؟ ڈمبالو نے آگے بڑھکر ان میں سے ایک کے ساتھ ہاتھ ملانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہارے بھائی کہاں سے ہوگئے۔ ہم دیو۔ تم آدم زاد۔ ہم تو تمہارا شکار کرنے آئے ہیں"۔ ان میں سے ایک دیو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"تو کیا تم میرے بھائی نہیں بنتے؟ نہیں بنتے تو نہ بنو۔ میں کوئی زبردستی کرتا ہوں"۔ ڈمبالو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتا یا کرتا، اچانک ایک دیو اس پر جھپٹ پڑا اور اس نے اسے دونوں ہاتھوں میں اٹھاکر زمین پر پٹخنے کی کوشش کی باقی دیو اس لئے خاموش رہے کہ اس نے پہلے

حملہ کیا ہے تو شکار پر پہلا حق اسی کا ہے۔

جیسے ہی دیو ڈمبالو پر جھپٹا۔ ڈمبالو "ارے ارے" کرتا ہوا دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور دیو تیزی کی وجہ سے اس کے قدموں پر جاگرا۔

"ارے کیا کر رہے ہو۔ میرے پیر کیوں پکڑ رہے ہو؟ بھائی بننا چاہتے ہو تو گلے مل لو"۔ ڈمبالو نے پیچھے ہٹتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کی اس بات پر باقی دیو بے اختیار ہنس پڑے۔

ڈمبالو کے قدموں میں گرنے والا دیو ایک جھٹکے سے کھڑا ہوگیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے غضبناک ہوگیا تھا۔ اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کوئی اس وقت تک مداخلت نہ کرے جب تک میں اس کی ایک ایک بوٹی نہ علیحدہ کر دوں"۔ دیو نے بڑے غصیلے انداز میں تیختے ہوتے کہا اور اس کی بات سنکر باقی تمام دیو دو دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔

"ارے تم قصائی ہو مگر تمہارے پاس چھری تو ہے نہیں۔ بوٹی کیسے علیحدہ کروگے"؟ ڈمبالو ابھی تک حیرت زدہ تھا۔

اُسی لمحے دیو تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے ڈمبالو کے پیٹ پر ٹکر مارنے کی کوشش کی تھی۔ اب تو ڈمبالو کو بھی غصہ آگیا۔ چنانچہ جیسے ہی دیو کا سر اس کے پیٹ کے قریب آیا۔ ڈمبالو نے اس کے دائیں بائیں کو پھیلے ہوئے سینگوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر جیسے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جھٹکا دیا وہ دیو سینگوں کے بل اٹھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈمبالو تیزی سے نیچے بیٹھ گیا اور دیو کا جسم اس کے سر پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف زمین پر جاگرا۔ اس کے گرتے ہی ڈمبالو تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ادھر دیو بھی غصے میں ڈکراتا ہوا اٹھا۔ غصے اور شرمندگی کے باعث اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہوگیا تھا۔

"کیا حال ہے قصائی صاحب! اب بھی موقع ہے بھائی بن جاؤ"۔ ڈمبالو نے بڑے اطمینان سے اُسے مخاطب ہوکر کہا۔

"ایسی کی تیسی بھائی کی"۔ دیو نے غصے سے

گرجتے ہوتے کہا اور پھر آگے بڑھکر ڈمبالو کی گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنے کی کوشش کی۔

"اچھا یہ بات ہے تو ایسے ہی سہی"۔ ڈمبالو کو بھی غصہ آگیا۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے دیو کے بڑھتے ہوئے ایک بازو سے پکڑا اور زور سے جھٹکا دیا اور دیو اپنے ہی زور میں زمین پر منہ کے بل گر پڑا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، ڈمبالو نے جھک کر اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جمائے اور پھر اُسے یوں اٹھالیا جیسے وہ ایک چھوٹا سا بچہ ہو۔

دیو نے تیزی سے اپنا رخ [illegible] کر اپنی گردن پر موجود ڈمبالو کے ہاتھوں سے نجات حاصل کرنی چاہی۔ ڈمبالو نے ایک لمحے کے لئے اپنے ہاتھ ڈھیلے کئے اور دوسرے لمحے پھر گرفت مضبوط کردی۔ دیو کا رخ مڑ جانے سے اب وہ آمنے سامنے کھڑے تھے۔ ڈمبالو کے ہاتھ دیو کی گردن پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔

دیو نے بھی جواب میں پھرتی سے ڈمبالو کی گردن پکڑنے کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر اس

سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ڈمبالو کی گردن تک پہنچتے، ڈمبالو نے پوری قوت سے ایک زور دار جھٹکا دیا اور دیو کی زبان باہر نکل آئی اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ ہوا میں ہی لہرا کر رہ گئے۔

"نہیں بھائی بنتے تو نہ بنو"۔ ڈمبالو نے دانت پیستے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اپنے ہاتھوں کو ایک زور دار جھٹکا دیا اور دیو کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکل گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک کڑاکا ہوا اور دیو کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا جسم ڈھیلا پڑگیا اور ڈمبالو نے جھٹکا دیکر اُسے دور پھینک دیا۔ دیو زمین پر گر کر چند لمحے تڑپتا رہا۔ پھر ساکت ہوگیا۔

باقی دیو حیرت سے بت بنے یہ تماشا دیکھتے رہ گئے۔ وہ کبھی خواب میں بھی نہ سوچ سکتے تھے کہ ایک آدمزاد اتنا طاقتور ہوسکتا ہے کہ دیو کا گلا گھونٹ کر اُسے مار ڈالے۔ مگر حقیقت ان کے سامنے تھی۔

"اب تم بولو! تمہارا کیا ارادہ ہے"؟ ڈمبالو نے

سامنے کھڑے ہوئے گیارہ دیوؤں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"انتقام، انتقام"۔ تمام دیوؤں کے منہ سے بیک وقت نکلا اور پھر وہ سب اکٹھے ہی ڈمبالو پر حملہ آور ہوگئے۔ ان کا خیال تھا کہ ڈمبالو گیارہ دیوؤں کے بیک وقت حملے سے نہ بچ سکے گا۔ مگر ڈمبالو کے جسم میں تو بجلی سی بھرگئی تھی جیسے ہی گیارہ دیوؤں نے اس پر حملہ کیا وہ تیزی سے اچھلا اور پھر اس کی بھرپور لات ایک دیو کے سینے پر پڑی اور وہ ڈکراتا ہوا زمین پر جاگرا اور اس کے منہ سے خون کا فوارا سا نکل پڑا۔

ڈمبالو لات مارکر بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا اور پھر ایک دیو کا بازو اس کے ہاتھ میں آگیا۔ اس نے پوری قوت سے اُسے جھٹکا دیا اور دیو کا بازو کندھے سے اکھڑتا چلا گیا اس کے منہ سے نکلنے والی ہیبتناک چیخ سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ اور یہی چیخ ڈمبالو کے حق میں فائدہ مند ثابت ہوئی۔ کیونکہ باقی نو دیو جو

ڈمبالو کے قریب پہنچ گئے تھے یکدم ٹھٹھک کر رک گئے اور ڈمبالو نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے ایک دیو کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور پھر اُسے پوری قوت سے فضا میں گھمانا شروع کردیا۔ اس دیو کے اچانک چکر کھانے سے چار پانچ دیو اس کی زد میں آگئے اور وہ دھکا کھاکر اڑکر دور جاگرے۔ ڈمبالو نے دو تین بار دیو کو ہوا میں گھمایا پھر پوری قوت سے اُسے زمین سے ٹکرا دیا۔ ایک خوفناک دھماکا ہوا اور دیو کی کھوپڑی پاش پاش ہوگئی اس کا بھیجہ کھوپڑی سے نکل کر دور دور تک پھیل گیا۔

"ہونہہ! نہیں بنتے بھائی تو نہ بنو"۔ ڈمبالو نے حقارت آمیز لہجے میں کہا اور پھر ایک دیو کی طرف جھپٹا جو زمین پر گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ڈمبالو اس کے قریب جاتے ہی اچانک فضا میں اچھلا اور پھر اس کے دونوں پاؤں پوری قوت سے اٹھتے ہوئے دیو کے سینے پر پڑے اور دیو کے حلق سے کان پھاڑ چیخ نکلی۔ ڈمبالو کا وزن

اتنا تھا کہ اس کے دونوں پیر دیو کے سینے کی ہڈیاں توڑتے ہوئے اندر گھستے چلے گئے اور دیو بےچارہ تڑپ بھی نہ سکا۔

البتہ اس سے یہ ہوا کہ ڈمبالو الجھ کر منہ کے بل زمین پر گر گیا اور یہ موقعہ باقی دیوؤں کے لئے غنیمت تھا چنانچہ وہ سب اکٹھے ہی اس پر چل پڑے اور اس بار بظاہر یہی محسوس ہوتا تھا کہ ڈمبالو ان کے قابو میں آگیا تھا۔ ایک دیو نے اس کی ٹانگیں پکڑی ہوئی تھیں دو دیو اس کی گردن ناپنے کی فکر میں تھے جبکہ باقی اس کے پیٹ پر زوردار مکے برسا رہے تھے۔

ڈمبالو نے پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں لہرائے اور پھر دو دیوؤں کی گردنیں اس کی بغلوں میں پھنس گئیں۔ ڈمبالو نے وہیں پڑے پڑے اپنے دونوں بازوؤں کو زور سے بھینچا اور ایک ہی جھٹکے میں ان دونوں کی گردنیں توڑ دیں۔ پھر اس نے اپنی دونوں ٹانگوں کو اس انداز سے حرکت دی جیسے وہ سائیکل چلا رہا ہو اور اس

کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی دونوں ٹانگیں دیو کے ہاتھوں سے نکل گئیں۔ جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں آزاد ہوئیں۔ ڈمبالو نے بڑی پھرتی سے لات دیو کے منہ پر ماری۔ لات اتنے زور کی پڑی کہ دیو کی ناک پچک گئی اور وہ پشت کے بل زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اب ڈمبالو ان دیوؤں کی طرف متوجہ ہوا جو اس کی گردن پر پورا زور لگائے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے ان دیوؤں کے بازو پکڑے اور پھر اس نے ایک چیخ مار کر زور سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا اور نہ صرف اس کی گردن آزاد ہوگئی بلکہ دونوں دیوؤں کا ایک ایک بازو درمیان سے ٹوٹتا چلا گیا اور ان کی چیخوں سے آسمان گونج اٹھا۔

اب ڈمبالو پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ سات دیو ہلاک ہو چکے تھے جبکہ ایک کی ناک پچکی ہوئی تھی اور وہ زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ دو دیو بازو تڑوا کر ناکارہ ہو چکے تھے۔ صرف دو دیو باقی صحیح سلامت رہ گئے

تھے۔ پھر جیسے ہی ڈمبالو اٹھا ان میں سے ایک دیو نے پوری قوت سے بھاگ کر ڈمبالو کے سینے پر ٹکر ماری۔ اس دیو کے سینگ نیزوں کی طرح سیدھے تھے اس لئے اس کی ٹکر سے ڈمبالو کو یوں محسوس ہوا جیسے دو نیزے اس کے جسم میں گھستے چلے گئے ہوں۔ ڈمبالو اس بار اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرا تھا مگر نیچے گرتے ہی وہ یوں اچھل کر کھڑا ہوگیا جیسے اس کے قدم سپرنگوں پر پڑے ہوں۔ اور اس سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دونوں سینگوں کے زخم اتنی تیزی سے غائب ہو چکے تھے جیسے کبھی زخم ہوئے ہی نہ ہوں اور نہ ہی ان زخموں سے خون نکلا تھا۔ وہ حسب سابق صحیح سلامت کھڑا تھا۔

جس دیو نے ڈمبالو کے سینے پر ٹکر ماری تھی وہ خود بھی منہ کے بل زمین پر گرا تھا مگر اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر اپنے آپ کو گرنے سے بچا لیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے حرکت

میں آیا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن پکڑ کر پوری قوت سے اسے مروڑ دیا اور کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دیو کی گردن ٹوٹ کر مڑتی چلی گئی۔

جب ڈمبالو سیدھا ہوا تو اس نے دیکھا کہ بازو تڑوانے والے دیو اور وہ دیو جس کی ناک پچک گئی تھی اور وہ دیو جو ابھی تک صحیح سلامت بچ گیا تھا۔ ہوا میں اڑتے ہوئے سمندر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے وہ اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھ کر ڈمبالو سے خوفزدہ ہوگئے تھے اور اب انہیں فرار ہونے میں ہی عافیت نظر آئی تھی۔

"بھاگ گئے بزدل کہیں کے۔ بھائی بن جاتے تو اس طرح بھاگنا تو نہ پڑتا"۔ ڈمبالو نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

اب وہ سبزہ زار میں اکیلا کھڑا تھا اور اس کے اردگرد دیوؤں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ اور سبزہ زار کے دوسرے کونے پر چوکابا جادوگر حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اس کی سمجھ میں

نہ آرہا تھا کہ یہ کس قسم کا انسان ہے جس نے خالی ہاتھ اتنے دیوؤں کو ہلاک کردیا۔

"اب تمہارا کیا خیال ہے بونے؟ کیا تم بھی بھائی بننے سے انکار کروگے"؟ ڈمبالو نے چوکابا جادوگر کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بڑے اطمینان سے

"خبردار! وہیں رک جاؤ، میں عظیم جادوگر چوکابا ہوں۔ میں تمہیں مکھی بناکر اپنی دونوں انگلیوں میں مسل دونگا"۔ ڈمبالو کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر چوکابا جادوگر نے غصے سے چیختے ہوئے کہا مگر ڈمبالو بھلا کہاں رکتا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھتا چلاگیا۔

"اب کیا کریں"؟ ملوسک نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو مجھے کچھ سوچنے دو" چلوسک نے کہا اور ملوسک خاموش ہوگیا۔

چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک چلوسک چونک پڑا۔ اس نے ایک نظر ملوسک کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی جیسے اسے کوئی نادر ترکیب سوجھ گئی ہو۔ چلوسک نے اپنے دونوں ہاتھ باہر نکالے اور پھر ملوسک کے پنجرے کی سلاخیں پکڑلیں۔

"تم بھی اسی طرح میرے پنجرے کی سلاخیں پکڑ لو اور پھر اکٹھے دوڑ کر ہم دروازے سے

پنجروں سمیت ٹکرائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ دو چار ٹکروں کے بعد دروازہ یا تو ٹوٹ جائے گا یا اس کا تالا کھل جائے گا"۔ چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"چلو یہ بھی کرکے دیکھ لیتے ہیں"۔ ملوسک نے جواب دیا اور پھر اس نے بھی چلوسک کے پنجرے کی سلاخیں پکڑیں اور پھر وہ دونوں پوری قوت سے دوڑتے ہوئے پنجروں سمیت دروازے سے جا ٹکرائے۔ پہلی ضرب سے دروازہ ہل گیا دوسری ضرب پہلے سے زیادہ زور کی پڑی کیونکہ اس بار چلوسک ملوسک پنجروں سمیت کمرے کی دوسری دیوار سے بھاگتے ہوئے آئے تھے۔ اور دوسری ضرب نے ہی انہیں کامیابی بخش دی اور دروازہ ایک دھماکے سے کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں پنجروں سمیت اچھل کر کمرے سے باہر جا گرے تھے۔

یہ ایک برآمدہ سا تھا۔ باہر گرتے ہی وہ پنجروں سمیت دوڑتے ہوئے محل کے باہر کی طرف بھاگنے لگے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ جب

ایک برآمدے کے آخری حصے پر پہنچے تو انہوں نے اپنے کو سبزہ زار میں موجود پایا اور ایک لمحے کے لئے وہ دونوں ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ ڈمبالو سبزہ زار کے آخری سرے پر کھڑا تھا اور اس کے اردگرد دیوؤں کی لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ تین دیو فضا میں اڑتے ہوئے سمندر کی طرف جارہے تھے۔ اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ڈمبالو چوکابا جادوگر کی طرف بڑھنے لگا۔ انہیں اس وقت معلوم ہوا جب چوکابا جادوگر نے اپنا نام بتاتے ہوئے ڈمبالو کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا تھا وہ دونوں چونکہ ایک ستون کی آڑ میں تھے اس لئے نہ ہی وہ ڈمبالو کو نظر آئے اور نہ چوکابا جادوگر نے انہیں دیکھا۔

پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے چوکابا جادوگر نے اپنے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کئے اور زور زور سے ایک منتر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے منتر پڑھتے ہی ڈمبالو کے گرد آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ مگر پھر وہ یہ دیکھ کر

حیران رہ گئے کہ آگ کا ڈمبالو پر قطعاً کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اور وہ بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگ کے حصار سے باہر نکل آیا
چوکابا جادوگر کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے شدید حیرت کے آثار ابھرے مگر دوسرے لمحے وہ سنبھل گیا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ تیزی سے فضا میں جھٹکے اور اس کے ہاتھ جھٹکتے ہی بیشمار سانپ لہراتے ہوئے ڈمبالو کی طرف بڑھے مگر چوکابا جادوگر کے ساتھ ساتھ چلوسک ملوسک بھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جیسے ہی سانپ ڈمبالو کے قریب پہنچے وہ جھٹکا کھا کر مڑے اور غائب ہوگئے۔ ڈمبالو اسی طرح اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

اب تو غصے کے مارے چوکابا جادوگر کا برا حال ہوگیا۔ وہ تو اپنی عظمت کا جشن منا رہا تھا مگر اس کے جادو کا ڈمبالو پر کوئی اثر نہیں ہورہا تھا۔ اب اُسے کیا معلوم کہ ڈمباو خالص انسانی نسل سے نہیں ہے بلکہ اس کا باپ دیو تھا اور دیووں پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔

چوکابا جادوگر نے ایک دو اور حربے بھی استعمال کئے مگر ڈمبالو پر ان کا کوئی اثر نہ ہوا۔ ڈمبالو اُسی طرح اطمینان سے آگے بڑھتا چلاگیا
جب چوکابا جادوگر نے یہ حال دیکھا تو وہ اچانک پلٹ کر محل کے اندر کی طرف بھاگا مگر اسی لمحے ڈمبالو نے چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا بھاگتے ہوئے چوکابا جادوگر کے اوپر جاگرا۔ چوکابا جادوگر نے اپنے آپ کو بچانے کی بیحد کوشش کی مگر ڈمبالو کے ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے اور ڈمبالو نے اُسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اٹھایا اور پھر اس نے پوری قوت سے اس کی گردن دبانی شروع کردی۔ چوکابا جادوگر کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں اور وہ تڑپنے لگا۔
مگر اب ڈمبالو کے حیران ہونے کی باری تھی کیونکہ پوری قوت لگانے کے باوجود چوکابا جادوگر کی گردن کی ہڈی نہ ٹوٹی اور نہ ہی وہ مرا۔ البتہ اس کے ہاتھوں میں پھڑکتا ضرور رہا۔
"بڑے ڈھیٹ واقع ہوئے ہو یار! مرتے ہی

نہیں"۔ ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
ادھر چلوسک ملوسک جو یہ تماشہ دیکھ رہے تھے سمجھ گئے کہ جادوگر اس وقت تک نہیں مریگا جب تک اس چیز کو نہ ختم کردیا جائے جس میں اس کی روح ہے۔
"آؤ ڈمبالو کے پاس چلیں"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ دونوں پنجروں سمیت ڈمبالو اور چوکابا جادوگر کی طرف بھاگنے لگے۔
"ڈمبالو ڈمبالو! اس پر تشدد کر کے پوچھو کہ اس کی جان کس میں ہے"۔ چلوسک نے قریب پہنچتے ہوئے چیخ کر کہا۔
"اچھا تو یہ بات ہے"۔ ڈمبالو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک ہاتھ اس کی گردن سے ہٹایا اور دوسرے لمحے اس کی موٹی سی انگلی کسی سلاخ کی طرح چوکابا جادوگر کی دائیں آنکھ میں گھستی چلی گئی۔ اور چوکابا جادوگر کی آنکھ سے خون بہنے لگا اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ اتنی بلند تھی کہ پورا ماحول تھرا گیا۔

"بتاؤ تمہاری جان کس میں ہے؟ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دونگا"۔ ڈمبالو نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی انگلی چوکابا جادوگر کی دوسری آنکھ کی طرف بڑھی۔
"مجھے معاف کردو۔ معاف کردو"۔ چوکابا جادوگر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔ کیونکہ ڈمبالو کی انگلی نے بڑی بے رحمی سے اس کی دوسری آنکھ بھی نکال دی تھی۔ اب چوکابا جادوگر اندھا ہوچکا تھا اس کا پورا جسم ڈمبالو کے ہاتھ میں پھڑک رہا تھا۔
"اب بتاؤ! ورنہ اس بار زبان حلق سے کھینچ لوں گا"۔ ڈمبالو نے غراتے ہوئے کہا۔
"مجھے چھوڑ دو۔ جادوگر دیوتا کا بت جب تک نہیں ٹوٹے گا میں نہیں مروں گا۔ مجھے وہاں لے چلو"۔ چوکابا جادوگر نے چیختے ہوئے کہا۔
"اسے وہاں نہ لے جانا ڈمبالو، ورنہ اس کا جادوگر دیوتا اس کی آنکھیں ٹھیک کر دیگا۔ اور نجانے کیا کردے۔ اسے یہیں پکڑے رکھو۔ ہم ابھی آتے ہیں"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو

ASD Viewer 1.7.0.0 chlosak_mlosak_ky_dushman.asd

File View Help Go to 45 Of 46 Scroll After : Start

ابھی آتے ہیں۔ چلوسک کے بیچ کر کہا اور

ہیں ایسی بلند تھی کہ پورا ماحول تھرا گیا۔

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چلوسک ملوسک پنجروں سمیت تیزی سے محل کے اندر داخل ہوگئے۔ وہ جادوگر دیوتا کے بت کو ڈھونڈنے کے لئے محل کے ہر کمرے میں گھومتے پھرے اور پھر ایک کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑے۔ سامنے ایک میز پر ان دونوں کے پستول موجود تھے۔

پستول دیکھتے ہی وہ دونوں جھپٹے اور انہوں نے حیرت انگیز پھرتی سے اپنے اپنے پستول اٹھا لئے۔ اب انہیں اطمینان ہوگیا اور پھر ملوسک نے پنجرے کی سلاخ پر فائر کردیا لیکن سلاخ کو کچھ نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ جادو کی تھی۔ البتہ پستول سے نکلنے والی شعاع سامنے والی دیوار سے ٹکرائی اور دیوار کا ایک بڑا حصہ غائب ہوگیا۔

دوسرے لمحے چلوسک ملوسک یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ دیوار کی دوسری طرف ایک سیاہ کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک ہیبتناک بت موجود تھا یہ جادوگر دیوتا کا بت تھا۔

بت کی آنکھیں آہستہ آہستہ گردش کر رہی

تھیں۔ جیسے وہ بیدار ہو رہا ہو۔ اس کا وہ ہاتھ جس میں تلوار پکڑی ہوئی تھی اوپر کو اٹھ رہا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ بلند ہوتا۔ چلوسک ملوسک نے بیک وقت اپنے پستولوں کے ٹریگر دبا دیئے اور ان کے پستولوں سے نکلنے والی شعاعیں سیدھی بت کے سینے پر پڑیں اور پھر ایک کان پھاڑ دھماکا ہوا اور خوفناک چیخوں کی آوازیں یوں بلند ہوئیں جیسے ہزاروں بدروحیں چیخ رہی ہوں۔

دوسرے لمحے ہر طرف دھواں ہی دھواں سا چھا گیا۔ جب دھواں چھٹا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ ایک خشک وادی میں کھڑے ہیں۔ اب وہاں نہ محل تھا اور نہ سبزہ زار۔ سب کچھ غائب ہو چکا تھا۔

انہوں نے دیکھا کہ دور کھڑا ڈمبالو حیرت سے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا کیونکہ جادوگر دیوتا کا بت ٹوٹتے ہی اس کے ہاتھوں میں پکڑا ہوا چوکابا جادوگر کا جسم پانی بن کر زمین پر

بہہ گیا تھا اور پھر اس پانی میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور چند لمحوں بعد جب آگ بجھی تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔

چلوسک ملوسک کے جسموں کے گرد پنجرے بھی غائب ہو چکے تھے۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے ڈمبالو کی طرف بڑھے۔

"یہ کہاں گیا چوکابا کا بچہ؟ کیا یہ پانی تھا"؟ ڈمبالو نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"مر گیا۔ ختم ہوگیا"۔ چلوسک ملوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بے اختیار ڈمبالو سے لپٹ گئے۔ انہوں نے زبردست کارنامہ انجام دیا تھا۔

"آؤ! اب چل کر شہزادی گلبدن کو خوشخبری سنائیں"۔ چلوسک ملوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی خوشخبری"؟ ڈمبالو نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"جادوگر کے مرنے کی"۔ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر وہ مرا کہاں ہے۔ وہ تو پانی بن گیا ہے

ایسا نہ ہو کہ شہزادی گلبدن وہ پانی پی لے اور جادوگر اس کے پیٹ میں اچھل کود کرنے لگے"۔ ڈمبالو نے جواب دیا اور چلوسک ملوسک کے حلق سے نکلنے والے بے اختیار قہقہوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔

ختم شد

www.BooksPK.com

Size: 1600 x 1300

21:56
21/10/2012

چلوسک ملوسک
اور
ٹارزن

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک اور ٹارزن

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی

——— یوسف قریشی

پرنٹر ——— محمد یونس

طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ——— ۶/- روپے
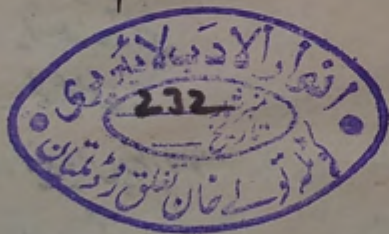
چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گلاب[1] شہزادی کو اس کے وطن میں پہنچا کر واپس کالے جنگل کے پار والے ملک میں آگئے جہاں کے بادشاہ نے وعدہ کے مطابق انہیں خوش آمدید کہا اور پھر وہ ایک ماہ تک اس جدید ترین اور ترقی یافتہ شہر کی سیر کرتے رہے۔ یہاں ڈمبالو نے جی بھر کر موٹر سائیکل، کار، جیپ، حتیٰ کہ ہوائی جہاز کی سیر کی۔ اور وہ ان عجیب وغریب نظر نہ آنے والے جادو سے چلنے والی چیزوں پر سواری کرکے بیحد خوش ہوا۔

انہیں شاہی محل میں رہتے ہوئے ایک ماہ گزر گیا تھا۔ ایک روز چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا۔

---

[1] اس کیلئے انتہائی دلچسپ کتاب "چلوسک ملوسک اور گلاب شہزادی" پڑھیئے

"ڈمبالو تم نے کبھی شکار بھی کھیلا ہے"؟
"شکار! وہ کیا ہوتا ہے"؟ ڈمبالو نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی جنگل میں جاکر خوفناک درندوں کو مارنا۔ اسے شکار کھیلنا کہتے ہیں"۔ چلوسک کی بجائے ملوسک نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"درندے تو بڑے مارے ہیں مگر شکار، میں تو اب بھی نہیں سمجھا"۔ ڈمبالو نے الجھے ہوئے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ارے۔ سمجھ نہیں آئے گی۔ بس ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ سلامت سے بات کرتا ہوں پھر ہم شکار کھیلنے چلیں گے"۔ چلوسک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کھیل لونگا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔

اور پھر دوسرے روز جب چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بادشاہ سلامت سے ملنے کے لئے گئے تو چلوسک نے بادشاہ سے مخاطب ہوکر کہا۔

"بادشاہ سلامت! آپ کے قریب کوئی ایسا جنگل ہے جہاں کثرت سے خوفناک درندے ہوں"؟

"خوفناک درندے۔ کیوں"؟ بادشاہ سلامت نے چونک

کر پوچھا۔

"ہاں! ہم شکار کھیلنا چاہتے ہیں"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم خوفناک درندوں کی بجائے ہرنوں کا شکار کھیلو"۔ بادشاہ سلامت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں بادشاہ سلامت! بھلا ہرنوں کا بھی کوئی شکار ہے۔ ہم تو خوفناک درندوں کا شکار کھیلنا چاہتے ہیں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ ایک جنگل ایسا ہے، جہاں خوفناک درندوں کی کثرت ہے مگر وہاں جاکر کوئی زندہ واپس نہیں آتا۔ باقی جنگلوں میں ہماری فوج کے سرداروں نے اس قدر شکار کھیلا ہے کہ اب وہاں خوفناک درندے تو کبھی کبھار ہی نظر آتے ہیں"۔ بادشاہ سلامت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کونسا جنگل ہے جہاں جاکر کوئی واپس نہیں آتا۔ میں بات سمجھا نہیں"۔ چلوسک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اس جنگل کا بادشاہ ایک بہادر انسان ٹارزن ہے اور وہ اپنے جنگل میں کسی دوسرے غیر ملکی کا وجود

برداشت نہیں کرسکتا اور پھر جنگل کے تمام درندے
اس کے وفادار ہیں۔ وہ ان کی زبانیں جانتا ہے اور
اُن سے اُن کی زبان میں بات کرتا ہے چنانچہ جب
بھی کوئی وہاں جاتا ہے۔ ٹارزن اُسے ختم کر دیتا
ہے۔" بادشاہ سلامت نے کہا۔

"مگر ایک انسان کیسے سب کو ختم کرسکتا ہے"؟
چلوسک نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

" وہ بے حد طاقتور ہے۔ انتہائی چالاک اور ذہین
شخص ہے۔ چونکہ اس کی تمام زندگی جنگل میں گزری
ہے اس لئے وہ جنگل کے ایک ایک پتّے سے
واقفیت رکھتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ جب چاہے
مقابل پر شیروں، چیتوں، ہاتھیوں اور ریچھوں کی فوج
چڑھا دیتا ہے اس طرح وہ ہمیشہ کامیاب رہا ہے
اور اب تو کوئی شخص اس کے جنگل میں گھسنے کی
ہمت نہیں رکھتا۔" بادشاہ سلامت نے جواب دیا۔

"آخر وہ کیوں اس جنگل میں کسی غیر کو نہیں
آنے دیتا؟ اس کی کوئی خاص وجہ"؟ چلوسک نے پوچھا۔

" معلوم نہیں۔ بہرحال کوئی وجہ ہوگی"۔ بادشاہ سلامت
نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے ہم وہاں جائیں گے۔ شکار بھی
کھیلیں گے اور ٹارزن سے بھی ملاقات کریں گے۔
آپ ہمیں وہاں پہنچوانے کا بندوبست کریں"۔ چلوسک نے
فیصلہ کُن لہجے میں کہا۔

بادشاہ نے بیحد اصرار کیا کہ وہ ٹارزن کے جنگل
میں شکار کھیلنے کا ارادہ ترک کردیں مگر چلوسک ملوسک
بھی دھن کے پکّے تھے اسں وہ اپنی بات پر
ڈٹے رہے۔

"اچھا اگر تم ضد کرتے ہو تو ٹھیک ہے۔ ٹارزن
کا جنگل سمندر کے شمالی کنارے پر واقع ہے۔ کل
ایک بحری جہاز تجارتی سامان لے کر جا رہا ہے۔ میں
اس کے کپتان کو حکم دے دونگا کہ وہ اپنے راستے
میں ذرا سی تبدیلی کرکے تمہیں ٹارزن کے جنگل میں
اتار دے۔ پھر وہ جہاز ایک ماہ بعد واپس لوٹے
گا اور ایک روز تک تمہارا انتظار کرے گا"۔ بادشاہ
سلامت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکار کے لئے ایک ماہ کافی ہے"۔
چلوسک ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"اب تم آرام کرو۔ میں سب انتظامات کرا دیتا

ہوں۔ کل تم جانے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔ بادشاہ سلامت
نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔
ان کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔ کیونکہ
کافی عرصے بعد ایک دلچسپ جدوجہد کا موقع انہیں مل
رہا تھا۔

وہ دل ہی دل میں ٹارزن سے ملنے کے لئے
بے چین تھے جس کی دہشت سمندر پار تک پھیلی ہوئی
تھی۔

ڈمبالو بحری جہاز میں سوار ہو کر بے حد خوش ہوا۔ اس
نے زندگی میں کبھی بحری جہاز نہیں دیکھا تھا اس لئے
وہ حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

"یہ جہاز کس جادو سے چلتا ہے"؟ ڈمبالو نے ایک
روز چلوسک سے پوچھ ہی لیا۔

"پٹرول سے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"پٹرول سے۔ تمہارا مطلب ہے کہ اُسی زمینی جادو
سے"۔ ڈمبالو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! اسی زمینی جادو سے"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

"تو کیا وہ زمینی جادو اس قدر طاقتور ہے کہ اتنے
بڑے محل کو چلا لے"؟ ڈمبالو کی آنکھیں حیرت سے پھیلی

ہوئی تھیں۔

"ہاں یہ جادو بے حد طاقتور ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"کیا مجھ سے بھی زیادہ طاقتور ہے یہ زمینی جادو"؟ اچانک ڈمبالو نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ دیکھ لو۔ بھلا تم اس جہاز کو چلا سکتے ہو۔ جبکہ زمینی جادو اسے چلا رہا ہے۔ پھر وہ تم سے زیادہ طاقتور ہوا"۔ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو چلوسک! تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ میں دیوزاد ہوں۔ انتہائی طاقت ور۔ اگر تمہیں اعتبار نہیں تو تم جہاز روک لو۔ پھر میں اسے چلا کر دکھاتا ہوں"۔ ڈمبالو نے غصے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی تم اتنے بڑے جہاز کو چلا لوگے"؟ چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ ابھی تک ڈمبالو کی حالت سے لطف لے رہا تھا۔

"ہاں! ایک بار کہہ جو دیا کہ ہاں"۔ ڈمبالو نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک کوئی جواب دیتا۔ جہاز کا کیپٹن وہاں آگیا۔

"کیا بات ہے جناب مسٹر ڈمبالو غصے میں معلوم

ہوتے ہیں"؟ کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے علم تھا کہ چلوسک ملوسک اور ڈمبالو شاہی مہمان ہیں۔ پھر جب چلوسک نے اسے بات بتائی تو وہ بھی بے اختیار ہنسنے لگا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ بری طرح ہاتھ پیر مارنے لگا۔

ڈمبالو کیپٹن کو ہنستا دیکھ کر غصے سے پاگل ہوگیا تھا۔ اور اس نے کیپٹن کی گردن پکڑ لی تھی اور ظاہر ہے کہ جب ڈمبالو جیسا دیوزاد کسی کی گردن پکڑ لے تو اس کا یہی حشر ہونا چاہیئے۔

"روکو اس جہاز کو۔ جلدی روکو"۔ ڈمبالو نے غصے سے اس ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے کہا۔ جس سے اس نے کیپٹن کی گردن پکڑی ہوئی تھی اور کیپٹن کسی حقیر کھلونے کی طرح اس کے ہاتھ کے ساتھ ساتھ ڈولنے لگا۔

"ارے ارے چھوڑ دو اسے۔ یہ مر جائیگا"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"اسے کہو کہ جہاز روکے۔ میں اسے جہاز چلا کر دکھاتا ہوں"۔ ڈمبالو نے اپنے ہاتھ کو ایک اور جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا جیسے تم کہوگے ویسے ہی کریگا۔ اب

چھوڑ دو اسے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے کیپٹن کو چھوڑ دیا۔

کیپٹن مری ہوئی چھپکلی کی طرح زمین پر گر پڑا۔ چند لمحوں تک وہ زمین پر پڑا گہرے گہرے سانس لیتا رہا۔ پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن مل رہا تھا۔

"جلدی کرو جہاز روکو"۔ ڈمبالو نے کیپٹن کی طرف پھر ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں روکتا ہوں"۔ کیپٹن خوف کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہوگیا اور پھر تیزی سے انجن روم کی طرف بڑھنے لگا۔

"ڈمبالو تم غلطی کر رہے ہو۔ یہ جہاز بہت بڑا ہے تم اسے نہیں دھکیل سکو گے۔ خواہ مخواہ شرمندگی اٹھانی پڑے گی"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں چلوسک! میں زمینی جادو سے زیادہ طاقتور ہوں۔ تم دیکھنا کہ میں زمینی جادو سے کہیں زیادہ تیز رفتاری سے جہاز کو چلا سکتا ہوں"۔ ڈمبالو ابھی تک اپنی ضد پر قائم تھا۔

اتنے میں ملوسک بھی وہاں آگیا۔ پھر جب اسے تمام واقعہ کا علم ہوا تو اس نے بھی ڈمبالو کو سمجھایا مگر وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔

پھر انہوں نے محسوس کیا کہ جہاز کی رفتار آہستہ ہونے لگی ہے اور تھوڑی دیر بعد جہاز سمندر میں ٹھہر گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن انجن روم سے نکل کر واپس آگیا۔ اب اس کی حالت درست معلوم ہوتی تھی۔

"مسٹر چلوسک! ایک بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کیونکہ آپ شاہی مہمان ہیں اس لئے مجھے ڈر ہے کہ بعد میں مجھے شاہی عتاب کا سامنا نہ کرنا پڑے"۔ کیپٹن نے چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"وہ کیوں"؟ چلوسک نے چونک کر پوچھا۔

"سمندر کے اس حصے میں دیوہیکل شارک مچھلیاں رہتی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا ساتھی سمندر میں کودے اور شارک مچھلیاں اس پر حملہ کر دیں"۔ کیپٹن نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے"؟ ڈمبالو شاید کیپٹن کی بات نہ سمجھ سکا تھا۔

" ڈمبالو! تم جہاز چلانے کا شوق کسی اور جگہ پورا کرلینا۔ یہاں سمندر میں خوفناک شارک مچھلیاں رہتی ہیں وہ تمہاری تکّہ بوٹی کر دیں گی"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

" مچھلیاں! کمال ہے۔ اب ڈمبالو مچھلیوں سے ڈرنے لگ جائے۔ چلوسک تم میری توہین کر رہے ہو"۔ ڈمبالو کو ایک بار پھر غصّہ آگیا۔

پھر اس سے پہلے کہ چلوسک ملوسک اُسے شارک مچھلیوں کے بارے میں تفصیل سے بتاتے۔ ڈمبالو اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر دوڑتا ہوا سیدھا عرشہ پر گیا اور دوسرے لمحے اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ چلوسک، ملوسک، کیپٹن اور دوسرے ملاح تیزی سے عرشہ کے کنارے کی طرف دوڑے۔ وہ سب غور سے سمندر کے اس حصے کو دیکھ رہے تھے جہاں ڈمبالو نے چھلانگ لگائی تھی۔

چلوسک ملوسک نے اپنے پستول نکال لئے تھے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ شارک مچھلیوں کا خاتمہ کرسکیں۔

ڈمبالو نے چونکہ انتہائی غصّے کے عالم میں کافی دُور سے بھاگ کر سمندر میں چھلانگ لگائی تھی اس لئے پہلے تو اس کا بھاری بھرکم جسم تیزی سے سمندر کی تہہ میں اترتا چلاگیا۔ مگر جلد ہی سمندر نے اُسے سطح کی طرف اچھالنا شروع کردیا مگر چونکہ ڈمبالو کو سمندر میں تیرنے اور غوطہ لگانے میں مہارت حاصل تھی اس لئے اس نے سمندر کی سطح پر آنے کی بجائے اپنے آپ کو درمیان میں ہی سنبھال لیا۔ بحری جہاز کا بہت بڑا سایہ اُسے پانی کے اندر صاف نظر آرہا تھا اور یہاں سے بحری جہاز کا مجسمہ دیکھ کر ڈمبالو کی آنکھوں میں مایوسی سی چھاگئی۔ بحری جہاز واقعی کسی بڑے محل

جتنا وسیع تھا اور ظاہر ہے کہ ڈمبالو کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ اب اتنے بڑے جہاز کو دھکیلنا اس کے بس سے باہر تھا۔ مگر اب کیا ہوسکتا تھا؟ اب تو وہ چھلانگ لگا چکا تھا۔ اس لئے اس نے کوشش کر لینے میں کوئی ہرج نہ سمجھا اور غوطہ لگاکر تیزی سے جہاز کے نیچے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ جہاز کے عین درمیان میں پہنچا۔ وہ اچانک چونک پڑا۔ کیونکہ سمندر کی پرسکون لہروں میں اچانک تلاطم سا برپا ہوگیا۔ یوں لگتا تھا جیسے پانی کی لہریں کسی کے اچانک آ جانے پر احتجاج کے طور پر اچھل کود میں مصروف ہوگئی ہوں مگر دوسرے لمحے ڈمبالو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک پورا جزیرہ سمندر میں تیرتا ہوا تیزی سے اس کی طرف بڑھا چلا آرہا تھا۔

"یہ کیا چیز ہے"؟ ڈمبالو نے اپنے موٹے دماغ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب وہ جزیرہ سا اس کے قریب آگیا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک مچھلی تھی پورے جزیرے جتنی بڑی اور انتہائی خوفناک

"اوہ! تو وہ چلوسک اسی مچھلی کے متعلق کہہ رہا تھا کہ بڑی خوفناک ہوتی ہے"۔ ڈمبالو نے سوچا مگر اُسے مزید سوچنے کی مہلت ہی نہ ملی اور خوفناک مچھلی نے بڑی پھُرتی سے اس پر حملہ کردیا۔ مچھلی کا حملہ اتنا اچانک اور خوفناک تھا کہ ڈمبالو سنبھل ہی نہ سکا اور ایک زور دار دھکے سے وہ اس قدر تیزی سے دُور تک تیرتا چلاگیا کہ جہاز کے دوسرے کنارے تک پہنچ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، خوفناک مچھلی انتہائی تیز رفتاری سے اپنا غار جیسا منہ کھولے اس کی طرف بڑھتی چلی آئی۔ منہ میں اس کے لمبے لمبے اور تیز دانت انتہائی خوفناک معلوم ہورہے تھے۔

پانی میں شدید ہلچل کی وجہ سے جہاز کا سایہ بھی بُری طرح ڈول رہا تھا۔ مگر اب ڈمبالو سنبھل گیا تھا اور مچھلی سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے تیار ہوگیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی مچھلی اس کے قریب آئی۔ ڈمبالو نے انتہائی تیزی سے پانی میں غوطہ لگا دیا۔ مچھلی نے بھی اس کے پیچھے ہی غوطہ لگایا مگر اپنے پہاڑ جیسے جسم کی وجہ

سے وہ اس قدر تیزی نہ دکھا سکی جس قدر ڈمبالو
نے دکھائی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ڈمبالو غوطہ
لگاکر مچھلی کے عین نیچے پہنچ گیا اور پھر اس
نے ایک چھلانگ لگائی اور وہ مچھلی کے چکنے جسم
سے چمٹ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مچھلی
کا ایک گلپھڑہ پکڑ لیا۔

مچھلی نے جیسے ہی محسوس کیا کہ اس کا
شکار اس کے جسم سے چمٹ گیا ہے تو اس نے
انتہائی تیزی سے پانی میں قلابازیاں کھانی شروع کر
دیں۔ مگر ڈمبالو اس بُری طرح چمٹا ہوا تھا کہ
مچھلی کی بے پناہ کوششوں کے باوجود وہ اس کے
جسم سے علیحدہ نہ ہوا۔

مچھلی کے اس طرح قلابازیاں کھانے سے پانی
میں اس قدر ہلچل مچی کہ جہاز کا سایہ اس بُری
طرح ڈولنے لگا جیسے وہ چند ہی لمحوں میں
الٹ جائے گا۔ اور پھر جب ایک بار پھر مچھلی
کی قلابازی کی وجہ سے ڈمبالو اوپر آیا تو اس
نے دیکھا کہ جہاز کا سایہ انتہائی تیز رفتاری سے
دور ہوتا چلا جا رہا تھا۔ شائد کیپٹن نے گھبرا کر

جہاز چلانے کا حکم دے دیا تھا۔

اب ڈمبالو سوچ رہا تھا کہ مچھلی کا خاتمہ کس
طرح کرے۔ اس کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہ تھا
اور ظاہر ہے کہ خالی ہاتھوں سے وہ اس قدر
بڑی مچھلی کا خاتمہ نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے بس
وہ مچھلی کے ستون جیسے گلپھڑے کو پکڑ کر اس
کے جسم کے ساتھ چمٹا ہی رہا۔

مچھلی نے چند لمحوں تک مسلسل قلابازیاں کھانے
کے بعد جب یہ محسوس کیا کہ ڈمبالو اس کے جسم
سے علیحدہ نہیں ہوا تو اس نے اپنا منہ سمندر کی
سطح کی طرف کیا اور پھر وہ انتہائی تیزی سے
سطح پر بلند ہوتی چلی گئی۔ اس کی رفتار اس قدر تیز
تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خلائی راکٹ فضا میں
پرواز کر رہا ہو۔

اور پھر ڈمبالو یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ مچھلی
تیزی سے بلند ہوتی ہوئی تیزی سے سمندر کی سطح
سے بھی پندرہ فٹ فضا میں اٹھتی چلی گئی۔ اور
عین اسی لمحے ڈمبالو مچھلی کی اس ترکیب کو سمجھ
گیا کہ مچھلی فضا میں بلند ہوکر اس رخ پر واپس

نے مُڑ کر پیچھے دیکھا تو کافی دُور پانی میں شدید
ہلچل تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ وہاں مچھلیوں کا غول
موجود ہے۔ اب اُس نے سطح سمندر پر رہ کر
تیزی سے جہاز کی طرف تیرنا شروع کردیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ جہاز کے قریب پہنچ گیا
جہاز کے عرشے سے ایک مضبوط رسہ نیچے لٹکا
دیا گیا جو سیڑھی کی شکل کا بنا ہوا تھا۔ اس
لئے ڈمبالو تیزی سے اس پر چڑھتا ہوا عرشے پر
پہنچ گیا۔ وہ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"بہت خوب ڈمبالو! تم واقعی زمینی جادُو سے
بھی زیادہ طاقتور ہو۔ دیکھو تم نے کتنی دُور تک
جہاز کو چلالیا ہے"۔ چلوسک نے اس کے عرشے پر
پہنچتے ہی کہا۔ اور پھر ملوسک جہاز کے کیپٹن سمیت
تمام ملاحوں نے بھی بیک آواز چلوسک کی ہاں میں
ہاں ملائی اور ڈمبالو کا سینہ فخر سے پھُول گیا۔
وہ عرشے پر لیٹا ہوا بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"اور پھر دیکھو ملوسک! ڈمبالو نے کس خوبصورتی سے
خوفناک مچھلی کو دھوکہ دیا۔ وہ بھی سوچتی ہوگی کہ
کس سے پالا پڑگیا ہے"۔ چلوسک نے ڈمبالو کو خوش

کرنے کے لئے کہا۔

"ہاں بھئی! زبردست جنگ تھی۔ خدا کا شکر ہے
کہ ڈمبالو کامیاب رہا اور اُس نے نہ صرف مچھلی
کو خوب چکر دیئے بلکہ اس کا خاتمہ بھی کر دیا"۔
ملوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر چلوسک! وہ مچھلی مری کیسے"؟ اچانک ڈمبالو
نے پوچھا۔

"تم نے اُسے مارا ہے"۔ چلوسک نے لہجے کو
بڑی مشکل سے سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے، مگر میں نے اُسے کیسے مارا"؟ ڈمبالو پوری
سنجیدگی سے سوچنے لگا۔

"بھئی تمہیں یاد ہے کہ جب اس نے تمہیں دُم
ماری تھی اور تم فضا میں اچھل گئے تھے"۔ چلوسک
نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں یاد ہے"۔ ڈمبالو اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا
اب اس کی سانس معمول پر آگئی تھی۔

"پھر جب تم نے فضا میں چھلانگ لگائی تھی
تو تمہیں یاد ہوگا کہ مچھلی تیزی سے تمہاری طرف
بڑھی تھی"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں ہاں مجھے پوری طرح یاد ہے"۔ ڈمبالو نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"بس اُسی وقت تمہارا پیر پوری قوت سے مچھلی کے نازک حصّے پر پڑا اور مچھلی کے جسم کے ٹکڑے اُڑ گئے۔ ہم عرشہ سے صاف دیکھ رہے تھے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"ہاں ہاں اب مجھے یاد آگیا ہے کہ میرا پیر اُسے لگا تھا"۔ ڈمبالو نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلاکر کہا۔

"بس وہ مچھلی ختم ہوگئی"۔ چلوسک نے جواب دیا اور ڈمبالو کا سینہ ایک بار پھر فخر سے پھول گیا اور ملوسک اُسی لمحے اٹھ کر وہاں سے بھاگ گیا۔ اب اس سے ہنسی روکنا ناممکن ہوگیا تھا۔

"چلو اچھا ہوا کہ تم لوگوں نے دیکھ لیا ورنہ ہوسکتا تھا کہ تم یقین نہ کرتے"۔ ڈمبالو نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"واہ! ہم کیسے یقین نہ کرتے۔ البتہ کیپٹن اور ملاحوں کو یقین نہ آتا۔ مگر اب تو وہ تمہاری طاقت اور پھرتی دیکھ کر تمہاری بڑی تعریف کر رہے تھے"۔

چلوسک نے جواب دیا۔

"اگر اب بھی وہ میری تعریف نہ کرتے تو گردن نہ توڑ دیتا ان کی"۔ ڈمبالو نے غصیلے لہجے میں کہا اور چلوسک نے سر ہلادیا۔

ڈمبالو کو چونکہ اب بھوک لگ گئی تھی اس لئے وہ اٹھ کر کھانے کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ یوں اکڑ کر چل رہا تھا جیسے اس نے آدھی دنیا فتح کرلی ہو۔ جب کہ چلوسک کی آنکھوں میں بے پناہ شوخی جھلکیاں مار رہی تھی۔

ٹارزن منکو کو کاندھے پر بٹھائے انتہائی تیزرفتاری
سے درختوں کی شاخوں پر جھولتا ہوا آگے بڑھتا چلا
جارہا تھا۔ اُسے کل ہی افریقہ کے شمالی جنگل میں
بسنے والے ایک قبیلے کے سردار کا پیغام ملا تھا کہ
وہ کسی بہت بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہے اس
لئے ٹارزن اس کی مدد کے لئے آئے۔ سردار چونکہ
ٹارزن کا بہت اچھا دوست تھا اس لئے ٹارزن
نے پیغام ملتے ہی شمالی جنگل میں جانے کا فیصلہ
کرلیا تھا۔

ٹارزن کے جنگل سے شمالی جنگل تقریباً دس
روز کے سفر کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے ٹارزن ہرممکن
تیزی سے سفر کررہا تھا تاکہ جلدازجلد اپنے دوست

کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔

"سردار! ایسا نہ ہو کہ ہم اُدھر جائیں اور پیچھے
ہمارے جنگل پر کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے"۔ اچانک منکو
نے ٹارزن کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"کیسی مصیبت"؟ ٹارزن نے چونک کر پوچھا۔

"کسی طرح کی بھی۔ بس میرا دل کہہ رہا ہے
کہ کچھ نہ کچھ ہوگا ضرور"۔ منکو نے اُلجھے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارا وہم ہے منکو! کچھ نہیں ہوگا۔ ہم پہلے
بھی تو جاتے رہے ہیں۔ ویسے میں نے کالے شیر کو
بلاکر جنگل کی حفاظت کے لئے کہہ دیا ہے"۔ ٹارزن
نے جواب دیا۔

"اللہ کرے ایسا ہی ہو"۔ منکو نے جواب دیا اور
خاموش ہو رہا۔

ٹارزن خاصی تیز رفتاری سے سفر کرتے کرتے
اچانک ایک جھٹکے سے رک گیا اور منکو نے چونک کر
پوچھا۔

"کیا بات ہے سردار"؟

"وہ دھواں دیکھ رہے ہو۔ سامنے والے جنگل کو

آگ لگ گئی ہے"۔ ٹارزن نے دُور آسمان پر نظریں
جماتے ہوتے کہا۔

"ہاں! واقعی بڑی خوفناک آگ ہے"۔ منکو نے
جواب دیا۔

"جنگلوں میں آگ تو لگتی ہی رہتی ہے مگر میں
سوچ رہا ہوں کہ اب اپنے دوست کے پاس پہنچنے
کے لئے مجھے لمبا چکر کاٹنا پڑے گا"۔ ٹارزن نے جواب
دیتے ہوتے کہا۔

"کیوں نہ سردار یہیں سے واپس چلے جائیں اور
دو چار روز بعد جب آگ بجھ جائے پھر آئیں"۔ منکو
نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں منکو، دوست مصیبت میں ہو تو انسان کو
اس تک ضرور پہنچنا چاہیئے"۔ ٹارزن نے فیصلہ کُن لہجے
میں کہا اور پھر اس نے اپنا رخ موڑ دیا۔

"مگر سردار! جس طرف تم جارہے ہو اس طرف
تو راستے میں سفید چیتوں کا جنگل آتا ہے اور تمہیں
اچھی طرح معلوم ہے کہ سفید چیتے کس قدر خوفناک
اور پھرتیلے ہوتے ہیں"۔ منکو نے اس بار سہمے ہوتے
لہجے میں کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے مگر کوئی بات نہیں دیکھا جائے
گا۔ مجھے بس ایک ہی فکر ہے کہ میرا دوست مصیبت
میں ہے"۔ ٹارزن نے پُراعتماد لہجے میں جواب دیا۔
اب بھلا منکو کیا کہتا، خاموش رہا۔ ٹارزن نے اپنا
سفر جاری رکھا۔

تقریباً تین گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد
آخرکار وہ سفید چیتوں کے جنگل کے کنارے پر پہنچ
چکے تھے۔ چونکہ شام ہونے والی تھی اس لئے ٹارزن
نے کچھ دیر وہیں آرام کرنے کا پروگرام بنایا۔ وہ
سفید چیتوں کے جنگل میں تازہ دم ہوکر داخل ہونا
چاہتا تھا۔

"سردار! کیوں نہ رات کو یہیں آرام کیا جائے اور
صبح سفید چیتوں کے جنگل میں داخل ہوا جائے۔ رات
کے وقت تو جنگل کے تمام چیتے باہر نکل آتے ہیں"۔
منکو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"منکو! تم کب سے اتنے بزدل ہوگئے ہو۔ اگر
تمہیں اپنی جان کا اتنا ہی خوف ہے تو تم یہیں سے
واپس چلے جاؤ"۔ ٹارزن نے اس بار غصّے سے
پھنکارتے ہوتے کہا۔

"نہیں سردار! ایسی بات نہیں۔ میں تو بس ویسے ہی کہہ رہا تھا"۔ منکو نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور درخت کی گھنی شاخوں میں دبک کر بیٹھ گیا۔

تقریباً دو گھنٹے تک آرام کرنے کے بعد ٹارزن نے ایک بار پھر منکو کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور پھر انتہائی تیزی سے شاخوں پر جھولتا ہوا سفید چیتوں کے جنگل میں داخل ہوگیا۔ اس کے کاندھے پر بیٹھا ہوا منکو سفید چیتوں کے تصور سے ہی سہما جا رہا تھا مگر ٹارزن کے غصے کی وجہ سے وہ خاموش تھا۔ اُسے اچھی طرح علم تھا کہ جب ٹارزن ایک بار کسی بات کا فیصلہ کرلے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کا فیصلہ نہیں بدل سکتی۔

سفید چیتوں کے جنگل میں سفر کرتے ہوئے انہیں ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ایک جگہ پر ٹارزن ٹھٹھک کر رک گیا۔ اُسے قریب سے ہی چیتے کی خوفناک غراہٹ سنائی دی تھی۔ غراہٹ سے معلوم ہو رہا تھا کہ چیتا حملہ کرنے والا ہے۔

ٹارزن نے اپنے کندھے کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور منکو اس اشارے کو بخوبی سمجھتا تھا اس لئے

چھلانگ مار کر اوپر والی شاخ پر چڑھ گیا۔

ٹارزن کی تیز نظریں سرچ لائٹ کی طرح اِدھر اُدھر گھوم رہی تھیں مگر نہ ہی اُسے کوئی چیتا نظر آیا اور نہ ہی دوبارہ غراہٹ محسوس ہوئی تھی۔ اِس وقت ٹارزن ایک مضبوط درخت کے دو شاخہ تنے پر پیر جمائے کھڑا ہوا تھا۔

ٹارزن ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آگے بڑھے یا چیتے کو تلاش کرے کہ اچانک ایک زبردست غراہٹ سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ ٹارزن سنبھلتا ایک بھاری بھرکم شے پوری قوت سے اس کے جسم سے ٹکرائی اور پھر اُسے لئے ہوئے زمین پر آ رہی۔ نیچے گرتے ہی ٹارزن نے قلابازی کھائی اور پھر یوں اٹھ کر کھڑا ہوگیا جیسے اس کا جسم گوشت پوست کی بجائے سپرنگوں کا بنا ہوا ہو۔ خنجر زیر جامے سے نکل کر اس کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا۔ اس پر حملہ کرنے والا ایک خوفناک سفید چیتا تھا۔ جو شائد اس درخت سے ملے ہوئے درخت کی گھنی شاخوں میں چھپا بیٹھا تھا۔ اس لئے ٹارزن کو نظر نہ آسکا تھا۔

ٹارزن کے ساتھ ہی وہ خوفناک چیتا بھی اچھل
کر کھڑا ہوگیا تھا۔ اس کے خوفناک دانت ہونٹوں
سے باہر نکلے ہوئے تھے اور خون کی طرح سرخ
اور چمکدار آنکھیں ٹارزن پر جمی ہوئی تھیں۔

ٹارزن کو معلوم تھا کہ چیتا اس وقت انتہائی
غصے میں ہے اور کسی بھی لمحے بجلی کی سی تیزی
سے اس پر حملہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ اس کا
جسم یوں تن گیا جیسے ڈھیلی رسی تن جاتی ہے۔
اور پھر وہی ہوا۔ بجلی کی سی تیزی سے چیتے
نے اس پر حملہ کردیا مگر اس کے مقابلے میں بھی
ٹارزن تھا اس نے انتہائی پھرتی سے غوطہ لگایا
اور اس کی زد سے صاف بچ گیا مگر سفید
چیتا بھی بےحد پھرتیلا اور عیار تھا۔ جیسے ہی
اس نے محسوس کیا کہ ٹارزن غوطہ لگاکر اس کی
زد سے بچ نکلا ہے تو وہ انتہائی تیزی سے
مڑ کر ایک بار پھر ٹارزن پر آ پڑا۔ اس بار
ٹارزن اس کی زد میں آگیا اور دھکے لگنے سے
اس کا خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر کہیں
دور جاگرا۔

اس اچانک حملے سے ایک بار تو ٹارزن بھی
بوکھلا گیا مگر دوسرے لمحے جب اس نے سفید
چیتے کے خوفناک دانت انتہائی تیزی سے اپنے گلے
کی طرف بڑھتے محسوس کیے تو وہ پوری طرح
ہوش میں آگیا۔

اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ ٹارزن پشت کے
بل زمین پر گرا ہوا تھا اور بھاری بھرکم خوفناک
چیتا اس پر چڑھا ہوا اس کا گلا اپنے دانتوں
میں چبانا ہی چاہتا تھا۔

ٹارزن نے انتہائی پھرتی سے اپنی ٹانگیں سمیٹیں
اور پھر اس نے چیتے کو ٹانگوں کے زور پر
اچھالنے کی کوششیں کیں مگر چیتا اس کے اندازے
سے زیادہ پھرتیلا اور طاقتور نکلا۔ اس نے بھی اپنا
جسم یکدم سمیٹ لیا تھا اور ٹارزن کا یہ داؤ خالی
چلا گیا۔ اب اس کے دانت ٹارزن کے گلے سے
چند انچ کے فاصلے پر تھے کہ اچانک کوئی چیز
چیتے کی پشت پر پوری قوت سے لگی۔ اور چیتا
یکدم بھڑک کر ایک طرف ہٹ گیا اور
ٹارزن کو اس پر قابو پانے کا موقع مل

گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنے جسم کو سیدھا
کیا اور پھر وہ چیتے کے سے ہی انداز میں
اچھل کر چیتے پر جاگرا۔ پھر اس سے پہلے کہ
چیتا کچھ سنبھلتا۔ ٹارزن نے اچانک اپنے جسم کو
سمیٹا اور پھر وہ زمین سے نہ صرف خود اٹھتا
چلا گیا بلکہ اس نے بھاری بھرکم چیتے کو بھی
دونوں ہاتھوں پر اٹھاکر پوری قوت سے زمین پر
دے مارا۔

چیتا زمین پر گرتے ہی تیزی سے اچھل کر
سیدھا ہوگیا مگر عین اُسی لمحے ٹارزن نے اس
پر چھلانگ لگا دی اور اس بار ٹارزن اس کی
پشت پر سوار ہوگیا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ
چیتے کے خوفناک منہ کے کونوں میں گھستے چلے
گئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت
سے اپنا خوفناک نعرہ مارا اور اس کے نعرے
کی گونج میں چیتے کی زور دار غراہٹ بلند ہوئی
اور پھر چیتے کا جسم ٹارزن کے جسم کے نیچے
پھڑکتا رہ گیا۔ ٹارزن نے اُسے گردن تک چیر
کر رکھ دیا تھا۔ چند لمحوں بعد چیتا ٹھنڈا

پڑ گیا۔

"بہت خوب سردار، بہت خوب! بہت دنوں بعد
اتنی خوفناک جنگ دیکھی ہے"۔ درخت پر سے منکو
کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا بھی شکریہ منکو! تم نے عین وقت پر
چیتے کی کمر پر کوئی چیز مارکر اُسے بھڑکا دیا تھا"۔
ٹارزن نے مسکراتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا۔ اُسے
اپنے خنجر کی تلاش تھی۔

"ارے وہ تو میں بس نشانے بازی کی مشق کررہا
تھا اور پھر میری خوش قسمتی کہ ایک پھل ٹھیک
نشانے پر بیٹھا"۔ منکو نے بڑے انکسارانہ لہجے میں
کہا اور ٹارزن اس کے لہجے پر بے اختیار ہنس پڑا۔
اب وہ اپنا خنجر ڈھونڈ چکا تھا۔ خنجر ہاتھ میں
لیتے ہی ٹارزن مردہ چیتے پر پل پڑا۔

"ارے ارے سردار! مرے ہوئے کو کیوں مار
رہے ہو"۔ منکو نے چونک کر پوچھا۔

"اپنی حفاظت کا بندوبست کررہا ہوں۔ ظاہر ہے
اب میں ساری عمر تو اس جنگل کے چیتوں سے
لڑنے میں نہیں گزار سکتا۔ مجھے اپنے دوست کی

مدد کے لئے بھی پہنچنا ہے۔" ٹارزن نے خنجر کو
تیزی سے چلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ
چلانے کے انداز سے ہی منکو سمجھ گیا کہ ٹارزن
سفید چیتے کی کھال اتارنے میں مصروف ہے۔

تھوڑی دیر بعد ٹارزن سفید چیتے کی کھال اتار
چکا تھا۔ اس نے گھاس اکھاڑ کر اس سے کھال
کا اندرونی حصہ اچھی طرح رگڑ رگڑ کر صاف کیا
اور پھر سفید چیتے کی کھال اپنے جسم پر اس
طرح سے اوڑھ لی کہ اگر وہ دونوں ہاتھوں اور
پیروں کے بل چلنا شروع ہو جائے تو کوئی پہچان
بھی نہ سکے کہ وہ انسان ہے یا چیتا۔ اور یہی
کچھ ٹارزن چاہتا بھی تھا۔ ظاہر ہے اس کھال کی
موجودگی میں جنگل کے سفید چیتے اُسے بھی اپنا ہی
ساتھی سمجھ لیں گے اور اس کا راستہ نہ روکیں
گے۔

چنانچہ کھال اوڑھ کر ٹارزن بڑی آسانی سے سفر
کرتا ہوا آخرکار سفید چیتوں کے جنگل کو پار کر گیا
راستے میں یوں تو بے شمار چیتے نظر آئے مگر چیتے
کی کھال کی بنا پر کسی چیتے نے مڑ کر بھی ٹارزن

کی طرف نہ دیکھا اور منکو ٹارزن کی ذہانت پر
دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔

"آؤ منکو! اب باقی سفر زیادہ تیزی سے طے
کریں تاکہ جلد از جلد اپنے دوست تک پہنچ سکیں۔"
ٹارزن نے کہا اور پھر اس نے منکو کو اپنے
کاندھے پر بٹھایا اور درختوں کی شاخوں سے جھولتا
ہوا انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

سمندر میں تقریباً آٹھ دن تک سفر کے بعد آخرکار انہیں دُور سے زمین نظر آنے لگی۔ جہاز کا رخ اُسی زمین کی طرف ہی تھا۔

"کیا یہی ٹارزن کا جنگل ہے"؟ چلوسک نے کیپٹن سے پوچھا۔

"ہاں! یہ اس وسیع و عریض جنگل کا شمالی کونہ ہے مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ آپ اتنے خوفناک جنگل میں کیوں جا رہے ہیں جبکہ آپ کے پاس کافی اسلحہ بھی نہیں ہے۔" کیپٹن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہم وہاں شکار کھیلنے کے لئے جا رہے ہیں۔" چلوسک نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"شکار کھیلنے اور خالی ہاتھ"؟ کیپٹن کے لہجے میں حیرت نمایاں ہوگئی۔

"ہاں کیوں کیا بات ہے"؟ چلوسک نے پوچھا۔

"پھر تو تم لوگ خودکشی کرنے جا رہے ہو۔ اس جنگل میں درندوں کی اس قدر کثرت ہے کہ تم لوگ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتے اور اگر درندوں سے بچ بھی گئے تو ٹارزن تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔" کیپٹن نے جواب دیا۔

"ہمارے پاس شعاعی پستول ہیں اور پھر ڈمبالو جیسا طاقتور ساتھی ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں اور کسی اسلحے کی کیا ضرورت ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"یہ تمہارا خیال ہے۔ سینکڑوں، ہزاروں شیروں، چیتوں اور خوفناک ریچھوں کے مقابلے میں نہ ہی تمہارے پستول کام آئیں گے اور نہ ہی ڈمبالو کی طاقت۔" کیپٹن نے جواب دیتے ہوتے کہا۔

"بہرحال جو ہوگا دیکھا جائے گا"۔ چلوسک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور کیپٹن خاموش ہوگیا۔ ظاہر ہے وہ انہیں روک تو نہ سکتا تھا۔

دوسرے روز صبح سویرے ہی جہاز ساحل کے

ساتھ لگ گیا۔ اور پھر ایک کشتی کے ذریعے چلوسک
ملوسک اور ڈمبالو زمین پر اُتر گئے۔ کشتی واپس چلی
گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد جہاز مڑکر واپس جانے
لگا۔ عرشہ پر کھڑے ہوئے ملاحوں اور کیپٹن نے
ہاتھ ہلا ہلاکر انہیں الوداع کہا۔ ان کے چہروں سے
صاف نظر آرہا تھا کہ انہیں یقین ہے کہ وہ ان
تینوں کو دوبارہ کبھی نہ دیکھ سکیں گے۔ وہ تینوں
ساحل پر اس وقت تک کھڑے رہے جب تک
جہاز ان کی نظروں سے غائب نہ ہوگیا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے کہیں رات کو رہنے کے
لئے ٹھکانہ ڈھونڈ لیا جائے۔ کیونکہ اتنے خطرناک جنگل
میں رات تو نہیں گزاری جاسکتی"۔ ملوسک نے کہا۔

"ہاں اچھا خیال ہے۔ مجھے دُور ساحل کے ساتھ
ساتھ چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آرہی ہیں۔ میرا خیال
ہے وہاں ضرور کوئی ایسا غار ہوگا جہاں ہم اطمینان
سے رات گزار سکتے ہیں"۔ چلوسک نے اشارہ کرتے
ہوئے کہا اور باقی نے اثبات میں سَر ہلا دیا۔

چنانچہ وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے پہاڑی علاقہ
کی طرف بڑھ گئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں

نے ایک کشادہ مگر انتہائی محفوظ غار تلاش کرلیا۔
ڈمبالو نے اس غار کو اچھی طرح صاف کیا اور
ایک بڑی سی چٹان ڈھونڈ کر اس نے وہ چٹان
غار کے دہانے پر رکھی تو وہ پوری طرح فِٹ آگئی
یہ چٹان اتنی بڑی تھی کہ دس آدمی مل کر بھی
اُسے نہیں اٹھا سکتے تھے مگر ڈمبالو نے اُسے یُوں
اُٹھا لیا تھا جیسے وہ ایک چھوٹا سا پتھر ہو۔

کچھ دیر غار میں آرام کرنے کے بعد انہوں
نے جنگل میں جانے کا فیصلہ کیا۔ ان کے ساتھ
تھوڑا سا سامان بھی تھا جس میں مرہم پٹی کا
سامان اور کپڑے تھے۔

"دیکھو ڈمبالو! جنگل میں خوفناک درندوں کی کثرت
ہے۔ ہم سب کو انتہائی ہوشیار رہنا ہوگا اور پھر
ہوسکتا ہے کہ ٹارزن سے بھی ملاقات ہو جائے"۔
چلوسک نے غار سے نکل کر ڈمبالو کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔

"تم یہاں شکار کھیلنے کے لئے آئے ہو یا
ہوشیار رہنے کے لئے۔ مجھے صحیح بات بتاؤ"۔ ڈمبالو
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بھئی آئے تو شکار کھیلنے کے لئے ہیں مگر شکار کھیلنے کے لئے ہوشیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا"۔ ڈمبالو نے جواب دیا۔ اور پھر وہ تینوں ہوشیاری سے چلتے ہوئے جنگل میں داخل ہوگئے۔

شروع شروع میں جنگل قدرے چھدرا تھا مگر آہستہ آہستہ گھنا ہوتا چلا گیا۔ جنگل میں چھوٹے بڑے بے شمار جانور کثرت سے تھے اور چلوسک ملوسک کے ساتھ ڈمبالو بھی انہیں بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جنگل بڑا خوبصورت تھا اور وہاں کے مناظر شاید اس لئے بھی بھلے لگ رہے تھے کہ وہاں انسانوں کے قدم کم پڑے تھے۔

بہرحال وہ جنگل میں سیر کرتے پھر رہے تھے کہ اچانک انہیں جنگل میں کچھ سراسیمگی پھیل جانے کا احساس ہوا کیونکہ اِدھر اُدھر گھومتے اور دوڑتے ہوئے جانور ایکدم غائب ہوگئے تھے اور ساتھ ہی درختوں پر بیٹھے پرندوں نے بھی خاموشی اختیار کرلی تھی۔ جنگل میں سناٹا سا چھاگیا تھا جو مصنوعی

لگ رہا تھا۔

"کچھ گڑبڑ ہونے والی ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ"۔ چلوسک نے قدم روکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب میں کچھ کہتا کہ اچانک انہیں قریب سے ہی شیر کی خوفناک دھاڑ سنائی دی۔ اس کی خوفناک دھاڑ سے پورا جنگل گونج اٹھا تھا۔

شیر کی دھاڑ سے معلوم ہو رہا تھا کہ شیر کہیں نزدیک ہی موجود ہے۔ چلوسک ملوسک نے بڑی پھرتی سے جیبوں سے پستول نکال لئے اور پھر چند لمحوں بعد انہیں شیر نظر آگیا۔ یہ بڑا قدآور، نوجوان اور انتہائی طاقتور شیر تھا۔ اس کی سُرخ آنکھوں میں چمک تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے ان تینوں کو یوں دیکھ کر اُسے بے حد خوشی ہوئی ہو۔ اس کی دُم ایک دائرے کی صورت میں گھوم رہی تھی۔

"پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں اس کتے کو پکڑوں گا"۔ ڈمبالو نے ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"یہ کتا نہیں شیر ہے۔ جنگل کا بادشاہ۔ انتہائی خطرناک اور خوفناک درندہ"۔ چلوسک نے دبے لہجے

میں کہا۔

"نہیں، یہ کتّا ہے، چھوٹا سا کتّا"۔ ڈمبالو نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، شیر نے ایک اور خوفناک دھاڑ ماری اور پھر اس کا پیٹ زمین سے لگ گیا۔ اب وہ حملے کے لئے تیار تھا۔ چلوسک ملوسک لاشعوری طور پر دو قدم پیچھے ہٹ گئے تھے۔ اس لئے اب شیر کے مقابلے میں ڈمبالو کھڑا تھا۔

پھر پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں شیر نے ڈمبالو پر چھلانگ لگا دی۔ ڈمبالو نے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر اُسے یوں پکڑنا چاہا۔ جیسے اُسے پکڑ کر سینے سے لگانا چاہتا ہو۔ اُسے شاید شیر کی طاقت کا پوری طرح علم نہ تھا۔ اس لئے دوسرے ہی لمحے شیر اڑتا ہوا سیدھا اس کے سینے سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی شیر کا خوفناک پنجہ پوری قوت سے ڈمبالو کے شانے پر پڑا اور ڈمبالو کا شانہ اُدھڑتا چلا گیا۔ ڈمبالو شیر کے طاقتور دھکے سے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح پشت کے بل زمین پر جاگرا۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ ڈمبالو زمین پر پڑا ہوا تھا

اور شیر اس پر سوار تھا۔ اس کا خوفناک پنجہ ڈمبالو کی گردن کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ملوسک نے پستول کا رخ شیر کی طرف کیا مگر چلوسک نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روک دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ڈمبالو اتنی آسانی سے شیر کا لقمہ نہیں بن سکتا۔ وہ صرف اندازے کی غلطی کی وجہ سے مار کھا گیا ہے۔ وہ جلد ہی سنبھل جائے گا۔

چلوسک کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ ڈمبالو نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اپنا بھاری بھر کم مکّہ شیر کی پسلیوں پر مارا اور شیر اچھل کر دو فٹ دُور جاگرا۔ ڈمبالو پھُرتی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ اس کا چہرہ غصّے کی شدت سے سرخ ہوگیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ شیر اس پر دوبارہ حملہ آور ہوتا ڈمبالو نے خود ہی اس پر حملہ کردیا اور دوسرے لمحے بھاری بھر کم شیر اس کے دونوں ہاتھوں میں اٹھتا ہوا اس کے سَر سے بھی بلند ہوگیا۔ شیر نے تڑپ کر اس کے ہاتھوں سے نکلنا چاہا مگر ڈمبالو کی گرفت سے نکل جانا آسان نہ تھا۔ ڈمبالو نے شیر کو سَر پر سے اُٹھا کر پوری قوت سے

زمین پر دے مارا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شیر
سنبھلتا۔ ڈمبالو نے بجلی کی سی تیزی سے اُسے دوبارہ
اٹھالیا اور ایک بار پھر پوری قوت سے زمین پر
دے مارا۔ شیر کے حلق سے ایک خوفناک دھاڑ
نکلی۔ پھر اس کی آواز مدھم ہوتے ہوتے موت کی
غراہٹ میں تبدیل ہوگئی۔ اس بار سر کے بل گرنے
کی وجہ سے شیر کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی

"اوہ ختم ہوگیا یہ کتا، بڑی جلدی ختم ہوگیا"۔
ڈمبالو نے یوں کہا جیسے اُسے اتنی جلدی شیر کے
مر جانے پر افسوس ہوا ہو۔

"ہاں یہ ختم ہوگیا ہے مگر تم زخمی ہو۔ اس
لئے ہمیں فوراً واپس غار میں جانا ہوگا تاکہ تمہاری
مرہم پٹی کر سکیں"۔ چلوسک نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایک دو ہرن شکار کر لئے
جائیں تاکہ کھانے کا مسئلہ حل ہوسکے"۔ ملوسک نے
کہا اور چلوسک نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی سی
کوشش کے بعد انہوں نے دو ہرن شکار کر لئے
چلوسک ملوسک کے پاس دو خنجر نما چاقو بھی تھے۔
چاقو کی مدد سے انہوں نے ہرنوں کو ذبح کیا اور

پھر ڈمبالو نے انہیں اٹھالیا اور وہ واپس غار
کی طرف مڑ گئے۔ شیر کی لاش وہیں جنگل میں
پڑی رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اپنی غار کے سامنے پہنچ
گئے۔ چلوسک نے ڈمبالو کے شانے پر دوا لگانی
شروع کردی جبکہ ملوسک نے سوکھی لکڑیاں اکھٹی
کیں اور پھر پتھروں کو رگڑ کر ان سے آگ جلائی
اور سوکھی لکڑیاں دھڑا دھڑ جلنے لگیں۔

ملوسک نے لکڑیوں کی مضبوط شاخوں کی مدد سے
ایک سٹینڈ بنایا اور اس سٹینڈ پر ہرنوں کا گوشت
لٹکا کر بھوننا شروع کردیا۔

تھوڑی دیر بعد گوشت بھونا گیا تو ملوسک اُسے
اٹھاکر غار کے اندر لے گیا اور پھر ان تینوں نے
بڑے اطمینان سے ہرنوں کا لذیذ گوشت خوب
پیٹ بھر کر کھایا۔

"ڈمبالو! چٹان غار کے دھانے پر رکھ دو۔ اب
ذرا سی نیند کر لیں۔ شام کو پھر جنگل کی سیر
کو چلیں گے"۔ چلوسک نے کہا اور ڈمبالو
سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر اس نے بھاری بھرکم

چٹان کو اچھی طرح غار کے دھانے پر رکھا اور
پھر آکر غار میں لیٹ گیا۔

چونکہ پیٹ بھرا ہوا تھا اس لئے جلد ہی
تینوں گہری نیند میں ڈوب گئے۔ ڈمبالو کے
خوفناک خراٹوں سے غار گونج اٹھا۔ مگر چونکہ چلوسک
ملوسک اس کے خراٹوں کے عادی تھے اس لئے
ان کی نیند میں کوئی خلل نہ پڑا اور وہ اطمینان
سے پڑے سوتے رہے۔

ٹارزن تقریباً چھ روز کے مسلسل سفر کے بعد
آخرکار اپنے دوست قبیلے کے سردار کے پاس پہنچ
جانے میں کامیاب ہوگیا۔ قبیلے کے سردار نے جنگل
کی حدود سے ہی ٹارزن کا استقبال کیا۔

"کیا بات تھی کومبو؟ کیا مصیبت تم پر ٹوٹ
پڑی ہے"؟ ٹارزن نے سردار جس کا نام کومبو تھا
سے مخاطب ہوکر کہا۔ اس وقت وہ سردار کی جھونپڑی
میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"سردار ٹارزن! ایک عجیب و غریب مصیبت قبیلے
پر ٹوٹ پڑی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح
اس سے نمٹا جائے"؛ سردار کومبو نے بڑے سنجیدہ
لہجے میں جواب دیتے ہوتے کہا۔

"آخر کچھ پتہ بھی چلے"۔ ٹارزن نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"سردار! رات کے وقت ہم اپنی بستی کے گرد مکمل پہرہ دیتے ہیں مگر صبح کو ایک آدمی یوں مرا ہوا ملتا ہے کہ اس کا پورا جسم اُدھڑا ہوا ہوتا ہے یُوں لگتا ہے جیسے کسی خوفناک درندے نے اُسے کچل ڈالا ہو اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مُردہ آدمی کے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا"۔ سردار کومبو نے ٹارزن کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ وہ خون آشام درندہ خون پینے کے لئے آتا ہے"۔ ٹارزن نے چونک کر کہا۔

"ہاں! معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"پھر تم نے اب تک کیا کیا"؟ ٹارزن نے پوچھا

ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے۔ پوری بستی نے ساری رات جاگ کر پہرہ دیا۔ مگر پھر بھی صبح کوئی نہ کوئی آدمی [illegible] حال میں ملا"۔ سردار کومبو

نے جواب دیا۔

"کیا روزانہ ایک آدمی مرتا ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"نہیں، کبھی کبھی تو تین تین روز خالی چلے جاتے ہیں اور کبھی روزانہ"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"ہوں! تقریباً کتنے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں"؟ ٹارزن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سو آدمی ہلاک ہو چکے ہیں"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

کیا پہرہ اب بھی ہوتا ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"ہاں! روزانہ مگر پھر بھی آدمی مر جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کونسی ایسی بلا ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"دیکھنا پڑے گا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ لاش کے زخموں سے کیا معلوم ہوتا ہے"؟ ٹارزن نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی خوفناک شیر نے اُسے اُدھیڑ ڈالا ہو"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آج رات میں بھی تمہارے ساتھ پہرہ دونگا"۔ ٹارزن نے جواب دیا اور سردار کومبو نے سر

ہلا دیا۔ اُسے اطمینان تھا کہ ٹارزن اپنی ذہانت کی وجہ سے اس بلا کو ضرور ڈھونڈ نکالے گا۔

رات کو ٹارزن ایک اونچے درخت پر چڑھ کر پہرہ دیتا رہا مگر تمام رات بڑا جانور تو ایک طرف خرگوش تک اُسے بستی میں داخل ہوتا نظر نہ آیا۔ مگر صبح اُسے یہ معلوم کرکے زبردست جھٹکا لگا کہ رات کو ایک آدمی کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔

ٹارزن کو جیسے ہی اس امر کی اطلاع ملی وہ سردار کومبو سمیت اس جھونپڑی کی طرف چل پڑا۔ جس میں وہ لاش پڑی تھی۔ لاش دیکھ کر ٹارزن کو اس بات کی تصدیق کرنی پڑی کہ واقعی کسی بڑے درندے نے اپنے خوفناک پنجوں سے اس آدمی کی لاش کو بُری طرح ادھیڑا ہوا تھا۔ اور اس آدمی کی لاش میں واقعی خون کا ایک قطرہ تک موجود نہ تھا۔

ٹارزن بڑے غور سے جھونپڑی کے کچے فرش کو دیکھتا رہا مگر کہیں بھی اُسے درندے کے قدموں کے نشانات نہ ملے۔ ٹارزن حیران تھا کہ آخر وہ درندہ آیا کہاں سے اور چلا کہاں گیا؟ مگر کوئی

بات سمجھ میں نہ آتی تھی کہ اُسی وقت منکو جھونپڑی میں داخل ہوا۔

"سردار! میں نے تمہارا مسئلہ حل کر دیا ہے"۔ منکو نے اپنی بولی میں ٹارزن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا کہا کونسا مسئلہ"؟ ٹارزن نے چونک کر پوچھا

"سردار! اس آدمی کو میرے سامنے ہلاک کیا گیا ہے"۔ منکو نے انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہا تمہارے سامنے، وہ کس طرح اور کس نے ہلاک کیا ہے"؟ ٹارزن منکو کے اس انکشاف پر ششدر رہ گیا تھا۔

"سردار! رات کو میں ویسے ہی بستی میں گھومتا پھر رہا تھا کہ میں نے اس جھونپڑی میں کراہوں کی آواز سُنی۔ چنانچہ میں بڑی خاموشی سے جھونپڑی کے اندر داخل ہوا۔ تب میں نے دیکھا کہ ایک قدآور آدمی اس آدمی کی گردن سے منہ لگائے اس کا خون پی رہا تھا"۔ منکو نے جواب دیا۔

"آدمی خون پی رہا تھا"؟ ٹارزن نے حیران ہو کر کہا۔ "کیا تم نے کوئی نشہ آور بوٹی تو نہیں کھا لی"؟

"نہیں سردار! میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ اس وقت

صبح ہونے کے قریب تھی اور میں نے اُسے اچھی طرح دیکھا تھا۔" منکو نے جواب دیا۔

"مگر لاش سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی خوفناک درندے نے نوچا کھسوٹا ہے۔" ٹارزن نے کہا۔

"ہاں سردار! یہی تو میں تمہیں بتانے والا تھا۔ اس آدمی نے ہاتھوں پر شیر کے پنجے یوں چڑھائے ہوئے تھے جیسے اس کے ہاتھ کی بجائے شیر کے پنجے ہوں۔ خون پینے کے بعد اس نے ان پنجوں سے اس آدمی کی لاش کو بُری طرح اُدھیڑ ڈالا اور پھر وہ باہر نکل گیا۔" منکو نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ چکر ہے۔ اسی لئے کسی درندے کے پیروں کے نشان نظر نہیں آتے۔" ٹارزن نے سَر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر اب تک تم کہاں تھے"؟ ٹارزن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میں اس آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے اس کی جھونپڑی تک گیا۔ وہاں جاکر اس نے شیر کے پنجے ایک جگہ چھپائے اور پھر سوگیا۔ اس کے سونے کے بعد میں آپ کو ڈھونڈتا ہوا یہاں تک آیا ہوں۔"

منکو نے جواب دیا۔

"واہ بھئی واہ! تم نے تو پوری جاسوسی کر ڈالی آؤ مجھے دکھاؤ وہ کون ہے"۔ ٹارزن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے سردار ٹارزن! تم منکو سے کیا باتیں کر رہے ہو؟ کچھ ہمیں بھی بتاؤ"۔ سردار کومبو نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ وہ اب تک خاموش کھڑا تھا۔

"منکو نے اس خون آشام درندے کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ آؤ چلیں"۔ ٹارزن نے سردار کومبو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"کیا کہا، اس مصیبت کو ڈھونڈ نکالا ہے؟ کہاں ہے وہ"؟ سردار کومبو حیرت اور خوشی سے اچھل پڑا۔

"آؤ میرے ساتھ"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ سردار کومبو کو ہمراہ لئے جھونپڑی سے باہر آگیا۔ منکو آگے آگے تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بستی کے آخری کونے میں موجود ایک بڑی سی جھونپڑی کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ اس دوران ٹارزن نے سردار کومبو کو سب کچھ

بتا دیا تھا اور سردار کومبو کی آنکھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں۔ اُسے شائد یقین نہ آرہا تھا کہ جس درندے کو وہ بستی پر پہرہ دے کر ڈھونڈ رہے تھے وہ درندہ انسان کے رُوپ میں بستی کے اندر موجود ہے۔

"ارے یہ تو شاملا کی جھونپڑی ہے"۔ سردار کومبو نے جھونپڑی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"شاملا کون ہے"؟ ٹارزن نے پوچھا۔

"بہت طاقتور اور بہادر آدمی ہے۔ قبیلے کی فوج کا سردار ہے"۔ سردار کومبو نے جواب دیا۔

"اس کی طاقت کا راز انسانی خون ہے کومبو! آؤ جھونپڑی میں چلیں"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ کومبو کو ہمراہ لئے جھونپڑی میں داخل ہوا۔ تو اس نے دیکھا کہ جھونپڑی کے فرش پر ایک لحیم شحیم اور انتہائی طاقتور آدمی بڑے اطمینان سے سو رہا تھا۔

"وہ پنجے کہاں ہیں منکو"؟ ٹارزن نے سرگوشی کے انداز میں منکو سے مخاطب ہوکر کہا اور منکو نے جھونپڑی کے ایک کونے میں پڑے ہوئے گھاس کے ڈھیر کی طرف اشارہ کر دیا۔

سردار کومبو نے لات مار کر سوتے ہوئے شاملا کو اٹھا دیا۔ پہلے تو وہ آنکھیں جھپک جھپک کر انہیں دیکھتا رہا پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"شاملا! اپنے ہی قبیلے کے آدمیوں کا خون پیتے تمہیں شرم نہیں آتی"۔ سردار کومبو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب، کس کا خون"؟ شاملا نے چونک کر جواب دیا۔ مگر اُسی لمحے ٹارزن نے منکو کو اشارہ کیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے گھاس کے ڈھیر میں سے شیر کے خوفناک پنجے نکال لئے۔ ان پنجوں کو دیکھتے ہی ایک لمحے کے لئے شاملا کا چہرہ زرد پڑگیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اچانک ٹارزن پر چھلانگ لگا دی مگر ٹارزن پہلے ہی ہوشیار تھا۔ اس نے تیزی سے اس کا وار بچاتے ہوئے پوری قوت سے لات شاملا کے پہلو میں ماری اور شاملا چیخ مار کر جھونپڑی کے کونے میں جا گرا۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر ٹارزن کے قریب کھڑے سردار کومبو کا نیزہ بجلی کی تیزی سے حرکت میں آیا اور جھونپڑی شاملا

کی چیخ سے گونج اٹھی۔

نیزے کا خوفناک پھل شاملا کی پسلیوں کو توڑتا
ہوا سیدھا اس کے دل میں گھس گیا تھا۔ اور وہ
چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوگیا۔ پھر سردار کومبو
نے اپنے ساتھیوں کو بلاکر شاملا کی لاش جھونپڑی
سے باہر نکالی اور پھر جب قبیلے والوں کو اصل بات
کا پتہ چلا تو وہ شاملا کی موت پر بیحد خوش ہوئے۔

ٹارزن نے ایک روز اور سردار کومبو کے ساتھ گزارا
پھر اس سے اجازت لیکر وہ واپس اپنے جنگل کی
طرف روانہ ہوگیا۔ اس کے دوست پر ٹوٹنے والی
آفت کا خاتمہ ہوچکا تھا۔ اور یہ سب کچھ منکو کی
ذہانت کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ نجانے ٹارزن کو
کتنے دن اس مسئلے پر سر کھپانا پڑتا۔

بہرحال ٹارزن خوش تھا کہ وہ کسی کے کام آیا
ہے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تینوں پیر پھیلائے گہری
نیند سوئے ہوئے تھے کہ اچانک چلوسک کی آنکھ
کھل گئی۔ چند لمحے تو وہ بے خوابی کے عالم میں پڑا
رہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس
کے کانوں میں جنگلی درندوں کی خوفناک غراہٹیں گونج
رہی تھیں اور شائد ان آوازوں کی وجہ سے اس
کی آنکھ کھل گئی تھی۔

شور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جارہا تھا۔ یوں لگ
رہا تھا جیسے سینکڑوں درندے غار کے باہر جمع ہوکر
غرا رہے ہوں۔

چلوسک تیزی سے اٹھ کر غار کے دہانے کی
طرف بڑھا جس پر بہت بڑی چٹان مضبوطی سے
جمی ہوئی تھی۔ اس نے ایک درز سے۔ باہر جھانکا تو

اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی کی پھٹی
رہ گئیں۔ اس نے دیکھا کہ بے شمار شیر، چیتے اور ریچھ
غار کے باہر جمع تھے اور وہ سب خوفناک انداز
میں غرا رہے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ درز سے وہ
صرف ایک ہی رخ دیکھ سکتا تھا۔ اس رخ پر
اُسے اس قدر درندے نظر آرہے تھے تو نجانے اور
اِدھر اُدھر کتنے درندے ہوں گے۔

چلوسک تیزی سے واپس مڑا اور اس نے جلدی
سے جاکر ملوسک اور ڈمبالو کو جگا دیا۔ اب درندوں
نے خوفناک انداز میں دھاڑنا شروع کردیا تھا اور ان
کی دھاڑوں سے غار میں جیسے زلزلہ سا آگیا ہو۔

"اب کیا ہوگا چلوسک! اتنے بیشمار درندوں سے
ہم کیسے مقابلہ کرسکیں گے"؟ ملوسک نے خوفزدہ لہجے
میں کہا۔

"یہ سب کتے بلے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میں
ابھی جاکر انہیں بھگا دیتا ہوں"۔ ڈمبالو نے بڑے اطمینان
بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈمبالو! تم یہ حماقت نہیں کروگے جب تک
یہ بھاری بھرکم چٹان غار کے دھانے پر موجود

ہے ہم محفوظ ہیں۔ جیسے ہی چٹان ہٹی، درندے اندر
آجائیں گے اور پھر ہم مل کر کتنے درندوں کو مار
لیں گے۔ نہیں پھر ہماری موت یقینی ہے"۔ چلوسک
نے ڈمبالو کا بازو پکڑ کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی"۔ ڈمبالو شائد چلوسک
کے تحکمانہ لہجے کی وجہ سے خاموش ہوگیا تھا۔

اب درندوں کی دھاڑوں سے اس قدر شور برپا
ہوگیا تھا کہ ان تینوں کے کانوں کے پردے پھٹنے
کے قریب ہوگئے تھے۔

"یہ تو یُوں لگتا ہے جیسے سارے جنگل کے
درندے اکٹھے ہوگئے ہوں"۔ ملوسک نے اُونچی آواز
میں کہا۔

"ہاں لگتا تو ایسے ہی ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا
دوسرے لمحے وہ چونک پڑے کیونکہ جانوروں کی
دھاڑیں یکدم غائب ہوگئیں۔ اب صرف ہلکی ہلکی غراہٹ
سنائی دے رہی تھی اور پھر وہ تینوں بُری طرح
اچھل پڑے۔ جب انہوں نے دھانے پر پڑی ہوئی چٹان
کو اپنی جگہ سے ہلتے دیکھا۔

"وہ چٹان کو ہلا رہے ہیں"۔ چلوسک نے شدید

خوف کے عالم میں کہا۔ اور پھر وہ بھاگ کر غار
کے دھانے کے قریب پہنچا اور اُسی درز سے باہر
دیکھا۔ دوسرے لمحے خوف کے مارے اس کا دل دھڑکنا
ہی بھول گیا۔ ایک عظیم الجثہ ہاتھی اپنے سونڈ کے ذریعے
چٹان کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا اور ہاتھی کا
ڈیل ڈول دیکھ کر صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی
بھی لمحے چٹان کو اٹھاکر دُور پھینک دے گا اور اس
کے بعد جو کچھ ہونے والا تھا اس کے تصوّر سے
ہی چلوسک کو خوف آتا تھا۔ وہ تیزی سے مُڑا۔
" ملوسک اپنا پستول نکال لو، اور ڈمبالو! تم بھی
ہوشیار ہوجاؤ۔ چٹان کسی بھی لمحے ہٹ جائے گی "۔
چلوسک نے چیخ کر ان دونوں سے مخاطب ہوکر کہا۔
اور ملوسک نے تیزی سے پستول نکال لیا۔ ڈمبالو
بھی سیدھا کھڑا ہوگیا مگر اس کے چہرے پر اطمینان
تھا۔ شائد اِس کا موٹا دماغ خطرے کا صحیح اندازہ
نہ لگا سکتا تھا یا پھر اُسے اپنی اندھی طاقت پر
بھروسہ تھا۔

" ادھر دھانے کے قریب آجاؤ اور سنو! جیسے ہی
چٹان ہٹے گی، میں ان پر فائر کھول دونگا۔ اگر یہ

سب بھاگ گئے تو ٹھیک، ورنہ میں ان پر فائر
کروں گا اور تم دونوں دوسرے دھانے سے باہر
نکل کر بھاگنے کی کوشش کرنا۔ صرف بچنے کی ایک
ہی صورت ہے کہ تم سیدھے سمندر کی طرف دوڑنا
صرف پانی میں داخل ہوکر ہی درندوں سے بچا
جاسکتا ہے "۔ چلوسک نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔
" مگر تم "۔ ملوسک نے بےچین ہوکر پوچھا۔
" میری فکر نہ کرو۔ بس اپنی جانیں بچاؤ "۔ چلوسک نے
چیخ کر کہا۔
" نہیں، میں تمہارے بغیر باہر نہیں جاؤنگا۔ یہ میرا
آخری فیصلہ ہے "۔ ملوسک نے بڑے مضبوط لہجے میں
کہا اور چلوسک خاموش ہوگیا کیونکہ اُسے معلوم تھا
کہ ملوسک بیحد ضدی ہے۔ اور وہ جو بات ایک بار
فیصلہ کُن انداز میں کہہ دے وہ پھر اس بات سے
نہیں ٹلتا۔ اس لئے وہ چند لمحے خاموش رہا۔
" اچھا ٹھیک ہے۔ اب صورتحال یُوں ہوگی کہ ہم
دونوں فائرنگ کرتے ہوئے باہر نکلیں گے اور ڈمبالو
ہمارے پیچھے آئے گا اور ہم سمندر کی طرف بھاگنے
کی کوشش کریں گے "۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور

اس بار ملوسک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی اچانک روشنی کا سیلاب سا غار میں داخل ہوا۔ چٹان اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی اور عین اُسی لمحے تمام جانور مل کر زور سے دھاڑے۔ شائد وہ فتح کی خوشی میں نعرے لگا رہے تھے۔ سامنے جہاں تک نظر پڑتی تھی درندے ہی درندے تھے۔

چلوسک ملوسک کو اتنے خوفناک درندے دیکھ کر جھرجھری سی آگئی۔

”فائر“۔ چلوسک نے سنبھل کر کہا اور پھر اس نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ سرخ شعاع تیزی سے غار کا دہانہ پار کر کے باہر موجود درندوں پر پڑی اور درندے اچھل کر ایک طرف ہوگئے۔ جس درندے پر شعاع پڑی تھی اس کا خاتمہ ہو چکا تھا۔

چلوسک نے تیزی سے پستول کے دستے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اب شعاع دھماکے دار ہو چکی تھی اور اتنی طاقتور تھی کہ پہاڑ کو بھی ریزہ ریزہ کر دیتی۔

اُسی لمحے ملوسک نے بھی پستول سے فائر کردیا

وہ شائد پہلے ہی بٹن دبا چکا تھا کیونکہ اس کی شعاع جیسے ہی درندوں پر پڑی۔ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دس بارہ درندوں کے پرخچے اُڑ گئے۔ پھر تو چلوسک ملوسک دونوں نے مل کر فائرنگ شروع کردی اور زوردار دھماکوں سے جنگل گونج اٹھا اور درندوں کے پرخچے اُڑ رہے تھے مگر اس کے باوجود درندے بھاگنے کا نام ہی نہ لے رہے تھے پھر اچانک ایک چیتے نے چھلانگ لگائی اور وہ ان کی شعاعوں سے بچ کر غار کے اندر پہنچ گیا اور اُسے ڈمبالو نے سنبھال لیا اور اس نے پوری قوت سے چیتے کو اچھال کر دیوار پر دے مارا اور عین اسی لمحے ملوسک نے مُڑ کر چیتے پر فائر کردیا اور ایک دھماکے سے چیتے کے پرخچے اُڑ گئے۔

”باہر نکلو، اب یہ درندے خوفناک انداز میں اندر آرہے ہیں“۔ چلوسک نے چیخ کر کہا کیونکہ اس نے دیکھا کہ درندے اکٹھے ہوکر انتہائی تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے اور ظاہر ہے کہ وہ کتنے مار لیتے۔ باقی ظاہر ہے ان کے پرخچے اڑا دیتے۔

انہوں نے بڑی تیزی سے فائرنگ کی اور درندے

مجبوراً ایک طرف ہٹ گئے اور انہیں باہر نکلنے کا موقع مل گیا۔ غار سے باہر آتے ہی انہیں اندازہ ہوا کہ انہوں نے غار سے باہر آکر غلطی کی ہے کیونکہ وہاں دو یا تین درندوں سے زیادہ بیک وقت داخل نہ ہوسکتے تھے اور وہ انہیں آسانی سے ختم کرسکتے تھے مگر اب باہر نکل کر انہیں احساس ہوا کہ وہ بُری طرح گھر گئے ہیں۔ گو ان کی پشت پر اب بھی پہاڑی تھی مگر ان کی نگاہ جہاں بھی پڑتی تھی ہر طرف خوفناک درندے ہی نظر آرہے تھے۔ اور بہت سے درندے پہاڑی کی چوٹی پر بھی موجود تھے۔ ظاہر ہے ان حالات میں بھاگنا ناممکن تھا۔ اور پھر سب درندے مل کر زور دار انداز میں دھاڑے اور پھر انہوں نے حملے کے لئے چاروں طرف سے ان تینوں پر یورش کردی۔ اب ان تینوں کی موت میں صرف چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔

موت یقینی موت ان کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

ٹارزن اور منکو جب مسلسل سفر کرتے ہوئے اپنے جنگل کی حدود میں داخل ہوئے تو ٹارزن چونک پڑا کیونکہ جنگل میں کسی غیرمعمولی گڑبڑ کا احساس ہورہا تھا۔

"یہاں کوئی خاص بات ہوگئی ہے"۔ ٹارزن نے چونک کر منکو سے کہا۔

"ہاں سردار! معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے"۔ منکو نے بھی پریشان لہجے میں جواب دیا۔

اُسی لمحے ایک ہرن دوڑتا ہوا وہاں سے گزرا تو ٹارزن نے اُسے آواز دی۔ ہرن نے جب ٹارزن کی آواز سُنی تو وہ تیزی سے مڑا اور پھر ٹارزن کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ اس کی آنکھیں شاید ٹارزن

کو دیکھ کر خوشی سے چمک اٹھی تھیں۔

"سردار یہاں بہت بڑا حادثہ ہوگیا ہے"۔ ہرن نے کہا۔

"کیسا حادثہ؟ جلدی بتاؤ"۔ ٹارزن نے بے چین لہجے میں کہا۔

"سردار آج صبح تین غیر ملکی آدمی جنگل میں داخل ہوئے اور انہوں نے کالے شیر کو مار ڈالا اور دو ہرنوں کو شکار کر کے لے گئے۔ وہ پہاڑی غار میں گئے ہیں۔ کالے شیر کی موت پر تمام جانوروں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ان سب نے میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ وہ سب مل کر ان تینوں آدمیوں کو مار ڈالیں گے۔ چنانچہ جنگل کے تمام درندے اکٹھے ہو کر پہاڑی علاقے کی طرف گئے ہیں اور اب تک شائد ان تینوں آدمیوں کا خاتمہ ہو چکا ہوگا۔ کافی دیر ہو چکی ہے اب تک ان میں سے کوئی درندہ واپس نہیں آیا۔ اس لئے میں ان کا پتہ کرنے وہاں جا رہا تھا"۔ ہرن نے تفصیل سے بتایا۔

"اوہ مجھے خود وہاں جانا چاہیئے"۔ ٹارزن نے چونک کر کہا اور پھر اس نے درختوں کی شاخوں کے ذریعے

انتہائی تیزی سے اپنا سفر شروع کر دیا۔ وہ ہر ممکن تیزی سے پہاڑی علاقے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ پہاڑی علاقے کے قریب پہنچا تو اس نے جنگل کے تمام درندوں کو وہاں اکٹھا دیکھا اور ایک غار میں سے شعلوں کی لکیریں سی باہر نکلتیں اور پھر دھماکوں سے درندوں کے پرخچے اڑتے دیکھا

ٹارزن تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر جب وہ درندوں کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ غار والے اب غار سے باہر نکل آئے تھے۔ ٹارزن چونکہ بلندی پر تھا اس لئے اس نے غار میں سے نکلنے والوں کو صاف دیکھا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ غار میں سے نکلنے والے دو تو بچے تھے جبکہ ایک انتہائی لحیم شحیم اور طاقتور دیوزاد قسم کا آدمی تھا ان دونوں بچوں کے ہاتھوں میں عجیب قسم کے پستول تھے جن سے وہ دھماکے دار شعاعیں پھینک رہے تھے۔

ٹارزن سمجھ گیا کہ اگر اس نے فوری مداخلت نہ کی تو وہ تینوں درندوں کے ہاتھوں ختم ہو جائیں گے اور اسے ان بچوں کے مارے جانے پر افسوس ہوتا۔ اس لئے اس نے فوری مداخلت کرنے کا ارادہ کیا

اور اس نے پوری قوت سے نعرہ مارا۔ اور اس کے زور دار نعرے سے پورا جنگل گونج اٹھا۔ اور ان تینوں پر حملہ کرنے والے درندے ٹھٹھک گئے۔

"سب پیچھے ہٹ جاؤ۔ میں ان تینوں سے بات کرونگا"۔ ٹارزن نے ہیخ بر درندوں کو حکم دیا اور درندے باوجود شدید غصّے میں ہونے کے اس کا حکم سنتے ہی تیزی سے پیچھے ہٹنے لگے۔ ان بچوں نے بھی درندوں کو پیچھے ہٹتے دیکھ کر فائرنگ روک دی۔ اور اب وہ ٹارزن کو دیکھ سکتے تھے۔

ٹارزن اب درندوں میں سے راستہ بناتا ہوا تیزی سے ان کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔ وہ تینوں پہاڑ کی چٹان سے پشت لگائے خاموش کھڑے تھے ٹارزن ان کے سامنے جاکر رک گیا۔

"کون ہو تم اور میرے جنگل میں کیوں آئے ہو"؟ ٹارزن نے ان کے قریب جاکر کہا۔ اس کے لہجے میں شدید غصّہ نمایاں تھا۔

"ہم شکار کھیلنے جنگل میں آئے تھے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"تم چُپ رہو بچے! میں اس دیوزاد سے پُوچھ رہا

ہوں"۔ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں چلوسک سے مخاطب ہوکر کہا۔

"یہ ہمارا ساتھی ہے۔ اس کا نام ڈمبالو ہے۔ میرا نام چلوسک ہے اور یہ میرا چھوٹا بھائی ملوسک ہے"۔ چلوسک نے کہا۔

"اوہ تو اس گروپ کے لیڈر تم ہو۔ مجھے حیرت ہے۔ بہرحال تمہاری قسمت اچھی تھی کہ میں بروقت پہنچ گیا ورنہ اب تک یہ درندے تمہاری ہڈیاں بھی چبا چکے ہوتے"۔ ٹارزن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں معلوم ہے۔ تمہارا نام ٹارزن ہے شاید"۔ چلوسک نے کہا۔

"ہاں! میں ٹارزن ہوں اور تم جس قدر جلد مُمکن ہوسکے میرے جنگل سے نکل جاؤ۔ تم نے شیروں کے سردار کالے شیر کو مار ڈالا ہے۔ اس لئے درندے بپھرے ہوئے ہیں"۔ ٹارزن نے جواب دیا۔

"اوہ! تو وہ شیروں کا سردار تھا۔ مگر اس نے اچانک ہمارے ساتھی پر حملہ کردیا تھا اور پھر ہمارے ساتھی ڈمبالو نے اُسے خالی ہاتھوں سے مار ڈالا"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ! خالی ہاتھوں سے کالے شیر کو مار ڈالا۔ بہت خوب"۔ ٹارزن نے تعریفی نظروں سے ڈمبالو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ہمارا ارادہ تو صرف تم سے ملنے کا تھا ہم کسی درندے کو نقصان نہ پہنچانا چاہتے تھے مگر وہ شیر اچانک ہم پر آپڑا"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال اب تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے"۔ ٹارزن نے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر ہمارا جہاز ایک ماہ بعد آئے گا اور اس سے پہلے ہم نہیں جاسکتے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ایک ماہ بعد جیسے ہی ہمارا جہاز آئے گا ہم یہاں سے چلے جائیں گے"۔ چلوسک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک ماہ بعد، یہ تو طویل عرصہ ہے"۔ ٹارزن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹارزن نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ "ٹھیک ہے تم ایک

ماہ تک یہاں رہ سکتے ہو۔ مگر اسی پہاڑی غار میں۔ تم جنگل میں داخل نہیں ہوگے۔ تمہیں کھانا پہنچ جایا کرے گا"۔

"نہیں، ہم جنگل کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس پہاڑی اور سنسان علاقے میں ایک ماہ نہیں گزار سکتے۔ یہ ہمارا فیصلہ ہے"۔ اچانک ملوسک نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"لڑکے! جو میں کہہ رہا ہوں تمہیں ویسا ہی کرنا پڑے گا۔ میں یہاں کا سردار ہوں، سمجھے! اگر تم نے جنگل میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تو پھر تمہاری موت پر مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا"۔ ٹارزن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

ٹارزن نے چیخ کر درندوں سے واپس جنگل میں جانے کے لئے کہا۔ اور پھر وہ سب درندے تیزی سے جنگل میں دوڑ دوڑ کر غائب ہونے لگے آخر میں ٹارزن بھی دوڑتا ہوا جنگل میں غائب ہوگیا۔ اور وہ تینوں وہیں غار کے قریب کھڑے انہیں جاتا دیکھتے رہے۔

"میں کل صبح ضرور جنگل میں جاؤں گا اور میں دیکھوں گا کہ ٹارزن میرا کیا بگاڑ لیتا ہے"۔ ملوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ہم ضرور چلیں گے مگر کل صبح، آؤ اب غار کی صفائی کریں"۔ چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں غار کی طرف مُڑ گئے۔

ٹارزن صبح ہوتے ہی جھونپڑی سے باہر نکل کر سامنے جھیل کے کنارے پر آبیٹھا۔ اُسے منکو کی انتظار تھی جو ناشتہ لینے کے لئے گیا ہوا تھا۔ مگر تھوڑی دیر بعد اس نے منکو کو بے تحاشا دوڑ کر آتے دیکھا۔ وہ خالی ہاتھ آرہا تھا۔

"سردار وہ تینوں جنگل میں داخل ہوگئے ہیں ان کے ارادے اچھے نہیں ہیں۔ دونوں لڑکوں کے ہاتھوں میں پستول ہیں"۔ منکو نے قریب آکر کہا۔

"اوہ! تو انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ خیر انہیں اس کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑے گا۔ کہاں ہیں وہ"؟ ٹارزن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی وہ پہاڑی علاقے کے قریب ہیں"۔ منکو

نے جواب دیا۔

"آؤ چلیں"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹارزن اور منکو اس جگہ پر پہنچ گئے۔ پھر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو انہیں اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔

"منکو تم اس چھوٹے لڑکے کو گراؤ۔ میں بڑے لڑکے کو سنبھال کر پھر اس دیوزاد سے نپٹوں گا"۔ ٹارزن نے منکو سے مخاطب ہوکر کہا اور منکو نے سر ہلادیا۔ پھر وہ تیزی سے درختوں میں غائب ہوگیا۔

ٹارزن تیزی سے چلتا ہوا ان تینوں کے سامنے آگیا پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی اچانک منکو نے ایک درخت سے چھلانگ لگائی اور تیر کی طرح اڑتا ہوا سیدھا ملوسک پر گرا۔ ملوسک اس کے اچانک آگرنے سے لڑکھڑا کر دُور جاگرا۔ اور اس کے ہاتھ سے پستول بھی چھوٹ گیا۔ مگر پستول اڑتا ہوا عین اس جگہ جاگرا جہاں چلوسک کھڑا تھا۔ چلوسک نے جھپٹ کر پستول اٹھالیا۔ اب

اس کے دونوں ہاتھوں میں پستول تھے۔

ملوسک کے سر میں شاید گرنے سے چوٹ آگئی تھی اس لئے وہ بیہوش ہوکر وہیں پڑا رہا۔ منکو ملوسک کو دھکا دے کر واپس تیزی سے درخت پر چڑھ گیا تھا اور عین اسی لمحے دیوزاد ڈمبالو نے دونوں ہاتھوں سے سامنے کھڑے ہوتے ٹارزن کو زوردار دھکا دیا اور ٹارزن پشت کے بل زمین پر جا گرا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے پھرتی سے اٹھنے کی کوشش کی۔ اس بار وہ اپنا خنجر بھی نکال چکا تھا۔ ملوسک کو بیہوش دیکھ کر شاید ڈمبالو غصے سے پاگل ہوگیا تھا کیونکہ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

چنانچہ جیسے ہی ٹارزن نیچے گرا، ڈمبالو نے اس پر چھلانگ لگائی۔ ڈمبالو کا دیوہیکل جسم فضا میں اڑتا ہوا سیدھا ٹارزن پر آیا۔ مگر ٹارزن ڈمبالو سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا اِس لئے اس نے انتہائی تیزی سے قلابازی کھائی اور بجلی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ دیوہیکل ڈمبالو پوری قوت سے زمین پر جاگرا۔ اگر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے

نہ بڑھا دیئے ہوتے تو یقیناً اس کے چہرے کا
بھرتہ بن جاتا۔ پھر اس سے پہلے کہ ڈمبالو پھرتی
سے اٹھتا، ٹارزن نے پوری قوت سے اس پر
چھلانگ لگا دی اور ڈمبالو کی پشت پر سوار ہو گیا
اس نے اپنا خنجر والا ہاتھ اونچا کیا تاکہ خنجر
ڈمبالو کی پشت پر مار سکے مگر ڈمبالو نے نیچے سے
ہی اپنی پشت کو اس زور سے اٹھایا کہ ٹارزن
اچھل کر دو فٹ دُور جا گرا اور پھر وہ دونوں بیک وقت
ہی اٹھے۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔ اور
اس بار ٹارزن نے حملہ کرنے میں پہل کی۔ اس نے
پوری قوت سے ڈمبالو کے سینے پر فلائنگ کک لگائی
ڈمبالو لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ مگر
اس کے باوجود اس نے فلائنگ کک لگا کر نیچے
گرتے ہوئے ٹارزن کی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں اور پھر
اس نے ٹارزن کو دونوں ٹانگوں سے پکڑ کر پوری
قوت سے ایک دائرے کی صورت میں گھمانا چاہا
مگر مقابل میں بھی ٹارزن تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی
سے اپنے جسم کو سکیڑا اور دوسرے لمحے اس کے
دونوں ہاتھ ڈمبالو کی گردن میں لپٹ گئے۔ اب

ڈمبالو اُسے چکر نہیں دے سکتا تھا۔
ڈمبالو نے سر جھٹک کر ٹارزن کو نیچے گرانے
کی کوشش کی مگر ٹارزن تو کسی جونک کی طرح اس
سے چمٹا ہوا تھا۔ ڈمبالو نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر
ٹارزن کی پسلیوں پر مُکّے مارنے چاہے مگر اُسی
لمحے ٹارزن نے پوری قوت سے ڈمبالو کی آنکھوں
پر مُکّے مارے اور ڈمبالو کے حلق سے بے اختیار
چیخ سی نکل گئی اور اس نے بے اختیار دونوں ہاتھ
اپنی آنکھوں پر رکھ لئے اور پھر ٹارزن نے اس
کی گردن سے نیچے چھلانگ لگا دی۔
اور عین اُسی لمحے چلوسک نے پستول کا رُخ
ٹارزن کی طرف کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ مگر
شائد وہ منکو کو بھول گیا تھا کیونکہ منکو درخت
پر چڑھا شائد اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔ جیسے
ہی چلوسک نے پستول سیدھا کر کے فائر کیا منکو نے
درخت کی شاخ سے پوری قوت سے اس کے
ہاتھ پر چھلانگ لگا دی اور عین اس وقت اس
کا جسم بندوق کی گولی کی طرح چلوسک کے ہاتھ
سے ٹکرایا

پھر نتیجہ صاف ظاہر تھا کہ نہ صرف پستول
کا نشانہ خطا گیا بلکہ اس کے دونوں ہاتھوں سے
پستول بھی نکل کر دُور جاگرے اور ایسے معاملوں میں
منکو بہت ہوشیار تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اس نے
نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور دونوں
پستول اٹھاکر دوڑتا ہوا ایک درخت کے پیچھے غائب
ہوگیا۔

اسی دوران ٹارزن نے پہلی بار اپنا خنجر استعمال
کرنے کا ارادہ کیا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر کو
ہاتھ میں تولا۔ اس کے خنجر کا نشانہ سامنے کھڑا ڈمبالو
تھا۔ جو ابھی تک اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے کھڑا
تھا۔ ٹارزن کو یقین ہوگیا تھا کہ جب تک خنجر
ڈمبالو کے دل میں نہیں اترے گا اس وقت تک
ڈمبالو کا خاتمہ ناممکن ہے۔ اس لئے اس نے انتہائی
تیزی سے ہاتھ کو حرکت دی۔ مگر عین اسی لمحے
اس کے ہاتھ پر ایک ——— پتھر پوری قوت
سے پڑا۔ چونکہ خنجر اس کے ہاتھ سے نکلنے ہی
والا تھا اس لئے ظاہر ہے کہ پتھر کے پڑنے سے
خنجر کا رخ بدلا اور وہ ڈمبالو کے قریب سے ہوکر

گزرتا چلا گیا۔

چلوسک جس طرح منکو کو بھول گیا تھا۔ اسی
طرح ٹارزن بھی ملوسک کو بھول گیا تھا۔ اور پتھر
مارنے والا ملوسک ہی تھا جو اب ہوش میں
آچکا تھا۔

ٹارزن حیرت سے ملوسک کو دیکھ رہا تھا کہ
کس طرح اس نے عین نشانے اور موقعہ پر پتھر
مارا تھا کہ عین اسی لمحے ڈمبالو کسی سٹیم انجن کی
طرح یکدم پوری رفتار سے دوڑتا ہوا ٹارزن پر چڑھ
دوڑا۔ ٹارزن نے انتہائی پھرتی سے اس کی گرفت سے
بچنے کی کوشش کی مگر ڈمبالو اس وقت غصے اور
جھنجلاہٹ کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اس لئے اس
نے اپنے دونوں بازو پھیلا لئے تھے اور ظاہر ہے
کہ اس کے پھیلے ہوئے بازوؤں سے ٹارزن کا بچ
نکلنا بہت مشکل تھا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ ٹارزن اس کی گرفت میں آگیا۔
اور ڈمبالو نے اس کی کمر کے گرد دونوں بازو ڈال کر
اُسے ایک جھٹکے سے اپنے چٹان جیسے سینے سے لگا
کر پوری قوت سے بھینچنا شروع کردیا۔ ٹارزن کو ایک

لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی پسلیاں
کڑکڑا کر ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ٹارزن نے انتہائی پھرتی
سے اپنا گھٹنا پوری قوت سے ڈمبالو کی ٹانگوں کے
درمیان میں مارا اور ڈمبالو کے حلق سے ایک
بھیانک چیخ نکلی۔ اس کی گرفت یکدم ختم ہوگئی
اور وہ لڑکھڑاتا ہوا پشت کے بل زمین پر جاگرا۔
تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ سیاہ پڑ چکا
تھا۔ اس کے نیچے گرتے ہی ٹارزن نے اس پر
چھلانگ لگائی مگر اُسی لمحے ڈمبالو نے دونوں ٹانگیں
سکیڑ لیں اور ٹارزن پوری قوت سے اِس کی
ٹانگوں سے ٹکرایا اور پھر کسی گیند کی طرح اچھل
کر پیچھے جاگرا۔

اور پھر یہ ٹارزن کی بدقسمتی تھی کہ جس جگہ
وہ گرا وہاں درخت کا تنا تھا۔ اس کا سَر
پوری قوت سے درخت کے تنے سے ٹکرایا اور
پھر اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کھوپڑی
میں سورج طلوع ہوگیا ہو۔ اس نے بے اختیار اپنا
سر دونوں ہاتھوں سے پکڑلیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ڈمبالو یا ٹارزن اٹھتا، ایک

قبائلی آدمی تیزی سے بھاگتا ہوا وہاں آیا۔

"سردار آگ۔ جنگل کو آگ لگا دی گئی"۔ قبائلی
آدمی نے دُور سے ہی چیخ کر کہا۔

ٹارزن آگ کا نام سُنکر یوں اچھل پڑا۔ جیسے
اس کے جسم میں بجلی کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا ہوا"؟ ٹارزن نے چیخ کر کہا۔

"سردار! کچھ غیر ملکی جنگل کے جنوبی علاقے میں
داخل ہوئے ہیں۔ ان کی رہنمائی ایک لڑکی کر رہی
ہے۔ ان کے پاس ہوا میں اُڑنے والے پرندے ہیں
اور آگ اُگلنے والی بندوقیں ہیں۔ انہوں نے جنگل کے
جنوبی علاقے میں داخل ہوتے ہی اُسے آگ لگادی
ہے"۔ قبائلی نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اوہ! وہ پورا جنگل راکھ کرکے رکھ دیں گے"۔
ٹارزن نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے
چھلانگ لگائی اور جنگل کی جنوبی سمت تیزی سے
دوڑتا چلاگیا۔ جنگل کو آگ لگنے کا سُنکر وہ سب
لڑائی بھڑائی بھول گیا تھا۔

چلوسک ملوسک حیرت بھرے انداز میں کھڑے
ٹارزن کو دیکھتے رہے۔ ڈمبالو بھی اب اٹھ کر بیٹھ

گیا تھا کہ اچانک چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"جلدی چلو، ہمیں ٹارزن کی مدد کرنی پڑے گی، ورنہ وہ لوگ اتنے خوبصورت جنگل کو جلا کر راکھ کر دیں گے"۔

"مگر ہمارے پستول"۔ ملوسک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تم چلو تو سہی۔ وہ بندر ابھی ٹارزن کے پیچھے گیا ہے۔ پستول مل جائیں گے"۔ چلوسک نے کہا اور پھر اس نے بھی ٹارزن کے پیچھے دوڑ لگا دی اور ظاہر ہے ملوسک اور ڈمبالو کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔ وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔

ختم شد

ناشران ------ اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/9 روپے

"مادام ایسا نہ ہو کہ جنگل کے ساتھ ہی ٹارزن بھی جل کر راکھ ہو جائے"۔ ایک کرخت چہرے والے نے قریب کھڑی نوجوان عورت سے مخاطب ہوکر کہا
"نہیں اسے جنگل سے نکالنے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اُسے بِل میں سے نکلنا ہی پڑیگا"۔ عورت نے سرد لہجے میں کہا۔
"مگر مادام شوکارو! یہ ضروری تو نہیں کہ وہ اسی طرف سے باہر نکلے۔ وہ کسی اور جگہ سے بھی باہر نکل سکتا ہے"۔ ایک اور شخص نے کہا۔
"ہاں یہ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ تینوں ہیلی کاپٹر لیکر فضا میں بلند ہوجاؤ اور جنگل کے گرد چکر لگاؤ۔ جہاں بھی ٹارزن باہر نکلے اُسے جال مارکر گرفتار

کرلو یا پھر مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو"۔ مادام شوکارو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور وہ سب تیزی سے قریب کھڑے ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد تین ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔

اب وہاں مادام شوکارو کے ساتھ دس آدمی کھڑے رہ گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں جدید قسم کی سٹین گنیں تھیں۔

"سنو! ہم نے ہر قیمت پر ٹارزن کو زندہ گرفتار کرنا ہے۔ اس لئے اپنی سٹین گنوں کے استعمال میں محتاط رہنا"۔ مادام شوکارو نے ان دس آدمیوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام"۔ ان میں سے ایک نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"یہ جنگل کتنے عرصے میں جل جائے گا"؟ مادام نے کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"مادام! دو تین روز تو لگیں گے"۔ ایک آدمی نے کہا۔

"اوہ! تو پھر تم یہاں پہرہ دو۔ میں ذرا ہیڈکوارٹر

کو اپنی کارکردگی کی رپورٹ دے دوں"۔ مادام شوکارو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے قریب کھڑے ایک ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔

مادام نے ہیلی کاپٹر میں داخل ہوکر اس کی سیٹ کے نیچے پڑا ہوا ایک چپٹا سا باکس اٹھایا اور اس کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا بٹن دبتے ہی باکس پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور پھر باکس میں سے زُوں زُوں کی تیز آواز نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو مادام شوکارو سپیکنگ اوور"۔ مادام شوکارو نے سخت لہجے میں کہا۔

چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز ابھری۔

"ہیڈ کوارٹر اوور"۔

"میں ٹارزن کے جنگل میں پہنچ گئی ہوں۔ میں نے جدید آلات کی مدد سے جنگل کو آگ لگا دی ہے تاکہ ٹارزن جنگل سے باہر نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ مادام یہ تم نے کیا کردیا۔ تمہیں کس نے یہ کہا تھا کہ تم ایسا کرو۔ اس طرح ٹارزن اس آگ میں گھر کر ہلاک بھی ہوسکتا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ٹارزن کی زندگی ہمارے لئے کتنی قیمتی ہے اوور"۔ بھاری مردانہ آواز میں یکدم کرختگی عود کر آئی تھی۔

"اوہ! مگر یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم جنگل میں داخل ہوتے تو وہ اپنے درندوں سمیت ہم پر حملہ کر دیتا۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں، ٹارزن شروع میں ایسا نہیں کرتا۔ تم فوراً یہ آگ بجھاؤ اور پھر جنگل کے اندر جاکر ٹارزن کو گرفتار کرنے کی کوشش کرو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے جیسا آپ مناسب سمجھیں۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی باکس پر لگا ہوا بلب بجھ گیا۔

مادام شوکارو نے باکس دوبارہ سیٹ کے نیچے رکھا

اور پھر ہیلی کاپٹر سے باہر نکل آئی۔

"سنو! سب لوگ ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو جاؤ۔ اور آگ پر گیس پھینکو۔ ہیڈکوارٹر نے فوراً آگ بجھانے کا حکم دیا ہے۔ ہمیں جنگل کے اندر جاکر ٹارزن کو گرفتار کرنا ہے"۔ مادام شوکارو نے چیخ کر کہا۔

مادام کا حکم سنتے ہی سب تیزی سے ہیلی کاپٹروں کی طرف دوڑ پڑے۔ مادام شوکارو —— بھی تیزی سے واپس اپنے ہیلی کاپٹر میں داخل ہوئی اور چند لمحوں بعد اس کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں لگا ہوا ریڈیو کھول دیا اور پہلے سے فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹروں سے رابطہ قائم کرنے لگ گئی۔

"ہیلو! مادام شوکارو آپ لوگوں سے مخاطب ہے۔ فوراً آگ لگنے والی جگہ پر پہنچو اور گیس پھینک کر آگ بجھاؤ"۔ مادام شوکارو نے رابطہ قائم ہوتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور جنگل کی دوسری طرف اُڑتے ہوئے تین ہیلی کاپٹر بھی اس کا حکم سنتے ہی تیزی سے اُس طرف

اڑتے چلے آئے جدھر جنگل کو آگ لگی ہوئی تھی
پھر چند لمحوں بعد سب ہیلی کاپٹروں سے جلتے ہوئے
جنگل پر مخصوص گیس پھینکی جانے لگی۔ یہ اس گیس
کا کرشمہ تھا کہ جہاں جہاں گیس گرتی، آگ یوں
بجھتی چلی جارہی تھی جیسے کبھی لگی ہی نہ ہو۔
چونکہ آگ کافی علاقے میں پھیل چکی تھی اس
لیے انہیں آگ بجھانے میں ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ
وقت لگ گیا۔
جب آگ مکمل طور پر بجھ گئی تو مادام شوکارو
نے ایک طویل سانس لی۔ پھر سب ہیلی کاپٹروں کو
جنگل کے باہر اترنے کا حکم دیا۔ تاکہ جنگل میں
داخل ہونے کا پروگرام مرتب کیا جاسکے۔
پھر باری باری سب ہیلی کاپٹر جنگل کے باہر
کھلی جگہ پر اترتے چلے گئے۔

ٹارزن زندگی میں اتنا تیز کبھی نہیں دوڑا تھا
جتنا وہ اس وقت دوڑ رہا تھا۔ جنگل میں آگ
لگائے جانے کا سُن کر اس کا رواں رواں کانپ
اٹھا تھا۔ وہ چونکہ بچپن سے ہی جنگل میں رہتا
چلا آرہا تھا اس لئے اُسے جنگل کی آگ کا مطلب
اچھی طرح معلوم تھا اور پھر جب یہ آگ جان بوجھ
کر لگائی جائے تو اس کی تباہ کاری کی کوئی حد
باقی نہ رہ جاتی تھی۔ اُسے احساس تھا کہ اس کا
خوبصورت جنگل راکھ کا ڈھیر بن کر رہ جائے گا۔
اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کے پَر نکل آئیں
اور وہ اُڑ کر اس جگہ پہنچ جائے۔
اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ جنگل میں آگ

لگنے کی خبر پورے جنگل کے باسیوں میں پھیل چکی
ہوگی اور جنگل میں رہنے والا ہر انسان اس جگہ
پہنچنے کے لیے دوڑ رہا ہوگا۔
جنگل کی آگ بجھانے کے لئے قبائلیوں کا اپنا
طریقہ کار تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک قطار میں
درختوں کو گرا دیتے تھے۔ جس سے آگ لگنے
والی جگہ کے بعد خالی جگہ واقع ہوجاتی تھی اور
اس طرح آگ رک جاتی تھی۔ مگر جہاں دشمن جدید
اسلحہ لے کر آگ کی دوسری طرف موجود ہوں یا ان
کے پاس ہیلی کاپٹر موجود ہوں۔ وہاں جنگل میں لگی
ہوئی آگ کو بجھانا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔
یہی کچھ سوچتا ہوا اور انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا
ٹارزن جلد ہی جنگل کے جنوبی علاقے میں پہنچ گیا۔
اُسے دور سے آگ بھڑکتی ہوئی نظر آرہی تھی۔ پھر
اس نے قریب جاکر دیکھا تو بے شمار قبائلی اس سے
پہلے وہاں پہنچ کر انتہائی تیزی سے آگ کے قریب
والے درختوں کو کلہاڑیوں سے کاٹ کر گرانے میں
مصروف تھے۔
ٹارزن کو آسمان پر ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ کی

آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ اس کے سامنے
آگ کا سمندر تھا۔ جس کے شعلے آسمان سے باتیں
کر رہے تھے۔ اُسی لمحے ہانپتا ہانپتا منکو بھی
وہاں پہنچ گیا۔
"سردار یہ کیا ظلم ہورہا ہے"۔ منکو نے زہریلے
لہجے میں کہا۔
"جو لوگ ایسا کررہے ہیں انہیں بدترین انجام سے
دوچار ہونا پڑے گا"۔ ٹارزن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
جواب دیا۔ اس کی نظریں قبائلیوں پر جمی ہوئی تھیں
جن کی تعداد میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہورہا تھا اور
جو اپنے گھروں کو بچانے کے لئے انتہائی تیز رفتاری
سے درخت کاٹتے چلے جارہے تھے۔
اتنی دیر میں دوڑتے ہوئے چلوسک ملوسک اور
ڈمباڈو بھی وہاں پہنچ گئے۔
"اوہ کتنی خوفناک آگ ہے۔ ٹارزن! تم نے درندوں
سے ہماری جان بچائی تھی۔ اس لئے اب تمہارا
احسان اتارنے کے لئے ہم تمہاری طرف دوستی کا
ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ ہم سے جو بھی ہوسکا ہم تمہاری
امداد کے لئے ضرور کریں گے"۔ چلوسک نے آگے بڑھ

کر ٹارزن سے مخاطب ہوکر کہا۔

" بہت شکریہ! مگر تم لوگ کیا امداد کرسکتے ہو؟ بہرحال تمہارا شکریہ"۔ ٹارزن نے چبا چباکر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔

" ٹارزن! تم ہمیں نہیں جانتے اور نہ ہی تم نے جاننے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال تم دیکھو گے کہ ہم کیا کرسکتے ہیں"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

ڈمبالو نے بھی آکر اس خوفناک آگ کو دیکھا تو وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا۔

" منکو ان کے پستول واپس کردو۔ اب یہ ہمارے دوست ہیں"۔ ٹارزن نے منکو سے مخاطب ہوکر کہا جو انہیں آتا دیکھ کر پستولوں سمیت اونچے درخت پر چڑھ گیا تھا۔

ٹارزن کی بات سنتے ہی منکو تیزی سے نیچے اترا اور اس نے دونوں پستول چلوسک ملوسک کے حوالے کردیئے۔

اور پھر دوسرے لمحے وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ انہیں آٹھ ہیلی کاپٹر آگ پر منڈلاتے

نظر آئے اور پھر ان ہیلی کاپٹروں سے دودھیا رنگ کی گیس کی بوچھاڑیں آگ پر پڑنی شروع ہوگئیں اور وہ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ جہاں جہاں وہ گیس پڑتی تھی آگ زمین تک یوں بجھتی چلی جارہی تھی جیسے وہاں آگ موجود ہی نہ ہو۔

" انٹی فائر گیس"۔ چلوسک نے چونک کر ملوسک سے کہا۔

" کیا کہا کونسی گیس"؟ ٹارزن نے حیران ہوکر پوچھا۔

" انٹی فائر گیس، اس گیس میں یہ خصوصیت ہے کہ یہ آگ کو فوراً بجھا دیتی ہے"۔ چلوسک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ انہوں نے خود ہی آگ لگائی ہے اور خود ہی اسے بجھا رہے ہیں"۔ ملوسک نے کہا۔

" اس میں بھی ان کا کوئی راز ہوگا"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

پھر وہاں خاموشی طاری ہوگئی۔ وہ سب آگ کو بجھتا دیکھ رہے تھے۔

" ٹارزن! ہم یہاں سے چلتے ہیں۔ ہم چکر کاٹ

کر اس جگہ جاتے ہیں جہاں ان کا کیمپ موجود ہے۔ جب تک ان کی جڑوں کو نہ اکھیڑا جائے گا یہ ختم نہ ہوسکیں گے"۔ اچانک چلوسک نے کہا اور ٹارزن نے بےخیالی کے عالم میں سر ہلا دیا۔ اس وقت وہ بالکل خالی الذہنی کیفیت میں تھا اس نے شائد سنا ہی نہ تھا کہ چلوسک نے کیا کہا ہے۔ اس نے صرف بےخیالی میں سر ہلادیا تھا۔

پھر چلوسک کے اشارے پر ملوسک اور ڈمبالو تیزی سے واپس مڑے اور دوڑتے ہوئے جنگل میں غائب ہوگئے جبکہ ٹارزن بےحس و حرکت وہیں کھڑا رہا۔ درخت کاٹنے والے قبائلیوں نے جب آگ کو بجھتے دیکھا تو انہوں نے اپنے ہاتھ روک لئے اور پھر وہ سب ٹارزن کے گرد اکٹھے ہوگئے۔

" سردار! اب ہمارے لئے کیا حکم ہے"؟ ایک قبائلی نے ٹارزن سے مخاطب ہوکر پوچھا۔

" تم سب اپنے گھروں کو جاؤ۔ جب تک ٹارزن زندہ ہے، تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں میں ان سے خود ہی نپٹ لونگا"۔ ٹارزن نے بڑے سنجیدہ اور بھاری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے سردار! اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ جب بھی ہماری ضرورت پڑے، ہمیں آواز دے لینا"۔ اسی قبائلی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی"۔ ٹارزن نے جواب دیا اور قبائلی تیزی سے واپس مڑے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جنگل میں غائب ہوچکے تھے۔ اب وہاں صرف ٹارزن منکو سمیت موجود تھا۔ آگ اب بجھ چکی تھی۔ کہیں کہیں سے دھواں سا اٹھ رہا تھا۔

جب آگ مکمل طور پر بجھ گئی تو ٹارزن نے قدم آگے بڑھائے۔ وہ جلد از جلد ان لوگوں سے ملنا چاہتا تھا تاکہ انہیں آگ لگانے کا نتیجہ بتا سکے۔

منکو ٹارزن کے پیچھے جانے کی بجائے تیزی سے مڑا اور پھر جنگل میں بھاگتا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو جنگل میں تیزی سے دوڑتے ہوئے پہلے مشرقی سمت بڑھے۔ اور پھر انہوں نے کافی دور جاکر اپنا رُخ دوبارہ جنوب کی طرف پھیر لیا۔ انہیں اندازہ تھا کہ وہ وہاں جانکلیں گے جہاں سے آگ شروع ہوتی ہے۔ اور پھر وہی ہوا تھوڑی دیر بعد وہ جنگل کی آخری سرحد پر پہنچ گئے۔ اس سے آگے کافی جگہ خالی تھی اور اس کے بعد ایک اور جنگل کی حدود شروع ہو جاتی تھیں وہ چند لمحوں کے لئے درختوں کی آڑ میں رک گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ دور میدان میں آٹھ ہیلی کاپٹر موجود تھے اور ایک عورت سمیت تیرہ کے قریب افراد باہر نکل کر جنگل کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ افراد تیزی سے مڑے اور ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوگئے اور دوسرے لمحے ان کے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوگئے جبکہ وہ عورت بھی تیزی سے مُڑکر ایک ہیلی کاپٹر میں داخل ہوگئی۔ مگر تھوڑی دیر بعد وہ واپس نیچے اتر آئی۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر تیزی سے چلتی ہوئی جنگل کی طرف بڑھنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں ایک سٹین گن تھی اور ایک کوڑا اس کی کمر سے بندھا ہوا تھا جبکہ اس نے پشت پر ایک بیگ باندھا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی جنگل میں داخل ہوگئی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ جدید قسم کے ہیلی کاپٹر ہیں"۔ چلوسک نے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا کریں کہ اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کریں اور ہوسکے تو ان سات ہیلی کاپٹروں کو فضا میں ہی تباہ کردیں۔ اس طرح ہم زیادہ آسانی سے کام کرسکتے ہیں"۔ چلوسک نے کہا اور ملوسک نے سر ہلا دیا۔

"تو آؤ چلو"۔ چلوسک نے کہا اور پھر وہ درختوں کی آڑ سے نکل کر تیزی سے دوڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر

کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مگر ابھی وہ ہیلی کاپٹر سے کافی فاصلے پر تھے کہ اچانک فضا میں ایک ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ ان تینوں نے بے اختیار سر اٹھاکر دیکھا۔

"بھاگو، اس چٹان کی آڑ لے لو۔ یہ ہم پر فائرنگ کرنے ہی والے ہیں"۔ چلوسک نے ہیلی کاپٹر سے جھانکتی ہوئی مشین گن کی نال دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ انتہائی تیزی سے ایک بڑی سی چٹان کی آڑ میں ہوگئے اور اسی لمحے اس چٹان پر گولیوں کی جیسے بارش سی ہوگئی۔ مگر چٹان کی وجہ سے وہ تینوں محفوظ رہے۔

چلوسک نے پھرتی سے پستول سنبھالا اور پھر اس کا دھماکے والا بٹن دباکر اس نے چٹان سے سر باہر نکالا اور اُسے ہیلی کاپٹر عین اپنے سر پر دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر شاید اب دوسری طرف رخ بدل کر ان پر براہِ راست فائرنگ کرنا چاہتا تھا۔

چلوسک نے انتہائی پھرتی سے پستول کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کیا اور پستول کا ٹریگر دبا دیا پستول میں سے سُرخ شعاع نکلی اور سیدھی ہیلی کاپٹر

پر پڑی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی پُرزے بکھر گئے۔

"جلدی چلو، اس سے پہلے کہ دوسرے ہیلی کاپٹر آجائیں ہمیں ہیلی کاپٹر تک پہنچ جانا چاہیے"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور وہ چٹان کی آڑ سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ دوسرے ہیلی کاپٹر شاید دور نکل گئے تھے کیونکہ آسمان صاف تھا۔ اور پھر وہ جلد ہی ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئے۔

وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئے۔ چلوسک نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی تھی۔ ہیلی کاپٹر بےحد جدید انداز کا تھا۔ چنانچہ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلاگیا۔ ملوسک، چلوسک کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ ہیلی کاپٹر تو انتہائی جدید ہے۔ اور اس میں دور مار گنیں اور جدید ٹرانسمیٹر سب کچھ موجود ہیں"۔ ملوسک نے قلقاری مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں! کافی عرصے بعد اتنی جدید مشینری اڑانے کا موقع ملا ہے"۔ چلوسک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جب سے ہمارا جہاز بٹن کی صورت میں تبدیل ہوا ہے میں تو ہوا میں پرواز کرنے کے لطف کو ترس ہی گیا تھا"۔ ملوسک نے جواب دیا۔

اب ان کا ہیلی کاپٹر کافی بلندی پر آگیا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ابھی دور دور تک آسمان صاف ہے۔ باقی ہیلی کاپٹر کہیں دور نکل گئے تھے۔

اسی لمحے ڈیش بورڈ پر ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور پھر ایک آواز سنائی دی۔

"مادام! ہم سب جنگل کے گرد پھیل گئے ہیں۔ جیسے ہی ہمیں ٹارزن نظر آیا۔ ہم آپ کو اطلاع کر دیں گے۔ ویسے یہ جنگل بے حد گھنا اور وسیع ہے" ڈیش بورڈ سے ایک مردانہ آواز ابھری۔ لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں دوستو! ہیلی کاپٹر ٹارزن کے دوستوں کے قبضہ میں ہے۔ اگر تم مرنا نہیں چاہتے تو فوراً واپس فرار ہو جاؤ۔ تم اب اپنی مادام کی کوئی مدد نہیں کر سکتے"۔ چلوسک نے ایک بٹن دباتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کون ہو تم؟ مادام کہاں ہے"؟ دوسری طرف

سے بولنے والے کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"تمہاری مادام جنگل میں ٹارزن سے ملنے گئی ہے اور ظاہر ہے ٹارزن جنگل میں آگ لگانے کا بدلہ اچھی طرح لینے کا اہل ہے"۔ چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"اب یہ لوگ ہمیں گھیرنے کے لئے آئیں گے۔ اس لئے تیار ہوجاؤ"۔ چلوسک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ ہم تیار ہیں"۔ ملوسک نے جواب دیا۔ ایڈونچر کی وجہ سے اس کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو رہا تھا۔

ڈمبالو حسب عادت خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

مادام شوکارو تیزی سے جنگل کی طرف بڑھی اور پھر بجھی ہوئی آگ کی راکھ کے ڈھیر کے پاس جاکر رک گئی۔ یہ ڈھیر کسی چھوٹی پہاڑی کی طرح کے تھے۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑی سوچتی رہی۔ پھر اس نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اسے تھوڑی دور ہی راکھ میں ایک تنگ راستہ اندر جنگل کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ چنانچہ وہ راکھ سے قدم بچاتی ہوئی تیزی سے اس راستے پر گامزن ہوگئی۔

ابھی مادام شوکارو نے آدھا راستہ ہی طے کیا ہوگا کہ اچانک دور سے اسے کسی کے آنے کی آہٹ سنائی دی۔ مادام شوکارو کسی زخمی چیتے کی طرح چوکنی ہوگئی۔ اس نے تیزی سے کمر پر لادے

ہوئے بیگ کو کھولا اور پھر جب اس کا ہاتھ بیگ سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں نائلون کی باریک رسی کا بنا ہوا جال موجود تھا۔ اس نے جال کو مخصوص انداز میں تھاما اور پھر تیزی سے راکھ کے ڈھیر کے درمیان ایک چھوٹی سی خالی جگہ میں گھستی چلی گئی۔ یہ جگہ ایسی تھی کہ یہاں سے راستے پر سے گزرنے والا اسے نہیں دیکھ سکتا تھا جبکہ وہ اسے بڑی آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

اب دوسری طرف سے آنے والے قدموں کی آواز تیز ہوتی چلی گئی۔ شاید آنے والا کافی نزدیک آچکا تھا۔ اور پھر آنے والا مادام شوکارو کی نظروں میں آگیا۔ یہ ٹارزن تھا۔

مادام شوکارو نے ٹارزن کی تصویر اتنی بار دیکھی تھی کہ ایک نظر دیکھتے ہی اسے پہچان لیا۔ ایک لمحے کے لئے ٹارزن کا ٹھوس اور فولادی جسم دیکھ کر اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے مگر دوسرے لمحے اس کی نگاہوں میں سختی آگئی

ٹارزن اپنی ہی دھن میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا جارہا تھا۔ جب وہ اس جگہ سے آگے بڑھ گیا جہاں

مادام شوکارو چھپی بیٹھی تھی۔ تو مادام شوکارو انتہائی آہستگی سے باہر آئی اور پھر اس نے پوری قوت سے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے جال کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیکر ٹارزن کی طرف پھینک دیا جس کی مادام کی طرف پشت تھی۔ باریک نائلون کی رسیوں کا بنا ہوا جال ٹھیک ٹارزن کے جسم پر گرا اور پھر مادام شوکارو نے جال کے اس سرے کو جو اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا مخصوص انداز میں کھینچ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور ٹارزن لڑکھڑا کر جال میں لپٹا ہوا پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔

ٹارزن نے زمین پر گرتے ہی تیزی سے حرکت کی اور اس نے زیرجامے سے اپنا خنجر نکال لیا۔ مگر مادام شوکارو اس سے بھی زیادہ تیز تھی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رُخ ٹارزن کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی نال سے گولیوں کی بوچھاڑ سی نکلی اور ٹارزن کے ہاتھ سے خنجر نکل کر دُور جاگرا۔ مادام شوکارو کا نشانہ قابلِ تعریف تھا کہ تمام گولیاں ٹھیک خنجر کے پھل پر پڑی تھیں اور ٹارزن کے جسم کو ذرا سا

بھی گزند نہ پہنچا تھا۔

جیسے ہی ٹارزن کے ہاتھ سے خنجر نکلا، مادام شوکارو نے تیزی سے جال کو کھینچنا شروع کر دیا۔ اب ٹارزن جال میں لپٹا ہوا زمین پر گھسٹ رہا تھا۔ مادام شوکارو نے اپنا رخ جنگل کی طرف کیا اور پھر انتہائی تیزی سے جال کو گھسیٹتی چلی گئی۔ جلد ہی وہ راکھ کے ڈھیر پار کرکے جنگل میں داخل ہوگئی۔

جنگل میں داخل ہوتے ہی اس نے انتہائی تیزی سے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی شیشی تھی اس نے پھرتی سے شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر تیزی سے ٹارزن کی طرف بڑھ گئی۔ جال کچھ اس بری طرح لپٹا ہوا تھا کہ ٹارزن جسم کے کسی بھی حصے کو حرکت میں نہ لاسکتا تھا۔ وہ جال میں گٹھڑی بنا ہوا تھا۔

مادام شوکارو نے بڑی پھرتی سے شیشی ٹارزن کی ناک سے لگا دی صرف ایک لمحے کے لئے۔ پھر اس نے شیشی پر دوبارہ ڈھکن لگا دیا اور اسے بیگ میں ڈال لیا۔ اس شیشی میں نجانے کیا چیز

تھی کہ ایک لمحہ میں ٹارزن کا سر ڈھلک گیا تھا وہ بیہوش ہوچکا تھا۔

ٹارزن کے بیہوش ہوتے ہی مادام شوکارو نے بڑی پھرتی اور مخصوص انداز سے جال کھولنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد ٹارزن اس جال کی گرفت سے آزاد ہوچکا تھا۔ مادام شوکارو نے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر اس نے ٹارزن کا بازو پکڑ کر اُسے گھسیٹنا شروع کر دیا اور ایک درخت کے کٹے ہوئے مضبوط تنے کے قریب لے جاکر اس نے بے ہوش ٹارزن کو اٹھاکر اس تنے کے ساتھ پشت کے بل لٹاکر ایک ہاتھ سے اُسے تھامے رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے بیگ میں سے انتہائی مضبوط نائلون کا رسہ نکالا اور انتہائی مہارت سے ٹارزن کے بیہوش جسم کو اس تنے سے باندھنے میں مصروف ہوگئی۔ اب ٹارزن اس مضبوط رسّے کی مدد سے تنے کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ مگر وہ بدستور بیہوش تھا۔

"ہونہہ، یہ تو انتہائی ناکارہ اور بزدل سا آدمی ہے۔ خوامخواہ اس کی بہادری، عقلمندی اور طاقت کے

گن گائے جاتے ہیں"۔ مادام شوکارو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کمر سے بندھا ہوا بیگ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور کمر سے بندھا ہوا کوڑا کھول لیا۔

"اب میں دیکھوں گی کہ ٹارزن کتنا طاقتور ہے"۔ مادام شوکارو نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پوری قوت سے کوڑا ٹارزن کے بیہوش جسم پر مارا اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے اور ٹارزن کے جسم پر سرخ لکیریں تیزی سے اُبھرتی چلی گئیں۔ مگر ٹارزن بدستور بیہوش تھا

شیشی میں موجود محلول کا اثر شاید کچھ ضرورت سے زیادہ ہی طاقتور تھا۔

مگر مادام شوکارو کے ہاتھ ایک لمحے کے لئے بھی بند نہ ہوتے۔ وہ مسلسل پوری قوت سے ٹارزن کے جسم پر کوڑے برساتی چلی جارہی تھی اور پھر آہستہ آہستہ ٹارزن کی آنکھوں میں حرکت عود کر آئی۔ اسی لمحے کوڑے کی خوفناک ضرب نے ٹارزن کو ہوش دلا دیا۔ مادام شوکارو کسی جنونی کی طرح مسلسل کوڑے برساتے چلی جارہی تھی۔

اب ٹارزن مکمل طور پر ہوش میں آچکا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف یا تکلیف کی بجائے حیرت تھی۔ جیسے اُسے اپنے بندھے جانے اور کوڑے کھانے پر شدید حیرت ہو۔

"کون ہو تم اور کیوں کوڑے مار رہی ہو"، ٹارزن نے پہلی بار انتہائی سخت لہجے میں مادام شوکارو سے مخاطب ہوکر کہا۔

مادام شوکارو نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس کا چہرہ مسلسل محنت کی وجہ سے پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سُرخ ہورہا تھا۔

"میرا نام مادام شوکارو ہے۔ اچھی طرح میرا نام یاد کرلو اور سنو! میں نے تم سے ایک سوال پوچھنا ہے۔ اگر تم نے اس کا جواب دے دیا تو تم زندہ بچ جانے میں کامیاب ہو جاؤگے ورنہ دوسری صورت میں درندے بھی تمہاری لاش دیکھ کر خوفزدہ ہو جائیں گے"۔ مادام شوکارو نے تقریباً ہانپتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہ دونگا۔ سمجھی، میرا نام ٹارزن ہے۔ تم نے دھوکے سے مجھ پر

جال پھینک کر مجھے قابو کرلیا مگر اس کا یہ مقصد نہیں کہ ٹارزن بےبس ہے"۔ ٹارزن کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔ گو اس کا جسم کوڑے کی ضربوں سے لہولہان ہورہا تھا مگر اس کے لہجے سے ذرا برابر بھی محسوس نہ ہورہا تھا کہ اُسے اتنے کوڑے مارے گئے ہیں۔

"سنو ٹارزن! تمہیں جو محلول سُونگھا کر میں نے بیہوش کیا تھا وہ اتنا طاقتور تھا کہ تم زندگی بھر ہوش میں نہ آسکتے تھے اور آخرکار بیہوشی کے عالم میں ہی تمہاری موت واقع ہو جاتی۔ تمہیں ہوش میں لانے کا ایک ہی طریقہ تھا کہ تمہیں مسلسل کوڑے مارے جائیں۔ کوڑوں کی ضرب ہی تمہیں ہوش میں لاسکتی تھی۔ اس لئے مجبوراً مجھے کوڑے مارنا پڑے ورنہ میں تمہیں تکلیف نہ پہنچانا چاہتی تھی۔ بس میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ پھر تم آزاد ہو"۔ مادام شوکارو نے اس بار نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا پوچھنا چاہتی ہو"؟ ٹارزن نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"صرف اتنا بتادو کہ تمہارے جنگل میں ہیروں کی کان کہاں واقع ہے"؟ مادام شوکارو نے سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہیروں کی کان"۔ ٹارزن نے چونک کر کہا۔

"ہاں ہاں ہیروں کی کان! سنو، انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم اس سے پہلے پیڈگر کو اس کان کے متعلق بتا چکے ہو اور پیڈگر نے وہاں سے چند ہیرے بھی تمہاری لاعلمی میں اٹھاکر چھپا لئے تھے۔ پیڈگر ہمارے وطن کا باشندہ تھا۔ اس نے واپس جاکر حکومت کو اس کان کے متعلق بتا دیا اور ہیرے بھی پیش کردیئے۔ حکومت کے ماہرین نے ان ہیروں کو اپنی لیبارٹری میں جانچا تو یہ دنیا کے بہترین اور قیمتی ہیرے ثابت ہوئے۔ چنانچہ حکومت نے میری سرکردگی میں ایک مشن یہاں بھیجا ہے تاکہ ہم اس کان کا پتہ چلا سکیں۔ پیڈگر نے کان دیکھی ہوئی تھی۔ اس لئے ہم اُسے بھی ہمراہ لے آتے مگر اچانک وہ سمندر میں نہاتا ہوا ڈوب کر مرگیا اب صرف تم ہی وہ واحد آدمی ہو جو ان ہیروں کی کان کو جانتے ہو اور ہماری حکومت ہر قیمت

پر وہ ہیرے حاصل کرنا چاہتی ہے"۔ مادام شوکارو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پیڈگر نے تم سے جھوٹ بولا تھا۔ میرے جنگل میں ہیروں کی کوئی کان موجود نہیں ہے۔ وہ ہیرے میں نے افریقہ کے ایک دُور دراز کے جنگل کے وچ ڈاکٹر سے حاصل کئے تھے۔ چونکہ میرے لئے وہ پتھر بیکار تھے اس لئے میں نے تحفہ کے طور پر پیڈگر کو دے دیئے تھے"۔ ٹارزن نے جواب دیا۔

"سنو ٹارزن! میرا نام مادام شوکارو ہے اور میں اسقدر خطرناک لڑکی ہوں کہ دنیا بھر کے لوگ صرف میرا نام سنکر ہی کتے کے بچے کی طرح چیاؤں چیاؤں کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے مجھے بیوقوف بنانے کی ضرورت نہیں۔ مجھے بتاؤ کہ ہیروں کی کان کہاں ہے ورنہ کوڑے مار مارکر کھال اُدھیڑ دُونگی"۔ مادام شوکارو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم جو چاہو کرو۔ اب میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہ دونگا"۔ ٹارزن نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا مادام شوکارو کا کوڑا حرکت میں آگیا۔ اب وہ پوری

قوت سے ٹارزن پر کوڑے برسا رہی تھی۔

ٹارزن نے پوری قوت سے اپنے آپ کو رسیوں کے شکنجے سے آزاد کرانا چاہا مگر رسیاں اس قدر مضبوط تھیں کہ پوری طاقت لگانے کے باوجود ٹارزن ان رسیوں کو نہ توڑ سکا۔

مادام شوکارو نے ایک لمحے کے لئے اپنے ہاتھ روکے مگر پھر اس نے سر جھٹک کر پوری قوت سے کوڑے برسانے شروع کر دیئے اور عین اسی لمحے فضا میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ٹارزن کی نظر بے اختیار آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ اس نے ملوسک کو گولی کی طرح آسمان سے نیچے زمین کی طرف گرتے ہوئے دیکھا۔

مادام شوکارو نے دانت بھینچ کر پوری قوت سے کوڑا ٹارزن کی پسلیوں پر مارا اور عین اسی لمحے ملوسک زمین پر موجود بڑی بڑی جھاڑیوں میں آگرا۔ جھاڑیوں میں گرنے کی وجہ سے اُسے کوئی چوٹ نہ آئی اور اس نے نیچے گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھائی اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا رخ مادام شوکارو کی طرف کرکے ٹریگر

دبا[1] دیا۔

اُسی لمحے آسمان پر سے ٹارزن نے ڈمبالو اور چلوسک کو بھی قلابازیاں کھاتے ہوئے زمین پر گرتے دیکھا۔

آسمان پر تین چار ہیلی کاپٹر بھی اڑتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

[1] سرورق دیکھئے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بڑے چوکنے انداز میں ہیلی کاپٹر میں بیٹھے ہوتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی طرف سے دیئے گئے چیلنج کے بعد سب ہیلی کاپٹر اکھٹے ہوکر آئیں گے اور انہیں گھیرنے کی کوشش کریں گے۔

اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے دُور سے چھ ہیلی کاپٹروں کو تیزی سے ایک دائرے کی صورت میں اپنی طرف آتے دیکھا۔

"ہوشیار"۔ چلوسک نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھایا اور جب اس نے دیکھا کہ آنے والے ہیلی کاپٹر گنوں کی زد میں آگئے ہیں تو اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے

ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی گنیں کھول دیں۔ اس کا یہ حربہ بے حد کامیاب رہا اور اس نے نہ صرف اپنے آپ کو بچالیا بلکہ دو ہیلی کاپٹروں کو بھی نشانہ بنالیا اور خوفناک دھماکوں سے وہ شعلوں میں گھرے ہوئے زمین کی طرف گرنے لگے۔

مگر باقی بچ جانے والے ہیلی کاپٹر بھی انتہائی ہوشیار تھے۔ انہوں نے بھی تیزی سے اپنا دائرہ مکمل کیا اور پھر پوری تیزی سے وہ سب ایک دائرے کی صورت میں اٹھتے چلے گئے۔

چلوسک نے بڑی تیزی سے اپنے ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف کاٹتے ہوئے ان کے دائرے سے نکل جانے کی کوشش کی مگر اُسی لمحے ملوسک کے حلق سے چیخ نکلی۔ ہیلی کاپٹر کے اچانک پوزیشن بدلنے کی وجہ سے اس کے ہاتھ ہیلی کاپٹر کے فریم سے علیحدہ ہوگئے اور وہ گولی کی طرح اڑتا ہوا زمین کی طرف جانے لگا۔

ملوسک کے اس طرح اچانک گرنے سے چلوسک کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور یہی وہ لمحہ تھا

کہ جب وہ مار کھاگیا۔

چلوسک کا ہیلی کاپٹر دوسرے ہیلی کاپٹروں کی زد میں آگیا۔ اور پھر ہیلی کاپٹروں کی مشین گنوں سے شعلے سے نکلے اور چلوسک کا ہیلی کاپٹر ایک جھٹکا کھاکر مڑگیا۔ گولیاں اُسے چھلنی کر گئی تھیں۔

"نیچے چھلانگ لگاؤ جلدی۔ ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے پھٹ جاتے گا"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور ڈمبالو نے اس کی بات سنتے ہی انتہائی تیزی سے نیچے چھلانگ لگادی اور ٹھیک اس کے پیچھے چلوسک نے بھی چھلانگ لگادی۔ وہ دونوں قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے زمین کی طرف گرنے لگے اور عین اُسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ان کا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی پھٹ گیا۔

چلوسک اور ڈمبالو تیزی سے قلابازیاں کھاتے ہوئے زمین کی طرف گرتے چلے گئے۔ پھر زمین پر موجود گھنی جھاڑیوں نے انہیں موت کے منہ سے بچا لیا۔

جیسے ہی ملوسک نے مادام شوکارو پر فائر کیا۔ مادام شوکارو نے انتہائی تیزی سے قلابازی کھائی اور وہ ملوسک کے پستول سے نکلنے والی شعاع سے بال بال بچ گئی ورنہ اس کے جسم کے پرخچے اُڑ جاتے۔

قلابازی کھاکر وہ تیزی سے ادھر کو لپکی جدھر اس کی سٹین گن موجود تھی مگر عین اُسی لمحے ملوسک نے دوسرا فائر کردیا۔ مگر اس کا یہ فائر بھی خالی گیا کیونکہ مادام شوکارو اس کی سوچ سے بھی زیادہ ہوشیار تھی۔ اس نے عین اُسی لمحے خطرناک انداز میں اپنے جسم کو جھکولا دیا اور شعاع اس کے پیٹ کے قریب سے ہوتی ہوئی گزر گئی اور

اب وہ ایک درخت کے تنے کی آڑ میں تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ ملوسک اور فائر کرتا۔ چلوسک اور ڈمبالو ایک دھماکے کے ساتھ جھاڑیوں میں آگرے۔

مادام شوکارو نے اپنی سٹین گن اٹھالی تھی اور اس بار اس کا نشانہ ملوسک تھا جو بالکل زد میں تھا۔ مادام شوکارو نے نشانہ لے کر ٹریگر پر انگلی رکھی ہی تھی کہ اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ مادام شوکارو نے چونک کر دیکھا تو اس کی سٹین گن ایک بڑے سے بندر کے ہاتھ میں تھی۔ بندر نے شاید درخت پر سے اس پر چھلانگ لگائی تھی۔

بندر سٹین گن ہاتھوں میں لئے تیزی سے دوڑتا ہوا سیدھا چلوسک کے پاس پہنچا جو اس وقت جھاڑی میں سے نکل رہا تھا۔ چلوسک نے پھرتی سے سٹین گن اس کے ہاتھ سے لے لی۔

مادام شوکارو نے کمر سے بندھا ہوا خنجر نکالا۔ اس کی آنکھیں غصے اور جھنجلاہٹ کے مارے سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ بُری طرح پھنس گئی تھی اور یہ

سب کچھ اس نامراد بندر کی وجہ سے ہوا تھا۔

مادام شوکارو نے پوری قوت سے خنجر تاک کر بندر کی طرف اچھالا مگر مقابل میں بندر بھی آفت کا پرکالہ تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے اپنے آپ کو بچاگیا۔

اتنی دیر میں چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بھی وہاں پہنچ گئے اور مادام شوکارو نے بےبسی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھالئے۔

چلوسک نے مادام شوکارو کو کور کیا اور ملوسک تیزی سے واپس بھاگتا ہوا ٹارزن کے پاس پہنچا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول سے ٹارزن کی دونوں ٹانگوں کے درمیان فائر کیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور نہ صرف رسی ٹوٹ گئی بلکہ درخت کا تنا بھی ٹارزن سمیت اکھڑ کر دور جاگرا۔ اور ٹارزن بھی اس کے ساتھ ہی لڑھکتا چلاگیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا اب وہ رسیوں سے آزاد ہوچکا تھا۔ بندر بھی اب اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہ منکو تھا

"تم کہاں چلے گئے تھے"؟ ٹارزن نے منکو سے

پوچھا۔

"سردار! مم میں" منکو نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ تم جاگوش قبیلے میں گئے ہوگے تاکہ اپنی منگیتر کا پتہ چلا سکو کہ کہیں اس کا گھر بھی آگ کی زد میں نہ آگیا ہو" ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں شرمندہ ہوں سردار! اگر میں نہ جاتا تو تمہیں اتنا زخمی نہ ہونا پڑتا" منکو نے خجالت آمیز لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ بہرحال تم بروقت ہی لوٹ آئے ہو" ٹارزن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس طرف بڑھ گیا جدھر چلوسک اور ڈمبالو مادام شوکارو کو لئے کھڑے تھے۔

"اب اس کا کیا کرنا ہے ٹارزن؟ کہو تو اس کو گولی مار دوں" چلوسک نے کہا۔

"نہیں! میں کسی عورت پر بغیر کسی مجبوری کے ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتا۔ ایسا کرو کہ اسے باندھ کر یہیں پھینک دو۔ منکو اس کی نگرانی کرے گا۔ ہمیں اس کے ساتھیوں کا پتہ چلانا چاہیئے" ٹارزن نے

جواب دیا اور چلوسک نے سر ہلادیا۔

ملوسک دوڑ کر وہ رسی لے آیا جس سے مادام شوکارو نے ٹارزن کو باندھا تھا۔ اور پھر ڈمبالو نے بڑی بے رحمی سے مادام شوکارو کے دونوں ہاتھ اور پیر باندھ کر اُسے زمین پر پھینک دیا۔

"میرے ساتھی تم سب کو گولی مار دیں گے" مادام شوکارو نے تلخ لہجے میں کہا۔

"بےفکر رہو۔ ایسا موقع کبھی نہیں آئیگا" ٹارزن نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ سب منکو کو مادام شوکارو کے پاس چھوڑ کر تیزی سے جنگل کے باہر کی طرف چل پڑے۔ اب سٹین گن ڈمبالو کے ہاتھ میں تھی جبکہ چلوسک ملوسک نے اپنے پستول سنبھال رکھے تھے۔

ٹارزن خالی ہاتھ تھا۔ البتہ اس کا خنجر اس کے زیر جامہ میں ضرور اُڑسا ہوا تھا۔

چلوسک ملوسک کے ہیلی کاپٹر کے تباہ ہوتے ہی باقیماندہ تمام ہیلی کاپٹر تیزی سے مڑے اور پھر وہ جنگل کے باہر اپنی مخصوص جگہ پر اترتے چلے گئے۔ وہ سب ہیلی کاپٹروں سے باہر آگئے۔ ان کی تعداد اب بیس کے قریب تھی۔ ان میں سے ایک بڑی بڑی مونچھوں والے نے ایک نظر جنگل کی طرف دیکھا۔ پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر کہا۔

"ساتھیو! مادام شوکارو ضرور جنگل میں گئی ہوگی۔ تب ہی اس کی عدم موجودگی میں ان لڑکوں نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرلیا ہوگا۔ ہمیں فوراً جنگل میں جانا چاہیئے۔ مادام خطرے میں ہوگی"۔

"لیکن اگر ہم سب جنگل میں چلے گئے تو ہمارے

ہیلی کاپٹر بھی خطرے میں پڑ جائیں گے اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہم میں سے سات آدمی ہیلی کاپٹروں میں رہ جائیں اور باقی جنگل میں جائیں ہمیں اپنے ساتھ چھوٹے ٹرانسمیٹر لے جانے چاہئیں تاکہ ہم ایک دوسرے سے باخبر رہیں اور جنگل میں اکٹھا جانے کی بجائے ٹولیوں کی صورت میں جانا چاہیئے" ایک اور آدمی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیئے" بڑی بڑی مونچھوں والے نے کہا اور پھر اس نے خود ہی سات آدمیوں کو ہیلی کاپٹروں کے پاس رہنے کے لئے علیحدہ کردیا۔ اس کے بعد اس نے باقیماندہ افراد کی تین ٹولیاں بنائیں۔ ان کے لیڈر مقرر کئے اور پھر ان سب نے ہیلی کاپٹروں میں سے چھوٹے چھوٹے ٹرانسمیٹر اٹھالئے۔

"اب سنو! ہم سب نے مادام کو بچانے کے ساتھ ساتھ ٹارزن کو بھی زندہ گرفتار کرنا ہے اس لئے بیحد ہوشیاری سے کام لینے کی ضرورت ہے" بڑی بڑی مونچھوں والے نے کہا اور ان سب نے تائید میں سر ہلادیئے۔ پھر وہ سب ٹولیوں کی

صورت میں بٹ کر مختلف سمتوں سے جنگل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

مونچھوں والے کی پارٹی اس طرف بڑھ گئی جس طرف مادام شوکارو گئی تھی۔ کیونکہ مونچھوں والے کو راکھ پر مادام شوکارو کے قدموں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ مادام اس طرف سے گئی ہے"۔ مونچھوں والے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

"ہاں مائیکل! اس کے قدموں کے نشانات صاف نظر آ رہے ہیں"۔ دوسرے نے جواب دیا۔

اور پھر وہ تیزی سے چلتے ہوئے راکھ کے ڈھیروں کے درمیان چھوٹی سی پگڈنڈی پر آگے بڑھتے چلے گئے۔

جلد ہی وہ راکھ کے ڈھیر پار کرکے جنگل کی حدود میں داخل ہو گئے۔ تب انہیں وہاں جدوجہد کے آثار نظر آئے۔ ایک طرف انہیں مادام کی کمر پر بندھا ہوا تھیلا بھی نظر آ گیا۔

"اوہ! مادام شدید خطرے میں ہے"۔ مائیکل نے تھیلا اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتے

چلے گئے۔

وہ تعداد میں چار تھے۔ انہوں نے ہاتھوں میں سٹین گنیں پکڑی ہوئی تھیں اور وہ پوری طرح چوکنا تھے۔ ابھی وہ گھنے جنگل میں چند ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ اچانک ایک بڑا سا پتھر پوری قوت سے مائیکل کے سر پر لگا اور وہ چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔ باقیوں نے بڑی پھرتی سے درختوں کی آڑ لے لی اور پھر انہیں ایک درخت پر سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگاتا ہوا بندر نظر آ گیا۔ ان میں سے ایک نے فائر کھول دیا مگر بندر انتہائی پھرتیلا ثابت ہوا۔ وہ گھنے درختوں میں غائب ہو چکا تھا۔

مائیکل اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"اور آگے بڑھو"۔ مائیکل نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ چند ہی قدم آگے بڑھنے پر انہیں مادام نظر آ گئی۔ جو رسیوں سے بندھی ہوئی پڑی تھی۔

مادام شوکارو نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا۔ اس لئے اس نے چیخ کر کہا۔

"جلدی مجھے کھولو مائیکل! ٹارزن اپنے ساتھیوں سمیت مشرقی سمت گیا ہے"۔ مادام شوکارو نے چیخ کر کہا اور مائیکل نے آگے بڑھ کر تیزی سے مادام کو کھول دیا۔

"ہمیں ٹارزن کا پیچھا کرنا چاہیئے"۔ مادام نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس طرف بڑھنے لگے جدھر ٹارزن، چلوسک ملوسک اور ڈمبالو گئے تھے مگر ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں پشت پر درندوں کے دھاڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ دھاڑوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ بےشمار درندے دوڑتے ہوئے ادھر ہی آ رہے تھے۔

"بھاگو! درندے ہم پر حملہ کرنے آ رہے ہیں۔ جنگل سے باہر نکلو"۔ مادام نے چیخ کر کہا اور پھر وہ سب سرپٹ دوڑتے ہوئے جنگل کی بیرونی سمت بڑھنے لگے جلد ہی وہ جنگل کی حدود سے باہر آ گئے۔

"باقی ساتھی کہاں ہیں"؟ مادام نے پوچھا۔

"وہ ٹولیوں کی صورت میں جنگل میں گئے ہیں"۔ مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ! وہ خطرے میں ہیں۔ انہیں فوراً باہر بلواؤ"۔ مادام

نے چیخ کر کہا اور مائیکل نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور چیخنے لگا۔

"ہیلو ہیلو جون اور جوزف! جلد از جلد جنگل سے باہر آ جاؤ۔ تم سب خطرے میں ہو"۔ مائیکل نے چیخ کر کہا۔

پھر جون کی آواز پہلے سنائی دی۔

"مائیکل! ہم نے ٹارزن اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہے۔ ہم انہیں گھیرے میں لے رہے ہیں اور..... مگر اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازوں میں جون کی آواز ڈوب گئی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر بھی خاموش ہو گیا۔

"وہ خطرے میں ہیں۔ جلدی سے ہیلی کاپٹروں میں بیٹھ کر ان کی طرف چلو۔ ہمیں اب ہیلی کاپٹر جنگل میں لے جانے ہوں گے"۔ مادام نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہیلی کاپٹروں کی طرف بھاگ پڑے۔

چلوسک ملوسک ٹارزن اور ڈمبالو تیزی سے جنگل کی مشرقی سمت دوڑتے چلے گئے۔
ٹارزن کا خیال تھا کہ وہ پہاڑی علاقے کی طرف جائے گا۔ ظاہر ہیلی کاپٹروں میں سوار افراد انہیں وہاں دیکھ کر ان پر فائرنگ کریں گے۔ مگر پہاڑی چٹانوں کی وجہ سے وہ اپنا بچاؤ کرلیں گے اور اس طرح وہ زیادہ سے زیادہ ہیلی کاپٹروں کو مار گرانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور اگر وہ لوگ ہیلی کاپٹروں سے نیچے اتر کر ان پر حملہ آور ہوتے تو وہ پہاڑی علاقے میں بڑی آسانی سے انہیں قابو کرلیں گے۔
چنانچہ وہ جنگل میں دوڑتے ہوئے مشرقی سمت میں موجود پہاڑی علاقے کی طرف دوڑتے چلے گئے مگر

ابھی وہ جنگل کی حدود میں ہی تھے کہ اچانک ٹارزن ایک جھٹکے سے رک گیا۔ اس نے پیچھے مڑکر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو سے دبے لہجے میں کہا۔
"میں چند آدمیوں کی موجودگی قریب ہی محسوس کر رہا ہوں۔ جلدی سے درختوں کے پیچھے چھپ جاؤ۔"
اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تیزی سے درختوں کے تنوں کے پیچھے چھپ کر کھڑے ہوگئے۔ اور ٹارزن بڑی پھرتی سے ایک گھنے درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ اور پھر وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد انہوں نے پانچ افراد کو ایک دائرے کی صورت میں بڑے چوکنے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے ایک نے آنکھوں سے جدید قسم کی دُوربین لگا رکھی تھی۔ اور وہ بڑے غور سے درختوں کو دیکھ رہا تھا اور پھر اس کی نظریں اس درخت کے تنے پر جم گئیں جس کے پیچھے ڈمبالو چھپا ہوا تھا۔ گو درخت کا تنا خاصا چوڑا تھا مگر ڈمبالو کا ہاتھی جیسا جسم پوری طرح چھپانے میں ناکام رہا تھا۔ اس لئے دُوربین والے کی نظروں میں وہ آگیا۔
"اس تنے کے پیچھے ٹارزن ہے۔ گھیرلو جلدی۔

ٹارزن کے علاوہ جو سامنے آئے اُسے بھُون ڈالو۔" دُوربین والے نے تیز لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر کہا۔
اور ان سب نے تیزی سے مختلف درختوں اور جھاڑیوں کی آڑ لے لی۔ اور عین اُسی لمحے دُوربین والے کے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی سے سیٹی کی آواز نکلی۔ اس نے پھُرتی سے گھڑی کا بٹن دبایا تو دوسری طرف سے مائیکل کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔
"ہیلو ہیلو جون اور جوزف! جلدازجلد جنگل سے باہر آجاؤ۔ تم سب خطرے میں ہو۔"
"مائیکل! ہم نے ٹارزن اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا ہے۔ ہم انہیں گھیرے میں لے رہے ہیں اور......" جوَن نے ابھی فقرہ مکمل نہ کیا تھا کہ اچانک ایک درخت کے پیچھے سے سٹین گن کے قہقہوں کی آواز سنائی دی اور گولیاں سیدھی جوَن کی طرف آئیں۔
جوَن نے فقرہ مکمل کرنے کی بجائے انتہائی پھرتی سے ایک درخت کے تنے کے پیچھے چھلانگ لگا

دی۔ اور گولیوں کی بارش اس کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔
اور پھر جنگل میں زلزلہ سا آگیا۔ دونوں طرف سے سٹین گنوں اور پستولوں کے دھانے کھُل گئے۔
چلوسک ملوسک کے پستولوں نے قیامت ڈھا دی وہ لوگ جن درختوں کی پناہ میں کھڑے تھے پستول سے نکلنے والی شعاعوں نے ان درختوں کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور وہ لوگ درختوں کے تنوں کے نیچے پس کر رہ گئے۔ البتہ دُوربین والا جوَن جھاڑیوں کی آڑ کی وجہ سے بچا ہوا تھا۔
جب جوَن کے باقی تمام ساتھی ختم ہوگئے تو درخت پر موجود ٹارزن نے پوری قوت سے نعرہ لگایا۔ اسی لمحے جوَن نے اپنی سٹین گن کا رخ ٹارزن کی طرف کیا مگر ابھی وہ ٹریگر دبانا ہی چاہتا تھا کہ ڈمبالو کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کے دھانے سے گولیوں کی بارش نکلی اور چونکہ جوَن کی سٹین گن جھاڑیوں سے باہر تھی اس لئے گولیاں ٹھیک جوَن کی سٹین گن پر پڑیں اور وہ اس کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری۔ جوَن

نے اچھل کر اپنی سٹین گن کو پکڑنا چاہا مگر عین اسی لمحے ٹارزن نے درخت سے چھلانگ لگائی اور تیر کی طرح اڑتا ہوا ٹھیک اسی جھاڑی پر آگرا جہاں جوَن موجود تھا اور پھر جوَن نے ہاتھ پیر مار کر ٹارزن کی گرفت سے نکل جانا چاہا مگر ٹارزن نے کسی آکٹوپس کی طرح اُسے جکڑ لیا تھا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تیزی سے درختوں کے پیچھے سے نکل آتے۔ انہیں اطمینان تھا کہ جوَن کے باقی ساتھی ختم ہوچکے ہیں۔ اس لئے اب ان کی راہ روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ تیزی سے اس جھاڑی کی طرف بڑھے جہاں ٹارزن نے جوَن کو اپنے ہاتھوں اور پیروں کے شکنجے میں بری طرح جکڑا ہوا تھا۔

ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوئے اور پھر نیچی پرواز میں ہی وہ جنگل کے اندر داخل ہوگئے۔ مگر مادام شوکارو کا یہ اقدام ان کے لئے بے حد مہنگا ثابت ہوا۔ باقیماندہ چار ہیلی کاپٹروں میں سے دو ہیلی کاپٹر درختوں کے ساتھ ٹکرا گئے اور پھر زبردست دھماکوں کے ساتھ ان میں آگ لگ گئی۔ اب باقی صرف دو ہیلی کاپٹر بچ گئے تھے۔ ان میں سے ایک ہیلی کاپٹر کو مادام شوکارو خود چلا رہی تھی جبکہ دوسرے کو مائیکل چلا رہا تھا۔

دونوں ہیلی کاپٹر درختوں سے بچتے بچاتے آخرکار اس جگہ پہنچ گئے جہاں ٹارزن نے جوَن کو جکڑ رکھا تھا۔ اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو ان کے گرد

کھڑے تھے۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو نے بھی ہیلی کاپٹروں کو دیکھ لیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنے پستولوں کا رخ ہیلی کاپٹروں کی طرف کرتے، ہیلی کاپٹروں سے سفید رنگ کی گیس کی پھوار ٹھیک اس جگہ پڑی جہاں وہ کھڑے تھے۔

سفید رنگ کی گیس کی پھوار نے ان کے جسموں کو جیسے مفلوج کردیا اور وہ ہاتھ پیر ہلائے بغیر ہی آٹے کے بوروں کی طرح زمین پر گرتے چلے گئے۔ اس بار مادام شوکارو نے بڑی ذہانت سے کام لیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ان کے ہیلی کاپٹر جنگل میں زیادہ آزادی سے نقل و حرکت نہیں کر سکتے اور نیچے موجود افراد کے پاس نہ صرف سٹین گن ہے بلکہ شعاعوں والے پستول بھی ہیں۔ اور وہ جھاڑیوں کی آڑ لے کر ان کی فائرنگ سے بچ سکتے تھے جبکہ ان کے ہیلی کاپٹر یقیناً نشانہ بن جاتے۔ اس لئے اس بار اس نے فائرنگ کی بجائے بیہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس ان پر پھینکی تھی۔ اور وہ اپنے اس حربے میں کامیاب بھی ہوگئی تھی۔

جس وقت ہیلی کاپٹر خالی جگہ پر اترے تو ٹارزن جوَن، چلوسک ملوسک اور ڈمبالو سب بیہوش اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

"سب سے پہلے ٹارزن کو اچھی طرح باندھ لو تاکہ اگر اسے جلدی ہوش آجائے تو کوئی گڑبڑ نہ ہو"۔ مادام شوکارو نے مائیکل سے مخاطب ہوکر کہا۔

"مادام! کیوں نہ اس کے ساتھیوں کو گولی مار کر ہلاک کردیں"۔ مائیکل نے مادام شوکارو سے مخاطب ہوکر کہا۔

"نہیں، انہیں بھی زندہ ہی ساتھ لے جانا ہے۔ میں ٹارزن کے بارے میں بہت کچھ جان چکی ہوں۔ ٹارزن انتہائی فولادی اعصاب کا مالک ہے۔ میں نے اس پر کوڑوں کی بارش کردی تھی مگر اس کے حلق سے سسکاری بھی نہیں نکلی۔ اس لئے صرف تشدد کی بنا پر وہ کچھ نہیں بتائے گا۔ اس لئے میں نے یہ سوچا ہے کہ اس کی بجائے اس کے سامنے اس کے ساتھیوں پر تشدد کیا جائے۔ ٹارزن جہاں بے حد سخت مزاج آدمی ہے وہاں بے حد رحم دل بھی ہے۔ ان لڑکوں پر تشدد ہوتا دیکھ کر وہ یقیناً

زبان کھول دے گا"۔ مادام شوکارو نے اپنا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب مادام! واقعی آپ کی ذہانت قابلِ داد ہے"۔ مائیکل نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔

مادام کے ساتھیوں نے اس دوران ٹارزن کو اچھی طرح رسیوں سے جکڑ دیا تھا اور پھر مادام کے اشارے پر باقی سب کو سوائے جوّن کے جکڑ لیا گیا۔ اور پھر ان سب کو اٹھا کر ہیلی کاپٹروں میں ڈال دیا گیا۔

"آؤ اب نکل چلیں"۔ مادام نے کہا۔

اور پھر وہ سب جلدی سے ہیلی کاپٹروں میں سوار ہوگئے۔

اُسی لمحے دُور سے منکو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا ان ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھتا چلا آرہا تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے بھاگ رہا تھا۔

"مادام شوکارو کا ہیلی کاپٹر پہلے فضا میں بلند ہوا اور مائیکل کا ہیلی کاپٹر بعد میں۔

جس وقت مائیکل کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اس وقت منکو اس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس

نے دُور سے ہی ایک زبردست چھلانگ لگائی اور پھر وہ مائیکل کے ہیلی کاپٹر کے پیڈ کو پکڑ کر فضا میں لٹک گیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ پیڈ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا تیزی سے جنگل سے باہر نکلتا چلا گیا۔

ٹارزن کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے میں ایک بستر پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے ہاتھ اور پیر لوہے کے پلنگ کے ساتھ مضبوطی سے بندھے ہوئے تھے۔

کمرے میں پلنگ کے علاوہ اور کوئی چیز نہ تھی۔ تمام کمرہ خالی تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا البتہ چھت کے قریب ایک بڑا سا روشندان تھا۔

ٹارزن چند لمحے تو بے خیالی کے عالم میں پڑا رہا پھر اُسے سب کچھ یاد آتا چلا گیا۔ کہ کس طرح اس نے جوّن کو قبضے میں کرلیا تھا اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو اس کے قریب کھڑے تھے۔ ٹھیک اُسی وقت آسمان پر ہیلی کاپٹروں کا شور بلند ہوا اور

پھر سفید رنگ کی گیس کی پھوار ان پر ماری گئی اور ٹارزن کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا اور اب جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو اس بڑے سے کمرے میں موجود پایا۔

ٹارزن سوچنے لگا کہ وہ کہاں آگیا ہے۔ جنگل میں تو کسی کمرے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اس لئے ٹارزن نے یہی نتیجہ نکالا کہ اُسے جنگل سے اغوا کرکے کسی شہر میں لایا گیا ہے۔

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اُسے اب احساس ہورہا تھا کہ نہ صرف اس کا بستر بلکہ پورا کمرہ آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔ اور یہ حرکت باقاعدہ شکل کی تھی۔ ٹارزن فوراً سمجھ گیا کہ وہ کسی بحری جہاز میں موجود ہے۔

اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر دروازے میں مادام شوکارو داخل ہوئی وہ سیدھی ٹارزن کے پلنگ کے قریب آئی۔

"ہیلو ٹارزن! تمہیں ہوش آگیا"؟ مادام شوکارو نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں آگیا ہے"۔ ٹارزن نے سرد لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ٹارزن! اس وقت تم ایک بحری جہاز میں ہو جنگل میں نہیں۔ اور بحری جہاز پر میرے آدمیوں کا قبضہ ہے۔ یہاں سے تم زندہ بچ کر صرف اسی صورت میں نکل سکتے ہو کہ ہیروں کی اس کان کا پتہ بتادو"۔ مادام شوکارو نے بڑے نرم لہجے میں اس سے مخاطب ہوکر کہا۔

"تمہیں میرے متعلق شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ ٹارزن کبھی کوئی بات تشدد سے نہیں بتایا کرتا۔ اس لئے تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ اور مجھے آزاد کردو ورنہ یقین رکھنا تمہارا انجام انتہائی عبرتناک ہوگا"۔ ٹارزن نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"ہوں! تم مادام شوکارو کی ذہانت کے بارے میں نہیں جانتے۔ تم جنگل میں رہنے والے ہو۔ تمہیں کیا معلوم کہ پوری دنیا میں مادام شوکارو کا نام کتنے احترام سے لیا جاتا ہے۔ میں ناممکن کو ممکن بنانا جانتی ہوں"۔ مادام شوکارو نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ہوں! تو پھر بنالو ممکن"۔ ٹارزن نے چٹان جیسے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی پتہ لگ جاتا ہے کہ تم کتنے حوصلے والے ہو"۔ مادام شوکارو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے مائیکل دروازے پر نمودار ہوا۔

"اس چھوٹے لڑکے کو یہاں لے آؤ"۔ مادام شوکارو نے مائیکل کو حکم دیا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد مائیکل واپس آگیا۔ اس کے کاندھے پر ملوسک لدا ہوا تھا۔ وہ شاید ابھی تک بیہوش تھا۔ مائیکل نے اُسے کمرے کے درمیان میں فرش پر پٹک دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"۔ مادام شوکارو نے مائیکل کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! اس لڑکے کو ہوش میں لانے سے پہلے باندھ کیوں نہ لیا جائے"۔ مائیکل نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! مگر اس سے پہلے اس کے ساتھیوں کو بھی یہاں لے آؤ۔ میں چاہتی ہوں کہ سب لوگ اکٹھے ہی اس نظارے سے محفوظ ہوں"۔ مادام شوکارو

نے کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"تم کیا کرنا چاہتی ہو"۔ ٹارزن نے مادام شوکارو سے پوچھا۔

"بس دیکھتے جاؤ۔ میں کس طرح ناممکن کو ممکن بناتی ہوں"۔ مادام شوکارو نے زہریلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور ٹارزن دانت بھینچ کر خاموش ہوگیا۔ وہ اس بری طرح مضبوط رسیوں میں جکڑا ہوا تھا کہ اپنے جسم کو ذرا سی بھی حرکت دینے سے قاصر تھا۔

چند لمحوں بعد مائیکل واپس کمرے میں آیا تو اس کے پیچھے پانچ افراد تھے جن میں سے ایک نے بیہوش چلوسک کو اُٹھا رکھا تھا جبکہ باقی چار دیوزاد ڈمبالو کو ہاتھوں سے پکڑ کر فرش پر گھسیٹتے ہوئے لئے آرہے تھے۔ ڈمبالو کا وزن اس قدر زیادہ تھا کہ وہ چاروں مل کر بھی اُسے اٹھانے سے قاصر تھے۔ کمرے کے درمیان آکر وہ رک گئے۔

"ان تینوں کو اچھی طرح رسیوں سے باندھ دو"۔ مادام شوکارو نے کہا اور مائیکل جو ہاتھ میں نائلون

کی مضبوط ڈوریوں کا گچھا اٹھائے کھڑا تھا تیزی سے مادام کی حکم کی تعمیل میں مصروف ہوگیا۔

چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک اور ڈمبالو رسیوں سے بندھے فرش پر پڑے تھے۔

"اب ان تینوں کو ہوش میں لے آؤ"۔ مادام شوکارو نے مائیکل سے مخاطب ہوکر کہا۔

مائیکل نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کے نتھنوں سے اس نے باری باری شیشی لگادی۔

پھر ان تینوں کو بیک وقت چھینک آئی اور تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔

"باقی سب لوگ جاؤ۔ مائیکل تم یہیں ٹھہرو"۔ مادام شوکارو نے ہاتھ اٹھاکر کہا اور مائیکل کے علاوہ باقی افراد خاموشی سے باہر نکل گئے۔

"دروازہ بند کردو"۔ مادام شوکارو نے کہا اور مائیکل نے آگے بڑھ کر کمرے کا اکلوتا دروازہ بند کردیا۔

"اب دیکھو ٹارزن! میں کس طرح ناممکن کو ممکن بناتی ہوں"۔ مادام شوکارو نے زہریلے لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مائیکل
کو اشارہ کردیا۔ مائیکل تیزی سے کمرے کے کونے
کی طرف بڑھا اور پھر اس نے کونے میں موجود
ایک چھوٹے سے صندوق کے ڈھکن کو کھولا اور اس
میں سے ایک زنبور نکال لیا۔ زنبور لے کر وہ سیدھا
ملوسک کی طرف بڑھا۔

"اس لڑکے کا ایک ایک ناخن اکھاڑ ڈالو۔" مادام
نے سخت لہجے میں کہا اور مائیکل نے بندھے ہوئے
ملوسک کے ہاتھ کے ناخن کو زنبور کی چٹکی میں
جکڑ لیا۔ پھر جیسے ہی اس نے اپنے ہاتھ کو
مخصوص انداز میں جھٹکا۔ کمرہ ملوسک کی دلدوز چیخ
سے گونج اٹھا۔

ملوسک کا ناخن جڑ سے نکل آیا تھا۔

ہیلی کاپٹر جنگل سے نکل کر تیزی سے اُڑتے
ہوئے سمندر کی طرف بڑھے۔ منکو ایک ہیلی کاپٹر کے
پیڈ پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یہ لوگ ٹارزن
کو لے کر کہاں جارہے ہیں۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے سمندر پر اڑتے
چلے گئے۔ اور پھر دُور سے ایک بڑے سے بحری جہاز
کا ہیولا نظر آنے لگا۔ ہیلی کاپٹروں کا رخ اسی جہاز
کی طرف تھا۔ اس لئے منکو سمجھ گیا کہ ہیلی کاپٹر
جہاز کی طرف ہی جارہے ہیں۔ وہ تیزی سے
ایک کونے میں سمٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر اس جہاز پر پہنچ گئے
جہاز کے عرشے پر کوئی آدمی نظر نہ آرہا تھا۔

دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے عرشے پر اتر گئے۔
جیسے ہی منکو والا ہیلی کاپٹر عرشے سے ٹکا۔ منکو
نے چھلانگ لگائی اور تیزی سے عرشے پر پڑے
ہوئے بڑے بڑے رسّوں کے ڈھیر کے پیچھے چھپ
گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ ہیلی کاپٹروں سے وہ
لوگ نیچے اترتے۔ نیچے سے دس کے قریب افراد
دوڑتے ہوئے عرشے پر آ گئے۔ شاید ہیلی کاپٹروں کی
آمد ان کے لئے غیر متوقع تھی۔ اس لئے جب تک
ہیلی کاپٹر عرشے پر اتر نہ گئے۔ انہیں معلوم نہ
ہوا تھا۔

پھر منکو کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹروں
سے مادام شوکارو اور ان کے ساتھی باہر آگئے۔

"ہیلی کاپٹروں میں کچھ لوگ بیہوش ہیں انہیں
اٹھاکر نیچے لے چلو۔" مادام شوکارو نے آنے والوں
سے مخاطب ہوکر کہا اور وہ لوگ ہیلی کاپٹروں کی
طرف دوڑ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہیلی کاپٹروں میں سے
ٹارزن، چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو نیچے اتار لیا۔
ان کا اپنا ساتھی جوزن بھی بیہوش تھا۔ مادام

کے اشارے پر دو آدمی جوزن کو لے کر سب سے
پہلے نیچے اتر گئے۔ پھر ٹارزن، چلوسک، ملوسک اور
ڈمبالو کو بھی اٹھاکر نیچے لے جایا گیا۔

تھوڑی دیر بعد عرشہ بالکل خالی ہوچکا تھا۔ مادام
بھی اپنے ساتھیوں سمیت نیچے جا چکی تھی۔

عرشہ خالی ہوتے ہی منکو تیزی سے رسّوں کے
ڈھیر سے نکلا اور پھر دبے پاؤں وہ بھی نیچے اترتا
چلا گیا۔

عرشے کے نیچے کمرے بنے ہوئے تھے۔ اور ایک
بند راہداری تھی۔ منکو اس راہداری میں سے گزرنے
لگا تو اچانک اُسے دُور سے کسی کے قدموں کی
آواز سنائی دی۔ راہداری میں چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی
منکو تیزی سے قریبی کمرے میں گھستا چلا گیا۔ اس
کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے منکو کو
کمرے میں جانے کے لئے کوئی پریشانی نہیں اٹھانی
پڑی تھی۔

کمرہ خالی تھا اس لئے منکو تیزی سے ایک
بڑی سی الماری کے پیچھے چھپ گیا۔ آنے والے
کے قدموں کی آواز تیزی سے کمرے کے دروازے

کی طرف ہی آرہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد آنے والا اسی کمرے میں داخل ہوا۔

منکو نے الماری کے پیچھے سے سر باہر نکال کر دیکھا تو آنے والی مادام شوکارو تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی اور وہ ایک کرسی پر ——— بیٹھ گئی۔ کرسی کے سامنے ایک میز پر شراب کی بوتل اور گلاس پڑا ہوا تھا۔ مادام شوکارو نے بڑی خاموشی سے بوتل میں سے شراب گلاس میں انڈیلی اور پھر گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔ شاید وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

ابھی اس نے دوسرا ہی گھونٹ بھرا تھا کہ اچانک کمرے میں ایک تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ سیٹی کی آواز اسی الماری میں سے آرہی تھی جس کے پیچھے منکو چھپا ہوا تھا۔

مادام شوکارو نے جلدی سے گلاس میز پر رکھا اور پھر الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اس میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ دوسرے لمحے سیٹی کی آواز پر ایک بھاری آواز غالب آگئی۔

"ہیلو ہیلو ہیڈکوارٹر سپیکنگ اوور" بھاری مردانہ آواز میں کہا گیا۔

"یس مادام شوکارو سپیکنگ۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مادام! کیا پوزیشن ہے۔ مکمل رپورٹ دو اوور"؟ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے جنگل میں داخل ہوکر ٹارزن کو قید کرلیا۔ پھر ہیروں کی کان کا راز حاصل کرنے کے لئے اس پر کوڑوں کی بارش کر دی۔ مگر اس نے زبان نہ کھولی اور عین اسی وقت ٹارزن کے ساتھی وہاں آگئے اوور"۔ مادام نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹارزن کے ساتھی، وہ کون ہیں؟ ٹارزن تو اکیلا رہتا ہے اوور"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"یہ دو لڑکے ہیں اور ان کے ساتھ ایک دیوزاد مگر بیوقوف آدمی ہے۔ ان لڑکوں کے پاس انتہائی خطرناک شعاعی پستول ہیں۔ بہرحال ٹارزن ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔ پھر ہم نے دوبارہ حملہ کیا اور

ٹارزن کے ساتھیوں نے ہمارے چھ ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے۔ میرے علاوہ صرف دس افراد زندہ بچے ہیں۔ باقی سب ختم ہوگئے ہیں۔ بہرحال میں ٹارزن اور اس کے ساتھیوں کو بیہوش کرنے میں کامیاب ہوگئی اور پھر اس بیہوشی کے عالم میں انہیں جہاز پر لے آئی ہوں۔ ٹارزن کو ابھی تک ہوش میں نہیں آیا۔ میں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی ہوں اوور"۔ مادام نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! تم نے بڑی ذہانت سے کام لیا ہے کہ ٹارزن کو جہاز میں لے آئی ہو۔ اب جنگل کے درندے تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اب میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ٹارزن کے ساتھیوں پر ٹارزن کے سامنے تشدد کیا جائے۔ اس طرح مجھے یقین ہے کہ ٹارزن زبان کھول دے گا۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے اپنا آئندہ کا منصوبہ بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا منصوبہ درست ہے۔ براہ راست ٹارزن کی زبان کھلوانی بہت مشکل ہے۔ مگر لڑکوں کو تشدد

سے بچانے کے لئے وہ ضرور زبان کھول دے گا۔ اوور"۔ دوسری طرف سے تعریف بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اسی لئے میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اس کی زبان کھلوانے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سنو! اگر وہ اب بھی زبان نہ کھولے تو پھر اسے ہیڈکوارٹر بھجوا دینا۔ ہم خود ہی اس کی زبان کھلوا لیں گے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا۔ اوور"۔ مادام شوکارو نے جواب دیا۔

"اور سنو! جب ہیروں کی کان کا پتہ چل جائے تو ٹارزن کو ہلاک کر دینا تاکہ یہ کانٹا ہمیشہ کے لئے نکل جائے اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہتر ہے اوور"۔ مادام شوکارو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور

اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

مادام شوکارو نے طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر الماری کے پٹ بند کرکے وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی اور گلاس میں موجود باقی شراب گھونٹ گھونٹ پینے لگی۔

چند لمحوں بعد راہداری میں قدموں کی آواز ابھری اور پھر ایک شخص دروازے پر آکر رک گیا۔

"مادام! ٹارزن کو ہوش آگیا ہے"۔ آنے والے نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں مادام سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا"۔ مادام نے چونک کر کہا اور پھر اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

آنے والا مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹ گیا اور مادام شوکارو راہداری میں آگے بڑھ گئی۔ اور آنے والا بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

منکو نے جب کمرہ خالی دیکھا تو وہ الماری کی پشت سے باہر نکلا اور پھر اس نے سب سے

پہلے الماری کے پٹ کھولے۔ اسے سامنے ہی ٹرانسیٹر رکھا ہوا نظر آگیا۔ منکو ---- ایک بار پہلے بھی ایسا بولنے والا آلہ دیکھ چکا تھا۔ جب کچھ غیرملکیوں نے اس کے جنگل پر حملہ کیا تھا۔ اس نے اپنا پنجہ اس کے پیچھے پھیرا تو اس کا پنجہ کچھ چھوٹی چھوٹی تاروں سے ٹکرا گیا۔ اس نے ایک پنجے سے ٹرانسیٹر کو پکڑا اور دوسرے پنجے سے ایک جھٹکے سے وہ تاریں توڑ ڈالیں پھر اس نے بڑے اطمینان سے الماری کے پٹ بند کئے اور تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔

راہداری کے آخر میں اس نے مادام اور اس کے پیچھے چلنے والے آدمی کو بائیں طرف مڑتے دیکھا وہ دبے پاؤں راہداری میں چلتا ہوا ان کے پیچھے چل دیا۔

کافی دور جاکر منکو نے دیکھا کہ راہداری بائیں طرف مڑگئی تھی۔ وہاں سب سے آخر میں ایک دروازہ تھا جس میں مادام داخل ہورہی تھی جبکہ اس کے پیچھے چلنے والا دروازے پر ہی رک گیا تھا۔

منکو نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے ایک اور کمرے کا دروازہ کھلا نظر آگیا۔ وہ تیزی سے اس دروازے میں داخل ہوگیا۔ اور پھر یہ دیکھکر حیران رہ گیا کہ اس کمرے میں چھت تک بڑے بڑے گولے بھرے ہوئے ہیں۔ ہر گولے کے ساتھ فیتے لگے ہوئے تھے اور کمرے میں چھت کے قریب ایک بڑا سا روشندان تھا۔

منکو نے کچھ سوچا اور پھر اس نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ روشندان میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے روشندان سے باہر سر نکالا تو ایک چھوٹی سی کارنس بنی ہوئی تھی اور وہاں روشندانوں کی ایک قطار موجود تھی۔

منکو تیزی سے کارنس پر چڑھ گیا اور پھر اس کے کانوں میں ٹارزن کی آواز سنائی دی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اسے وہ روشندان نظر آگیا۔ جس سے ٹارزن کی باتوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ روشندان کے ساتھ چپک سا گیا۔ اس نے دیکھا کہ ٹارزن ایک بستر پر بندھا ہوا پڑا تھا اور مادام شوکارو اس کے

قریب کھڑی تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور چند آدمی اندر داخل ہوئے۔ انہوں نے چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو اٹھایا ہوا تھا۔ پھر منکو کے سامنے ہی ان سب کو باندھ دیا گیا۔

مادام شوکارو کے کہنے پر باقی سب افراد باہر نکل گئے۔ البتہ ایک مونچھوں والا وہیں رہ گیا۔

منکو نے سوچا کہ اسے کچھ کرنا چاہیئے مگر اس کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

آخر اس کا دھیان کمرے میں موجود گولوں کی طرف چلا گیا۔ وہ پھرتی سے واپس مڑا اور دوسرے روشندان سے لٹک کر اس نے ایک بڑا سا گولہ اپنے پنجوں میں دبایا اور پھر چھلانگ لگا کر وہ کارنس سے نزدیکی چھت پر چلا گیا۔ وہاں تیزی سے دوڑتا ہوا وہ ایک اور روشندان کے پاس پہنچا اس نے جھانک کر دیکھا تو وہ کھانے پکانے کا کمرہ تھا۔ ایک طرف چولہے میں آگ جل رہی تھی کمرہ خالی تھا۔ شاید باورچی کسی کام کے لئے باہر گیا تھا۔ منکو تیزی سے روشندان کے ذریعے

کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے گولے کو چولہے کے پاس رکھا اور پھر اس کے ساتھ لگے ہوئے لمبے سے فیتے کے سرے کو اس نے آگ پر رکھ دیا۔ فیتہ تیزی سے سلگنے لگا۔ منکو نے ایک چھلانگ لگائی اور روشندان سے باہر آگیا۔ پھر انتہائی تیزی سے کارنس اور چھت کو پھلانگتا ہوا وہ دوبارہ اس روشندان کے قریب آگیا۔ جس کمرے میں ٹارزن اور مادام شوکارو موجود تھی۔

ابھی وہ روشندان کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے کمرے میں ملوسک کی ہولناک چیخ سُنی۔ یہ چیخ اس قدر اچانک اور ہولناک تھی کہ منکو کے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے کافی بلندی سے نیچے آگرا۔

"بندر بندر"۔ اچانک ایک آدمی چیخا اور منکو اچھل کر بھاگنے لگا۔ مگر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک کنوئیں نما جگہ میں بند تھا جبکہ اس کے سرے پر وہ آدمی ہاتھ میں ریوالور لئے کھڑا تھا۔ اس آدمی نے انتہائی پھرتی سے ریوالور

کا رُخ منکو کی طرف کیا اور پھر ٹرگر دبا دیا۔ منکو کے لئے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ تھی مگر عین اُسی لمحے خوفناک دھماکہ ہوا اور پورا جہاز لڑکھڑا گیا۔ کنوئیں کے کنارے پر کھڑا ہوا شخص توازن برقرار نہ رکھنے کی وجہ سے سر کے بل کنوئیں میں گرتا چلاگیا۔

اور پھر جیسے ہی وہ نیچے گرا، منکو نے چھلانگ لگائی اور وہ اُڑتا ہوا اس کنوئیں سے باہر نکل آیا۔

جیسے ہی ملوسک کے حلق سے چیخ نکلی یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں زلزلہ آگیا ہو۔ ڈمبالو جو اب تک ملوسک کے قریب رسیوں سے بندھا ہوا بڑے اطمینان سے پڑا تھا۔ اچانک اچھل کر بیٹھ گیا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بھی ایک خوفناک چیخ نکلی اور اس نے اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکے سے پھیلایا اور اس کے جسم پر بندھی ہوئی نائلون کی رسیاں کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹتی چلی گئیں۔

مائیکل نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑا ہوا زنبور ڈمبالو کے سر پر مارنے کی کوشش کی مگر ڈمبالو تو جیسے پاگل ہوچکا تھا۔ اس نے

پوری قوت سے ہاتھ لہرایا اور اس کا طاقتور ہاتھ مائیکل کے سینے پر پڑا اور ایک دھماکے سے اچھل کر مائیکل دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس بار مائیکل کے حلق سے ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ اس کے منہ سے خون فوارے کی طرح اُبلنے لگا۔ شائد اُس کا دل پھٹ گیا تھا۔

مادام شوکارو نے انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر پسٹول نکالنے کی کوشش کی مگر اُسی لمحے ٹارزن نے ایک خوفناک نعرہ مارا اور پھر اس کے جسم پر بندھی ہوئی رسیاں بھی ٹوٹتی چلی گئیں۔

مادام شوکارو نے پسٹول نکال لیا تھا مگر ٹارزن نے بڑی پھرتی سے اپنی ٹانگ چلائی اور پسٹول اس کے ہاتھ میں سے نکلتا چلاگیا۔

ٹارزن نے پلنگ پر سے چھلانگ لگائی مگر مادام شوکارو بجلی کی سی تیزی سے دروازے تک پہنچ چکی تھی اور عین اُسی لمحے ایک کان پھاڑ اور خوفناک دھماکہ ہوا اور پورا جہاز یوں ہلا کہ

ٹارزن اور ڈمبالو دونوں سر کے بل زمین پر جا گرے۔

مادام شوکارو کے جسم نے بھی زبردست جھٹکا کھایا مگر چونکہ اس نے دروازے کو پکڑ رکھا تھا اس لئے وہ زمین پر گرنے سے بچ گئی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ ٹارزن اور ڈمبالو دوبارہ سیدھے ہوتے۔ مادام شوکارو کمرے سے باہر جا چکی تھی۔ اور دوسرے لمحے دروازہ باہر سے بند ہوگیا۔

"انہیں کھولو ڈمبالو"۔ ٹارزن نے چیخ کر ڈمبالو سے مخاطب ہوکر کہا اور پھر خود پوری قوت سے بھاگتا ہوا دروازے سے جا ٹکرایا مگر دروازہ فولاد کا بنا ہوا تھا۔ ٹارزن کے دھکے نے اس کا کچھ بھی نہ بگاڑا تھا۔

ادھر ڈمبالو نے ایک ہی جھٹکے سے چلوسک اور ملوسک کی رسیاں توڑ ڈالیں۔ ملوسک کے چہرے پر ابھی تک تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔

"فکر مت کرو ملوسک! تمہارا ناخن تو دوبارہ پیدا ہو جائے گا مگر مادام شوکارو کی رُوح اس کے جسم میں دوبارہ واپس نہیں آئے گی"۔ چلوسک

نے ہاتھ ملتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ہٹو ٹارزن! میں دروازہ کھولتا ہوں"۔ ڈمبالو نے ٹارزن کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوڑ کر پوری قوت سے اپنے کاندھے کی ٹکر فولادی دروازے پر ماری اور دروازہ ایک دھماکے کے ساتھ چوکھٹ سمیت اکھڑ کر دوسری طرف جا گرا۔

اور اُسی لمحے انہوں نے دُور سے آگ آگ کا شور سُنا۔ شاید جہاز میں آگ لگ گئی تھی۔ وہ تیزی سے راہداری میں دوڑنے لگے۔

مگر ابھی وہ موڑ مُڑنے ہی والے تھے کہ اچانک کمرے میں سے منکو باہر آگیا۔

"سردار اس طرف سے آؤ۔ آگے خطرہ ہے"۔ منکو نے چیخ کر ٹارزن سے کہا۔

اور ٹارزن تیزی سے مڑ کر کمرے میں داخل ہوگیا۔ چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بھی ٹارزن کے پیچھے ہی مڑ گئے۔ یہ وہی کمرہ تھا جو بموں سے بھرا ہوا تھا۔

"اس کمرے کا روشندان بڑا ہے۔ یہاں سے

نکل چلتے ہیں"۔ منکو نے روشندان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! اس روشندان سے ڈمبالو نہ نکل سکے گا"۔ ٹارزن نے کہا اور پھر واپس راہداری کی طرف مُڑ گیا۔

چلوسک نے کمرے میں بموں کو دیکھا تو اس نے تین بم اٹھاکر جیبوں میں ڈال لئے۔

پھر جیسے ہی وہ سب راہداری میں آئے، راہداری کے دوسرے سرے سے ان کی طرف گولیوں کی بوچھاڑ سی آئی اور وہ سب ٹھٹھک کر کمرے میں ہی رہ گئے۔

چلوسک نے تیزی سے جیب سے ایک بم نکالا اور پھر اس نے جھک کر بوٹ کا تسمہ بڑی پھرتی سے کھولا اور پھر تسمے کے دونوں سروں کو ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں یوں رگڑا جیسے ماچس کی تیلی مصالحے سے رگڑی جاتی ہے۔ اور دوسرے لمحے ایک تسمے کے سرے پر شعلہ سا لپکا چلوسک نے شعلے کو فیتے سے لگا دیا اور بم کا فیتہ تیزی سے سلگنے لگا۔ اور پھر جب فیتہ آدھے

سے زیادہ جل گیا تو چلوسک نے ہاتھ دروازے سے باہر نکال کر پوری قوت سے اس طرف بم پھینک دیا جس طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ آئی تھی۔ اور اب چلوسک دوسرے بم کو آگ لگانے میں مصروف ہوگیا۔ اس نے پہلے کی طرح تسمے رگڑ کر بم کے فیتے کو سلگایا اور پھر اسے بھی باہر پھینک دیا۔

دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اِس کے چند لمحوں بعد دوسرا خوفناک دھماکہ ہوا اور پورا جہاز الٹ پلٹ کر رہ گیا۔

اب وہاں ہر طرف آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور پھر آگ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھنے لگی جس کمرے میں وہ سب ٹھٹھک کر رہ گئے تھے۔

"جلدی سے نکلو یہاں سے۔ اگر یہاں آگ پہنچ گئی تو ہمارے جسموں کا ریزہ بھی نہیں ملے گا"۔ چلوسک نے چیخ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے روشندان کی طرف بڑھ گیا۔

سب سے پہلے منکو باہر نکلا۔ اور اس کے بعد

چلوسک اور ملوسک دوسری طرف آگئے۔ پھر ٹارزن نے کوشش کی اور سمٹ سمٹا کر وہ بھی روشندان سے باہر آنے میں کامیاب ہوگیا۔ وہ اب روشندان سے باہر ایک پتلی سی کارنس پر جمے ہوئے تھے

اسی لمحے ڈمبالو نے روشندان کی چوکھٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پوری قوت سے کھینچ لیا۔ روشندان بمعہ چوکھٹ اکھڑ آیا۔ اب وہاں اتنا راستہ بن گیا تھا کہ وہ آسانی سے اس میں سے باہر آگیا۔

چلوسک ملوسک اور ٹارزن منکو کی رہنمائی میں کارنس سے نزدیکی چھت پر پہنچ گئے۔ جہاز میں ہر طرف چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔ اور لوگ اِدھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ ڈمبالو بھی اب وہاں آگیا تھا۔

" اِدھر عرشے کی طرف چلو، وہاں ہیلی کاپٹر موجود ہیں"۔ چلوسک نے چیخ کر عرشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ چھت پر بھاگتے ہوئے عرشے کی طرف بڑھنے لگے۔

ابھی وہ عرشے کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ

ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے فضا میں بلند ہوا اور انہوں نے دیکھا کہ اس ہیلی کاپٹر کو مادام شوکارو چلا رہی تھی۔ باقی لوگ بھی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ رہے تھے۔ کچھ نے ربڑ کی کشتیاں سمندر میں پھینک دی تھیں اور اس پر سوار ہوگئے تھے۔

" جلدی بھاگو، کہیں وہ لوگ ہیلی کاپٹر نہ لے اڑیں"۔ ٹارزن نے چیخ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے

ہیلی کاپٹر میں ایک آدمی سوار ہوچکا تھا۔ اس نے ٹارزن اور اس کے ساتھیوں کو تیزی سے بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو اس نے تیزی سے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کردیا۔

ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑنے والے دوسرے افراد ٹارزن وغیرہ کو دیکھ کر دوسری طرف مڑ گئے۔ وہ اب لڑنے بھڑنے کی بجائے جان بچانا چاہتے تھے۔

جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوگیا۔ مگر اسی لمحے ڈمبالو نے

آگے بڑھ کر ہیلی کاپٹر کا پیڈ پکڑ لیا اور پھر اس نے پوری قوت سے اسے نیچے کی طرف کھینچنا چاہا۔

ہیلی کاپٹر کا انجن اوپر اٹھنے کے لئے پوری قوت استعمال کر رہا تھا مگر اسے نیچے کھینچنے والا بھی ڈمبالو تھا۔

ڈمبالو نے ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کو نیچے کیا تو ٹارزن نے پھرتی سے اچھل کر پائلٹ کی گردن پر ہاتھ ڈالا اور اسے یوں اٹھا کر باہر پھینک دیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھا کر پھینک دیتے ہیں۔

اور پھر چلوسک اچھل کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگیا اور اس نے پھرتی سے ہیلی کاپٹر کے اوپر اٹھنے والا بٹن بند کردیا اور ہیلی کاپٹر دوبارہ عرشے پر ٹک گیا۔

ملوسک، ڈمبالو، ٹارزن اور منکو تیزی سے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوگئے۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ابھی وہ فضا میں تھوڑا سا ہی بلند ہوئے

تھے کہ انہیں نیچے بحری جہاز میں خوفناک دھماکے سنائی دیئے۔ آگ شاید بموں والے کمرے میں پہنچ چکی تھی۔

اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے اتنے بڑے بحری جہاز کے پرخچے اڑ گئے اور اب سمندر پر ہر طرف آگ پھیلی ہوئی تھی۔ بحری جہاز مکمل طور پر تباہ ہوچکا تھا۔

مادام شوکارو کا ہیلی کاپٹر دُور اُڑا چلا جا رہا تھا۔ وہ انتہائی تیزی کے ساتھ آگے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

چلوسک نے پوری رفتار سے ہیلی کاپٹر کو چلایا۔ اتنی تیز رفتاری سے اس نے پہلے کبھی نہ چلایا تھا۔ اب وہ مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر کا پیچھا کر رہا تھا۔

جلد ہی ان کا ہیلی کاپٹر مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا۔

چلوسک نے پھرتی سے گنیں چلانے والا بٹن دبا دیا مگر کچھ نہ ہوا۔ شاید گنوں میں گولیاں ہی نہ تھیں۔

"کاش اس وقت ہمارے پاس پستول ہوتے"۔ چلوسک نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

ان کے پستول اس وقت ان سے چھین لئے گئے تھے جب مادام شوکارو نے جنگل میں ان پر گیس کی پھوار پھینک کر بیہوش کر دیا تھا۔ اور اب ان کے پستول مادام شوکارو کے قبضے میں تھے۔

اُسی لمحے مادام شوکارو نے بڑی پھرتی سے اپنے ہیلی کاپٹر کو واپس موڑا۔ وہ شاید سمجھ گئی تھی کہ چلوسک کے ہیلی کاپٹر کی گنیں بیکار ہوچکی ہیں۔ اس نے قریب آکر ایک عجیب سی حرکت کی۔ بجائے اس کے کہ وہ چلوسک کے ہیلی کاپٹر کو تباہ کرتی۔ اس نے پھرتی سے ایک بٹن دبا دیا اور پھر بٹن دبتے ہی اس کے ہیلی کاپٹر کے نچلے پیڈے سے ایک ہک سا باہر نکلا اور پھر وہ ہک یوں چلوسک کے ہیلی کاپٹر کے پیڈے میں پھنس گیا جیسے پھندہ پڑ جاتا ہے۔

اب ٹارزن والا ہیلی کاپٹر نہ آگے پیچھے ہوسکتا تھا اور نہ ہی اپنی مرضی سے حرکت کرسکتا

تھا۔ وہ اب مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر سے بندھا ہوا تھا۔

ٹارزن کے ہیلی کاپٹر اور مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر کے درمیان اتنا زیادہ فاصلہ تھا کہ وہ چھلانگ لگا کر دوسرے ہیلی کاپٹر پر نہ جا سکتے تھے مگر اچانک منکو دروازے پر آیا اور دوسرے لمحے اس نے فضا میں ایک لمبی چھلانگ لگائی اور وہ جیسے اُڑتا ہوا مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر میں جاگرا۔

مادام شوکارو نے انتہائی پھرتی سے اپنا ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر منکو اچھل کر کسی بدرُوح کی طرح اس سے چمٹ گیا۔

منکو کے خونخوار پنجے مادام شوکارو کی گردن سے لپٹ گئے اور ان خوفناک پنجوں کے ناخن مادام شوکارو کی گردن میں گھستے چلے گئے۔

مادام شوکارو نے منکو کو ایک طرف جھٹکنا چاہا مگر وہ تو اس وقت بپھرا ہوا تھا وہ شاید مادام شوکارو سے ٹارزن کو کوڑے مارنے کا انتقام لے رہا تھا۔

منکو نے اپنے خونخوار پنجوں سے مادام شوکارو

کی گردن اُدھیڑ ڈالی اور پھر اُس نے اس وقت اپنے پنجے ہٹائے جب اُسے یقین ہوگیا کہ مادام شوکارو ختم ہوچکی ہے۔ اور پھر منکو نے پیچھے ہٹ کر مادام شوکارو کے منہ پر تھوک دیا۔

مادام شوکارو کی گردن سے خون فوارے کی طرح ابل رہا تھا۔ اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی تھی۔ مادام شوکارو اپنے انجام کو پہنچ چکی تھی۔

منکو تیزی سے پیچھے ہٹا تو اس کی نظریں سامنے ایک خانے میں پڑے ہوئے چلوسک کے پستولوں پر پڑگئیں۔ اس نے پھرتی سے دونوں پستول اٹھائے اور پھر وہ مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر کے دروازے پر آیا اور اس نے پستول چلوسک کی طرف اچھال دیا۔

منکو کا نشانہ واقعی قابلِ تعریف تھا کہ پستول سیدھا چلوسک کی جھولی میں جاگرا۔ پھر منکو نے دوسرا پستول بھی چلوسک کی جھولی میں پھینک دیا۔

"منکو کو سمجھاؤ کہ جہاں مادام شوکارو بیٹھی ہوئی ہے اس کے سامنے ہی سُرخ رنگ کا

ایک بٹن لگا ہوا ہے اُسے دبا دے۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں۔ ورنہ یہ دو ہیلی کاپٹر تباہ ہو جائیں گے"۔ چلوسک نے ٹارز سے مخاطب ہوکر کہا

اور ٹارزن نے منکو کو بُلند آواز میں اُس کی بولی میں اُسے سمجھا دیا۔ اور منکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

دوسرے لمحے منکو نے پھرتی سے وہ بٹن دبا دیا اور پھر انتہائی پھرتی سے دروازے پر چھلانگ لگا دی۔

مگر اُسی لمحے مادام شوکارو والا ہیلی کاپٹر ایک جھٹکا کھاکر دوسری طرف مڑگیا۔ تھا اس لئے منک کے ہاتھ پوری طرح ٹارزن والے ہیلی کاپٹر پر پڑے اور وہ نیچے گرتا چلاگیا۔

منکو کو نیچے گرتا دیکھ کر ٹارزن کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اُسے منکو کی موت کا یقین ہوگ تھا۔ اس نے بے اختیار نیچے جھک کر دیکھا۔ مگ پھر یہ دیکھکر اُس نے اطمینان کا طویل سانس لیا کہ نیچے گرتے ہوئے منکو کے ہاتھ ہیلی کاپٹر کے

پیڑ پر جم گئے تھے اور دوسرے لمحے منکو پیڑ
پر چڑھ گیا اور پھر اس کے ساتھ ہی وہ پیڑ
کے ساتھ لگے ہوئے ڈنڈے پر تیزی سے مگر
محتاط انداز میں چڑھتا ہوا اوپر آیا اور ٹارزن
نے ہاتھ بڑھا کر اُسے اُوپر اٹھالیا۔

" شاباش میرے شیر"۔ ٹارزن نے منکو کی پشت
پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

اور منکو فخر سے یوں پھول گیا جیسے اُس کو
بہت بڑا خزانہ مل گیا ہو۔

چلوسک نے ہیلی کاپٹر کا رُخ تیزی سے اُدھر
موڑا جدھر مادام شوکارو کا ہیلی کاپٹر جارہا تھا اور
پھر اس نے اپنا پستول اٹھایا اور اس کا رُخ
مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر کی طرف کرکے ٹریگر دبا
دیا۔ دوسرے لمحے اس کے پستول سے سُرخ رنگ
کی شعاع نکلی اور سیدھی مادام شوکارو کے ہیلی کاپٹر
پر پڑی۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور مادام شوکارو
کے ہیلی کاپٹر کے فضا میں ہی پرخچے اڑ گئے۔

" خس کم جہاں پاک"۔ چلوسک نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور پھر اپنے ہیلی کاپٹر کا رُخ جنگل کی طرف

پھیر دیا۔

" بہت بہت شکریہ منکو! تم نے ہمارے پستول
واپس لادیئے ہیں"۔ ملوسک نے منکو سے مخاطب
ہوکر کہا اور منکو نے یوں سر ہلادیا جیسے یہ
کارنامہ اس کے لئے معمول کی بات ہو۔

ٹارزن منکو کے اس انداز پر بے اختیار ہنس
دیا اور ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے جنگل کی طرف
اڑا چلا جارہا تھا۔

وہ سب مطمئن اور خوش تھے کہ آخرکار انہوں
نے ان لوگوں پر فتح حاصل کرہی لی ہے۔

ختم شد

چلوسک ملوسک
اور جلاد بادشاہ

ناشران ـــــ اشرف قریشی
ـــــ یوسف قریشی
پرنٹر ـــــ محمد یونس
طابع ـــــ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ـــــ ۶/ روپے

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو نے کئی روز تک ٹارزن کے مہمان رہنے کے بعد آخرکار ایک روز وہاں سے جانے کا فیصلہ کیا اور جب انہوں نے ٹارزن سے اس سلسلے میں بات کی تو پہلے تو ٹارزن نے انہیں کچھ اور دن رُکنے کے لئے کہا مگر ان کے بے حد اصرار پر آخرکار اس نے انہیں جانے کی اجازت دیتے ہوئے کہا۔

"چلوسک ملوسک! مجھے بے حد خوشی ہے کہ تم لوگوں نے ظالموں کے خلاف کام کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ مگر اب تم نے کہاں جانے

کا پروگرام بنایا ہے؟"

"ٹارزن! ہیلی کاپٹر ہمارے پاس ہے۔ اور اس کی ٹنکی پٹرول سے بھری ہوئی ہے۔ ہم نے تو یہی فیصلہ کیا ہوا ہے کہ جہاں اس کا پٹرول ختم ہو گا وہیں اتر پڑیں گے۔ آگے کیا ہو گا یہ دیکھا جائے گا۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا خدا حافظ۔" ٹارزن نے انہیں گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تینوں قریب ہی ایک کھلی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ ٹارزن باہر کھڑا رہا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا اور ٹارزن ہاتھ ہلا ہلا کر انہیں الوداع کہتا رہا۔ جواب میں چلوسک ملوسک اور ڈمبالو نے بھی ہاتھ ہلائے۔ اور پھر جوں جوں ہیلی کاپٹر بلندی کی طرف پرواز کرتا گیا ٹارزن چھوٹا ہوتا ہوا آخرکار نظروں سے اوجھل ہو گیا اور ملوسک جو ہیلی کاپٹر کی کھڑکی

نوٹ: اس کے لئے انتہائی دلچسپ کتاب پڑھیں "چلوسک ملوسک ٹارزن اور خطرناک لڑکی"

سے جھانک کر ٹارزن کو دیکھ رہا تھا نے ایک طویل سانس لے کر سر اندر کر لیا۔

"بہت بہادر اور عقلمند آدمی ہے یہ" ملوسک نے چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا جو ہیلی کاپٹر چلانے میں مصروف تھا۔

"ہاں۔ اب تک تو کہانیوں کی کتابوں میں ہی اس کے قصے پڑھتے رہے تھے مگر اب ملاقات ہونے پر معلوم ہوا ہے کہ ٹارزن تو ان قصوں سے کہیں زیادہ بہادر اور عقلمند ہے۔" چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بار بار ٹارزن کو بہادر کہے جا رہے ہو میرے متعلق کوئی بات ہی نہیں کرتے۔" پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ڈمبالو سے جب برداشت نہ ہو سکا تو آخرکار وہ بول ہی پڑا۔ اس کا لہجہ بے حد جھنجھلایا ہوا تھا۔

"تمہارے متعلق کیا بات کریں تم تو بہادر ترین آدمی ہو۔" ملوسک نے مڑ کر ڈمبالو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات ہوئی ناں۔ مجھ سے زیادہ بہادر دنیا میں کون ہو سکتا ہے۔" ڈمبالو نے بڑے فخریہ انداز میں سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"مگر تم میں اور ٹارزن میں ایک فرق ہے۔ ٹارزن بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ عقلمند بھی ہے جبکہ تمہارا عقل والا خانہ بالکل خالی ہے۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ہو ہو ہو۔ تم بھی کیا باتیں کرتے ہو میرا تو خانہ ہی نہیں ہے۔ خالی کہاں ہو سکتا ہے۔" ڈمبالو نے اپنے طور پر بڑی عقلمندانہ بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی تمہارے پاس تو سرے سے عقل کا خانہ ہی نہیں ہے۔" چلوسک نے بے تحاشا ہنستے ہوئے کہا۔

"ملوسک دیکھو کتنی خوبصورت پہاڑیاں ہیں۔" اچانک چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ملوسک کے ساتھ ساتھ ڈمبالو

بھی سب باتیں بھول کر نیچے دیکھنے لگا۔

"واہ واہ یہ تو سونے کی پہاڑیاں معلوم ہوتی ہیں۔ کیسے سورج کی روشنی میں چمک رہی ہیں۔" ملوسک نے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

"سونے کی تو ظاہر ہے نہیں ہو سکتیں ورنہ اب تک لوگ انہیں اکھاڑ کر لے جاتے۔ بہرحال بہت خوبصورت ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

اور پھر ہیلی کاپٹر ان پہاڑیوں پر سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پہاڑیوں کے دوسری طرف بہت وسیع سمندر تھا۔ جدھر تک نظر جاتی تھی نیلا پانی ہی پانی تھا، جس میں بڑی بڑی لہریں اُبھر اور ڈوب رہی تھیں۔

ان کا ہیلی کاپٹر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک چلوسک کی نظر سامنے لگے ہوئے بے شمار چھوٹے رنگ برنگے جلتے بجھتے بلبوں کے درمیان ایک

کافی بڑے سرخ رنگ کے بلب پہ پڑی ہو
اچانک ہی جل اٹھا تھا اور پھر اس کیساتھ
ہی ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

"یہ کیسی سیٹی ہے" ملوسک بھی آواز سن
کر چونک پڑا۔

"معلوم نہیں۔ یہ بلب اچانک جل اٹھا
ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سیٹی بجنے لگی ہے"
چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر
اس نے آگے کی طرف جھک کر بلب کو
غور سے دیکھا۔ بلب کے نیچے کچھ لکھا ہوا
تھا۔ جو بہت باریک تھا۔ چلوسک اور آگے
جھک آیا۔

اور پھر جب اس نے وہ عبارت پڑھی
تو اس کا سانس رکنے لگا۔ اس بلب کے
جلنے کا مطلب تھا کہ انجن میں کوئی خرابی
پیدا ہو گئی ہے اور ہیلی کاپٹر جلد از جلد
نیچے اتار لیا جائے۔ مگر ظاہر ہے وہ اس
وقت ہیلی کاپٹر کہاں اتارتا۔ نیچے تو ہر طرف
ٹھاٹھیں مارتا ہوا پانی ہی پانی تھا۔ ظاہر ہے

یقینی موت سامنے تھی۔ اس کا رنگ یکدم زرد
پڑ گیا۔

"کیا بات ہے چلوسک" ملوسک جو اُسے
غور سے دیکھ رہا تھا، اس کی حالت دیکھ کر
چونک پڑا۔

"انجن میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور
ہمیں ہیلی کاپٹر فوراً نیچے اتارنا ہو گا" چلوسک
نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"مگر نیچے تو پانی ہی پانی ہے" ملوسک نے
بھی گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"کوئی بات نہیں پانی میں اتار لو۔ مجھے
پیاس بھی لگی ہوئی ہے۔ میں پانی بھی پی لوں
گا" ڈمبالو نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔ اب ظاہر ہے وہ اس کی
بات کا کیا جواب دیتے۔ خاموش رہے۔

اسی اثنا میں ہیلی کاپٹر کو زور زور سے
جھٹکے لگنے شروع ہو گئے۔ اور اس کے انجن

سے عجیب سی آوازیں ابھرنے لگیں۔ چلوسک کے
لئے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ
وہ ہیلی کاپٹر کو سمندر میں اتار دیتا کیونکہ
اسے اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اگر
ہیلی کاپٹر کو فوراً نہ اتارا گیا تو اس کا
انجن فضا میں ہی پھٹ جائے گا اور پھر
ہیلی کاپٹر کے ساتھ ان کے اپنے بھی پرخچے
اڑ جائیں گے۔ اس نے پھرتی سے انجن بند
کر دیا اور ہیلی کاپٹر گولی کی سی رفتار
سے نیچے سمندر کی طرف گرنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو ہم
ایک زور دار دھماکے سے پانی میں جا
گریں گے اور ہیلی کاپٹر کے ساتھ تباہ ہو
جائیں گے"۔ ملوسک نے چیخ کر کہا۔

"میں سمجھتا ہوں تم فکر نہ کرو" چلوسک
نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر
پانی کے قریب پہنچا اس نے بٹن دبا کر
انجن چالو کر دیا۔ انجن میں سے گڑگڑاہٹ
کی سی آوازیں تو ضرور نکلیں مگر اس کا

یہ فائدہ ہوا کہ ہیلی کاپٹر جو انتہائی تیز رفتاری
سے نیچے گر رہا تھا ایک جھٹکے سے رک
گیا۔ اور پھر اوپر کو اٹھنے لگا۔ مگر اسی
لمحے چلوسک نے اس کا انجن دوبارہ بند
کر دیا۔ اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر نیچے
گرنے لگا۔ مگر جیسے ہی وہ پانی کی سطح
کے بالکل قریب پہنچا۔ چلوسک نے ایکبار
پھر اس کا انجن چلایا اور ہیلی کاپٹر جیسے
ہی جھٹکے سے رکا اس نے انجن بند کر دیا
اور پھر ہیلی کاپٹر یوں پانی پر ٹک گیا
جیسے وہ زمین پر اترا ہو۔

"جلدی سے کھڑکیاں بند کرو ورنہ ہیلی کاپٹر
ڈوب جائے گا" چلوسک نے کہا اور ملوسک
اور ڈمبالو نے پھرتی سے کھڑکیاں بند کر دیں
چلوسک نے بھی اپنی طرف کی کھڑکی بند
کر دی تھی۔ اس طرح چونکہ پانی اندر داخل
نہ ہو سکا تھا اس لئے آدھا ہیلی کاپٹر
پانی میں ڈوب گیا اور باقی پانی سے اوپر
کسی کشتی کی طرح تیرنے لگا۔ چلوسک نے

کھڑکی کے اوپر کا حصہ ذرا سا کھول دیا۔ اور اس کی دیکھا دیکھی ڈمبالو نے بھی پچھلی کھڑکیوں کا اوپر والا حصہ کھول دیا اور ملوسک نے بھی۔ اس طرح تازہ ہوا آسانی سے اندر آنے جانے لگی۔ اور وہ سمندر میں تیرنے لگے۔

"اب کیا ہو گا ہم کب تک اسطرح بھوکے پیاسے سمندر میں تیرتے رہیں گے۔" ملوسک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں چلوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فی الحال تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ابھی تو ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا ہے۔" چلوسک نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"اب میں پانی کیسے پیوں گا تم نے کھڑکیاں تو بند کر رکھی ہیں۔" ڈمبالو کو شاید پیاس لگ ہوئی تھی۔

"سمندر کا پانی کھارا ہوتا ہے۔ یہ اگر آدمی پی لے تو پاگل ہو جاتا ہے۔" چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"تو پھر پینے والا پانی کہاں سے آئے گا؟" ڈمبالو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دیکھو کہاں سے آتا ہے۔" چلوسک نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر خاموشی سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

"ارے! وہ دیکھو زمین کا کنارہ" اچانک ملوسک چیخ پڑا۔ وہ دائیں طرف دیکھ رہا تھا اور پھر چلوسک اور ڈمبالو کی نظریں بھی اس طرف جم گئیں۔

"ہاں کوئی جزیرہ ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحم آ گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر بھی تیرتا ہوا اُدھر ہی جا رہا ہے۔ کاش وہاں کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔" چلوسک نے کہا۔

"ضرور ہوں گی۔ ظاہر ہے جب وہاں آدمی رہتے ہوں گے تو چیزیں بھی ہوں گی اور وہاں ہیلی کاپٹر ٹھیک کرنے والے مستری بھی ہوں گے۔ وہاں سے ہم ہیلی کاپٹر بھی

ٹھیک کرا لیں گے۔" ملوسک نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا اور چلوسک اس کی اس معصومیت پر بے اختیار مسکرا پڑا۔

پتھروں کی بنی ہوئی سڑک کے دونوں کناروں پر بے شمار مرد عورتیں، بوڑھے اور بچے کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہرے خوف سے زرد تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ ابھی بادشاہ شاہی گھوڑے پر سوار یہاں سے گزرے گا اور نجانے کون کون اس کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے۔

وہ سب جزیرہ قباشا کے رہنے والے تھے۔ یہ جزیرہ بہت بڑا تھا اور ہر قسم کے پھلدار درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے اور بڑے بڑے کھیت تھے

جہاں خوب پیداوار ہوتی تھی اور وہاں کے
رہنے والے بیحد خوش و خرم رہتے تھے۔ ان
کا بادشاہ بے حد انصاف کرنے والا، رحمدل
اور سخی تھا۔ مگر ایک روز اچانک فوج
کے سپہ سالار چماٹا نے بادشاہ کے خلاف
بغاوت کر کے اسے قتل کر دیا اور خود
اس کی جگہ بادشاہ بن بیٹھا۔ اس نے
پہلے ہی روز اصل بادشاہ کے جتنے بھی
حامی تھے سب قتل کرا دیئے اور کہنے
والے کہتے ہیں کہ اس روز شاہی محل
کا فرش خون سے بھر گیا تھا اور جگہ جگہ
انسانی لاشیں یوں پڑی ہوئی تھیں، جیسے
مکھیاں مری پڑی ہوں۔ شاہی محل میں قتل
عام کرنے کے بعد تو بادشاہ نے پورے
جزیرے میں سے چن چن کر پہلے بادشاہ
کے حامیوں کو مروانا شروع کر دیا۔ اور
اس طرح اس نے بے شمار لوگوں کو قتل
کرا دیا۔ چماٹا بے حد ظالم تھا۔ وہ لوگوں
کو درندوں کے سامنے پھینک کر ان

کے مرنے کا تماشا دیکھتا۔ ان کی درد ناک
چیخیں سن کر خوب قہقہے لگاتا۔ جزیرے میں
رہنے والا ہر آدمی اس سے بے انتہا
خوفزدہ رہتا۔ اور سب اسے جلاد بادشاہ
کہہ کر پکارتے۔ اس کا یہ نام اس کے
ظلم کے ساتھ ساتھ اس لئے بھی پڑ گیا تھا
کہ بادشاہ نے خونخوار اور ظالم وحشی جلادوں
کی ایک پوری فوج بنا رکھی تھی۔ بادشاہ
جب بھی شاہی محل سے باہر نکلتا، جلادوں
کی یہ فوج اس کے ہمراہ ہوتی تھی اور
بادشاہ کا یہ حکم تھا کہ جزیرے کے تمام
لوگ اس کے راستے میں کھڑے رہیں تاکہ
اگر بادشاہ یا اس کے جلادوں کا دل کسی
کو قتل کرنے کے لئے چاہے تو انہیں
قتل کرنے میں آسانی رہے۔ بادشاہ ہفتے
میں ایک دن ایک مخصوص میدان میں بیٹھ
کر لوگوں کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال
کر ان کے مرنے کا تماشہ دیکھا کرتا تھا۔
اور ان بھوکے درندوں کے سامنے ڈالے

کے لئے وہ جس کو چاہے پکڑ لیتا۔ غرضیکہ جلاد بادشاہ کے ظلم سے کوئی آدمی نہ بچا ہوا تھا۔

ابھی لوگ سڑک کے کنارے کھڑے تھے کہ شاہی نقارہ بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور سڑک کے دونوں کناروں پر کھڑے لوگ موت کے خوف سے کانپنے لگے۔ لیکن انہیں اپنی جگہ سے ہلنے کا بھی حکم نہ تھا۔ بادشاہ یا جلاد جس کو بھی پیچھے ہلتا محسوس کرتے فوراً قتل کر دیتے۔ اس لئے سب لوگ سڑک کے کنارے کھڑے کانپ رہے تھے مگر کسی میں یہ ہمت نہ تھی کہ وہ ایک قدم بھی اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ جاتا۔

بادشاہ کی سواری اب شاہی محل سے باہر آنے ہی والی تھی۔ آج بادشاہ نے لوگوں کو بھوکے درندوں کے سامنے ڈال کر ان کا تماشا دیکھنا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جلادوں کا ایک دستہ ہاتھوں میں بڑے بڑے بھالے اٹھائے

گھوڑوں پر سوار محل سے باہر نکلا۔ یہ لوگ بہت قوی ہیکل اور انتہائی مضبوط جسموں کے مالک تھے۔ ان کی تیز نظریں سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے آدمیوں پر پڑ رہی تھیں۔ جیسے بھوکا شیر ہرن کو دیکھتا ہے۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک سفید گھوڑے پر سوار جلاد بادشاہ بھی محل سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے بھی جلادوں کا ایک دستہ تھا۔ اور پھر یہ جلوس آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا۔ بادشاہ جس کی طرف اشارہ کرتا، جلادوں کے بھالے تیزی سے حرکت میں آتے اور اس شخص کے جسم کے ٹکڑے اڑ جاتے اور وہاں خون اور گوشت کے ٹکڑے بکھر جاتے۔ مگر کوئی بھی شخص اتنی جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ وہ بادشاہ کے اس ظلم پر ذرا سا بھی احتجاج کرتا۔ سب سر جھکائے موت کے خوف سے کانپتے کھڑے رہ جاتے جہاں جہاں سے بادشاہ کی سواری گزرتی جا رہی تھی سڑک کے دونوں اطراف میں

خون ہی خون بکھرتا چلا جا رہا تھا۔

اس طرح خون کی ہولی کھیلتا اور لوگوں کو قتل کراتا ہوا جلاد بادشاہ اپنے جلادوں سمیت شہر کے وسط میں بنے ہوئے بڑے میدان میں پہنچ گیا۔ اس کا چونکہ حکم تھا کہ جہاں جہاں سے وہ گزر جائے وہاں کے لوگ جلوس کی صورت میں اس کے پیچھے چلتے ہوئے میدان میں پہنچ جائیں۔ اور باقی جزیرے کا ہر آدمی بھی اس روز میدان میں موجود ہو۔ اس لئے جب بادشاہ اس میدان میں ایک اونچی جگہ پر بنی ہوئی اپنی نشست پر پہنچا تو پورے میدان کے چاروں طرف بنی ہوئی چکر دار سیڑھیوں پر جزیرے کے تمام افراد مرد۔ عورتیں۔ بچے بوڑھے پہنچ چکے تھے۔ اور پھر بادشاہ کے تالی بجاتے ہی میدان کے کونوں میں موجود سپاہیوں نے ان جالی دار کوٹھڑیوں کے دروازے کھول دیئے جن میں خوفناک درندے موجود تھے۔ ان درندوں کو پورا ہفتہ بھوکا رکھا جاتا تھا۔ اس لئے دروازے کھلتے ہی بھوک سے بلبلاتے ہوئے درندے خوفناک انداز میں دھاڑتے اور چنگھاڑتے ہوئے میدان میں نکل آئے اور پھر پاگلوں کی طرح میدان میں دوڑنے لگے۔

اس کے ساتھ ہی بادشاہ نے زور سے ایک بار پھر تالی بجائی اور پھر سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے بادشاہ کے جلاد سپاہیوں نے اپنی مرضی سے وہاں بیٹھے ہوئے عورتوں، مردوں، بچوں اور بوڑھوں کو اٹھا اٹھا کر میدان میں پھینکنا شروع کر دیا۔ اور میدان ان گرنے والوں کی ہولناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ بھوکے درندے ان لوگوں پر ٹوٹ پڑے اور چند ہی لمحوں میں ان سب کے جسموں کے ٹکڑے اڑنے لگے اور میدان میں ہر طرف خون ہی خون بکھر گیا۔

بادشاہ یہ منظر دیکھ کر خوشی سے قہقہے لگانے لگا۔ اس کے حکم کے مطابق میدان میں بیٹھے

ہوئے سب افراد بھی مجبوراً اس کی پیروی میں قہقہے لگانے لگے۔ جب بھوکے درندوں نے انسانوں کی پہلی کھیپ کو کھا لیا تو بادشاہ کے اشارے پر سپاہیوں نے اور لوگوں کو زبردستی اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ اور ایکبار پھر وہ خونی کھیل شروع ہو گیا۔

کافی دیر بعد جبکہ سو ڈیڑھ سو آدمی ان بھوکے درندوں کا نوالہ بن گئے۔ تو بادشاہ اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ہاتھ اُٹھا کر کھیل ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور میدان میں موجود باقی لوگوں نے اپنی زندگی بچ جانے پر اطمینان کا طویل سانس لیا۔ اب کم از کم ایک ہفتے تک وہ ان بھوکے درندوں سے محفوظ ہو چکے تھے۔ پھر بادشاہ اپنے جلادوں سمیت واپس شاہی محل میں چلا گیا اور لوگ سر جھکائے اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے لگے۔

گھروں میں پہنچ کر وہ سب لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے جن کے عزیز بھائی

بہنیں۔ ماں باپ آج کے روز بادشاہ اور اس کے جلادوں کے خونی بھالوں اور بھوکے درندوں کا شکار ہوئے تھے۔ مگر سوائے رونے کے وہ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔

چلوسک، ملوسک اور ڈمبالو کا ہیلی کاپٹر
تیرتا ہوا تھوڑی ہی دیر بعد جزیرے تک
پہنچ گیا۔ اور ان تینوں نے کھڑکیاں کھول
دیں۔ اور تیزی سے سمندر میں اتر کر تیرتے
ہوئے کنارے کی طرف بڑھتے چلے گئے
ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ پانی میں ڈوبتا چلا گیا۔
مگر چونکہ کنارے کے پاس پانی کم گہرا تھا،
اس لئے ہیلی کاپٹر جلد ہی سمندر کی نچلی ریت
پر جم گیا اور شفاف پانی کی وجہ سے وہ
باہر سے بھی صاف نظر آ رہا تھا۔
وہ تینوں تیرتے ہوئے کنارے پر آ

گئے اور پھر چند قدم چل کر وہ سوکھی زمین
پر پہنچ گئے۔ جزیرہ بے حد خوبصورت تھا۔
وہاں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا
اور پھلدار درخت جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔

"واہ واہ۔ بڑا خوبصورت جزیرہ ہے۔ یہاں
کے لوگ بھی بے حد نیک ہوں گے" ملوسک
نے جزیرے کو دیکھ کر خوشی سے اچھلتے ہوئے
ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ہونا تو ایسا ہی چاہیئے۔"
چلوسک نے بھی سر ہلا دیا۔ ادھر ڈمبالو کو
شاید بے حد پیاس لگی ہوئی تھی کیونکہ ساحل
پر پہنچتے ہی اس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور
پھر اُسے تھوڑی ہی دُور پانی کا چشمہ بہتا
نظر آ گیا۔ اور وہ ان دونوں کو چھوڑ کر تیزی
سے اُدھر بھاگتا چلا گیا

تھوڑی دیر تک وہاں رُکنے اور پھل کھا
کر پانی پینے کے بعد وہ تینوں تازہ دم ہو
گئے تو انہوں نے آگے بڑھنے کا پروگرام
بنا لیا تاکہ جزیرے کی آبادی میں پہنچ

کے قتل اور چاٹا کے بادشاہ بننے سے لیکر
اس کے تمام ظلم کی کہانی پوری تفصیل
سے سُنا دی۔
"اوہ۔ اتنا ظالم آدمی۔ خدا کی پناہ یہ
تو شیطان ہے شیطان۔ اسے زندہ رہنے
اور لوگوں کو قتل کرنے کا حق کس
نے دیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے ہمیں
اس جزیرے پر بھیجا اسی لئے ہے کہ
ہم لوگوں کو اس ظالم سے نجات دلوائیں"
چلوسک نے کہا۔
"تم کیا کر سکتے ہو لڑکے۔ یہ ٹھیک
ہے۔ تمہارا یہ ساتھی مجھے بے حد بہادر
اور طاقتور لگتا ہے۔ لیکن بادشاہ کے پاس
تو جلادوں کی پوری فوج موجود ہے۔ وہ
ایک منٹ میں تمہارا قیمہ بنا دیں گے"
بوڑھے نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔
"نہیں بابا۔ ظالم کا انجام بہت خراب
ہوتا ہے اور ظالم کے خلاف جو بھی اٹھ
کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی مدد

کرتا ہے۔" چلوسک نے جواب دیا۔
"تمہاری بات درست ہے بیٹا لیکن
پھر بھی" بوڑھے نے کچھ کہنا چاہا۔
"بابا! تم ہمیں صرف یہ بتا دو کہ
بادشاہ کا محل کس طرف ہے۔ باقی ہم
جانیں اور ہمارا کام" چلوسک نے اس
کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے بیٹا۔ اگر تم خود موت
کے منہ میں جانا چاہتے ہو تو میں
بھلا تمہیں کیسے روک سکتا ہوں۔ سیدھے
چلے جاؤ۔ آگے جہاں چھوٹی سی پہاڑی
آتی ہے وہاں سے بائیں طرف مڑ جانا
وہاں سے بستی شروع ہو جائے گی، اس
بستی کے درمیان میں بادشاہ کا محل ہے
اور وہاں ہر طرف بادشاہ کے جلاد پھیلے
ہوئے ہیں۔ وہ خود ہی تمہاری گردمیں
بادشاہ کو پیش کر دیں گے۔" بوڑھے
نے بڑے مایوس سے لہجے میں انہیں
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ بابا دُعا کرنا۔ خدا حافظ" چلوسک نے کہا۔ اور پھر وہ تینوں آگے بڑھتے چلے گئے۔

"اپنا پستول نکال لو ملوسک۔ کیا پتہ کس وقت جلادوں سے واسطہ پڑ جائے" چلوسک نے جیب سے پستول نکالتے ہوئے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ملوسک نے بھی سر ہلاتے ہوئے پستول نکال لیا۔

وہ تینوں چلتے چلتے اس چھوٹی سی پہاڑی تک پہنچ گئے۔ اور پھر جیسے ہی وہ بائیں طرف مڑے۔ اچانک انہیں شور سا سنائی دیا۔ اور وہ ٹھٹھک کر رک گئے۔ انہوں نے پہاڑی کی چوٹی سے چار طاقتور آدمیوں کو ہاتھوں میں بڑے بڑے کلہاڑے اٹھائے وحشیانہ انداز میں اپنی طرف بھاگ کر آتے دیکھا۔

وہ کلہاڑے لہراتے اور شور مچاتے بھاگے چلے آ رہے تھے۔ اور پھر پشت کی طرف سے بھی شور اٹھا اور دس بارہ

اسی طرح کے آدمی وہاں سے بھی بھاگتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔ ان سب کا انداز اتنا وحشیانہ تھا کہ ملوسک خوفزدہ ہو کر چلوسک کے پیچھے ہو گیا۔

"ڈرو مت۔ یہ بادشاہ کے جلاد ہیں۔ مجھے ان سے بات کرنے دو" چلوسک نے ملوسک کو تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور سے چیخ کر کہا۔

"رک جاؤ۔ ٹھہر جاؤ۔ ہم بادشاہ چماٹو کے مہمان ہیں" چلوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

اور بادشاہ چماٹو کا نام سنتے ہی وہ سب یوں ٹھٹھک کر رک گئے، جیسے چابی والا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر اچانک رک جاتا ہے۔ لیکن وہ ان تینوں کے کافی قریب پہنچ چکے تھے۔ اب بستی کے لوگ بھی شور سن کر باہر نکل آئے تھے۔ اور وہ سب سہمے ہوئے اپنے گھروں کے سامنے کھڑے تھے۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آئے ہو"۔ اچانک ان میں سے ایک لمبے قد اور دیو جسم والے جلاد نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم آسمان سے آئے ہیں اور چماٹو بادشاہ کو اس کے ظلم کی سزا دینے آئے ہیں"۔ اچانک ملوسک نے چیخ کر کہا۔

"اوہ ملوسک۔ تم نے یہ کیا کہہ دیا۔ اس طرح تو یہ ہم پر حملہ کر دیں گے۔ چلوسک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دیکھا جائے گا"۔ ملوسک نے کہا۔

"اوہ۔ تو تم ہمارے عظیم بادشاہ کے متعلق بُرے خیالات رکھتے ہو"۔ ہم تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے۔ جلادو ٹوٹ پڑو ان پر اور ان کی بوٹیاں اڑا دو"۔ اسی جلاد نے بڑے وحشیانہ انداز میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب ایک بار پھر کلہاڑے لہراتے اور شور مچاتے ان تینوں کی طرف بڑھے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ان کے

قریب پہنچتے۔ ملوسک نے پستول کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے پستول سے سُرخ رنگ کی ایک شعاع نکلی اور آنے والے جلاد جیسے ہی اس کی زد میں آئے۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور قطار میں آنے والے جلادوں کے پرخچے اڑتے چلے گئے۔ باقی جلادوں پر چلوسک نے فائر کر دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایک لمحے میں باقی جلاد بھی ہلاک ہو گئے۔

بستی کے لوگ جلادوں کو اس طرح مرتے اور خوفناک دھماکے سن کر خوف سے چیختے ہوئے اپنے گھروں میں گھستے چلے گئے۔ اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو مسکراتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اب پوری بستی میں شور مچ گیا تھا۔ ہر طرف جلاد چیخ چیخ کر ایک دوسرے کو ہوشیار کر رہے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ سب دور دور ہی سے شور مچا رہے تھے۔ وہ شاید

ان کے پستولوں سے خوفزدہ ہو گئے تھے جن سے نکلنے والی شعاعیں ان کے پرخچے اڑا دیتی تھیں۔

اور وہ تینوں بڑے اطمینان سے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔

لیکن ابھی وہ محل کے دروازے سے تھوڑی ہی دور تھے کہ اچانک ارد گرد کے درختوں سے ان پر جال آ پڑے۔ اور دوسرے لمحے وہ تینوں جال میں پھنس کر بری طرح پھڑپھڑانے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے پستول بھی جھٹکا لگنے سے دور جا گرے۔ ڈمبالو نے نعرہ مار کر جال کی رسیاں توڑنی شروع کر دیں۔ مگر دوسرے لمحے سینکڑوں کی تعداد میں جلاد ہاتھوں میں رسیاں سنبھالے ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان سب نے پلک جھپکنے میں ان تینوں کو مضبوط رسیوں سے اچھی طرح جکڑ دیا۔

"ہم تمہارا قیمہ کر ڈالتے لیکن بادشاہ کا حکم ہے کہ تمہیں اس کے سامنے زندہ پیش کیا جائے۔ اس لئے مجبور ہیں" ایک جلاد نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب ان تینوں کو گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے محل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے پستول وہیں پڑے رہ گئے۔ جلادوں نے ڈر کے مارے انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو قید کرکے شاہی محل میں لے جایا گیا اور پھر انہیں محل کے قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ ڈمبالو چونکہ جسمانی طور پر بے حد طاقتور دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے اسے علیحدہ قید خانے میں اور چلوسک ملوسک کو علیحدہ قید خانے میں پھینکا گیا۔ قید خانے میں پھینکنے کے بعد نیزوں کے سائے میں ان کے جسم پر بندھی ہوئی باقی رسیاں تو کھول دی گئیں البتہ ہاتھوں کو کمر پر باندھ کر انہیں اچھی طرح جکڑ دیا گیا۔

اب چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اور انہیں یہ بھی پتہ نہ رہا کہ ڈمبالو کے ساتھ انہوں نے کیا سلوک کیا ہے۔

"ملوسک تم بھی بعض اوقات بالکل احمقوں کی طرح بول پڑتے ہو۔ کیا ضرورت تھی انہیں ظالم کہنے کی۔" چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ سے غلطی ہو گئی بھائی جان۔ میں نے تو سوچا تھا کہ ہمارے پاس پستول ہیں، اب ہمیں کون پکڑ سکتا ہے۔" ملوسک نے ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو ملوسک کبھی بات پر غرور کبھی نہیں کرنا چاہیئے۔ غرور اللہ تعالیٰ کو بالکل پسند نہیں۔ اور غرور کرنے والے کو فوراً اس کے غرور کی سزا مل جاتی ہے۔" چلوسک نے ملوسک کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"غرور۔ کیسا غرور۔" ملوسک نے چونکتے

ہوئے پوچھا۔

"تم نے اپنے پستول پر غرور کرتے ہوئے انہیں للکارا۔ اب دیکھو تمہارے پاس پستول بھی نہیں رہا۔ اور ہم ان کے رحم و کرم پر بھی پڑے ہیں۔" چلوسک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی اس وقت میرے دل میں غرور آ گیا تھا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ کبھی غرور نہ کروں گا۔" ملوسک نے پورے خلوص سے توبہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک اس کی بات کا جواب دیتا قید خانے کا دروازہ کھلا اور تین چار جلاد نیزے سنبھالے اندر داخل ہوئے۔

"چلو۔ بادشاہ سلامت نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔" ان میں سے ایک نے کرخت لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جبکہ دوسروں نے انہیں بازو سے پکڑ لیا۔

"ہمیں چھوڑ دو۔ ہم خود بادشاہ کے پاس

چلنے کے لئے تیار ہیں۔" چلوسک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ تمہیں پکڑ کر لایا جائے۔ اس لئے ہم حکم کی تعمیل کریں گے۔" جلادوں نے کہا اور پھر وہ انہیں بازوؤں سے پکڑے تقریباً گھسیٹتے ہوئے بادشاہ کے دربار کی طرف لیتے گئے۔

"ہمارا ساتھی ڈمبالو کہاں ہے۔" چلوسک نے پوچھا۔

"ڈمبالو۔ اچھا تم اس دیو نما آدمی کے متعلق پوچھ رہے ہو۔ اسے بادشاہ نے طلب نہیں فرمایا۔ اس لئے اسے ابھی قید میں رکھا گیا ہے۔" ایک جلاد نے جواب دیا اور چلوسک نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ اسے یہ سن کر خوشی ہوئی تھی کہ ڈمبالو زندہ ہے۔

تھوڑی دیر بعد جلادوں نے چلوسک ملوسک کو ایک بڑے سے دروازے کے باہر کھڑے ہوئے سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔ اور سپاہی انہیں لے کر کمرے میں داخل

ہو گئے۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا انتہائی خوبصورت انداز میں سجا ہوا۔ اور کمرے کے آخر میں بادشاہ ایک خوبصورت تخت پر سنہرے گاؤ تکیے سے پشت لگائے اکڑا بیٹھا تھا۔ یہ بادشاہ چمالو تھا۔ ظالم اور جلاد بادشاہ۔ اس کا چہرہ غصے سے سیاہ ہو رہا تھا۔ آنکھوں میں وحشت کی سرخی تھی اور اس کی بڑی بڑی مونچھیں خرگوش کی دم کی طرح مسلسل پھڑک رہی تھیں بادشاہ کے پاس ایک کونے میں ایک جلاد بھی کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا کوڑا تھا۔ اس جلاد کا اوپر والا جسم ننگا تھا۔ اور نچلے حصے پر اس نے صرف شلوار پہن رکھی تھی۔ اس کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ اور اس میں سے اس کی سفید سفید آنکھیں چمک رہی تھیں اس جلاد کا حلیہ اتنا خوفناک تھا کہ اس کو دیکھتے ہی خوف آتا تھا۔

"اوہ تو یہ چھوکرے ہیں وہ جنہوں نے جادو کی آگ سے ہمارے بے شمار جلاد مار ڈالے ہیں۔" بادشاہ سلامت نے ان دونوں کو دیکھتے ہی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں بادشاہ سلامت۔ یہ دو لڑکے ہیں جبکہ ان کا ایک دیو نما ساتھی اور بھی ہے۔ اسے قید خانے میں ڈالا ہوا ہے۔" ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے بدنصیب لڑکو۔ تم نے میرے جلادوں کو کیوں قتل کیا ہے؟" بادشاہ نے اس بار براہ راست چلوسک ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارے جلادوں نے ہم پر حملہ کر دیا تھا۔ حالانکہ ہم نے تو تمہارے جلادوں کو کہا تھا کہ ہم بادشاہ چمالو کے مہمان ہیں" چلوسک نے جواب دیا۔

"تم اور ہمارے مہمان۔ ہرگز نہیں۔ تم

ہمارے مہمان کیسے ہو سکتے ہو۔ اس کا مطلب ہے تم نے جھوٹ بولا تھا۔" بادشاہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہر باہر سے آنے والا بستی والوں کا مہمان ہوتا ہے۔ پوری دنیا میں یہی اصول ہے" چلوسک نے جواب دیا۔

"ارے تم ہمیں اصول بتا رہے ہو۔ ہمیں، ہم جو بادشاہ ہیں۔ ہماری زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ قانون ہوتا ہے۔ اصول ہوتا ہے"۔ بادشاہ نے شیر کی طرح گرجتے ہوئے کہا۔

"بادشاہ سلامت غرور اچھی چیز نہیں ہوتا۔ تم ایک فانی انسان ہو۔ تمہاری زندگی چند دنوں کی ہے۔ پھر تمہیں مر جانا ہے۔ اور مر کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے جو اس دنیا و آسمانوں کا اصل بادشاہ ہے۔ اس لئے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ لوگوں پر ظلم نہ کرو۔ ان سے اچھا سلوک کرو۔" چلوسک نے بادشاہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم ہماری توہین کر رہے ہو۔ جلاد"

بادشاہ نے کڑکدار لہجے میں جلاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بادشاہ سلامت"۔ جلاد نے تیزی سے آگے بڑھ کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"انہیں کوڑے مار مار کر ہلاک کر ڈالو۔ ان کی بوٹیاں اڑا دو"۔ بادشاہ نے غصے سے کانپتے ہوئے کہا۔

"جو حکم بادشاہ سلامت"۔ جلاد نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر پیچھے ہٹ کر اس نے کوڑا سنبھالا اور خوفناک انداز میں نعرہ لگا کر کوڑے کو سر سے بلند کیا۔ چلوسک ملوسک دونوں سہم گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ کوڑا ان کے جسموں سے ٹکراتا۔ اچانک قریب کی دیوار ایک دھماکے سے ہلی اور پھر اس کی اینٹیں نیچے گرتی چلی گئیں۔ یہ دھماکہ اتنا زور دار تھا کہ جلاد کوڑا مارنا بھول گیا۔ اور بادشاہ اور سپاہی بھی بری طرح اچھل پڑے۔ دوسرے لمحے دیوار میں ایک بڑا سا سوراخ نمودار ہوا۔ اور سوراخ میں سے ڈمبالو کا مسکراتا ہوا چہرہ نمودار ہوا۔ اور پھر

ڈمبالو نے ایک خوفناک نعرہ مارا۔ اور دوسرے لمحے اس نے سوراخ میں سے ہاتھ ڈال کر نیچے کھڑے ہوئے جلاد کی گردن پکڑی اور اسے یوں جھٹک کر پھینک دیا جیسے مردہ چھپکلی کو پھینکا جاتا ہے۔ اس نے گردن پکڑتے وقت ذرا سا دباؤ ڈال دیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جلاد بیچارہ چوں بھی نہ کر سکا۔ اور ڈمبالو کے ہاتھ میں دب کر اس کی گردن کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی۔ دوسرے لمحے ڈمبالو نے دھکا دے کر مزید دیوار گرا دی۔

"انہیں گرفتار کر کے قید خانے میں پھینک دو۔ پکڑو انہیں" بادشاہ نے ڈمبالو کو دیوار گراتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور تخت سے اُٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا دوسرے دروازے سے باہر نکل گیا۔

بادشاہ کے چیختے ہی بہت سے دربان تلواریں لہراتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے۔ اسی لمحے ڈمبالو دیوار گرا کر کمرے کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ چلوسک ملوسک ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے بے بس کھڑے ہوئے تھے۔ وہ کچھ

بھی نہ کر سکتے تھے۔ ڈمبالو نے اندر آتے ہی دربانوں کو پکڑ پکڑ کر مارنا شروع کر دیا۔ اس کا ہاتھ جس پر پڑتا وہ بیچارہ گیند کی طرح اچھل کر دیوار سے ٹکراتا اور ہلاک یا بے ہوش ہو جاتا۔

"ٹھہرو۔ اگر تم نے مزید حرکت کی تو تمہارے ساتھی کی گردن اڑا دوں گا۔" اچانک چلوسک ملوسک کو لے کر آنے والے ایک سپاہی نے چیخ کر کہا اس نے تلوار چلوسک کی گردن سے لگا دی تھی۔ اور ڈمبالو ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ چلوسک ہلاک ہو جائے۔ اور اس کے رکتے ہی مسلح دربانوں نے اس پر مضبوط رسّوں کے جال پھینک کر اسے قید کر دیا۔ ڈمبالو نے رسیاں توڑنے کی کوشش کی لیکن اس سپاہی نے چلوسک کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔ اور پھر ڈمبالو کو مضبوط رسیوں سے اچھی طرح باندھنے اور بے بس کرنے کے بعد سپاہیوں نے اس کے ہاتھوں اور پیروں کو لوہے کی مضبوط زنجیروں سے باندھ دیا۔

اور پھر وہ سب مل کر اسے گھسیٹتے ہوئے

شاہی محل سے باہر لے جاتے لگے۔

چلوسک ملوسک کو بھی باہر لے جایا گیا اور ابھی وہ شاہی محل کے بڑے دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ اچانک ایک دربان بھاگتا ہوا آیا۔

"رک جاؤ۔ بادشاہ سلامت نے حکم دیا ہے کہ انہیں شاہی محل کے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا جائے۔" دربان نے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور دربانوں نے ان تینوں کو دائیں سمت گھسیٹنا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ انہیں لے کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ ایک دربان نے آگے بڑھ کر جلدی سے دروازہ کھولا اور پھر دروازے کے پٹ کھول دیئے۔ یہ ایک چوڑا سا کمرہ تھا۔ لیکن اس کمرے کا فرش نہ تھا۔ یہ دراصل ایک بہت گہرے اور اندھے کنوئیں کے اوپر ایک کمرہ بنایا گیا تھا۔

"پھینک دو انہیں۔ نیچے پھینک دو۔" آنے والے دربان نے کہا۔ اور دوسرے لمحے ڈمباو کو

زور سے دروازے کے اندر دھکیل دیا۔ اور ڈمباو کے حلق سے چیخ سی نکلی جو گہرائی میں گم ہوتی چلی گئی۔

چلوسک ملوسک دونوں کو موت کے خوف سے پسینہ آ گیا۔ ڈمباو کی گہرائی میں گم ہوتی ہوئی چیخ سن کر ہی ان کے حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے اور وہ سمجھ گئے کہ اب موت آ گئی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ دربان کی منت سماجت کرتے۔ اچانک دربانوں نے ان دونوں کو بھی کنوئیں میں دھکیل دیا۔ اور ان کے حلق سے بھی بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمین کی آخری تہہ میں گرتے جا رہے ہوں۔ چند لمحے تو انہیں گرنے کا احساس ہوا۔ اس کے بعد ان کے دماغوں پر اندھیرا چھاتا چلا گیا۔ وہ نیچے گرتے ہوئے بیہوش ہو چکے تھے۔

زگورا ویسے تو ایک لکڑہارے کا لڑکا تھا۔
اور خود بھی لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر گزارہ
کرتا تھا۔ لیکن بے حد دلیر اور جرأت مند نوجوان
تھا۔ جب وہ چھوٹا سا تھا۔ تو اس کا باپ شاہی
محل کے باورچی خانے میں لکڑیاں پہنچایا کرتا تھا
اور جزیرے کے اصل بادشاہ نے اسے شاہی
محل میں ہی رہنے کے لئے ایک مکان دیا ہوا
تھا۔

اس لئے زگورا کا بچپن شاہی محل میں ہی گزرا
تھا۔ اصل بادشاہ کا بیٹا آتو شان اس کا دوست
بن گیا تھا۔ اور وہ دونوں شاہی محل میں اکٹھے

کھیلا کرتے۔ شہزادے کا دوست ہونے کی وجہ سے
بادشاہ بھی اس سے پیار کرتا تھا۔ اور اسے شاہی
محل میں ہر جگہ آنے جانے کی مکمل آزادی تھی۔
یہی وجہ تھی کہ زگورا آتو شان کے ساتھ سائے
محل میں گھومتا پھرتا رہتا تھا۔ اور شہزادہ آتوشان
نے اسے محل کا ایک ایک چپہ دکھایا تھا۔ اور
محل کے تہہ خانے، خفیہ راستے اور اندھے کنوئیں
سب زگورا نے دیکھ رکھے تھے۔

جب چھاٹا سپہ سالار نے بادشاہ کے خلاف
بغاوت کی تو اس وقت آتوشان اور زگورا دونوں
شاہی محل کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں کھیل
رہے تھے۔ جہاں بادشاہ کے ایک ہمدرد نے آکر
انہیں بادشاہ کے ——— قتل ہونے کی اطلاع دی
اور پھر اس نے شہزادہ آتو شان کو مشورہ دیا کہ
وہ بھیس بدل کر فوراً محل سے نکل جائے اور
کسی اور جزیرے میں جا کر وہاں کے بادشاہ سے
مدد مانگ کر اس سپہ سالار پر حملہ کر دے۔
زگورا نے بھی شہزادے کو یہی مشورہ دیا اور پھر اسی
ہمدرد نے ایک خفیہ راستے سے ان دونوں کو

محل سے نکال دیا۔ لیکن سپہ سالار چھاڑو جانتا تھا کہ
بادشاہ کا بیٹا آتو شان کسی بھی وقت اس کے
لئے خطرہ ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس نے
جزیرے کے چاروں طرف سخت پہرہ لگوا دیا تھا۔
تاکہ آتو شان جزیرے سے فرار نہ ہو سکے۔ اور
آتو شان اور زگورا کو مجبوراً ایک غریب آدمی کے
گھر میں پناہ لینی پڑی۔ لیکن جب چھاڑو بادشاہ نے
شہزادہ آتو شان کی تلاش کے لئے گھر گھر تلاشی لینی
شروع کی تو وہ غریب آدمی بری طرح پریشان ہو
گیا۔ شہزادہ بھی گھبرا گیا۔ لیکن عقلمند زگورا نے انہیں
تسلی دی اور پھر اس نے ایک اور چال چلی۔ اس
نے آتو شان کے کپڑے اتروا کر علیحدہ رکھوا لئے اور
پھر وہ چھپتا چھپاتا شہر میں نکل آیا۔ یہاں چونکہ چھاڑو
بادشاہ نے بے شمار افراد کو مروا دیا تھا۔ اس لئے
ہر طرف لوگوں کی لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی
تھیں۔

زرگورا نے دو ایسی لاشیں منتخب کیں جن کے
قد و قامت جسم اور رنگ شہزادہ آتو شان اور
اس کے اپنے جسم سے ملتے جلتے تھے اور پھر

وہ ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر واپس اسی غریب
آدمی کے گھر آیا۔ اور اس نے ایک لاش کے
خون آلود کپڑے اتار کر اس کو آتو شان کے کپڑے
پہنا دیئے۔ اور دوسری لاش کے خون آلود کپڑے
اتار کر اسے اپنے کپڑے پہنا دیئے اور پھر اس
نے تلوار لے کر دونوں لاشوں کے چہرے اس طرح
بگاڑ دیئے کہ اب وہ شکلوں کی مدد سے پہچانے
نہ جا سکتے تھے۔ صرف کپڑے دیکھ کر اندازہ لگایا
جا سکتا تھا کہ یہ دونوں لاشیں شہزادہ آتو شان
اور زاگورا کی ہیں۔ اس کے بعد اس نے دونوں
لاشوں کو لیجا کر ایک سڑک پر دوسری لاشوں کے
ہمراہ ڈال دیا اور خود واپس آ گیا۔

اس کی ترکیب کامیاب رہی اور ان دونوں
لاشوں کے ملتے ہی چھاڑو بادشاہ کو یقین ہو گیا
کہ شہزادہ آتو شان اور اس کا دوست زاگورا
دونوں ہلاک ہو چکے ہیں چنانچہ اس نے گھر گھر
تلاشی لینے کا حکم واپس لے لیا۔

زاگورا اور آتو شان کافی عرصے تک اس آدمی
کے گھر میں چھپے رہے۔ جب ان کی داڑھیاں اور

مونچھیں بڑھ آئیں۔ اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب
انہیں آسانی سے کوئی نہیں پہچان سکے گا تو
وہ دونوں اس گھر سے چلے آئے اور پھر زاگورا
نے ایک خالی گھر پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ دونوں
وہیں رہنے لگے۔ شہزادہ آتو شان تو اپنے ماں
باپ کے اس طرح قتل کیئے جانے پر اتنا اداس
ہوا کہ بیمار پڑ گیا۔ مگر زاگورا نے ہمت نہ ہاری
اور اس نے اپنے باپ والا پیشہ اپنا لیا۔ وہ جنگل
سے لکڑیاں کاٹ کر لے آتا اور انہیں بیچ کر
گزارہ کرتا۔ خود بھی کھاتا اور شہزادہ آتو شان کو
بھی کھلاتا۔

شہزادہ آہستہ آہستہ صحت یاب تو ہو گیا اور
اس نے بھی زاگورا کے ساتھ لکڑیاں کاٹنے کا
ارادہ ظاہر کیا۔ لیکن زاگورا نے اسے سختی سے منع
کر دیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ شہزادہ گھر سے
باہر نکلے۔ اور کوئی آدمی اسے پہچان لے۔ کیونکہ اس
طرح اس کی موت یقینی تھی۔ پہلے تو شہزادے
آتو شان نے بڑی ضد کی لیکن پھر زاگورا کے
اصرار پر اسے ضد چھوڑنی پڑی اور اب وہ مستقل

گھر میں ہی رہنے لگا۔ وہ بالکل باہر نہ نکلتا تھا
اور گھر میں ہی پڑا رہتا تھا۔ چونکہ یہ گھر بستی سے
الگ تھلگ تھا اور پھر زاگورا صبح کو جاتے وقت
باہر سے دروازے پر تالا لگا دیتا تھا اس لئے
کسی کو شک نہ ہو سکا کہ اس گھر میں اور
کوئی بھی رہتا ہے اور اس طرح وقت گزرتا
رہا۔

زاگورا کو بھی ہر ہفتے بادشاہ کے جلوس کے لئے
سڑک کے کنارے کھڑا ہونا پڑتا تھا اور بعد میں
بھوکے درندوں والے میدان میں بھی بیٹھنا پڑتا تھا
لیکن اب تک خوش قسمتی ہمیشہ اس کے ساتھ رہی
تھی۔ اور وہ قتل ہونے سے بچتا آیا تھا۔ لیکن اسے
معلوم تھا کہ کسی بھی روز اچانک موت اسے آ
دبوچے گی۔ لیکن اس معاملے میں وہ بے بس تھا۔
اور ایک روز وہ لکڑیاں کاٹ کر اور بیچ کر واپس
اپنے گھر کو جا رہا تھا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا
تو اچانک اسے لوگوں کے شور اور جلادوں کے چیخنے چلانے
کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سہم کر ایک بڑے درخت
کے موٹے تنے کی آڑ میں چھپ گیا۔ اور پھر اس کی

آنکھوں نے عجیب تماشا دیکھا۔ اس نے دیکھا کہ دو
عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے لڑکے شمالی پہاڑی
کے اوپر کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک دیو نما
آدمی تھا۔ جس کا چہرہ بے حد عجیب و غریب تھا۔ اور
جلاد انہیں مارنے کے لئے کلہاڑے لہراتے ہوئے ان
کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور پھر اس نے ان دونوں
لڑکوں کے ہاتھوں میں عجیب وغریب قسم کے چھوٹے
چھوٹے ہتھیار دیکھے۔ جن میں سے سرخ رنگ کی شعاع
نکلتی اور ایک زور دار دھماکہ ہوتا اور جلادوں کے
جسموں کے پرخچے اڑ جاتے۔ وہ حیرت سے یہ سب تماشہ
دیکھتا رہا۔ وہ لڑکے اور ان کا ساتھی اسی طرح آگ
برساتے، جلادوں کو قتل کرتے پہاڑی سے نیچے اترے
اور شاہی محل کی طرف بڑھتے چلے آئے۔ شاہی محل کے
دروازے کے قریب اچانک سپاہیوں نے درختوں پر سے
ان پر مضبوط جال پھینکے اور اس طرح وہ دونوں لڑکے
اور وہ دیو زاد آدمی جال میں جکڑے گئے۔ اور جلاد
انہیں گھسیٹتے ہوئے شاہی محل میں گھستے چلے گئے۔ وہ
دونوں عجیب و غریب ہتھیار وہیں پڑے رہ گئے۔
زاگورا چونکہ قریب ہی درختوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا

اس لئے جیسے ہی جلاد انہیں لے کر محل میں گئے زاگورا
تیزی سے درخت کی آڑ سے نکلا اور اس نے جھپٹ کر
وہ دونوں ہتھیار اٹھا لئے اور ایک بار پھر درخت کی
آڑ میں چھپ گیا۔ اس نے یہ دونوں چھوٹے چھوٹے ہتھیار
اپنے کرتے کی جیبوں میں چھپا لئے۔ اب بستی کے لوگ
بھی گھروں سے نکل کر شاہی محل کے سامنے جمع ہونے
لگ گئے تھے۔ اس لئے زاگورا بھی درخت کی آڑ سے
نکل کر ان میں شامل ہو گیا۔ جب اسے معلوم ہو گیا
کہ آنے والوں کو قید خانے میں ڈال دیا گیا ہے تو وہ
واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا۔ تاکہ شہزادہ آتو شان کو
بھی اس عجیب و غریب واقعہ کی تفصیلات سنا سکے۔ اور
وہ عجیب وغریب ہتھیار دکھائے۔

شہزادہ آتو شان نے بھی حیرت سے اس کی باتیں
سنیں اور وہ ہتھیار دیکھے لیکن ان دونوں کی سمجھ میں وہ
نہ آ سکے۔ اور چونکہ وہ اس سے نکلنے والی شعاع سے
ڈرتے تھے اس لئے انہوں نے اسے مزید نہ چھیڑا۔

"چاٹو بادشاہ تو انہیں فوراً قتل کرا دے گا۔" شہزادہ
آتو شان نے کہا۔

"ہاں یقیناً۔ اس کے بے شمار جلاد مارے گئے ہیں۔"

وہ ضرور انتقام لے گا۔" زاگورا نے جواب دیا۔
"جا کر پتہ تو کرو ان کے ساتھ کیا ہوا۔ نہ جانے یہ
لوگ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔" شہزادہ آتو شان
نے کہا اور زاگورا جو خود بھی ان کے متعلق معلوم کرنا
چاہتا تھا۔ سر ہلاتا ہوا گھر سے نکل کر شاہی محل کی طرف
چل پڑا۔ جب وہ شاہی محل کے قریب پہنچا تو اس نے
وہاں لوگوں کو اکٹھا دیکھا جو آپس میں زور زور سے
باتیں کر رہے تھے۔ محل کے اندر بھی شور مچا ہوا تھا۔
اور پھر قریب جا کر اسے معلوم ہوا کہ اجنبی لوگوں کو
بادشاہ کے حکم پر اندھے کنوئیں میں پھینکا جا رہا ہے
وہ وہاں کافی دیر تک کھڑا رہا۔ جب دربانوں
نے انہیں اندھے کنوئیں میں پھینک دیا۔ تو وہ
واپس آ گیا۔ اسے ان کی موت پر بے حد افسوس
ہوا تھا۔ اس نے گھر آ کر جب شہزادہ آتو شان کو
یہ سب واقعہ بتایا تو شہزادہ آتو شان بے اختیار
اچھل پڑا۔

"انہیں بچایا جا سکتا ہے زاگورا۔" شہزادہ
آتو شان نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"وہ کیسے۔ وہ تو اندھے کنوئیں میں پھینک

دیئے گئے ہیں۔" زاگورا نے حیران ہوتے ہوئے کہا
"اندھے کنوئیں کے نیچے پانی ہے اس لئے وہ
پانی میں گرنے کی وجہ سے چوٹ لگنے سے تو
بچ گئے ہیں۔" شہزادہ آتو شان نے کہا۔

"چلو بچ گئے ہوں گے لیکن وہ وہاں سے
نکل کیسے سکتے ہیں۔ کنواں تو بے حد گہرا ہے۔
اور پھر وہ وہاں بھوک سے تڑپ تڑپ کر آخر کار
مر جائیں گے۔" زاگورا نے جواب دیا۔

"اس کنوئیں کی تہہ کے قریب ایک خفیہ راستہ
موجود ہے۔ ہم اس راستے سے کنوئیں کی تہہ میں
پہنچ سکتے ہیں اور پھر اس راستے سے ہی انہیں
باہر نکال سکتے ہیں۔ مجھے وہ راستہ معلوم ہے۔" شہزادہ
آتو شان نے کہا۔

"مگر تم نے تو مجھے آج تک نہیں بتایا تھا
کہ ایسا راستہ موجود ہے۔" زاگورا نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

"اس وقت مجھے اس کنوئیں کے خیال سے ہی
خوف آتا تھا۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر نہ
بتایا تھا۔ بہرحال میں وہ راستہ جانتا ہوں۔ اگر ہم

انہیں بچا کر یہاں لے آئیں تو ہو سکتا ہے۔ ان اجنبیوں کی مدد سے ہم چماٹا کو ہلاک کر کے تخت و تاج پر دوبارہ قبضہ کر لیں" شہزادہ آتوشان نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ یہ لوگ مجھے بےحد بہادر لگتے ہیں اور پھر ہو سکتا ہے ان کے پاس اس جیسے اور بھی ہتھیار ہوں۔" ذاگورا نے کہا۔

اور پھر شہزادہ آتوشان نے ایک بڑی سی چادر اٹھا کر اپنے جسم پر اچھی طرح لپیٹی اور ذاگورا کے ہمراہ مکان سے باہر نکل آیا۔ وہ چونکہ کافی عرصے بعد مکان سے باہر نکلا تھا۔ اس لئے وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا جیسے ہر چیز اس کے لئے نئی ہو۔ ان دونوں کا رُخ شاہی محل کے شمالی حصے کی طرف تھا۔

اندھے کنوئیں کی تہہ میں چونکہ پانی کافی مقدار میں موجود تھا۔ اس لئے ان کے جسم پانی میں ڈوبتے چلے گئے۔ ڈمبالو کا جسم پہلے ہی اس پانی میں تیرتا پھر رہا تھا۔

اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ لیکن پانی میں گرنے کے بعد جب آہستہ آہستہ پانی کی ٹھنڈک نے ان کے دماغوں پر اثر کرنا شروع کیا تو انہیں ہوش آنا شروع ہو گیا۔ اور پھر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ڈمبالو، چلوسک اور ملوسک تینوں ہوش میں آچکے تھے۔ البتہ وہ پانی پر تیر رہے تھے اور انہیں

ہر طرف گہرا اندھیرا محسوس ہو رہا تھا۔ کنوئیں کا منہ بھی چونکہ ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے کنوئیں میں روشنی کی ایک باریک کرن تک داخل نہ ہو رہی تھی۔

"یہاں تو ہم بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے۔" اچانک ملوسک کی رو دینے والی آواز گونجی

"بھوک کی بات تو اور ہے پیاس کے لئے پانی موجود ہے اور پھر یہاں پانی میں ہماری ایڑیوں کو رگڑا آئے گی ہی نہیں۔ اس لئے ہم مریں گے بھی نہیں۔" چلوسک نے ہنستے ہوئے کہا اور ملوسک کے ساتھ ساتھ ڈمبالو کے بھی ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ اور چلوسک مطمئن ہو گیا۔ کیونکہ ان کا خیال بدلنے کے لئے اس نے جان بوجھ کر ایسا فقرہ کہا تھا۔

"اس اندھے کنوئیں میں پھینکنے کا مقصد تو آخر یہی ہو گا کہ ہم مر جائیں۔" ملوسک نے کہا۔

"دیکھو ملوسک۔ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اس وقت

ہی موت آ سکتی ہے۔ ورنہ چاہے انسان کو جلتی ہوئی آگ میں کیوں نہ ڈال دیا جائے۔ تب بھی انسان نہیں مرتا۔ اس لئے موت سے کسی کو نہیں ڈرنا چاہیئے۔ موت تو اپنے وقت پر ہی آئے گی چلوسک نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ دیکھو اس بادشاہ نے ہمیں کتنی بلندی سے نیچے پھینکا ہے۔ اس کا خیال ہو گا کہ ہم گرتے ہی مر جائیں گے۔ لیکن ہم زندہ ہیں۔

"لیکن چلوسک ہم یہاں سے نکلیں گے کیسے یہاں سے نکلنے کا تو کوئی راستہ ہی نہیں۔" ملوسک نے کہا۔

"دیکھو ملوسک۔ ہم حق پر ہیں اور ایک ظالم کے خلاف لڑ رہے ہیں اور ظالم کے خلاف لڑنے والوں کی اللہ تعالیٰ خود امداد کرتا ہے۔ اس لئے تم بے فکر رہو۔ کوئی نہ کوئی راستہ پیدا ہو ہی جائے گا۔ چلوسک نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر ابھی انہیں باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ان کے سروں پر ایک کھٹکا سا ہوا اور وہ تینوں چونک پڑے

دوسرے لمحے ان کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں، کیونکہ کنوئیں میں اچانک روشنی کا سیلاب سا آ گیا تھا۔ مگر دوسرے لمحے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔ ان کے سروں پر کنوئیں کی دیوار میں ایک دروازہ سا بن گیا تھا اور روشنی اسی دروازے میں سے آ رہی تھی۔

"اجنبی مہمانو۔ کیا تم زندہ ہو۔" اچانک ایک آواز سنائی دی۔ اور پھر ایک نوجوان نے دروازے میں سے اندر جھانکا۔ اس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔

"ہاں ہم زندہ ہیں۔" چلوسک نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ شکر ہے ہم ٹھیک وقت پر پہنچ گئے۔" اسی نوجوان نے کہا اور پھر اس نے ایک موٹی سی رسی ان کی طرف پھینک دی۔

"میں نے اس کا دوسرا سرا مضبوطی سے باندھ دیا ہے۔ تم اس رسی کے ذریعے اوپر چڑھ آؤ۔ شاباش جلدی کرو۔ کہیں بادشاہ کے آدمی نہ آ جائیں" اسی نوجوان نے کہا اور سب سے پہلے ملوسک نے رسی پکڑی اور دوسرے لمحے وہ رسی کی مدد سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے ہی وہ اس دروازے تک پہنچا۔ اسی نوجوان نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچ لیا اور ملوسک دروازے میں غائب ہو گیا۔ اس کے بعد چلوسک بھی اس رسی کی مدد سے اوپر چڑھ گیا۔ اور اسے بھی نوجوان نے پکڑ کر کھینچ لیا۔ سب سے آخر میں ڈمبالو نے رسی پکڑی اور بڑی مشکل سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بھی دروازے سے گزر کر ایک غار میں پہنچ گیا۔ یہاں چلوسک ملوسک کے علاوہ دو اور نوجوان موجود تھے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ ڈمبالو کے اوپر چڑھ آنے کے بعد ایک نوجوان نے پھرتی سے رسی واپس کھینچی اور پھر دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر پیر مارا تو دروازہ غائب ہو گیا۔ اب وہاں مضبوط اینٹوں کی دیوار تھی۔ اور کوئی تصور نہ کر سکتا تھا کہ یہاں بھی دروازہ ہو سکتا ہے۔

"تم لوگ کون ہو اور کیوں ہمیں بچانے آئے ہو۔" چلوسک نے ان دونوں نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے۔ بعد میں باتیں کریں گے۔"
اور پھر وہ ان تینوں کو ہمراہ لئے تیزی سے اس غار میں دوڑتے چلے گئے۔ کافی دیر بھاگنے کے بعد وہ غار کے دوسرے سرے پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ایک مضبوط سی دیوار تھی۔ ایک نوجوان نے یہاں بھی ایک کونے والی دیوار کی جڑ میں ایک ابھرے ہوئے پتھر پر پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی۔ اور اب وہاں ایک دروازہ سا بن گیا۔
وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس دروازے سے باہر نکل گئے۔ باہر نکل کر اسی نوجوان نے جس نے دروازہ کھولا تھا دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ کو دبایا تو دیوار برابر ہوتی چلی گئی۔ اب وہ شاہی محل کی بیرونی دیوار کے باہر موجود تھے اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ وہ بھاگتے ہوئے جلد ہی ایک کھلے میدان کو پار کر کے ایک آبادی میں داخل ہو گئے جہاں بہت سے چھوٹے چھوٹے گھر موجود تھے۔ چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک اور ڈمبالو ان دونوں نوجوانوں کے پیچھے چلتے ہوئے ایک

والے گھر میں پہنچ گئے۔ ایک نوجوان نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر وہ سب اندرونی کمرے میں جا کر اطمینان سے بیٹھ گئے۔
"آپ باتیں کریں میں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں۔" ذاگورا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ چلوسک ملوسک میں سے کوئی بولتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے چلوسک کی نظریں کونے میں رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی میز پر پڑیں جس پر ان دونوں کے پستول رکھے ہوئے تھے۔ چلوسک نے جھپٹ کر دونوں پستول اٹھا لئے۔ پستول دیکھ کر ملوسک بھی اچھل پڑا۔
"واہ واہ مزا آ گیا۔ ہمارے پستول مل گئے" ملوسک نے ہاتھ بڑھا کر چلوسک سے پستول لیا۔ اور پھر اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔
"مجھے ذاگورا نے بتایا ہے کہ ان سے آپ نے بہت سے جلاد مار ڈالے ہیں۔ یہ کیا ہے ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آئی۔ ذاگورا ہی انہیں اٹھا لایا تھا۔" شہزادہ آلو شان نے کہا۔

"زاگورا۔" چلوسک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ آپ تو جانتے نہیں۔ ٹھہریئے پہلے میں
اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کرا دوں۔" آتوشان
نے کہا۔ اور پھر اس نے تفصیل سے وہ تمام
واقعات سُنا دیئے۔ جس کے تحت سپہ سالار چماٹا
نے بغاوت کرکے اس کے والدین کو قتل کر دیا۔
اور کس طرح زاگورا کی مدد سے وہ بچ نکلا اور
اب چھپا ہوا ہے۔

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اس جزیرے کے
اصل بادشاہ اب آپ ہیں۔" چلوسک نے خوش
ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہوں تو میں ہی لیکن چماٹا اور اس کے
جلاد بے حد ظالم ہیں۔ اسے اگر ذرا بھی شک ہوگیا
کہ میں زندہ ہوں تو مجھے فوراً مروا ڈالے گا۔"
شہزادہ آتوشان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ چماٹا ظالم ہے اور ظالم کا
انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آپ دیکھئے کہ ہم کس طرح
چماٹا کو سزا دیتے ہیں۔ ہم اسے اور اس کے سارے
جلادوں کو ختم کرکے آپ کی بادشاہت کا اعلان

دیں گے" چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا
میں زاگورا کھانا لے کر آگیا اور پھر وہ سب
کھانے میں مصروف ہوگئے۔ لیکن ابھی انہوں
لے کھانا تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ اچانک باہر شور
اور دوسرے لمحے بے شمار جلاد تلواریں لہراتے
واریں پھاند کر اندر آ گھسے اور پھر اس سے پہلے
چلوسک ملوسک اور ڈمبالو سنبھلتے۔ جلادوں نے انہیں
ندوں میں بری طرح کس دیا۔ اور وہ سب بے بس ہوکر
وہ گئے۔

"اوہ۔ شہزادہ آتوشان زندہ ہے۔ جاؤ بادشاہ کو اطلاع
کرو۔" ایک سپاہی نے چیخ کر دوسرے سے کہا اور وہ
سپاہی دوڑتا ہوا چلا گیا۔

چلوسک ملوسک نے جیبوں میں سے پستول نکالنے کی
بے حد کوشش کی لیکن انہیں اس بُری طرح جکڑ دیا گیا تھا
کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد بادشاہ چماٹا غصے سے لال پیلا
ہوتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"شہزادہ زندہ ہے اور یہ زاگورا اس کا ساتھی۔ اوہ
یقیناً تم نے ہی ان اجنبیوں کو اندھے کنوئیں سے نکالا

ہو گا۔ اب تمہاری موت مقدر ہو چکی ہے۔ اور میں تمہیں پورے جزیرے کے لوگوں کے سامنے عبرتناک موت ماروں گا۔" سردار چپاٹا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مگر تمہیں کیسے پتہ چلا کہ ہم اندھے کنوئیں سے آزاد ہو کر یہاں آئے ہیں" چلوسک نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میرے ایک سپاہی نے تمہارے اس دیوانہ ساتھی کو محل کی چھت پر پہرہ دیتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ چنانچہ اس نے جب مجھے اطلاع دی۔ تو میں نے اندھے کنوئیں کی پڑتال کی وہاں تم موجود نہ تھے لیکن اس اثناء میں تم غائب ہو چکے تھے۔ میدان میں تمہارے گیلے پیروں کے نشانات نے اس مکان تک رہنمائی کر دی اور اس طرح میرے سپاہی یہاں تک پہنچ گئے۔ اور یہ بھی اچھا ہوا کہ یہاں آنے سے میرا سب سے بڑا دشمن شہزادہ بھی ہاتھ آ گیا۔" بادشاہ چپاٹا نے کہا اور پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان سب کو میدان میں لے جا کر ان پر بھوکے درندے چھوڑ دیئے جائیں اور پورے جزیرے

منادی کرا دی جائے کہ جزیرے کا ہر آدمی میدان میں پہنچ جائے تاکہ وہ سب اپنی آنکھوں سے شہزادہ آزتو شان کا عبرتناک حشر دیکھ سکیں۔ یہ حکم دے کر چپاٹا واپس چلا گیا۔ اور جلاد ان سب کو لے کر گھر سے باہر نکل آئے۔

میدان کے گرد بنی ہوئی اونچی سیڑھیوں پر اس وقت جزیرے کے لوگوں کا ہجوم تھا۔ چھاٹا کی طرف سے منادی ہونے پر وہ سب کام چھوڑ کر میدان میں پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اگر انہیں ذرا بھی دیر ہو گئی تو جلاد انہیں فوراً قتل کر ڈالیں گے انہیں شہزادہ آتو شان کے زندہ ہونے کی خبر بھی مل گئی تھی۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ اب تو شہزادہ آتو شان بھوکے درندوں کا نوالہ بن جائے گا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکیں گے۔ سیڑھیوں پر جگہ جگہ مسلح جلاد چوکنے کھڑے تھے۔ ایک طرف سردار چھاٹا کے لئے بڑا سا تخت بچھا ہوا تھا اور وہ سب سردار چھاٹا کے انتظار میں خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ اور سب کی نظریں ان پر جمی ہوئی تھیں

میدان کی ایک دیوار میں بڑے بڑے دروازے لگے ہوئے تھے جن کے پیچھے بھوکے درندے قید تھے۔

"چلوسک۔ میں نے ایک ہاتھ کھول لیا ہے" ڈمبالو نے جو چلوسک کے قریب پڑا ہوا تھا، خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"کھول لیا ہے تو جلدی سے اپنی اور ہم سب کی رسیاں کھول دو" چلوسک نے جواب دیا اور ڈمبالو نے فوراً ہی اپنا دوسرا ہاتھ بھی رسیوں سے آزاد کرا لیا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ان دونوں کی رسیاں ہاتھوں سے پکڑ کر توڑ ڈالیں۔ اور وہ سب آزاد ہو گئے۔ اور عین اسی لمحے سردار چھاٹا بھی آ کر تخت پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے بھوکے درندوں کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا اور سپاہیوں نے اوپر سے ہی وہ بڑے دروازے کھول دیئے۔ اور دروازہ کھلتے ہی دو خوفناک شیر اور دو کالے رنگ کے وحشی چیتے دھاڑتے ہوئے باہر نکل آئے۔ چلوسک ملوسک نے پھرتی سے اپنی جیبوں سے پستول نکال لئے تاکہ ان درندوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ لیکن دوسرے لمحے

یہ دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے کہ دونوں پستولوں کے چلانے والے بٹن خراب ہو چکے تھے۔ وہ دب ہی نہ رہے تھے۔ شاید ان کے سپرنگ خراب ہو گئے تھے۔ زاگورا نے انہیں چلانے کے لئے غلط طور پر اور ٹیڑھا میڑھا کر کے دبایا تھا اس لئے وہ خراب ہو گئے تھے۔

"اوہ۔ مارے گئے۔ ہمارے پستول خراب ہو گئے ہیں" چلوسک طوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہٹ جاؤ۔ ہٹ جاؤ۔ میں ان درندوں سے لڑتا ہوں" اچانک ڈمبالو نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب بے اختیار ڈمبالو کے پیچھے ہو گئے۔ درندے آزاد ہوتے ہوئے دھاڑتے ہوئے ان کی طرف لپکے۔ لیکن ڈمبالو تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ شاید چلوسک طوسک اور دوسرے ساتھیوں کو بچانا چاہتا تھا اور اسے آگے بڑھتا دیکھ کر سب درندے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اور پھر ان سب نے بیک وقت دھاڑتے ہوئے اس پر حملہ کر دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کے قریب آتے، ڈمبالو نے اچانک چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا ایک طرف جا کھڑا ہوا اور درندے چونکہ تینوں طرف سے اس پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس لئے وہ دھاڑتے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرا

گئے۔ اسی لمحے ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹا اور پھر اس نے ایک چیتے کی ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑی اور دوسرے لمحے اسے یوں ہوا میں گھمایا جیسے لاٹھی گھماتے ہیں۔ اور چیتے کا جسم باقی درندوں سے ٹکرا گیا اور وہ درندے اس سے ٹکرا کر نیچے گرے۔ اسی لمحے ڈمبالو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چیتے کی ایک ٹانگ کو پھرتی سے پیر کے نیچے دبایا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ٹانگ کو پوری قوت سے کھینچا اور چیتے کے حلق سے بڑی کربناک دھاڑ نکلی۔ اور اس کا جسم درمیان سے چرتا چلا گیا۔ اس لمحے باقی درندوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ ڈمبالو نے اس چیتے کو ایک طرف پھینکا اور ایک شیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پھرتی سے اٹھایا اور اپنے جسم سے ٹکرانے والے دوسرے شیر پر دے مارا۔ اور ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے لات لہرا کر دوسرے چیتے کی پسلیوں پر ماری اور وہ خوفناک چیتا اس کی لات کھا کر لڑھکتا ہوا دور جا گرا۔ اور ڈمبالو نے ایک لات نیچے گرے ہوئے شیر کی گردن پر رکھ کر دونوں ہاتھوں میں پکڑے

ہوئے شیر کے جسم کو پوری قوت سے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور پھر اس نے اپنے پیر کے نیچے پھڑکتے ہوئے شیر کی دونوں ٹانگیں پکڑیں اور اُسے گھما کر پہلے شیر پر زور سے دے مارا۔

"بچو ڈمبالو" اچانک چلوسک نے چیخ کر کہا اور وہ سیاہ رنگ کا چیتا جو لات کھا کر ایک طرف جا گرا تھا، اور اب پشت پر سے حملہ کر رہا تھا اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور ڈمبالو کے اچانک ایک طرف ہٹنے سے وہ اس شیر پر جا گرا جو نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسی لمحے ڈمبالو نے دونوں ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شیر کو ایک بار پھر گھما کر ان دونوں پر دے مارا۔ شیر اور چیتے بُری طرح دھاڑ رہے تھے مگر ڈمبالو انہیں یوں گھما گھما کر پھینک رہا تھا جیسے وہ شیر چیتے نہ ہوں چھوٹے چھوٹے کھلونے ہوں۔ اور دوسرے لمحے اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا دے کر مخالف سمتوں میں پھیلا دیا اور اس کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے شیر کا جسم دو حصوں میں چِرتا چلا گیا۔ اور ڈمبالو نے اُسے دُور اُچھال دیا۔ اب صرف ایک شیر اور ایک چیتا مقابلے میں

رہ گئے تھے۔ اور پھر ڈمبالو بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ان دونوں پر بیک وقت چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے شیر اور چیتا اس کی بغلوں میں دبے ہوئے زمین سے اٹھتے چلے گئے۔ اس کی ایک بغل میں شیر کی گردن اور دوسری بغل میں چیتے کی گردن دبی ہوئی تھی اور ان کے دھڑ ہوا میں پھڑک رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کو پنجوں سے زخمی کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر ڈمبالو نے زور سے نعرہ مارا اور اپنے دونوں بازوؤں کو پوری قوت سے دبا دیا اور پھر انہیں یوں پھینک دیا جیسے وہ حقیر کیڑے ہوں۔ میدان میں بیٹھے ہوئے سب لوگ حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں کی اس خوفناک جنگ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ ڈمبالو کی بے پناہ طاقت اور پھرتی پر حیران تھے کہ اس نے کس طرح اکیلے ہی دو خوفناک شیروں اور دو سیاہ چیتوں کو مار ڈالا سردار چماٹا بھی حیرت سے ڈمبالو اور بھوکے درندوں کی یہ لڑائی دیکھ رہا تھا وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی انسان اتنا طاقتور ہو سکتا ہے۔ شیروں اور چیتوں کو مارنے کے بعد ڈمبالو فاتحانہ نعرے لگاتا ہوا

تیزی سے میدان کے اس کونے تک بڑھتا چلا گیا جدھر سردار چماٹا اوپر تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سمجھتا۔ اچانک ڈمبالو نے زور دار چھلانگ ماری اور وہ جیسے ہوا میں اڑتا ہوا میدان کی اونچی دیوار پار کر کے ان سیڑھیوں پر جا کھڑا ہوا جہاں چماٹا کا تخت بچھا ہوا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے جھپٹ کر چماٹا کی گردن ایک ہاتھ میں پکڑی اور اسے لئے ہوئے دوبارہ میدان میں چھلانگ لگا دی۔ چماٹا کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں۔ میدان میں آتے ہی ڈمبالو نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر چماٹا کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ اور پھر اس نے اچھل کر دونوں پیر پوری قوت سے اس کے سینے پر مارے اور چماٹا کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور اس کا سینہ پچکتا چلا گیا۔ اس کے منہ اور ناک سے خون کے فوارے بہہ نکلے اور وہ ایک لمحے میں ہلاک ہو گیا۔

"لوگو! ان جلادوں پر ٹوٹ پڑو۔ یہ تمہارے اصل بادشاہ آتو شان کا حکم ہے۔ ان سے انتقام لو۔" اچانک زاگورا نے چیختے ہوئے کہا اور لوگ جو حیرت

سے بت بنے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ چماٹا کو مرتے دیکھ کر اور زاگورا کی آواز سن کر اچانک اچھلے اور پھر وہ سب درمیان میں کھڑے جلادوں پر ٹوٹ پڑے۔ جلادوں نے اپنے دفاع کے لئے تلواریں چلائیں لیکن وہ بیک وقت کتنے آدمیوں کو مار سکتے تھے۔ نتیجہ یہ کہ لوگ ان سے چمٹ گئے اور چند ہی لمحوں بعد انہوں نے سارے جلادوں کی بوٹیاں اڑا دیں۔

اس طرح ظالم چماٹا اور اس کے جلادوں کا خاتمہ ہو گیا اور پھر سب لوگوں نے خوشی سے ناچنا شروع کر دیا۔ وہ بادشاہ آتو شان کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور پھر وہ سب میدان میں کود پڑے اور انہوں نے آتو شان کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ چلوسک ملوسک کو بھی لوگوں نے اٹھا لیا۔ مگر ڈمبالو ان سے نہ اٹھ سکا۔ وہ اس کے ہاتھ چومنے لگے۔ اس طرح یہ جلوس خوشی سے اچھلتا ہوا اور نعرے لگاتا ہوا شاہی محل پہنچ گیا۔ اور پھر آتو شان کی باقاعدہ تاجپوشی کی گئی اور پورے جزیرے میں جشن منایا جانے لگا۔ ہر شخص نے

اطمینان کا سانس لیا۔ اُتو شان نے بادشاہ بنتے ہی زاگورا کو اپنا وزیر اعظم بنا لیا اور چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو شاہی مہمانوں کا درجہ دیا گیا۔ اور پورے ملک میں تین روز تک جشن منانے کا حکم دے دیا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بھی بے حد خوش تھے کہ ان کی وجہ سے ایک ظالم کا خاتمہ ہوا اور لوگوں کو اس کے ظلم سے نجات مل گئی۔

چلوسک نے فرصت ملتے ہی سب سے پہلے اپنے پستول مرمت کئے۔ اور پھر وہ بھی لوگوں کے ساتھ مل کر جشن منانے میں مصروف ہو گئے۔ خوشی اور مسرت کا جشن۔ پورا جزیرہ خوش تھا کہ انسان تو انسان درخت تک خوشی سے جھوم رہے تھے۔ وہ بھی جلاد بادشاہ کے خاتمہ پر جزیرے کے رہنے والوں کے ساتھ مل کر جھوم رہے تھے۔ ہر طرف خوشی ہی خوشی تھی۔ مسرت ہی مسرت۔

ختم شُد

بچوں کے لئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک کے کارنامے

- چلوسک ملوسک
- چلوسک ملوسک پرستان میں
- چلوسک ملوسک جنت میں
- چلوسک ملوسک کی شامت
- چلوسک ملوسک اور عمرو عیار
- چلوسک ملوسک طلسم ہوشربا میں
- چلوسک ملوسک اور زہریلا دیو
- چھن چھنگو اور چلوسک ملوسک
- چلوسک ملوسک اور سمندری دیو
- چلوسک ملوسک کے دشمن
- چلوسک ملوسک اور گلاب شہزادی
- چلوسک ملوسک اور ٹارزن
- چلوسک ملوسک ٹارزن اور خوفناک لڑکی
- چلوسک ملوسک اور جلاد بادشاہ

چھن چھنگو کے کارنامے

- چھن چھنگو
- چھن چھنگو اور ظالم جادوگر
- چھن چھنگو اور خوفناک بونے
- چھن چھنگو اور مکار بڑھیا
- چھن چھنگو اور جاگوزہ جن
- چھن چھنگو کا مقابلہ
- چھن چھنگو اور چلوسک ملوسک
- چھن چھنگو پرستان میں
- چھن چھنگو اور جادوگر دیو
- چھن چھنگو اور شیطان بڑھیا
- چھن چھنگو اور پراسرار بادشاہ
- چھن چھنگو اور لوہا جن
- چھن چھنگو اور پراسرار دیوتا
- چھن چھنگو قید میں

فیصل شہزاد کے کارنامے

- خطرناک نقاب پوش
- پراسرار گڑھا
- خوفناک گروہ
- بھوت حویلی
- غدار جاسوس
- کالا گلاب
- موت کا قہقہہ
- موت کا پھندہ
- الٹی چال
- چار بچے
- خوفناک ہنگامہ
- جاسوس مجرم

آنگلو بانگلو کے کارنامے

- آنگلو بانگلو
- آنگلو بانگلو سمندر میں
- آنگلو بانگلو پرستان میں
- آنگلو بانگلو سرخ قلعے میں
- آنگلو بانگلو اور نیک شہزادی
- آنگلو بانگلو جادو نگری میں
- آنگلو بانگلو چاند پر
- آنگلو بانگلو اور آدم خور شہزادی
- آنگلو بانگلو شیروں کی وادی میں

بچوں کی دیگر کتب

- کاف منتشا پری
- بدصورت ملکہ
- ہیرا من طوطا
- ٹارزن کی شادی
- خاقان دیو
- عمرو کی موت
- ٹارزن اور خونی گدھ
- ظالم بردہ فروش
- جبیل دیو
- ٹارزن اور پراسرار قبیلہ
- ایک حق شہزادی
- عمرو کی شادی
- ٹارزن پنجرے میں
- پریوں کی شہزادی
- ٹارزن اور خوفناک گوریلے
- عمرو اور منحوس جادوگر
- شعلہ پری
- ٹارزن اور باغی قبیلہ
- شیر دل اور ساحر جادوگر
- ٹارزن اور خونخوار مگرمچھ
- من موتی جنا
- بے وقوف شہزادہ
- بدروح کا دوست
- بھوتوں کا ناچ
- ٹارزن کی شکست
- ٹارزن اور اندھا ہاتھی
- شہزادی چھوٹا اور زہریلا دیو
- عمرو اور چیکو جادوگر

یوسف برادرز

پبلشرز، بکسیلرز

پاک گیٹ ملتان

لوسک ٹوسک
اور جناتی قلعہ

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلوسک ملوسک
اور جناتی قلعہ

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ ملتان

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور

قیمت ——— ۷/- روپے
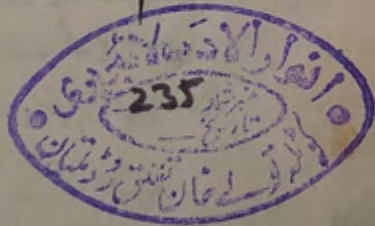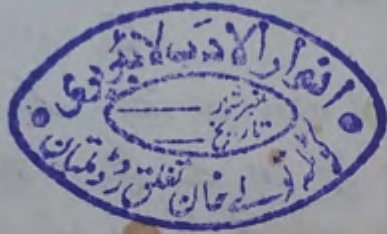
چلوسک ملوسک اور ڈمبالو جلاد بادشاہ کا خاتمہ کرنے اور شہزادہ آتو شان کو بادشاہ بنوانے کے بعد کافی دنوں تک شاہی مہمان رہے اور پورے جزیرے میں منائے جانے والے جشن کا تماشہ دیکھتے رہے۔

پھر ایک روز انہوں نے بادشاہ آتو شان سے واپسی کی اجازت مانگی تو بادشاہ نے کچھ دن اور ٹھہرنے پر اسرار کیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ چونکہ یہ جزیرہ ایسی جگہ پر واقع ہے جہاں سے مہذب دُنیا بہت دُور ہے اور اُن کا ہیلی کاپٹر بھی غرق[1] ہو چکا

---

[1] اس کے لیے انتہائی دلچسپ ناول "چلوسک ملوسک اور جلاد بادشاہ" پڑھیے

ہے۔ اس لئے وُہ ان کے لئے خصوصی طور پر مضبوط
قسم کی کشتی تیار کروا رہا ہے۔ تاکہ وہ مہذب دُنیا
تک پہنچ سکیں۔

اس بات پر چلوسک ملوسک کچھ دن اور ٹھہرنے
پر رضامند ہو گئے۔

تقریباً ایک ہفتے بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی
کہ کشتی تیار ہو چکی ہے اور کشتی میں تقریباً ایک
ماہ کے لیے کھانے پینے کا سامان اور پانی بھی رکھ
دیا گیا ہے۔

چنانچہ چلوسک ملوسک نے بادشاہ سے اجازت
لی اور ان کے بے حد اصرار پر آخر کار بادشاہ کو
مجبوراً اجازت دینی پڑی۔

پھر ایک روز صبح ہی صبح بادشاہ آتو شان اور
وزیرِاعظم زرگورا اپنے درباریوں سمیت انہیں جزیرے کے
کنارے پر چھوڑنے کے لیے آئے۔ جہاں اُن
کے لیے تیار کردہ کشتی موجود تھی۔

کشتی واقعی بہت بڑی اور بے حد مضبوط بنائی گئی
تھی۔ اس کے ایک کونے میں دو چھوٹے چھوٹے
کمرے بنائے گئے تھے۔ جن میں سے ایک میں

کھانے پینے کا سامان اور پانی کا ذخیرہ جمع تھا۔ جب کہ
دوسرا کمرہ اُن کے بیٹھنے اور سونے کے لیے بنایا
گیا تھا۔

اس کمرے میں خوبصورت قالین بچھایا گیا تھا۔
اور اُسے بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

کشتی کا باقی حصّہ خالی تھا۔ چار بڑے بڑے چپو
بھی کشتی میں موجُود تھے تاکہ انہیں کشتی چلانے میں
کسی دِقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

بادشاہ اور وزیرِاعظم سے گلے مِل کر چلوسک ملوسک
اور ڈمبالو کشتی میں سوار ہو گئے اور بادشاہ کے اشارہ
پر کشتی کے ساتھ بندھی ہوئی وُہ رسی جس سے کشتی
کو ایک بڑے درخت کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ کاٹ
دیا گیا اور کشتی پانی میں ہلکورے لینے لگی۔

ڈمبالو نے کشتی کے درمیان میں بیٹھ کر دونوں
چپو سنبھال لئے۔

اور پھر اس کے طاقتور بازو جیسے ہی حرکت میں
آئے۔ کشتی انتہائی تیزرفتاری سے پانی میں تیرنے
لگی۔

چلوسک ملوسک کشتی میں کھڑے اس وقت تک

جزیرے پر موجود بادشاہ و وزیرِاعظم اور درباریوں کو
دیکھ کر ہاتھ ہلاتے رہے۔ جب تک وہ نظر آتے رہے
جب وہ نظر آنے بند ہو گئے تو وہ دونوں
پلٹے اور کشتی کے کنارے پر آ کر بیٹھ گئے۔ اور سمندر
کا نظارہ کرنے لگے۔

ڈمبالو بڑے اطمینان سے چپو چلا رہا تھا۔ اور اس
کے بازوؤں کی طاقت سے چلوسک ملوسک کو یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے کشتی پانی کی سطح پر اڑتی چلی
جا رہی ہو۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی۔

"ڈمبالو جب تم تھک جاؤ تو ہمیں بتا دینا پھر ہم
چپو چلائیں گے"۔

چلوسک نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اور تھک جاؤں۔ میں ساری عمر بھی اس
طرح چپو چلا کر نہیں تھک سکتا۔ میرا نام ڈمبالو
ہے ڈمبالو"۔

ڈمبالو نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

اچھا چلو دیکھ لیں گے کہ ڈمبالو کتنا طاقتور ہے۔
چلوسک نے اُسے اور چڑھاتے ہوئے کہا اور ملوسک
بے اختیار ہنس پڑا۔

اسے معلوم تھا کہ اب ڈمبالو تھک جانے کے
باوجود بھی اسی طرح چپو چلاتا رہے گا

ملوسک اب مسئلہ یہ ہے کہ آخر ہم کہاں جا
رہے ہیں۔ نہ ہی ہمارے پاس کوئی نقشہ ہے۔ نہ
ہی قطب نما جس کی مدد سے ہم راستہ معلوم کر سکیں
اور نہ ہی ہمیں کوئی راستہ معلوم ہے۔

چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کہا۔

اب میں کیا بتا سکتا ہوں کہیں نہ کہیں تو آخر
پہنچ جائیں گے۔

ملوسک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

ہاں تمہاری بات بھی درست ہے۔

چلوسک نے جواب دیا اور ایک بار پھر وہ دونوں
سمندر کے نظارے میں مصروف ہو گئے۔

انہیں جزیرے سے چلے ہوئے تقریباً دو گھنٹوں
سے زیادہ گزر گئے تھے کہ اچانک آسمان پر سیاہ
رنگ کے بادل اکٹھا ہونے شروع ہو گئے۔

"میرا خیال ہے بارش اور طوفان آنے والا ہے"۔
ملوسک نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہاں کچھ لگتا تو ایسا ہی ہے۔

چلوسک نے جواب دیا۔ گو ان گہرے بادلوں کو
دیکھ کر وُہ بھی دل ہی دل میں پریشان ہو رہا تھا
لیکن وہ اپنی پریشانی ملوسک پر ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ
ملوسک بہرحال ابھی چھوٹا تھا وہ بہت زیادہ گھبرا جاتا۔

بادل تیزی سے اکٹھے ہوتے چلے گئے اور پھر
تھوڑی دیر بعد تیز بارش شروع ہو گئی۔

ڈمبالو چپو چلانا بند کر دو۔ سمندر میں طوفان آنے والا
ہے۔ کمرے میں آ جاؤ۔

چلوسک نے تیز لہجے میں ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا

"نہیں ڈمبالو طوفان سے نہیں ڈرتا"

ڈمبالو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

ڈمبالو طوفان میں چپو چلانے سے کشتی الٹ جائے
گی اور ہم سب سمندر میں عزق ہو جائیں گے۔ اس
لیے کہہ رہا ہوں۔

چلوسک نے کہا۔

"اچھا یہ بات ہے تو ٹھیک ہے"۔

ڈمبالو چلوسک کی بات سن کر سر ہلاتا ہُوا اُٹھ
کھڑا ہوا۔

اور پھر وہ سب بھاگتے ہوئے کمرے میں آ گئے

کمرے میں لگی ہوئی کھڑکیوں سے وہ بارش کا نظارہ
کرتے رہے۔

بارش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی اور پھر اُنہیں
یوں محسوس ہونے لگا جیسے آسمان سے پانی کی
چادریں نیچے گرنے لگی ہوں۔

لیکن ابھی چونکہ سمندر کی سطح ساکن تھی اس لیے
کشتی بڑے آرام سے چل رہی تھی۔

"چلوسک کشتی میں پانی بھر گیا تو پھر کشتی ڈوب جائے
گی"۔ اچانک ملوسک نے کہا۔

ارے ہاں، اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔

چلوسک بھی پریشان ہو کر اٹھ کھڑا ہُوا۔

"آپ دونوں بیٹھیں میں پانی نکالتا ہُوں"۔

ڈمبالو نے کہا۔

اور پھر وُہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ اس نے ساتھ والے
کمرے سے بالٹی نکالی اور پھر کشتی میں بھرا ہُوا پانی
بالٹی میں بھر بھر کر واپس سمندر میں ڈالنے لگا۔ اس
کے ہاتھ اتنی تیزی سے چل رہے تھے کہ تھوڑی دیر
بعد وہ کشتی میں بھرا ہوا پانی باہر پھینکنے میں کامیاب
ہو گیا۔

اب بارش کا پانی دوبارہ آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا لیکن چند لمحوں بعد بارش یکلخت ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی تیز ہوا کے جھکڑ چلنے لگے اور کشتی تیزی سے ڈولنے لگی۔

ہوا تیز ہوتی چلی گئی۔ اور پھر پانی میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگیں۔

ان لہروں میں اتنا زور پیدا ہو گیا کہ ان کے لیے کشتی میں بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

ڈمبالو بھی اندر آ گیا۔ اس کے بعد تو وہ طوفان اُٹھا کہ چلوسک ملوسک کے دل دہل گئے۔ کشتی یوں پانی پر اُٹھ اُٹھ کر نیچے گرتی کہ یوں محسوس ہوتا جیسے ابھی اس کی ایک ایک لکڑی ٹوٹ کر بکھر جائے گی۔ لیکن کشتی واقعی بے حد مضبوط بنائی گئی تھی۔ اس لیے وُہ اس قدر طوفان کو سہارتی چلی آ رہی تھی۔

طوفان کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

اور اب تو وُہ ایک دوسرے کو پکڑ کر فرش پر لیٹ گئے تھے۔ لیکن اُنہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے انہیں چھاج میں رکھے ہوئے دانوں کی طرح پٹخا جا رہا ہو۔ وہ کبھی لڑھکتے ہوئے کمرے کے ایک کونے

سے جا ٹکراتے اور کبھی دوسری طرف۔ ان کی ہڈیاں دُکھنے لگی تھیں۔ دل الٹ پلٹ ہو رہے تھے اور دماغ چکرانے لگے تھے۔

انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وُہ کشتی سمیت کسی بھی لمحے سمندر کی تہہ میں پہنچ جائیں گے۔

پھر آہستہ آہستہ طوفان کا زور ٹوٹتا چلا گیا۔ اور کشتی کے ہلارے بھی کم ہونے لگے۔ تھوڑی دیر بعد کشتی ساکت ہو گئی اور وہ سب کراہتے ہوئے فرش سے اُٹھ کھڑے ہُوئے۔

خدا کی پناہ!

"اس خوفناک طوفان سے نہ جانے ہم کیسے بچ گئے ہیں"۔

ملوسک نے کراہتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سب کمرے سے نکل کر باہر آ گئے اب آسمان صاف ہوتا چلا جا رہا تھا اور تیز روشنی ہر طرف پھیل رہی تھی۔

ڈمبالو تو باہر آتے ہی کشتی میں بھرا ہُوا پانی بالٹی کی مدد سے باہر نکالنے میں مصروف ہو گیا

ارے وہ دیکھو زمین کا کنارہ۔

اچانک ملوسک نے چیختے ہوئے کہا اور چلوسک اور
ڈمبالو چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ارے ہاں! واقعی خدا کا شکر ہے۔ زمین تو نظر
آئی۔ ورنہ ایسے دو چار طوفان اور آ جاتے تو کشتی کے
ساتھ ہمارا بھی کچومر نکل جاتا۔"

چلوسک نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا
چونکہ کشتی اس کے مخالف سمت میں بہہ رہی تھی
اس لیے ڈمبالو نے فوراً چپو سنبھالے، اور پھر اس نے کشتی
کو تیزی سے کنارے کی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔

کشتی تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی اور کنارہ لمحہ بہ
لمحہ صاف دکھائی دینے لگا

"ارے اس پر تو بہت بڑا محل ہے۔ شاہی محل۔"
چلوسک نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں! واقعی یہ تو اتنا بڑا محل ہے کہ ہر طرف محل ہی
محل نظر آ رہا ہے۔"
چلوسک نے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد محل کی وسیع اور مضبوط عمارت
صاف نظر آنے لگی۔

محل واقعی بہت بڑا اور بے حد مضبوط تھا۔ اس کی

دیواریں قلعہ نما تھیں اور اتنی اونچی تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے
آسمان سے لگی ہوئی ہوں۔

یہ محل نہیں ہے بلکہ کوئی قلعہ ہے۔ اس کے اندر آبادی
ہوگی۔
چلوسک نے محل کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور کشتی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی کنارے کے ساتھ
جا کر لگ گئی۔

کنارے کے قریب بے شمار گھنے درخت تھے جو ایک
قطار کی صورت میں کنارے کے ساتھ ساتھ جہاں تک نظر
جاتی تھی، چلے گئے تھے۔ جب کہ اس کے بعد محل تک کوئی
درخت نظر نہ آ رہا تھا۔

قلعے پر باقاعدہ بارہ دریاں اور برجیاں بنی ہوئی تھیں
لیکن کہیں بھی کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔

جیسے ہی کشتی کنارے سے لگی۔ ڈمبالو تیزی سے نیچے
اترا اور اس نے رسی کی مدد سے کشتی کو ایک درخت سے
باندھ دیا۔

"اب ذرا اس قلعے کی بھی سیر کر لیں"۔
چلوسک نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

اور پھر چلوسک ملوسک اور ڈمبالو تینوں قلعے کی طرف

بڑھتے چلے گئے۔

وہ قلعے کی دیواروں کے ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ وہ ایک بہت بڑا جزیرہ تھا۔ کیونکہ اس کے چاروں طرف سمندر تھا اور پورے جزیرے پر وُہ قلعہ ہی پھیلا ہُوا تھا۔ عظیم الشان قلعہ جس کی دیواریں آسمان جیسی بلند نظر آتی تھی۔ انہیں پورا جزیرہ گھومنے میں دو گھنٹے لگ گئے۔ اور دو گھنٹے بعد وُہ واپس اس جگہ پہنچے۔ جہاں انہوں نے کشتی درخت سے باندھی تھی۔ لیکن وُہ سب یہ دیکھ کر حیرت سے چیخ پڑے کہ کشتی غائب تھی

البتہ وُہ رسی ابھی تک درخت کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا۔ جیسے رسی کو کشتی کے ساتھ سے کھول دیا گیا ہو۔

"یہ کس کی۔ حرکت ہے"؟

چلوسک نے چیخ کر کہا۔

"ارے یہ کشتی تو اس قلعے میں لے جائی گئی ہے"۔

اچانک ملوسک نے زمین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب چلوسک نے غور کیا تو واقعی کسی چیز کے گھسٹنے کے آثار کنارے سے لے کر قلعے کی دیوار تک جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن دیوار کے قریب پہنچ کر وہ نشانات اچانک ختم ہو گئے۔

یہ تو کوئی جناتی قلعہ لگتا ہے۔ پورے قلعے کی دیوار میں کہیں کوئی دروازہ نہیں ہے اور پھر ہماری عدم موجودگی میں ہماری کشتی بھی گھسیٹ کر اس دیوار تک لائی گئی ہے اور پھر غائب۔

ملوسک نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

گھبراؤ نہیں جن بڑے طاقتور ہوتے ہیں۔ وہ کشتی کو اٹھا کر بھی لے جا سکتے تھے۔ کشتی کو گھسیٹ کر لے جایا گیا ہے۔ اس لیے ظاہر ہے یہ انسانوں کا ہی کام ہے۔ اور جہاں تک قلعے کی دیوار میں دروازہ نہ ہونے کا تعلق ہے۔ تو کوئی خفیہ دروازہ بھی ہو سکتا ہے۔

چلوسک نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے ڈمبالو سے مخاطب ہو کر کہا کہ وُہ درخت سے رسی کھول کر ساتھ لے لے۔

ڈمبالو نے حکم کی تعمیل کی اور اس نے رسی کھول کر اس کا گچھا بنایا اور اُسے ہاتھ میں لے لیا۔ رسی بہت بڑی تھی، اس لئے اس کا بڑا سا گچھا بن گیا تھا۔ دراصل اس کو درمیان سے کشتی سے باندھا گیا تھا۔ اس لئے رسی کھلنے کے بعد سمندر میں گر گئی اور کشتی لے جانے والوں کو اس کی لمبائی کا احساس نہ ہو سکا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ اسے بھی اپنے ہمراہ لے جاتے۔

رسیاں بن سکیں"۔

چلوسک نے ڈمبالو سے کہا۔

اور ڈمبالو نے اُس کے سرے آپس میں ملائے
اور پھر انہیں پوری طرح ماپ کر اُس نے درمیان میں
سے رسی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا
اور مضبوط رسی کسی کچے دھاگے کی طرح ٹوٹتی چلی گئی۔
اب دو رسیاں بن گئی تھیں۔ چلوسک نے بڑی مہارت
سے درخت کی دو مضبوط شاخیں توڑیں اور پھر ایک ایک
شاخ ایک ایک رسی کے سرے سے مضبوطی سے باندھ دی۔

"اسے اوپر پھینکو"۔

چلوسک نے ڈمبالو سے کہا۔

اور ڈمبالو نے رسی کو گھما کر زور سے اوپر پھینکا تو شاخ
دیوار کے دو کنگروں کے درمیان پھنس گئی۔ پھر اس نے
دوسری رسی کو بھی اسی طرح پھینکا اور دوسری رسی بھی
کنگروں کے درمیان پھنس گئی۔

"چلو ملوسک تم ایک رسی پکڑو اور اوپر چڑھو۔ دوسری
کے ذریعے میں اوپر چڑھتا ہوں۔ اوپر جا کر ہم دونوں
رسیاں اکٹھی پھنسا دیں گے۔ تب ڈمبالو اوپر آئے۔ ورنہ
ایک رسی اس کا وزن سہار نہ سکے گی"۔

چلوسک نے کہا۔

اور پھر وہ دونوں رسیوں کے سرے پکڑ کر تیزی
سے اوپر چڑھنے لگے۔

ڈمبالو دیوار کے قریب کھڑا انہیں اوپر جاتے دیکھ
رہا تھا۔ ابھی وہ دونوں دیوار کے قریب پہنچے تھے
کہ اچانک دیوار درمیان سے پھٹی۔ ایک بہت بڑے
ہاتھ نے دیوار سے نکل کر ڈمبالو کو زور دار دھکا دیا
اور ڈمبالو اس اچانک دھکے سے لڑکھڑاتا ہوا تین چار
قدم دُور جا کھڑا ہُوا۔ اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ
نکل گئی۔ اور اوپر چڑھتے ہوئے چلوسک ملوسک
نے حیرت بھرے انداز میں نیچے دیکھا۔ ہاتھ ابھی تک
دیوار سے نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیا ہے کس کا ہاتھ ہے"۔

چلوسک نے چیختے ہوئے کہا۔

اتنی دیر میں ڈمبالو تیزی سے اس ہاتھ کی طرف
لپکا۔ مگر جیسے ہی وہ دیوار کے قریب آیا۔ دیوار
یک لخت برابر ہو گئی۔ اور ڈمبالو نے بڑی مشکل سے
اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچایا اور اس
نے دونوں ہاتھ دیوار سے ٹیک دیے۔

مگر دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چیخ پڑا
کیونکہ اس کے دونوں ہاتھ یوں دیوار کے اندر
گھستے چلے گئے۔ جیسے دیوار مکھن کی بنی ہوئی ہو۔
ڈمبالو نے تیزی سے دونوں ہاتھ کھینچنے چاہے
اب اس کے ہاتھ دیوار کے اندر اس بُری طرح
پھنسے ہُوئے تھے کہ پوری طاقت لگانے کے باوجود
وہ اپنے ہاتھ واپس نہ کھینچ سکا۔

اور پھر اس نے غصے میں آ کر دونوں پَیر
پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائے۔ اور دوسرے
لمحے وُہ دیوار کے اندر یوں غائب ہو گیا جیسے دیوار
نے اسے اپنے اندر کھینچ لیا ہو۔ دیوار پلک جھپکنے میں
دوبارہ برابر ہو گئی تھی۔ اور ڈمبالو غائب ہو چکا تھا

چلوسک ملوسک اوپر رسیوں سے لٹکے ہوئے یہ
حیرت انگیز تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جب ڈمبالو دیوار
میں غائب ہو گیا تو چلوسک نے چیخ کر ملوسک کو
اوپر چڑھنے کے لیے کہا اور وہ دونوں تیزی سے اوپر
چڑھتے چلے گئے۔

چند لمحوں بعد وُہ دونوں دیوار کے کنگروں پر
چڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن پھر اس سے پہلے

کہ وُہ سنبھلتے۔ ان کے قدم کنگروں سے اٹھ گئے۔ انہیں
یوں محسوس ہوا جیسے ان دیکھے ہاتھوں نے انہیں
اندر کی طرف کھینچ لیا ہو۔ اور وُہ دونوں قلابازیاں کھاتے
ہوئے بے انتہا بلندی سے نیچے گرتے چلے گئے۔ ان
دونوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ اور
انہیں اپنی موت واضح طور پر دکھائی دینے لگی۔ نیچے
کی زمین انتہائی تیزی سے نزدیک آتی چلی جا رہی تھی
اور اسی رفتار سے ان کے ذہنوں پر اندھیرے چھاتے
چلے جا رہے تھے۔ اور پھر ابھی وُہ زمین تک نہ
پہنچے تھے کہ وہ دونوں بیہوش ہو گئے۔ اور یہ بات
تو بہرحال ظاہر تھی کہ اتنی بلندی سے نیچے گرنے
کے بعد ان کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہ سکتی تھی

ایک بہت بڑے کمرے کے درمیان ایک
بہت بڑے اور مضبوط تخت کے اوپر ایک عور
لیٹی ہوئی تھی۔ اس عورت کا قد دس فٹ سے
بھی زیادہ تھا اور قد کی طرح اس کا جسم بھی
اتنا چوڑا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے وُہ قد کے
لحاظ سے اونٹنی سے بھی بڑی ہو اور جسامت کے
لحاظ سے دو ہتھنیاں بھی مل کر اس جیسی جسامت
کی مالک نہ ہو۔

وہ قدو قامت کے لحاظ سے بڑے سے بڑے
دیو سے بھی بڑی تھی۔ وہ تخت پر گاؤ تکیئے پر

سر رکھے سو رہی تھی۔ اور اس کے خراٹوں کی آواز
سے بڑا کمرہ اس طرح گونج رہا تھا جیسے سائرن
بج رہے ہوں۔

کمرے کے اندر دروازے کے ساتھ دو آدمی
جو قدو قامت میں دیو جیسے تھے۔ ہاتھوں میں
تلواریں لیے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

اس لمحے دروازہ کھلا اور ایک دیو ہیکل آدمی اندر
داخل ہوا۔ اور دونوں دربان اُسے دیکھتے ہی ادب
سے جھک گئے۔

آنے والے کے سر پر قیمتی پتھروں کا بڑا سا
تاج رکھا تھا۔ اور اس کی بڑی بڑی مونچھیں
ہونٹوں کے کناروں سے کافی نیچے تک لٹک
رہی تھیں۔

"شہزادی زر تارم اُٹھو، شہزادی زر تارم اُٹھو"۔
تاج والے نے آگے بڑھ کر تخت پر سوئی
ہوئی ہاتھی جیسی عورت کو جھنجھوڑ کر جگاتے ہوئے کہا۔
اور اس عورت کے جسے شہزادی زر تارم کہہ
کر پکارا جا رہا تھا۔ خراٹوں میں تیزی سے کمی آنا
شروع ہو گئی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اُٹھ
کر بیٹھ گئی ۔ اس کے بڑے سے خوفناک چہرے
پر غصے کے آثار تھے ۔ مگر جیسے ہی اس کی نظریں
سامنے کھڑے ہوئے تاج والے پر پڑیں وہ بوکھلا
کر تخت سے اُتری اور تاج والے کے سامنے
جھک گئی ۔

اے شہنشاہِ جنات !

"شہزادی حضور کی خدمت میں آداب بجا لاتی ہے"

شہزادی زرتارم نے بڑے مؤدبانہ لیکن گونج دار
آواز میں کہا ۔

"شہزادی کا سلام قبول کیا جاتا ہے ۔ ہم خود
یہاں اس لیے تشریف لائے ہیں ۔ کہ ہم شہزادی
کو ایک عجیب و غریب چیز دکھانا چاہتے ہیں"۔

شہنشاہِ جنات نے کہا ۔

اور شہزادی خوشی سے اُچھل کر سیدھی ہوگئی
وہ شہنشاہ کے قد سے بھی چار فٹ اونچی تھی ۔

"وہ کیا چیز ہے شہنشاہِ جنات جسے آپ عجیب و
غریب کہہ رہے ہیں"

اس ہتھنی نما شہزادی نے بچوں کی طرح اشتیاق آمیز

لہجے میں پوچھا ۔

شہزادی تم ہمیشہ ہم سے ـــــ کہتی رہتی تھیں
کہ تم آدم زادوں کو دیکھنے کے لیے ان کی دُنیا
میں جانا چاہتی ہو لیکن ہم تمہیں روک دیتے تھے
کیونکہ آدم زاد بے حد چالاک ۔ عیار اور خوفناک ہوتے
ہیں اور تم بے حد بھولی بھالی سی لڑکی ہو ۔ اس
لیے ہمیں خطرہ رہتا تھا کہ کہیں تم وہاں جا کر
آدم زادوں کی عیاری میں نہ پھنس جاؤ ۔ لیکن آج
آدم زاد خود چل کر ہماری دنیا میں آ پہنچے ہیں ۔

شہنشاہِ جنات نے کہا ۔

"آدم زاد اور یہاں ارے واہ مزہ آ گیا"

دیو قامت شہزادی نے بچوں کی طرح تالیاں
بجا بجا کر اچھلنا شروع کر دیا اور اس کے
اچھلنے سے فرش سے دھپ دھپ کی آوازیں
آنی شروع ہوگئیں ۔ جیسے سینکڑوں ڈھول اکھٹے
بج رہے ہوں ۔

"آؤ ، میرے ساتھ"

شہنشاہ نے کہا ۔ اور شہزادی اس کے پیچھے
جھومتی ہوئی چلنے لگی ۔

کمرے سے نکل کر وہ ایک بڑے برآمدے میں آئے جہاں بے شمار جن ہاتھوں میں تلواریں اٹھائے پہرہ دینے میں مصروف تھے۔

شہنشاہ اور شہزادی کو دیکھ کر وُہ سب ادب سے جھک گئے۔ شہنشاہ برآمدے سے گزر کر اس کے کونے میں بنی ہوئی بڑی بڑی سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا اور شہزادی بھی اس کے پیچھے تھی۔

تقریباً سو سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وُہ محل کی چھت پر پہنچ گئے۔ اور پھر چھت سے ہوتے ہوئے وُہ دیوار کے ساتھ بنی ہوئی بارہ دری میں پہنچے اور یہاں موجود بڑی بڑی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

اب وہ دُور تک سمندر میں دیکھ سکتے تھے۔

"وہ دیکھو ان آدم زادوں کی کشتی"۔

شہنشاہ نے سمندر کے تقریباً درمیان میں ایک چھوٹے سے دھبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مگر آدم زاد کہاں ہیں۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہے"۔

شہزادی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی وُہ دُور ہیں۔ جب یہ نزدیک آ جائیں گے تو پھر نظر آنے لگ جائیں گے"۔

شہنشاہِ جنات نے جواب دیا اور شہزادی خاموش ہو کر اس دھبے کو دیکھنے لگی۔ جو اب تیزی سے بڑا ہوتا چلا جا رہا تھا۔

پھر آہستہ آہستہ وُہ کشتی نظر آنے لگی۔ اور جب اس کی نظریں کشتی کے درمیان بیٹھے چپو چلاتے ہوئے ڈمبالو پر پڑیں تو وہ چونک پڑی۔

ابّا حضور! یہ آدم زاد بھی ہماری طرح بڑے قدو قامت کے ہوتے ہیں۔ آپ تو کہتے تھے کہ وُہ چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔

شہزادی کے لہجے میں حیرت تھی۔

ارے یہ جو درمیان میں بیٹھا ہے یہ اصل آدم زاد نہیں ہے یہ تو مجھے کوئی دیو لگتا ہے۔ آدم زاد تو وُہ ہیں جو کشتی کے قریب کھڑے ہیں۔

شہنشاہ نے کہا۔

"ارے یہ آدم زاد ہیں۔ میں سمجھی مرغی کے بچے ہیں"۔

شہزادی نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ آدم زاد ہیں مگر یہ ابھی نوجوان ہیں"۔
شہنشاہ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

چونکہ اب کشتی کافی نزدیک آ چکی تھی۔ اس لیے اب کشتی کے کنارے کھڑے چلوسک ملوسک شہزادی کو صاف نظر آنے لگ گئے تھے۔

ارے یہ تو بہت پیارے سے بچے ہیں۔ خوبصورت سے۔ مگر انہوں نے لباس کیسا پہن رکھا ہے۔ عجیب اوٹ پٹانگ سا۔
شہزادی نے کہا۔

"آدم زاد اس قسم کا لباس پہنتے ہیں"۔
شہنشاہ نے جواب دیا۔

اور پھر وہ دونوں خاموش بیٹھ کر کشتی کو کنارے سے لگتے دیکھتے رہے۔ اس دیو نے کشتی کو رسّی سے باندھا اور پھر وُہ سب نیچے اُتر آئے۔

یہ اب کہاں جائیں گے ابّا حضور!
شہزادی نے پوچھا۔

جانا کہاں ہے۔ گھوم پھر کر واپس چلے جائیں گے۔ قلعہ توڑ نہیں سکتے۔ کیونکہ اس کا کوئی دروازہ

بھی نہیں ہے"۔
شہنشاہ نے جواب دیا۔

"ارے نہیں ابا جان! میں انہیں ابھی نہیں جانے دوں گی۔ میں ان سے کھیلوں گی"۔
شہزادی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"شہزادی تمہیں معلوم ہے کہ جناتی قانون کے مطابق ہم کسی آدم زاد کو قلعے کے اندر نہیں بلا سکتے۔ ہاں! اگر کوئی خود کسی طرح اندر آ جائے تو اور بات ہے"۔ اور قلعے کی دیواریں اتنی اونچی ہیں کہ یہ زندگی بھر بھی کوشش کریں تو اندر نہیں آ سکتے۔
شہنشاہِ جنات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادھر آدم زاد اور وُہ دیو اب دیوار کے ساتھ چلتے ہوئے قلعے کی دوسری طرف نکل گئے۔ جب کہ ان کی کشتی ابھی تک وہیں کنارے پر درخت سے بندھی کھڑی تھی۔

نہیں ابّا جان! میں ان سے کھیلوں گی۔ آپ ایسا کریں کہ ان کی کشتی غائب کر دیں تاکہ یہ واپس نہ جا سکیں۔ پھر یہ یہاں رہنے پر مجبور

ہو جائیں گے"۔

شہزادی نے شہنشاہ کے گلے میں اپنی بڑی بڑی اور موٹی موٹی باہیں ڈالتے ہوئے بڑے فخر سے کہا۔

اچھا، اچھا۔

بادشاہ نے اس کے بھاری بازو پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔

دوسرے لمحے دو قوی ہیکل جن ان کے سامنے پہنچ گئے۔ ان دونوں کی شکل و صورت تو انسانوں جیسی تھی۔ لیکن قد و قامت دیوؤں جیسا تھا۔

البتہ دیوؤں اور ان میں یہ فرق تھا کہ ان کے سینگ نہ تھے۔ اور انسانوں اور ان میں یہ فرق تھا کہ ان کی آنکھوں کی پتلیاں لمبی تھیں۔ جب کہ انسانوں کی آنکھوں کی پتلیاں گول ہوتی ہیں۔ اور دوسری یہ بھی تھی کہ ان میں سے کسی کے ہاتھ میں بھی انگوٹھے نہ تھے۔ بس چار چار انگلیاں تھیں۔

"جاؤ جا کر اس کشتی کو رسی سے کھول کر گھسیٹتے ہوئے قلعے کی دیوار تک لے آؤ اور پھر اُسے اندر لے آؤ"۔

شہنشاہ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور دونوں جن سر ہلاتے ہوئے واپس چلے گئے۔

چند لمحوں بعد شہزادی نے ان دونوں جنوں کو دیوار سے نکل کر سمندر کے کنارے کی طرف بڑھتے ہُوئے دیکھا۔

ان میں سے ایک نے تیزی سے رسی کھولی اور سمندر میں پھینک دی۔ اب رسی کا ایک سرا درخت سے بندھا ہوا تھا۔ اور پھر وُہ کشتی کو گھسیٹتے ہوئے دیوار تک لے آئے۔

چونکہ وہ کشتی کو اپنی طرف گھسیٹ رہے تھے اس لیے کشتی کے گھسیٹنے کے نشانات نے ان کے پیروں کے بڑے بڑے نشانات کو مٹا دیا تھا۔

دیوار کے قریب جیسے ہی وُہ پہنچے۔ دیوار پھٹی اور پھر وہ کشتی سمیت دیوار کی دُوسری طرف پہنچ گئے اور دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد دونوں آدم زاد اور وُہ ان کا ساتھی دیو گھوم کر جب اپنی پہلی والی جگہ پر پہنچے تو وُہ سب حیرت سے اُچھل پڑے۔

وہ تیز تیز لہجے میں باتیں کر رہے تھے۔ لیکن

زیادہ فاصلہ ہونے کی وجہ سے ان کی باتیں شہزادی کی سمجھ میں نہ آ رہی تھیں۔

"اب مزہ آئے گا۔ اب یہ واپس کیسے جائیں گے"۔

شہزادی نے خوشی سے اُچھلتے ہُوئے کہا۔

"دیکھو اب یہ کیا کرتے ہیں"۔

شہنشاہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر شہنشاہ سلامت! آپ نے کشتی کو گھسیٹنے کا حکم کیوں دیا تھا جب کہ جن کشتی کو آسانی سے اٹھا کر لا سکتے تھے۔"

اچانک شہزادی نے پوچھا۔

شہزادی زرتارم آدم زاد جنوں سے بے حد ڈرتے ہیں اس لیے اگر وُہ کشتی کو اس طرح غائب دیکھتے اور پھر انہیں جنوں کے پَیروں کے بڑے بڑے نشانات نظر آ جاتے تو وہ گھبرا کر سمندر میں کود جاتے اور ڈوب کر مر جاتے۔ اور کشتی کے گھسیٹنے کے نشانات دیکھ کر وُہ یہی سمجھیں گے کہ انسانوں نے اِسے گھسیٹا ہے۔ اس طرح وُہ گھبرائیں گے نہیں۔

شہنشاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ابا حضور! آپ واقعی بے حد عقلمند ہیں مگر اب یہ کسی طرح قلعے کے اندر آ جائیں تب مزہ آئے۔"

شہزادی نے کہا۔

"ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اوّل تو یہ اتنی اونچی دیواروں پر چڑھ نہیں سکتے۔ اور پھر اگر یہ کسی طرح اندر آ گئے تو پھر انہیں اندھیری غار والی شرط پوری کرنی پڑے گی، ورنہ انہیں مرنا پڑے گا۔"

شہنشاہ نے کہا۔

"اندھیری غار والی شرط کیا ہے"۔

شہزادی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

ہمارا جناتی قانون ہے کہ اگر کوئی آدم زاد خود ہمارے قلعے کے اندر آ جائے تو اسے اندھیری غار میں ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ غار قلعے کے شمال میں واقع ہے۔ اس غار میں لاکھوں کروڑوں زہریلے سانپ ہیں۔ اگر یہ اس غار میں سے بچ کر نکل جائیں تب زندہ رہ سکتے ہیں اور

Shahid.

ہمارے دوست بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور
اگر یہ شرط پوری نہ کریں تو پھر انہیں فوری قتل
کر دینا ہمارا فرض بن جاتا ہے۔

شہنشاہ نے شہزادی کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

ارے ارے یہ کیا یہ اتنی بڑی رسی کو توڑ
کیوں رہے ہیں۔

اچانک شہزادی نے کہا اور شہنشاہ بھی چونک
کر انہیں دیکھنے لگا۔

وہ دیکھو! دیوہیکل آدمی رسی کو ماپ کر درمیان
سے توڑ رہا ہے اور پھر انہوں نے ایک کی بجائے
دو رسیاں تیار کر لیں۔ اس کے بعد ان رسیوں
کے سروں پر درخت کی شاخیں باندھ دی گئیں

اچھا تو یہ کمند ڈال کر دیوار پر چڑھنا چاہتے
ہیں۔ بہت خوب۔ دیکھا شہزادی! میں نے تمہیں
نہیں کہا تھا کہ یہ آدم زاد بے حد عقلمند اور
چالاک ہوتے ہیں۔

"اب دیکھو! ان کے پاس ایک رسی رہ گئی
تھی۔ وہ اسے کیسے عقلمندی سے استعمال کر
رہے ہیں۔"

شہنشاہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ابا حضور! واقعی میں تو سوچ بھی نہ سکتی
تھی کہ یہ اتنے عقلمند ہو سکتے ہیں۔"

شہزادی نے کہا۔

پھر وہ دونوں آدم زاد اوپر چڑھنے لگے۔ اس
لمحے ان کے ساتھی کو جو نیچے دیوار کے قریب
کھڑا تھا۔ دیوار کے اندر سے دھکا دیا گیا۔ اور
وہ لڑکھڑا کر چار قدم دور جا کھڑا ہوا۔ اور
پھر وہ دیوار کی طرف غصے سے دوڑا۔

چند لمحوں بعد شہنشاہ اور شہزادی نے دیکھا کہ
پہلے اس کے دونوں ہاتھ دیوار میں پھنسے اور
پھر وہ دیوار میں غائب ہو گیا۔

"یہ کیا ہوا ابا حضور!"

شہزادی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے غلطی سے دیوار کے مقدس حصے سے
اپنا جسم ٹکرا دیا تھا۔ اس لیے اسے دھکا دیا
گیا۔ لیکن جب یہ پلٹ کر وار کرنے کے لیے
دوڑا تو اسے زندانِ دیوار کی سزا دے دی
گئی۔ اب یہ ہمیشہ کے لیے دیوار کے اندر قید

رہے گا۔"

شہنشاہ نے پرخیال لہجے میں کہا۔

"مگر ابّا حضور، آپ تو یہاں بیٹھے ہیں پھر کس کی یہ جرأت ہوئی ہے کہ شہنشاہِ جنات کے قلعے میں خود کسی کو سزا دے دے۔"

شہزادی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

اُسے شاید آدم زادوں کے ساتھی کو سزا دینے کا خاصا رنج ہوا تھا۔

"شہزادی مت بھولو کہ ہم سب جناتی قانون کے پابند ہیں۔ جو غلطی کرے گا اُسے خود بخود سزا مل جائے گی۔"

شہنشاہِ جنات نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ارے، یہ تو دیوار پر چڑھ آئے۔"

اچانک شہزادی نے ان دونوں آدم زادوں کو دیوار پر چڑھتے دیکھ کر کہا۔

"ہاں"! شہنشاہ نے کہا۔

اور پھر اس نے زور سے تالی بجائی۔ دوسرے لمحے دو مسلح جن ان کے سامنے پہنچ گئے۔

ان دونوں آدم زادوں کو اندر کھینچ لیا جائے

مگر انہیں مرنا نہیں چاہیئے۔ اور ساتھ ہی دربارِ عام کا اعلان کر دو۔ ہم ان کا فیصلہ دربارِ عام میں کریں گے"۔

شہنشاہ نے تیز لہجے میں کہا اور وُہ دونوں سر جھکا کر پلٹے اور پھر غائب ہو گئے۔

اور شہزادی نے دیکھا کہ دونوں آدم زادوں کو دیوار پر سے کھینچ لیا گیا۔ اور وہ دونوں ہوا میں قلابازیاں کھاتے ہوئے نیچے گرتے چلے جا رہے تھے۔

شہزادی دم سادھے بیٹھی رہی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ شہنشاہِ جنات نے انہیں نہ مرنے دینے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے انہیں ضرور بچا لیا جائے گا۔ لیکن بظاہر ایسے حالات نظر آ رہے تھے۔ جیسے نیچے گرتے ہی ان کے جسموں کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ اس لیے وُہ دم سادھے بیٹھی ہوئی تھی۔

چند لمحوں بعد اس نے اس وقت طویل سانس لیا جب ان دونوں آدم زادوں کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی نہ نظر آنے والے جنوں کے

ہاتھوں نے سنبھال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت صرف جنوں کو ہی بخشی ہے کہ وہ جب چاہیں دوسروں کو نظر آنے لگیں اور جب چاہیں غائب ہو جائیں۔ اور جب وُہ غائب ہوتے تھے تو انسان تو انسان، دوسرے جنوں کو بھی نظر نہ آتے تھے۔

"ابا حضور! اب دربارِ عام میں آپ کیا فیصلہ کریں گے"۔

موٹی شہزادی نے اٹھلاتے ہوئے شہنشاہِ جنات کی گردن کے گرد اپنے گرز نما بازو ڈالتے ہوئے کہا۔

فیصلہ تو جناتی قانون نے پہلے ہی کر دیا ہے ہم انہیں اندھیری غار میں ڈلوا دیں گے۔ اگر یہ وہاں سے بچ کر نکل آئے تو ہمارے دوست ورنہ سانپ انہیں ہلاک کر دیں گے اور اگر یہ شرط پوری کرنے پر آمادہ نہ ہوئے تو انہیں فوراً قتل کرا دیا جائے گا۔

شہنشاہِ جنات نے اپنی بیٹی کے گرز نما بازو اپنے گلے سے ہٹاتے ہوئے جواب دیا

"اوں ہوں! ہم ان زادوں سے کھیلیں گے یہ چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے آدم زاد ہمیں اچھے لگتے ہیں"۔

موٹی شہزادی نے بچوں کی طرح ضد کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ تو جناتی قانون ہے۔ میں اس قانون کو بدل نہیں سکتا۔ ورنہ فوراً میری شہنشاہت ختم ہو جائے گی"۔

شہنشاہِ جنات نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ابا حضور! آپ شہنشاہ ہیں۔ سب آپ کا حکم مانتے ہیں۔ کچھ کریں ورنہ میں آپ سے رُوٹھ جاؤں گی۔ آپ سے کبھی نہ بولوں گی"۔

موٹی شہزادی نے شہنشاہِ جنات کی طرف سے منہ پھیرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے مجھ سے مت رُوٹھو۔ تم تو میری واحد اولاد ہو۔ تمہارے لیے تو میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔ مگر یہ جناتی قانون"۔

شہنشاہ نے گھبرا کر اُسے سیدھا کرتے ہوئے کہا

اس کے چہرے پر شدید الجھن کے آثار تھے
جیسے اس مسئلے کا کوئی حل اس کی سمجھ میں
نہ آ رہا ہو۔

"ارے ہاں ایک کام ہو سکتا ہے"
شہنشاہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ابا حضور!"
شہزادی نے بھی چونک کر پوچھا۔

"اگر اندھیری غار میں موجود تمام سانپ نکال
لیے جائیں یا پھر ان کا زہر ختم کر دیا جائے تو
ان آدم زادوں کو کچھ نہیں ہو گا۔ اور یہ وہاں
سے صحیح سلامت باہر آ جائیں گے۔ اس طرح
ہمارا قانون بھی پورا ہو جائے گا اور تمہاری
ضد بھی۔"
شہنشاہِ جنات نے کہا۔

"واہ واہ! پھر تو مزہ آ جائے گا۔ میں ان
چھوٹے چھوٹے آدم زادوں سے خوب کھیلوں گی"
شہزادی نے خوشی سے اچھل اچھل کر تالیاں
بجاتے ہوئے کہا۔

اس کے اچھلنے سے تھپ تھپ کی آوازیں اس

کی تالیوں کی آوازوں سے بھی اونچی سنائی دے
رہی تھیں۔

"اچھا اب تم جاؤ۔ دربارِ عام میں آ جانا۔
مجھے سوچنے دو کہ ان سانپوں کا زہر کیسے
ختم کیا جائے۔"
شہنشاہِ جنات نے کہا۔

"اچھا ابا حضور! یہ خیال رکھئے گا۔ کوئی سانپ
زہریلا باقی رہ نہ جائے۔"
شہزادی نے کہا۔

اور پھر شہنشاہِ جنات کے سر ہلانے پر وہ کمرے
کے دروازے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"ہونہہ نادان سی لڑکی دو آدم زادوں کے
لیے جناتی قانون بدلنا چاہتی ہے۔ یہ بھلا کیسے ہو
سکتا ہے۔ انہیں بہرحال مرنا پڑے گا۔"
شہنشاہ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کن کو مرنا پڑے گا۔"
اچانک کمرے میں ایک تیز اور چیختی ہوئی آواز
گونجی اور شہنشاہِ جنات یوں بوکھلا کر کھڑا ہو گیا
جیسے جن دیوتا فوراً آ گیا ہو۔

"تمہاری بیٹی شہزادی زرتارم کی بات کر رہا ہوں ملکہ عالیہ"۔
شہنشاہِ جنات نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیونکہ شہنشاہِ جنات ہونے کے باوجود وُہ اپنی بیوی ملکہ عالیہ سے بہت ڈرتا تھا۔ ملکہ عالیہ غصے کی انتہائی تیز تھی۔ اور جب اُسے غصہ آتا تو پھر وہ اس کی شہنشاہیت کا ذرہ برابر بھی خیال نہ رکھتی تھی۔ اور سب کے سامنے اُسے پیٹنا شروع کر دیتی۔

ویسے بھی جسم اور قدوقامت میں وُہ شہنشاہ سے کہیں زیادہ موٹی۔ بھاری بھرکم اور طاقتور تھی۔ اس لیے شہنشاہِ جنات اگر ڈرتا تھا تو اپنی بیوی ملکہ عالیہ سے ہی ڈرتا تھا۔

"اچھا تو تم میری بیٹی شہزادی زرتارم کو مارنا چاہتے ہو۔ تمہارا ستیاناس۔ تمہیں یہ سوچنے کی جرأت کیسے ہوئی"۔
ملکہ عالیہ نے انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر وُہ اچھل کر شہنشاہ پر بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی۔

ارے ارے سنو تو سہی میری بات تو سنو۔ شہنشاہِ جنات نے انتہائی گھبرائے ہوئے انداز میں اس کے حملوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

مگر ملکہ عالیہ بھلا اس طرح کہاں رُکنے والی تھی۔ اس کے دو ہی تھپڑوں میں شہنشاہِ جنات کا تاج اڑ کر دور جا گرا۔ اور شہنشاہِ جنات کے گنجے سر پر تھپڑوں کی بارش شروع ہو گئی۔

شہنشاہِ جنات کا سر خوفناک تھپڑوں کی بارش سے بری طرح چکرانے لگا۔ اور پھر وہ دھڑام سے فرش پر گر پڑا۔ اس نے اپنے پیر یوں سیدھے کر لیے جیسے وہ بیہوش ہو گیا ہو۔ اسے معلوم تھا کہ ملکہ عالیہ کے حملوں سے بچنے کا واحد طریقہ یہی ہے۔

اور وہی ہوا۔ اس کے بیہوش ہوتے ہی ملکہ عالیہ رُک گئی۔ اور پھر اس نے جھک کر بڑے پیار بھرے انداز میں شہنشاہِ جنات کو

فرش سے اُٹھایا۔ کمرے میں رکھی ہوئی بڑی کر
کرسی پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد وُہ فرش پر پڑے
ہوئے تاج کی طرف بڑھی۔ اس نے تاج اٹھایا ا
اسے اپنی قمیض سے صاف کر کے اس نے اُسے
کر شہنشاہ کے گنجے سر پر جما دیا۔
اس کی یہ فطرت تھی کہ اُسے جس پر غصّہ
آ جائے اور وہ بیہوش ہو جائے تو اس کا غصّہ
فوری طور پر دور ہو جاتا تھا۔ اور شہنشاہِ جنات
اس کی یہ عادت جانتا تھا۔
"اب جلدی سے ہوش میں آ جاؤ ورنہ مجھے
دوبارہ غصہ آ جائے گا"۔
ملکہ عالیہ نے شہنشاہ کو بازو سے پکڑ کر زور سے
جنجھوڑتے ہوئے کہا" اور شہنشاہ نے جلدی سے آنکھیں کھو
دینے میں ہی عافیت سمجھی کہ کہیں دوبارہ نہ تھپ
پڑنے شروع ہو جائیں۔
"مارو گی تو نہیں"۔
شہنشاہِ جنات نے آنکھیں کھولتے ہی بڑے سہمے
ہوئے لہجے میں پوچھا۔
پہلے تم یہ تو بتاؤ کہ تم میری بیٹی شہزادی زرتاج

کو کیوں مارنا چاہتے تھے"۔
ملکہ عالیہ نے دوبارہ غصیلے لہجے میں کہا۔
اس کی ناک سے ایک بار پھر بپھرے ہوئے سانڈ
کی طرح پھوں پھوں کی تیز آوازیں نکلنا شروع
ہو گئی تھیں۔
"ارے میں اس کی بات تھوڑی کر رہا تھا۔
میں تو آدم زادوں کے مرنے کی بات کر رہا تھا"۔
شہنشاہِ جنات نے جلدی جلدی جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"آدم زادوں کی۔ کن آدم زادوں کی"۔
ملکہ عالیہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
ویسے اس کی ناک سے نکلنے والی پھوں پھوں
کی آوازیں اب آہستہ ہوتی جا رہی تھیں۔ اور
چہرے پر اُبھرنے والے غصے کے آثار بھی تیزی سے
ختم ہوتے جا رہے تھے۔ اور شہنشاہِ جنات نے
اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اُسے شروع سے لے
کر آخر تک ساری بات تفصیل سے سُنا دی۔
"اوہ تو یہ بات ہے۔ معاف کرنا شہنشاہِ سلامت
میں نے خواہ مخواہ آپ کو تکلیف
دی۔ میں

معافی کی خواستگار ہوں"۔
ملکہ عالیہ نے غصہ دور ہوتے ہی بڑے نر
لہجے میں کہا۔ جیسے واقعی وُہ کسی عظیم
شہنشاہ سے مخاطب ہو۔ جس سے اسے بڑا
لگتا ہو۔

"ہم نے از راہ انصاف اور رحم دلی سے تمہیں
معاف کیا"۔
شہنشاہِ جنات نے بڑے باوقار لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

اور ملکہ عالیہ خوشی سے اچھل اُٹھی جیسے
معافی مل جانے کے بعد کوئی بہت بڑی خوشی
حاصل ہوئی ہو۔

"لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ واقعی سانپوں
کو ہٹا لیا جائے یا ان کا زہر ختم کر دیا جائے
آخر وہ ہماری لاڈلی بیٹی ہے۔ اس کی خواہشات
کو پورا کرنے کے لیے ہمیں ضرور کچھ نہ کچھ کرنا
چاہیئے"۔
ملکہ عالیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔
"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ جناتی قانون نہیں

بدلا جا سکتا"۔
شہنشاہِ جنات نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے
میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیوں نہیں بدلا جا سکتا۔ ضرور بدلا جا سکتا ہے
اور تم بدلو گے"۔
ملکہ عالیہ کو ایک بار پھر غصہ آنا شروع ہو
گیا اور اس کی ناک سے دوبارہ پھُوں پھُوں کی
آوازیں نکلنے لگی۔

"ارے ارے ہاں ہاں بدلا جا سکتا ہے۔ کیوں
نہیں بدلا جا سکتا۔ کیوں نہیں بدلا جا سکتا"۔
شہنشاہِ جنات نے فوراً ہی عاجزانہ لہجے میں کہا
اور ملکہ عالیہ کی پھوں پھوں ایک بار پھر مدھم
پڑنے لگ گئی۔

"مگر تم اُسے کیسے بدلو گے"۔
ملکہ عالیہ نے نرم لہجے میں پوچھا۔
ایک ہی ترکیب ہے کہ دیوار زندان میں قید
ان آدم زادوں کے دیو نما ساتھی کو پہلے اس
غار میں ڈالا جائے۔ جب سانپ اسے کھانے
لگیں اور کاٹنے میں مصروف ہو جائیں تو ان

آدم زادوں کو رسیوں سے باندھ کر اس پر
پھینک دیا جائے اور پھر فوراً ہی رسیاں کھینچ
لی جائیں۔ اس طرح شرط بھی پوری ہو جائے
گی اور یہ آدم زاد بھی بچ کر باہر نکل آئیں
گے۔"

شہنشاہِ جنات نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا
"مگر ہو سکتا ہے کہ ہزاروں کروڑوں سانپوں
میں سے کوئی انہیں کاٹ لے۔ اس طرح وہ
مر بھی تو سکتے ہیں"۔

ملکہ عالیہ نے فوراً ہی اس کی تجویز رد کرتے
ہوئے کہا۔

"تو پھر تم کوئی ترکیب سوچو۔ میری تو سمجھ
میں کچھ نہیں آتا"۔

شہنشاہ جنات نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا
"تم اگر کوئی ترکیب نہیں سوچ سکتے تو
پھر جنات کے شہنشاہ کیوں بنے پھر رہے ہو۔
احمق جن کو شہنشاہ بننے کا کوئی حق نہیں ہے"
ملکہ عالیہ نے اس سے بھی زیادہ برا منہ
بناتے ہوئے کہا۔

اچھا تو تم سوچ لو آخر تم بھی تو ملکہ عالیہ ہو"
شہنشاہ کو غصہ آ گیا۔

"سنو میں نے سوچ بھی لی ہے۔ ایسی ترکیب
ہے کہ تم خوشی سے اچھل پڑو گے"۔
ملکہ عالیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسی ترکیب ہے۔ کچھ میں بھی تو سنوں"۔
شہنشاہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سنو ماتارم جادوگر کو بلاتے ہیں۔ وہ تمہارا
دوست ہے۔ وہ ان سانپوں پر جادو کر دے
گا۔ اور سانپ ان آدم زادوں کو کاٹ نہیں
سکیں گے۔ اس طرح آدم زاد بچ جائیں گے"۔
ملکہ عالیہ نے جواب دیا۔

"واہ واہ کیا خوبصورت ترکیب ہے۔ واقعی ماتارم
سانپوں کو بیہوش کر سکتا ہے۔ ٹھیک ہے، میں
ان آدم زادوں کو غار میں ڈالنے کی تاریخ
چار دن بعد کی رکھ دیتا ہوں۔ اس دوران ماتارم
کو بلا لیں گے۔ اور سانپوں کو بیہوش کر
دیں گے"۔

شہنشاہ نے خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوتے

ہوئے کہا۔

"دیکھا میری ترکیب کیسی ہے۔ آؤ اب چلیں
دربارِ عام میں ہمارا اِنتظار ہو رہا ہو گا"
ملکہ عالیہ نے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ایک دُوسرے کا ہاتھ پکڑ
کر یوں باہر کی طرف چل دیے جیسے ان کے
درمیان کبھی لڑائی ہی نہ ہوئی ہو۔

چلوسک ملوسک کو جب ہوش آیا تو وہ
حیرت سے چونک پڑے۔ انہیں تو یہی خیال
تھا کہ وہ قلعے کی برجی سے نیچے گرنے پر مر
چکے ہوں گے۔ لیکن اب انہیں احساس ہوا تھا
تھا۔ کہ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ صحیح سلامت
بھی ہیں۔

چنانچہ وہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور دُوسرے لمحے
اُن کے حلق سے خوف زدہ چیخیں نکلنے لگیں کیونکہ
انہیں اپنے گرد عجیب و غریب شکلوں والے
انتہائی خوفناک جن بیٹھے ہوئے نظر آ رہے تھے

سامنے ایک بڑے سے تخت پر ایک جن بیٹھا تھا جس کے سر پر تاج تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس سے بھی زیادہ موٹی اور بھدی عورت بیٹھی تھی۔ اس نے بھی سر پر تاج پہن رکھا تھا۔ جب کہ دوسری طرف ایک عورت بڑی سی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جو اتنی موٹی تھی جیسے ہتھنی۔

"یہ ہم کہاں آ گئے ہیں"۔

اچانک چلوسک نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم شہنشاہِ جنات کے دربار میں ہو آدم زادو"

اچانک ایک کڑکدار آواز سنائی دی اور وہ دونوں یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑے۔

"گگ گگ کیا کہہ رہے ہو۔ شہنشاہِ جنات کا دربار"۔ چلوسک نے حیرت سے ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز میں خوف تھا۔

"ہاں، ہم شہنشاہِ جنات ہیں۔ یہ ہماری ملکہ عالیہ ہے۔ اور یہ ہماری اکلوتی بیٹی شہزادی زرتارم ہے"۔

شہنشاہ نے اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی موٹی اور بھدی عورتوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ باقی تمام جن بڑے مؤدب اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہم شہنشاہِ جنات، ملکہ عالیہ اور شہزادی زرتارم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں"۔

اچانک چلوسک نے اٹھ کر باقاعدہ سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہی ہی ہی"۔

اچانک وہ موٹی ہتھنی جیسی لڑکی زور زور سے ہنسنے لگی جسے شہزادی زرتارم کہا گیا تھا۔

"چھوٹے چھوٹے پیارے پیارے آدم زاد تو بہت اچھے ہیں"۔

شہزادی نے کھلکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بہت مہربانی۔ شہزادی زرتارم آپ بیحد خوبصورت شہزادی ہیں۔ آپ جیسی خوبصورت شہزادی پہلے کبھی نہیں دیکھی"۔

چلوسک نے جان بوجھ کر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اگر اس نے ان خوفناک جنوں کو خوش نہ کیا تو پھر وہ

زندہ کبھی اس جناتی قلعے سے باہر نہ نکل سکیں گے
" شکریہ شکریہ"۔
شہزادی نے اپنے طور پر شرماتے ہوئے جواب دیا
اور چلوسک کے اس فقرے نے شہنشاہ اور
ملکہ عالیہ کو بھی خوش کر دیا تھا۔ بھلا ان کی
اکلوتی بیٹی کی تعریف ہو اور وہ خوش نہ ہوں۔
" ہمارا ساتھی کہاں ہے"۔
" اچانک چلوسک نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا
تمہارے ساتھی کو دیوار زندان کی سزا مل چکی
ہے۔ وہ دیوار میں قید کر دیا گیا ہے"۔
شہنشاہِ جنات نے جواب دیا۔
" اوہ وہ تو ہمارا پیارا ساتھی ہے۔ شہزادی بیحد
رحم دل ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ شہزادی اس کی
سزا معاف کر دے گی"۔
چلوسک نے خوشامدانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا
" ہم نے معاف کر دیا۔ ہم نے سزا معاف کر دی"
شہزادی نے اچھلتے ہوئے کہا۔
" نہیں شہزادی، یہ جناتی قانون ہے۔ تم معاف
نہیں کر سکتیں"۔

اچانک شہنشاہ جنات نے غصیلے لہجے میں کہا۔
" کیسے نہیں معاف کر سکتا۔ وہ شہزادی ہے جو
چاہے کرے۔ سمجھے"
اچانک ملکہ عالیہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور
اس کی ناک سے پھوں پھوں کی آوازیں نکلنے لگیں
ساتھ ہی اس نے اپنا ہاتھ یوں اٹھا لیا جیسے بھرے
دربار میں شہنشاہ کو تھپڑ مار دے گی۔
" اچھا اچھا کر سکتی ہے۔ بالکل کر سکتی ہے۔ آخر
شہزادی ہے"۔
شہنشاہِ جنات نے فوراً ہی شکست تسلیم کرتے ہوئے
کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طرف بیٹھے
ہوئے بوڑھے سے جن سے مخاطب ہو کر کہا۔
" کیوں وزیرِاعظم شہزادی بھی تو معاف کر سکتی ہے"۔
شہنشاہ درصل اپنی بات وزیرِاعظم پر ڈالنا چاہتا تھا
" شہنشاہِ جنات، شہزادی تو شہزادی ہے۔ جناتی
قانون کے مطابق دیوار زندان کی سزا شہنشاہِ جنات
خود بھی معاف نہیں کر سکتے"۔
وزیرِاعظم نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا
ابے بیٹھ جا بڈھے کھوسٹ خواہ مخواہ ٹرٹر کیے

جا رہا ہے۔ جب ہم کہہ رہے ہیں کہ شہزادی معاف کر سکتی ہے تو تم کون ہوتے ہو نہیں کرنے والے۔ ایک جھانپڑ ماروں گی تو زمین میں دفن ہو جاؤ گے۔"

ملکہ عالیہ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"آپ ملکہ عالیہ ہیں۔ آپ جو چاہیں کہہ سکتی ہیں لیکن جناتی قانون اپنی جگہ اٹل ہے۔ اُسے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ اس آدم زاد کے رہا ہونے کی ایک ہی شرط ہے کہ اس کے ساتھی کالے جن سے لڑائی لڑیں۔ اگر کالا جن جو دیوار زندان کا محافظ ہے شکست کھا جائے تو وہ آدم زاد دیوار زندان سے رہائی پا سکتا ہے۔"

وزیراعظم جن نے جواب دیا اور پھر دربار میں موجود تمام جنوں نے وزیراعظم جن کی کھلے عام تائید کرنی شروع کر دی۔

"ہم کالے جن سے جنگ کرنے پر تیار ہیں شہنشاہِ جنات۔"

اچانک چلوسک نے کھڑے ہو کر کہا اور پورے دربار میں یک لخت سناٹا سا چھا گیا۔

"تم کالے جن سے مقابلہ کرو گے۔ تم نے کالے جن کو دیکھا نہیں۔ وُہ جن دیوتا کا خاص پجاری ہے۔ اس کے پاس بے پناہ طاقتیں ہیں۔ بڑے سے بڑا جن بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

وزیراعظم جن نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا

تم لے آؤ اپنے کالے جن کو۔ تم نے آدم زادوں کے بارے میں غلط سنا ہے۔ ہم پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔"

چلوسک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ ہم یہ مقابلہ ضرور دیکھیں گے بلاؤ کالے جن کو۔"

شہنشاہ نے فوراً کہا۔

اس نے سوچا تھا کہ چلو اس بہانے ان آدم زادوں سے ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی۔ ورنہ شہزادی زرتارم جس طرح ان آدم زادوں میں دلچسپی لے رہی ہے اور اس کی ماں ملکہ عالیہ اس کا ساتھ دے رہی ہے۔ اس سے ضرور جناتی قانون ٹوٹے گا۔ اور پھر اس پر جن دیوتا کا قہر نازل ہو جائے گا۔

"کالے جن کو حاضر کیا جائے"۔

اچانک وزیرِاعظم جن نے زور زور سے تالی بجاتے ہوئے کہا۔

اور چند لمحوں بعد اندھیرے میں سے ایک بہت بڑا لمبا چوڑا اور خوفناک شکل والا جن نمودار ہو گیا اس کا پورا جسم اور چہرہ توے کی طرح سیاہ تھا دو بڑے بڑے دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ اس نے سرخ رنگ کا پاجامہ سا پہنا ہوا تھا۔ اس کا اوپری جسم ننگا تھا۔ اس کے گلے میں جنوں کی کھوپڑیوں کا ہار پڑا ہوا تھا۔

"کس نے ہمیں بلایا"۔

کالے جن نے دربار کے درمیان میں آ کر بڑے فخر بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے تمہیں بلایا ہے کالے جن"۔

شہنشاہِ جنات نے بڑے کڑکدار لہجے میں کہا۔

"اوہ شہنشاہِ جنات، پھر ٹھیک ہے۔ صرف آپ ہی کالے جن کو طلب کر سکتے ہیں۔ اور کس کی مجال ہے کہ کالے جن کو بلا سکے۔ فرمائیے کیا حکم ہے"۔

کالے جن نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"دیکھو یہ آدم زاد چاہتے ہیں کہ ان کا ساتھی جو تمہارے پاس دیوارِ زندان میں قید ہے رہا ہو جائے۔ اور جناتی قانون کے مطابق جب تک یہ مقابلہ کر کے تمہیں شکست نہ دے دیں۔ ان کا ساتھی آزاد نہیں ہو سکتا۔ ہم نے تو انہیں بہت سمجھایا ہے۔ مگر یہ آدم زاد بہت ضدی ہیں۔ یہ تم سے مقابلہ کے لیے تیار ہیں۔ کیا تم ان سے مقابلہ کرو گے"۔

شہنشاہِ جنات نے مسکراتے ہوئے کالے جن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ آدم زاد مجھ سے مقابلہ کریں گے۔ کالے جن سے جو جن دیوتا کا خاصا پجاری ہے۔ جس کا نام لیتے ہوئے بڑے بڑے بہادر جنوں کو بخار چڑھ جاتا ہے"۔

کالے جن نے حیرت سے اپنے سامنے کھڑے ہوئے چلوسک ملوسک کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو اس کے مقابلے میں چیونٹیوں سے بھی چھوٹے دکھائی دے رہے تھے

"ہاں ہم تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بولو تم —— کس طرح مقابلہ کرتے ہو"۔

چلوسک نے کہا۔

"ہا ہا ہا، تم مجھ سے مقابلہ کرو گے۔ تم حقیر آدم زاد
جنہیں میں ایک پھونک ماروں تو آسمان میں گم ہو
جاؤ۔ تم مجھ سے مقابلہ کرو گے"۔
کالے جن نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی
وہ زور زور سے زمین پر پیر مارنے لگا۔ اور چلوسک
ملوسک کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین میں زلزلہ آ
گیا ہو اور آسمان پر بادل گرج رہے ہوں۔
"وزیراعظم تم جناتی قانون سے سب سے زیادہ واقف
ہو۔ تم بتاؤ کہ یہ مقابلہ کس طرح ہو گا"۔
شہنشاہِ جنات نے وزیراعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مقابلہ ویسے ہی ہو گا جیسے مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ
آپس میں لڑیں گے۔ جو دوسرے کو شکست دے دے
وہ جیت جائے گا"۔
وزیراعظم جن نے اُٹھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔
"مگر ہمیں یہ بتایا جائے کہ مقابلہ کن ہتھیاروں سے
ہو گا"۔
چلوسک نے پوچھا۔
"مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت نہیں۔ ان مچھروں کو اگر

کسی ہتھیار کی ضرورت ہو تو بیشک انہیں دے دیا جائے"
کالے جن نے کہا۔
"ہم اپنے ہتھیاروں سے لڑیں گے"۔
چلوسک نے کہا اور پھر اس نے اپنا پستول نکال لیا
"ہونہہ یہ حقیر سی نلکی تمہارا ہتھیار ہے۔ ٹھیک ہے
پھر ہو جائے مقابلہ"۔
کالے جن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
"آدم زادو اس کالے جن کی جان اس کے بالوں
میں ہے۔ اگر اس کے بال کاٹ دیے جائیں تو یہ
مر جائے گا"۔
اچانک شہزادی زرتارم نے چیخ کر کہا۔
"تم چپ رہو شہزادی تمہیں بولنے کی اجازت نہیں ہے"
شہنشاہِ جنات نے اُسے غصے سے منع کرتے ہوئے کہا
"اور تم بھی چپ رہو شہنشاہ کے بچے ورنہ ایک
جھانپڑ دوں گی"۔
ملکہ عالیہ نے بھی غصیلے لہجے میں شہنشاہ کو ڈانٹتے
ہوئے کہا۔
"ملکہ عالیہ آپ ملکہ ہیں اس لیے ہم خاموش ہیں
ورنہ شہنشاہِ جنات کی شان میں گستاخی کرنے والوں

کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔"
وزیرِاعظم نے کہا۔
"تم چپ رہو بڈھے"
ملکہ عالیہ وزیرِاعظم پر اُلٹ پڑی اور وزیرِاعظم بھی سہم کر خاموش ہو گیا۔
"مقابلہ شروع کیا جاتا ہے۔"
اچانک شہنشاہِ جنات نے زور سے تالی بجاتے ہوئے کہ اور کالا جن مقابلے کا سنتے ہی تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ تیزی سے چلوسک ملوسک کی طرف بڑھائے مگر چلوسک ملوسک تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کی ٹانگوں کے درمیان سے گزر کر اس کی پشت پر آ گئے۔ کالا جن تیزی سے مڑا۔ لیکن اس کے مڑتے ہی وہ دونوں ایک بار پھر دوڑتے ہوئے اس کی پشت پر آ گئے۔ اب تو کالے جن کو بار بار ہٹنا پڑا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ ہونے لگ یہ حقیر آدم زاد اُسے تھکانا چاہتے تھے۔ اس نے کئی بار ہاتھ مار کر ان دونوں کو پکڑنا چاہا مگر وہ اس سے زیادہ پھرتیلے تھے۔ اس لیے بھاگ کر اس کے قدموں سے دور ہو جاتے۔

شہزادی زرتارم کی بات سن کر وُہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا مقابلہ کسی انسان سے نہیں جو ان کی پستول کی شعاع سے دھماکے سے ڈر جائے گا۔ بلکہ جن سے ہے جن کی جان والی چیز کو جب تک ختم نہ کیا جائے وہ نہیں مرتے۔ اس لیے وُہ اُسے چکر دے کر مارنا چاہتے تھے۔ پھر اچانک ملوسک نے اس کی پشت پر آ کر اس کی ٹانگ پر فائر کر دیا۔ اس کے پستول سے سبز رنگ کی شعاع اُٹھی اور کالے جن کی ٹانگ سے ٹکرا گئی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ جن کی ٹانگ ٹوٹی تو نہیں البتہ وہ اُچھل کر منہ کے بل فرش پر دھڑام سے گر گیا۔ اسی لمحے چلوسک تیزی سے دوڑتا ہوا اس کے سر کے قریب آیا۔ جن نے تیزی سے اُٹھنے کی کوشش کی مگر اس بار چلوسک نے اس کی پشت پر فائر کیا اور اُٹھتا ہوا کالا جن ایک بار پھر دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ چلوسک اس وقت تک اس کے سر کے پاس پہنچ چکا تھا۔ اس نے پھرتی سے پستول جیب میں رکھا اور پھر دُوسری جیب سے چاقو نکال لیا۔ پھر وُہ چھلانگ لگا کر جن کی پشت پر چڑھا۔ اور اس کی گردن کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

"کیوں وزیرِاعظم"۔

شہنشاہ جنات کی عادت تھی کہ وہ دربار میں اپنی
ہر بات کی تصدیق وزیرِاعظم سے کرالیتا تھا۔ تاکہ اگر کل
اس پر کسی بات کے سلسلہ میں کوئی حرف آئے تو وہ
اس کا بوجھ وزیرِاعظم پر ڈال کر خود صاف بچ جائے۔

"آپ درست فرما رہے ہیں۔ واقعی کالا جن
شکست کھا چکا ہے۔ اور اب جناتی قانون کے مطابق
ان آدم زادوں کے ساتھی کو دیوارِ زندان سے رہائی
کا حکم صادر کیا جا سکتا ہے"۔

وزیرِاعظم نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آدم زادوں کے ساتھی کو رہا کر کے یہاں دربار
میں لایا جائے"۔

شہنشاہِ جنات نے بلند آواز میں حکم دیتے ہوئے کہا
اور پھر تھوڑی دیر بعد ڈمبالو ایک طرف سے نمودار
ہو کر چلوسک ملوسک کے پاس پہنچ گیا۔ جب چلوسک
ملوسک نے اُسے بتایا کہ اس طرح انہوں نے کالے
جن کو شکست دے کر اُسے رہا کرایا ہے تو وُہ
بے حد خوش ہُوا۔

"سنو آدم زادو تم جناتی قلعے میں خود ہی داخل ہوئے

ہو۔ اس طرح تم نے جناتی قانون توڑا ہے۔ جناتی قانون
کے مطابق کوئی آدم زاد جناتی قلعے میں داخل نہیں ہو
سکتا۔ اگر کوئی خود ہی آ جائے تو پھر اُسے فوری طور
پر موت کی سزا دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وُہ ایک خاص
امتحان سے گزرنے پر آمادہ نہ ہو جائے"۔

اچانک وزیرِاعظم نے کھڑے ہو کر کہا اور چلوسک
ملوسک امتحان کی بات سن کر چونک پڑے۔

"کیسا امتحان"

چلوسک نے چونک کر پوچھا۔

"وہ ایک آسان سا امتحان ہے۔ یہاں ایک اندھیری
غار ہے جس میں تمہیں پھینکا جائے گا۔ اگر تم اس
غار سے زندہ سلامت باہر آ گئے۔ تو تم ہمارے دوست
اور مہمان ورنہ تمہارا خاتمہ ہو جائے گا۔ اور اگر تم نے
اندھیری غار والی شرط پوری نہ کی تو جناتی قلعے کے تمام
جن تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اور تمہاری بوٹی بوٹی علیحدہ
علیحدہ کر دیں گے۔ تمہیں مار ڈالیں گے"۔

وزیرِاعظم جن نے لہجے کو خوفناک بناتے ہوئے کہا۔
اس کی آنکھوں سے شدید نفرت کے شعلے نکل رہے
تھے۔ اُسے دراصل کالے جن کی موت کا بیحد افسوس

تھا۔ کیونکہ کالا جن اس کا بڑا پرانا دوست تھا اور اسی کی وجہ سے وُہ جن دیوتا کی مرضی سے شہنشاہ جنات کے وزیراعظم کے عہدے پر فائز چلا آ رہا تھا۔ اور اب وہ جلد از جلد ان آدم زادوں کو اندھیری غار میں ڈال کر ان سے کالے جن کا انتقام لینا چاہتا تھا۔

"اس اندھیری غار میں کیا چیز ہے۔ کون رہتا ہے اس میں"۔

چلوسک نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"جناتی قانون کے مطابق ہم کچھ نہیں بتا سکتے"۔

وزیراعظم جن نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا

"میں بتاتی ہوں اس میں لاکھوں کروڑوں زہریلے سانپ رہتے ہیں"۔

اچانک شہزادی زرتارم نے چیختے ہوئے کہا اور وزیراعظم جن غصے سے اُچھل پڑا۔

"شہزادی صاحبہ، آپ نے جناتی قانون توڑا ہے اس لیے قانون کے مطابق اب آپ کو بھی ان آدم زادوں کے ساتھ اندھیری غار میں جانا پڑے گا"۔

وزیراعظم نے غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔ شہزادی اس غار میں نہیں جا سکتی۔ وزیراعظم نے شہزادی کی توہین کی ہے۔ اس لیے اس توہین کے بدلے میں وزیراعظم کو غار میں پھینکا جائے"۔

ملکہ عالیہ نے بھی غصّے سے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر پورے دربار میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ آدھے جن ملکہ عالیہ کی حمایت کر رہے تھے جب کہ باقی آدھے وزیراعظم کی حمایت میں بول رہے تھے۔

"ٹھیک ہے، مجھے یہ شرط منظور ہے۔ میں ان آدم زادوں کے ساتھ اندھیری غار میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن اگر میں زندہ واپس آ گئی تو پھر وزیراعظم کو مرنا ہو گا"۔

شہزادی زرتارم نے اپنی بڑی سی کرسی سے اُٹھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"شہزادی تم یہ کیا کہہ رہی ہو خاموش رہو"۔

ملکہ عالیہ نے چیختے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔ شہزادی اب شرط منظور کر چکی ہے۔ اس لیے اب وہ اپنی بات سے

مگر نہیں سکتی۔"
وزیرِاعظم نے تیزی سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"تم کھینے ہو بُڈھے کھوسٹ۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔"
اچانک ملکہ عالیہ نے اُچھل کر وزیرِاعظم پر حملہ کر دیا مگر دوسرے لمحے وزیرِاعظم کے محافظ دستے کے جن اس کے اور وزیرِاعظم کے درمیان برچھیاں لے کر آ گئے اور انہوں نے بڑی مشکل سے وزیرِاعظم کو ملکہ عالیہ کے غضب سے بچایا۔
"تم پلپلے مینڈک، شہنشاہِ جنات بنے بیٹھے ہو۔ تمہاری بیٹی کے خلاف یہ سازش کر رہا ہے اور تم بیمار بکرے کی طرح منہ لٹکائے بیٹھے ہو۔"
ملکہ عالیہ وزیرِاعظم کو چھوڑ کر شہنشاہِ جنات پر اُلٹ پڑی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ شہنشاہِ جنات کا محافظ دستہ درمیان میں آتا۔ ملکہ عالیہ کے ایک ہی زور دار تھپڑ سے شہنشاہِ جنات کا تاج اڑتا ہوا دُور جا گرا۔
"یہ شہنشاہ کی توہین ہے۔ شہنشاہ کی توہین برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اب ملکہ عالیہ کو بھی اندھیری غار میں جانا پڑے گا۔"

اچانک وزیرِاعظم نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دربار کے سارے جن اس کی حمایت میں نعرے لگانے لگے۔
"ٹھہرو، میری بات سنو۔"
اچانک شہنشاہ نے کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔
"ہم کچھ نہیں سُنتے۔ ملکہ عالیہ، شہزادی اور ان آدم زادوں کو ابھی اندھیری غار میں پھینکو۔ یہ جناتی قانون ہے۔"
سب جنوں نے چیختے ہوئے کہا۔
اور پھر شہنشاہِ جنات چیختا رہ گیا۔ مگر جن ملکہ عالیہ اور شہزادی پر ٹوٹ پڑے۔ شہزادی تو خود چلنے پر تیار ہو گئی۔ جب کہ ملکہ عالیہ بُری طرح چیخنے لگی۔ وہ گالیاں دے دے کر چیخ رہی تھی مگر جن اُسے زبردستی اُٹھا کر غار کی طرف چل پڑے۔ ڈمبالو، چلوسک ملوسک بھی اس جلوس کے ساتھ چل رہے تھے۔
"آدم زادو، میری ماں کو بچا لو۔"
شہزادی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
اب اس کا چہرہ بھی دُھواں دھواں ہو رہا تھا

پہلے تو اس کا خیال تھا کہ اس کا باپ سانپوں کا زہر نکال لے گا۔ لیکن موجُودہ صورتِ حال میں تو اُسے اتنا موقع بھی نہ مل سکا تھا کہ وہ سانپوں کا زہر نکال لیتا۔ اس طرح تو ان کی موت یقینی تھی۔

"تم گھبراؤ نہیں اور اپنی ماں کو بھی حوصلہ دو۔ ہم ان سانپوں سے نمٹ لیں گے۔"

چلوسک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے وہ تو بیحد زہریلے ہیں۔"

شہزادی نے کہا۔

"وُہ کتنے بھی زہریلے ہوں۔ ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تم بے فکر رہو۔"

چلوسک نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ اور شہزادی نے سر ہلایا۔

تھوڑی دیر بعد وہ قلعے کے ایک کونے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی جس کے دامن میں ایک بہت بڑے غار کا دہانہ نظر آ رہا تھا۔ غار کے اندر گھپ اندھیرا تھا۔ اور غار کے دہانے میں سے ہزاروں لاکھ[illegible]انپوں کے

پھنکارنے کا شور سنائی دے رہا تھا۔

جنوں کا جلوس غار کے سامنے پہنچ کر رُک گیا۔ ملکہ عالیہ موت کی دہشت کی وجہ سے بیہوش ہو چکی تھی۔ البتہ شہزادی زرتارم نوجوان ہونے کی وجہ سے حوصلے میں کھڑی تھی۔ البتہ اس کے پورے جسم سے پسینہ آبشار کی طرح بہہ رہا تھا۔

وزیرِاعظم جن بھی جلوس کے ہمراہ تھا۔ اس نے وہاں پہنچتے ہی حکم دے دیا کہ ان سب کو غار میں دھکیل دو اور جنوں نے تیزی سے انہیں غار کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔ چلوسک تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وُہ جیب سے پستول نکال کر غار کے دہانے میں فائر کرتا۔ اچانک جنوں کے گروہ نے پوری قوت سے اُنہیں دھکا دیا اور وُہ سب اچھلتے ہوئے گیندوں کی طرح غار کے اندر گرتے چلے گئے۔ غار کی سطح دہانے سے بہت نیچی تھی۔ اس لیے انہیں اندر گرتے ہوئے یوں محسوس ہوا جیسے وُہ کسی اندھیرے کنوئیں میں گرتے چلے جا رہے ہوں۔

جنوں نے شہزادی زرتارم اور بیہوش ملکہ عالیہ کو بھی اندر اچھال دیا۔ اور شہنشاہِ جنات نے خوف اور دہشت سے آنکھیں بند کرلیں۔ ظاہر ہے اب وُہ کبھی اپنی پیاری شہزادی اور لڑاکی ملکہ عالیہ کو زندہ نہ دیکھ سکتا تھا۔ لیکن وہ جناتی قانون کی وجہ سے مجبور تھا۔

چلوسک ملوسک کو غار کے دہانے سے نیچے گرتے ہی یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں میں گِر رہے ہوں۔ سانپوں اور اژدہوں کی پھنکاروں سے پورا غار گونج رہا تھا۔ملوسک کے حلق سے تو چیخیں نکلنے لگیں۔ لیکن چلوسک نے اپنے اوسان بحال رکھے۔

• اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہُوئے پستول کا رُخ نیچے کی طرف کرتے ہوئے مسلسل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے پستول سے سُرخ رنگ کی شعاعیں نِکل نِکل کر نیچے کہیں دور گرنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی زوردار

دھماکوں سے غار نما کنوئیں کے در و دیوار لرزنے
لگے۔ سانپوں کے جلنے کی تیز بُو غار میں پھیلتی
چلی گئی۔ اور پھر جب وہ نیچے تہہ میں جا
گرے تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کے نیچے
راکھ کے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے جسم
اس راکھ میں دھنستے چلے گئے۔ ابھی پھنکاروں
کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن دور دور
چلوسک نے نیچے گرتے ہی قلابازی کھائی اور پھر
سیدھا کھڑے ہوتے ہی اس نے ایک بار پھر
پستول کے فائر کرنے شروع کر دیئے۔

تیز سُرخ شعاعوں نے پوری غار کو تباہ کر
کے رکھ دیا۔ اس کی تیز روشنیوں میں انہوں
نے ہر طرف سانپوں کی راکھ کے ڈھیر پڑے
ہوئے دیکھے۔ اور پھر غار میں بالکل خاموشی
چھا گئی۔ وہاں موجود لاکھوں سانپ ان طاقتور
شعاعوں کی وجہ سے آناً فاناً جل گئے تھے۔

اس کے بعد چلوسک نے ملوسک کو تلاش
کیا۔ ڈمبالو بھی کھڑا ہوا تھا۔ چلوسک کے حکم پر
ڈمبالو نے سانپوں کی راکھ کے ایک بڑے سے

ڈھیر میں دھنسی ہوئی موٹی ملکہ عالیہ کو باہر نکال
لیا۔ شہزادی بھی بیہوش ہو چکی تھی۔ اُسے بھی
ایک ڈھیر سے نکالا گیا۔ اور پھر ڈمبالو نے ملکہ
عالیہ کو کاندھے پر اٹھا لیا۔ جب کہ چلوسک
نے شہزادی زرتارم کی ناک اور منہ کو بند کرکے
اُسے ہوش میں لے آیا۔

شہزادی ہوش میں آتے ہی دہشت سے چیخنے
لگی۔ مگر جب چلوسک نے اُسے بتایا کہ انہوں نے
غار میں موجود تمام سانپوں کو جلا کر رکھ دیا ہے
تو شہزادی خوشی سے ناچنے لگی۔

"شہزادی ناچ بعد میں لینا، اب ہم یہاں
سے باہر کیسے نکلیں گے"۔

چلوسک نے شہزادی سے مخاطب ہو کر کہا
"یہ تو کوئی مسلہ نہیں ہے۔ میں ابھی بندوبست
کرتی ہوں"۔

شہزادی نے کہا۔ اور پھر اس نے زور زور
سے یہ کہنا شروع کر دیا۔

"جن دیوتا ہماری مدد کرو ہم نے شرط جیت
لی ہے۔ اب ہمیں اوپر بھیجو"۔

شہزادی زور زور سے یہ فقرا دہرا رہی تھی۔
اور چند لمحوں بعد چلوسک ملوسک کی حیرت
کی انتہا نہ رہی۔ جب انہوں نے اپنے جسموں
کو تیزی سے اوپر کی طرف اُٹھتے ہوئے دیکھا
ان کے قدم زمین کو چھوڑ چکے تھے۔ اور انہیں
یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وُہ ہوا میں کسی
راکٹ کی طرح اوپر ہی اوپر اُٹھتے چلے جا
رہے ہوں۔

اور پھر چند لمحوں بعد وُہ ایک جھٹکے سے
غار کے دہانے سے نکل کر باہر زمین پر آ
کھڑے ہُوئے۔

انہیں یوں زندہ سلامت کھڑے دیکھ کر پورے
جناتی قلعے میں زبردست شوروغل مچ گیا۔ تمام
جن بھاگتے ہوئے پہنچ گئے۔

شہنشاہِ جنات کو جب شہزادی اور ملکہ عالیہ
کے زندہ بچ جانے کا علم ہوا تو وُہ ننگے پاؤں
ہی وہاں دوڑتا چلا آیا۔ اور آ کر اپنی بیٹی
سے لپٹ گیا۔ تمام جن خوشی سے اُچھل کود رہے
تھے۔ اور پھر ملکہ عالیہ کو بھی ہوش میں لایا گیا

پہلے تو وہ خوف سے چیخنے لگی۔ لیکن جب اُسے
بتایا گیا کہ وُہ اندھیری غار سے زندہ بچ کر آ
گئی ہے تو وُہ بھی خوشی سے اُچھلنے لگی۔

"ملکہ عالیہ، یہ سارا کام ان آدم زادوں نے
کیا ہے۔ انہوں نے فائر کر کے تمام سانپوں کو
جلا کر راکھ کر دیا ہے"۔

شہزادی نے یُوں خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے
وہ اپنا کارنامہ بیان کر رہی ہو۔ اور ملکہ عالیہ
نے خوشی کی شدت سے چلوسک ملوسک کو اپنے
پیٹ کے ساتھ چمٹا لیا۔ کیونکہ اس کا قد اتنا
تھا کہ چلوسک ملوسک کے سر اس کے پیٹ تک
ہی پہنچ سکتے تھے۔ اس کی گرفت اتنی سخت
تھی کہ چلوسک ملوسک کے دم گھٹنے لگے۔ اور
ملوسک نے تو فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر یہ موٹی ملکہ
اُسے ایک لمحہ اور نہیں چھوڑتی تو وہ اس پر
فائر کر دے گا۔ مگر شکر ہے کہ اس نے چھوڑ
دیا اور دونوں کو یوں محسوس ہُوا جیسے وہ صحیح
معنوں میں اب موت کے منہ سے بچ کر
نکلے ہوں۔

"کہاں ہے وہ بڈھا کھوسٹ وزیراعظم۔ اسے بلاؤ
شہزادی شرط جیت چکی ہے۔ اب اُسے مرنا
پڑے گا۔"
ملکہ عالیہ نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"ہاں وہ وزیراعظم تو نظر نہیں آ رہا۔ بلاؤ اُسے"
شہنشاہِ جنات نے بھی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے
کہا۔ مگر وزیراعظم وہاں ہوتا تو سامنے آتا۔ وہ تو
غائب تھا۔

"تم نے جوتا کیوں نہیں پہنا۔ اچھے شہنشاہ ہو
بغیر جوتے کے کھڑے ہو۔"
اچانک ملکہ عالیہ کی نظریں شہنشاہ کے پیروں
پر پڑیں تو اس نے چیختے ہوئے کہا۔
"ارے واقعی۔ میں تو تمہارے زندہ بچ جانے
کی خوشی میں جوتا پہننا ہی بھول گیا تھا۔"
شہنشاہ نے کہا۔
"اچھا ہماری زندگی کی خوشی میں۔ پھر ٹھیک ہے
جاؤ جا کر جوتا پہن کر آؤ۔ تم شہنشاہ ہو ذرا اپنے
وقار کا بھی خیال رکھا کرو۔"
ملکہ عالیہ نے اُسے غصے میں ڈانٹتے ہوئے کہا

اور بیچارے شہنشاہِ جنات نے وہیں سے محل
کی طرف دوڑ لگا دی۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ
ملکہ عالیہ کا غصّہ اگر زیادہ تیز ہو گیا تو وہ
ابھی پٹینا شروع کر دے گی۔
اور پھر وہ سب نعرے لگاتے اور خوشی سے
ناچتے ہوئے جنوں کے دائرے میں چلتے ہوئے
واپس دربارِ عام میں پہنچ گئے۔
شہنشاہِ جنات بھی جوتا پہن کر دربار میں پہنچ
چکا تھا۔ باقی سب رسم و رواج کے مطابق اپنی
اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ چلوسک ملوسک اور
ڈمبالو کے لیے بھی کرسیاں رکھ دی گئی تھیں۔
کیونکہ جناتی قانون کے مطابق اب وُہ جنوں کے
دوست بن چکے تھے۔
"کہاں ہے وزیراعظم۔ اُسے پیش کیا جائے۔"
شہنشاہ نے اپنے تخت پر بیٹھتے ہی بڑے
کڑکدار لہجے میں کہا۔
"شہنشاہِ جنات۔ وزیراعظم لکڑی کے اندر چلا گیا
ہے۔ اب وہ باہر اس صورت میں نکل سکتا ہے
اگر اس لکڑی کو توڑا جائے۔"

ایک بوڑھے جن نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ تو اس طرح وزیرِاعظم جن نے اپنے آپ
کو مرنے سے بچا ہی لیا۔ بڑا عقلمند ہے وُہ"۔
شہنشاہِ جنات نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا
اور چلوسک ملوسک نے دیکھا کہ بوڑھے جن
کی بات سنتے ہی شہزادی زرتارم اور ملکہ عالیہ
کے چہرے بھی لٹک گئے۔
"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ لکڑی میں چلے
جانے کا کیا مطلب"۔
چلوسک نے قریب بیٹھی شہزادی زرتارم سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔ اور شہزادی زرتارم نے اُسے
بتایا کہ جن دیوتا نے لکڑی کا ایک بڑا سا کمرہ
بنایا ہوا ہے۔ اس کی چابی جن دیوتا کے خاص
پجاریوں کے پاس ہوتی ہے۔ پہلے کالے جن کے
پاس تھی۔ اور کالے جن کے مرنے کے بعد اب
وزیرِاعظم اس کا جانشین بن چکا تھا۔ اس کمرے
کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس میں جا کر دو گھنٹے
گزارے۔ اس پر موت مزید دو سو سال تک وارد

نہیں ہو سکتی۔
چنانچہ وزیرِاعظم جن کو جیسے ہی پتہ چلا کہ میں
شرط جیت گئی ہوں اور اب اُسے مرنا پڑے گا
وہ لکڑی میں چلا گیا ہے۔ اس طرح وہ موت
سے بچ گیا ہے۔ اب دو گھنٹے بعد جب وُہ
باہر نکلے گا تو جناتی قانون کے مطابق وہ دو سو
سال تک نہ مر سکے گا۔
"تو کیا وہ کالا جن اس کیبن میں نہ گیا تھا۔ وہ
ایسے ہمارے ہاتھوں مر گیا"۔
چلوسک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں لکڑی میں جانا بیحد اذیت ناک ہوتا
ہے۔ وہ دو گھنٹے یوں گزرتے ہیں جیسے جہنم میں
گزرتے ہیں۔ اس لیے ہر جن اس میں جانے کی
ہمت نہیں کرتا"۔
شہزادی نے جواب دیا۔
"تو اس کمرے کو توڑا نہیں جا سکتا"۔
چلوسک نے پوچھا۔
"نہیں وہ جن دیوتا کی لکڑی ہے۔ اُسے کوئی
نہیں توڑ سکتا۔ اور نہ ہی اس پر آگ اثر

کرتی ہے"۔

شہزادی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ تو پھر اس وزیرِاعظم جن کو کیسے نکالا جا سکتا ہے"۔

ملوسک نے کہا۔

"کاش! اُسے نکالا جا سکتا تو میری شرط پوری ہو جاتی"۔

شہزادی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"چلو کوئی بات نہیں زندہ رہتا ہے تو رہنے دو تم اسے معاف کر دو"۔

چلوسک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تم اصل بات جانتے نہیں۔ دو گھنٹے بعد جب باہر نکلے گا تو چونکہ میں شرط لگا چکی تھی۔ اس لیے اب میری زندگی میں سے دو سو سال اُسے مل جائیں گے۔ دوسرے لفظوں میں میری زندگی اگر دو سو سال رہ گئی ہے تو اس کے نکلتے ہی میں مر جاؤں گی۔ اور اگر میری زندگی کے بقایا چار سو سال رہ گئے ہیں۔ تو دو سو باقی رہ جائیں گے۔

لیکن اب مجبوری ہے۔ اُسے کوئی بھی باہر یں نکال سکتا۔

شہزادی نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

اوہ اگر یہ بات ہے تو اُسے باہر نکلنا پڑے ہم اسے نکالیں گے"۔

چلوسک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اُسے شہزادی سے ہمدردی تھی۔ جو شرط جیتنے کے وجود اس بوڑھے وزیرِاعظم کی وجہ سے اپنی عمر سو سال کم کرا بیٹھے گی۔ اور ویسے بھی کالے ن سے مقابلے کے وقت دراصل اُسی نے ان کی ر کی تھی۔ کہ اُسے بتا دیا تھا کہ کالے جن کی ن اس کے بالوں میں ہے۔ ورنہ وُہ تو ساری لڑنے کے باوجود اس کو ہلاک نہ کر سکتے۔ یہ ایک طرح سے شہزادی کا اُن پر احسان تھا وہ اس احسان کا بدلہ چکانا چاہتے تھے۔

"نہیں آدم زادو اُسے اب اس لکڑی سے ں نہیں نکال سکتا"۔

شہنشاہِ جنات نے کہا۔ وہ ان کی باتیں کافی سے سن رہا تھا۔

"آپ ہمیں وہاں لے چلیں پھر دیکھیں وُہ کیسے
نہیں نکلتا۔"
چلوسک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
اور پھر ملکہ عالیہ کے کہنے پر شہنشاہ مان گیا۔
کیونکہ ملکہ عالیہ وزیراعظم سے بُری طرح مار کھائے
ہوئے تھی۔ اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اس
بڈھے وزیراعظم کا خاتمہ ہو جائے۔
چنانچہ شہنشاہ اور جنوں کے ہمراہ وہ سب قلعے
کے ایک اور کونے میں پہنچے۔ وہاں سُرخ رنگ
کی لکڑی کا ایک چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا۔ جس کا
کوئی دروازہ یا کھڑکی نہ تھی۔
"یہ ہے وہ لکڑی"۔
شہزادی نے اس کمرے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔
"ہوں ٹھیک ہے"۔
چلوسک نے کہا۔
اور پھر اس نے جیب سے پستول نکال کر
اس کا رُخ کمرے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔
پستول سے سُرخ رنگ کی شعاع نکل کر اس کمرے پر پڑی

لیکن کمرے پر اس خوفناک شعاع کا کوئی اثر
نہ ہوا۔ حالانکہ یہ شعاع آتنی طاقتور تھی کہ پہاڑوں
کو اڑا دیتی تھی۔ لیکن نجانے یہ کمرہ کس لکڑی کا
بنا ہوا تھا۔ کہ اس پر سرخ شعاع بھی بے اثر
ثابت ہوئی۔
چلوسک چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ اور پھر اس نے
پستول کا ایک بٹن دبا دیا۔ اب پستول سے
سبز شعاع نکلنی تھی۔ جو تباہ کرنے کی بجائے
صرف دھکیلتی تھی۔ اس شعاع کو انہوں نے کالے
جن پر استعمال کر کے اسے زمین پر پڑے رہنے
پر مجبور کیا تھا۔
چلوسک نے اس بار دوبارہ جب ٹریگر دبایا
تو سبز رنگ کی شعاع کمرے پر پڑی اور کمرے
کی دیوار لرز کر اندر کی طرف ذرا سی ہٹ گئی
اب تو چلوسک سمجھ گیا کہ کام بن جائے گا۔
ملوسک تم دوسری طرف سے جا کر سبز شعاع
دیوار پر ڈالو میں اس طرف سے ڈالتا ہوں۔ اس
طرح دونوں دیواروں اندر کی طرف دبتی چلی جائیں
گی۔ اور بوڑھا جن وزیراعظم یا تو اندر پچک کر رہا

جائے گا یا پھر بوکھلا کر باہر نکلے گا۔"
چلوسک نے ملوسک سے مخاطب ہو کر کہا۔
اور ملوسک نے سر ہلا دیا اور پھر وہ جیب
سے پستول نکالے تیزی سے کمرے کی دوسری
طرف دوڑتا چلا گیا۔

"اور ڈمبالو سنو تم اس کمرے کے قریب جا
کر کھڑے ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے بوڑھا وزیراعظم
صورتِ حال کو سمجھنے کے لیے کوئی کھڑکی یا دروازہ
کھول کر باہر کی طرف جھانکے کہ آخر دیواریں اندر
کی طرف کیوں دب رہی ہیں۔ تو تم اس کی گردن
پکڑ کر اُسے باہر کھینچ لینا۔"
چلوسک نے ڈمبالو کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔
اور ڈمبالو سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دیوار کے ساتھ
ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

چلوسک نے اب بار بار سبز شعاع دیوار پر پھینکنا
شروع کر دی۔ اور ہر بار دیوار اندر کی طرف
کھسک جاتی۔ ادھر سے ملوسک نے بھی جب یہی
کام کیا تو چلوسک کی توقع کے عین مطابق کمرے
کی دیوار میں ایک بڑی کھڑکی نمودار ہوئی اور اس

میں سے بوڑھے وزیراعظم نے سر باہر نکال کر
جھانکا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔ مگر اس
سے پہلے کہ وُہ صورتِ حال کو سمجھتا۔ ایک طرف
کھڑے ڈمبالو نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا
اور اس نے بوڑھے کو گردن سے پکڑ کر باہر
کھینچ لیا۔

اب بوڑھا جن اس کے ہاتھوں میں لٹکا
ہوا کمرے سے باہر آ گیا تھا۔ اور شہزادی اور
ملکہ عالیہ خوشی سے ناچنے لگیں۔

"آدم زادو تم واقعی بیحد بہادر اور عقلمند ہو تم
نے اس بوڑھے کی عقلمندی کو بھی شکست دے دی"
ملکہ عالیہ نے خوشی سے قہقہے لگاتے
ہوئے کہا۔

"اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ شرط ہار
چکا ہے۔"
اچانک شہنشاہِ جنات نے کہا۔

اور پھر اس کی بات سنتے ہی ڈمبالو نے
بوڑھے کو زمین پر پھینک دیا۔ اور دو بڑی بڑی
تلواریں اٹھائے ہوئے خوفناک شکلوں والے جلاد

تیزی سے بوڑھے وزیرِاعظم کی طرف بڑھے۔

بوڑھے وزیرِاعظم نے پیچھے گرتے ہی چھلانگ لگائی اور دوڑ کر واپس اس کھڑکی کی طرف جانے لگا کہ اچانک چلوسک نے بٹن دبا کر ٹریگر دبا دیا اس کے پستول سے اس بار سُرخ رنگ کی شعاع نکلی اور دَوڑتا ہوا بوڑھا سرخ شعاع کے پڑتے ہی فضا میں اچھلا اور پھر اس کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی۔ شعاع نے اس کے بوڑھے جسم کے پرخچے اڑا دیئے تھے اور اس کا جسم زمین پر ٹکڑوں کی صورت میں آ گرا۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا کیونکہ اس کی جان اس کی کمر میں تھی

سارے جن خوشی سے اُچھلنے لگے۔ وُہ سب دراصل اس بوڑھے وزیرِاعظم جن سے تنگ تھے۔ کیونکہ وُہ بیحد ظالم جن تھا۔ اور جناتی قانون کا بہانہ بنا کر ان پر بے پناہ ظلم توڑتا رہتا تھا۔

چلوسک ملوسک اور ڈمبالو کو متفقہ طور پر جنوں کا دوست تسلیم کر لیا گیا۔ اور پھر انہیں پورے اعزاز کے ساتھ شاہی محل میں رکھا گیا۔ ان کے اعزاز میں پورے قلعے میں جشن

منایا گیا اور جنوں نے ناچ گانے پیش کئے۔

تین روز بعد شہزادی زرتارم کی شادی ایک نوجوان جن سے کرنے کا اعلان کر دیا گیا کیونکہ تین روز بعد شہزادی کی عمر بیس سال ہو چکی تھی۔ اور جناتی قانون کے مطابق جس روز کسی جن لڑکی کی عمر کے بیس سال پورے ہوں۔ اسی روز اس کی شادی لازماً کر دی جاتی ہے ورنہ وُہ مر جاتی ہے۔

چنانچہ شہزادی زرتارم کی شادی سپہ سالار سے کی گئی۔ اور سپہ سالار جن کو وزیرِاعظم بھی بنا دیا گیا۔

اس شادی میں خوب خوشیاں منائی گئیں۔ چار روز تک شادی کا جشن رہا۔ جس میں چلوسک ملوسک اور ڈمبالو بھی شریک رہے۔ اس کے بعد انہوں نے واپس جانے کی اجازت مانگی۔ شہزادی تو مان ہی نہ رہی تھی۔ لیکن اُن کے اس وعدے پر کہ وہ پھر یہاں آئیں گے۔ شہزادی، ملکہ عالیہ اور شہنشاہِ جنات نے انہیں واپسی کی اجازت دے دی۔

اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہہ دیا گیا کہ
چونکہ اب وہ جنوں کے دوست ہیں اس لیے
اب پوری دُنیا میں موجود جن ہر موقع پر
ان کی مدد کرنے کے پابند ہیں۔ جب بھی
انہیں ضرورت ہو وہ دل میں کہہ دیا کریں
کہ کوئی جن ان کی مدد کرے تو قریب ترین
جن ان کی مدد کو پہنچ جایا کرے گا۔

چلوسک ملوسک نے شکریہ ادا کیا۔ شہنشاہِ
جنات کے حکم پر ان کی کشتی واپس کر دی گئی
اور وہ سب سے مل کر واپس سمندر میں
کشتی میں سوار ہو گئے۔ جسے سمندر میں ڈال
دیا گیا تھا۔

اس کے بعد وہ کشتی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی
چلی گئی۔ اور جب تک کنارے پر کھڑے ہوئے
جن۔ شہنشاہِ جنات۔ ملکہ عالیہ اور شہزادی زرتارم
انہیں نظر آتے رہے وہ ہاتھ ہلاتے رہے
اور جب کشتی سمندر میں پہنچ گئی۔ اور
وہ انہیں نظر آنے بند ہو گئے تو وہ آگے
اپنے سفر پر چل نکلے۔ انہیں خوشی تھی کہ

انہوں نے نہ صرف جناتی قلعے کی سیر کر
لی ہے بلکہ وزیرِاعظم جن کے خاتمے کے
ساتھ پوری دُنیا کے جنوں کو بھی اپنا دوست
بنا لیا ہے۔ جو یقیناً ہر مشکل موقع پر ان
کی مدد کریں گے۔ کیونکہ اتنا تو وہ جانتے
تھے کہ جن وہ کام آسانی سے کر لیتے ہیں
جو انسان نہیں کر سکتے۔ اور یہ ان کی بہت
بڑی کامیابی تھی۔

ختم شُد

بچوں کے لئے انتہائی دلچسپ اور حیرت انگیز کہانی

عیّار جادوگر

مُصنف :۔ مظہر کلیم ایم اے

- ملک یمن کا شہزادہ جسے غلام بنا کر ایک تاجر کے پاس فروخت کر دیا گیا۔
- دنیا کا عیار ترین جادوگر بدرُوح جادوگر، ملک کالام کی شہزادی بہار کو اغوا کر کے لے گیا۔
- شہزادہ اسفندیار اپنے ساتھیوں سمیت شہزادی بہار کو چھڑانے کے لئے بدروح جادوگر کے مقابلے پر اتر آیا۔
- جنات کا بادشاہ ایک چرواہے کے روپ میں شہزادہ اسفندیار کی مدد کو پہنچ گیا۔
- عیار جادوگر جس کی جادو کی صلاحیتیں ایک بندر کے مجسمے میں چھپی ہوئی تھیں اور بندر کے اس مجسمے تک پہنچنے کیلئے عیار جادوگر کا دانت توڑنا ضروری تھا۔
- شہزادہ اسفندیار اور بدروح جادوگر کے درمیان خوفناک مقابلہ۔
- عیار جادوگر نے اپنی عیاری سے اسفندیار پر قابو پالیا اور پھر شہزادہ اسفندیار کو آسمان کی بلندیوں سے نیچے گرا دیا ــــ کیا اسفندیار ہلاک ہو گیا؟
- کیا شہزادہ اسفندیار شہزادی بہار کو چھڑانے میں کامیاب ہو گیا یا ــــ؟

یوسف برادرز پاک گیٹ مُلتان ۵

بچوں کے لیے انتہائی دلچسپ سچی کہانی

ھرکولیس موت کی وادی میں

مصنف :۔ اطہر قریشی

- ہرکولیس ــــ جو شیر سے زیادہ طاقتور ــــ چیتے سے زیادہ پھرتیلا ــــ ہاتھی سے زیادہ مضبوط ــــ اور تلوار چلانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔
- اہل یونان اسے "طاقت کا دیوتا" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔
- ریاست "ڈیمیا" ــ جس میں ہر روز اچانک کسی مکان کو آگ لگ جاتی ــ وہاں ایسا خوف و ہراس پھیلا کر لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر بھاگنے لگے۔
- ہرکولیس کو ڈیمیا بلایا گیا کہ وہ ڈیمیا والوں کو اس مصیبت سے نجات دلائے لیکن وہ حیران تھا کہ ایک اَن دیکھی طاقت سے کیسے مقابلہ کریگا؟
- ہرکولیس کا جنگلی ریچھ اور دوسرے درندوں سے زبردست مقابلہ۔
- شہزادی شمیلا کے گم ہونے پر ہرکولیس کو قید کر دیا گیا۔
- ہرکولیس ایک آتشی پرندے کا تعاقب کرتا ہوا ایک ایسے علاقے میں جا پہنچا جس کی ہر چیز عجیب اور انوکھی تھی۔
- ایک انوکھی، انتہائی دلچسپ اور بہادری کے کارناموں سے بھرپور کہانی۔

یوسف برادرز پبلشرز بچسیلرز پاک گیٹ ملتان